

صراطِ الجنان فِي تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ

جلد ہفتم

پارہ 19 تا 21

بَقِيَصَانِ كَرَمِي

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت شاہ

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

بَقِيَصَانِ كَرَمِي

سراج الائمہ، کاشف الغمہ، امام اعظم، فقیہ اہل حق حضرت سیدنا

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثاؤت رسا اللہ علیہ



[illegible]

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	صرحۃ الجنان تفسیر القرآن (جلد ہفتم)
مصنف :	شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوالصالح محمد قاسم قادری، رظا علی
پہلی بار :	
تعداد :	
ناشر :	مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبہ المدینہ کی شاخیں

021-34250168	شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی باب المدینہ (کراچی)
042-37311679	داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء (لاہور)
041-2632625	امین پور بازار سردار آباد (فیصل آباد)
058274-37212	چوک شہید اداں، میرپور کشمیر
022-2620122	فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن زم زم نگر (حیدرآباد)
061-4511192	نزد پتیل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء (ملتان)
044-2550767	کالج روڈ بالمقابل فوشیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال اوکاڑہ
051-5553765	فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ راولپنڈی
068-5571686	دُرانی چوک، نہر کنارہ خان پور
024-44362145	چکرا بازار، نزد MCB نواب شاہ
071-5619195	فیضان مدینہ، بیراج روڈ سکھر
055-4225653	فیضان مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ گوجرانوالہ
	فیضان مدینہ، گلبرگ نمبر 1، انور سٹریٹ، صدر پشاور

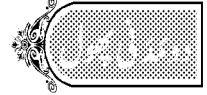
E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجاء کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

تفسیر ”صراطِ الجنان“ تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنے کی نیتیں

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نَبِیُّہُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ“ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ۶/ ۱۸۵ حدیث: ۵۹۴۲)



❁ غیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

- (1) ہر بار تَعُوذُ (2) تسمیہ سے آغاز کروں گا۔ (3) رضائے الہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔
- (4) با وضو اور (5) قبلہ رو مطالعہ کروں گا۔ (6) قرآنی آیات کی درست مخارج کے ساتھ تلاوت کروں گا۔ (7) ہر آیت کی تلاوت کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر قرآنِ کریم سمجھنے کی کوشش کروں گا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دوں گا۔ (8) اپنی طرف سے تفسیر کرنے کے بجائے علمائے کھٹہ کی لکھی گئی تفاسیر پڑھ کر اپنے آپ کو اپنی رائے سے تفسیر کرنے کی وعید سے بچاؤں گا۔ (9) جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کروں گا اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہوں گا۔
- (10) اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کروں گا اور بد عقیدگی سے خود بھی بچوں گا اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔ (11) جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انعام ہوا ان کی پیروی کرتے ہوئے رضائے الہی پانے کی کوشش کرتا رہوں گا۔
- (12) جن قوموں پر عتاب ہوا ان سے عبرت لیتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈروں گا۔ (13) شانِ رسالت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر اس کا خوب چرچا کر کے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنی محبت و عقیدت میں مزید اضافہ کروں گا۔ (14) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (15) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اشمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ (16) شرعی مسائل سیکھوں گا۔ (17) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا۔ (18) دوسروں کو یہ تفسیر پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (19) اس کے مطالعہ کا ثواب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ساری امت کو ایصال کروں گا۔ (20) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ؒ کا نمٹ بڑ کا ٹھہرہ العالیہ
کے صراط الجنان کی پہلی جلد پر دیئے گئے تاثرات)

کچھ صراط الجنان کے بارے میں.....

۱۴۲۶ھ (2002ء) کی بات ہے جب مفتی دعوت اسلامی الحاج محمد فاروق مدنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ”چل مدینہ“ کے قافلے میں ہمارے ساتھ تھے اور اس سفر حج میں مجھے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ بے حد کم گو، انتہائی سنجیدہ اور کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والی اس نہایت پرہیزگار شخصیت کی عظمت میرے دل میں گھر کر گئی۔ مکّۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہمارا مشورہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے ترجمہ کنز الایمان کی ایک آسان سی تفسیر ہونی چاہئے جس سے کم پڑھے لکھے عوام بھی فائدہ اٹھاسکیں، الْحَمْدُ لِلَّهِ مفتی دعوت اسلامی قُدس سرّہ السّامی اس بابرکت خدمت کے لئے بخوشی آمادہ ہو گئے۔ مجوزہ تفسیر کا نام صراط الجنان (یعنی جتنوں کا راستہ) طے ہوا۔ تبرکاً مکّۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ہی میں اس عظیم کام کا آغاز کر دیا گیا، افسوس! مفتی دعوت اسلامی قُدس سرّہ السّامی کی زندگی نے ان کا ساتھ نہ دیا، 6 پاروں پر کام کر کے وہ (بروز جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ) پردہ فرما گئے۔

اللہ ربّ العزّت کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چونکہ یہ کام انتہائی اہم تھا لہذا مدنی مرکز کی درخواست پر شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ابوصالح محمد قاسم قادری مدظلّہ العالی نے اس کام کا از سر نو آغاز کیا۔ اگرچہ اس نئے مواد میں مفتی دعوت اسلامی کے کئے گئے کام کو شامل نہ کیا جاسکا مگر چونکہ بنیاد انہی نے رکھی تھی اور آغاز بھی مکّۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی پُر بہار

فضاؤں میں ہوا تھا اور ”صراط الجنان“ نام بھی وہیں طے کیا گیا تھا لہذا حصولِ برکت کیلئے یہی نام باقی رکھا گیا ہے۔

کنز الایمان اگرچہ اپنے دور کے اعتبار سے نہایت فصیح ترجمہ ہے تاہم اس کے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو اب ہمارے یہاں رائج نہ رہنے کے سبب عوام کی فہم سے بالاتر ہیں لہذا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت دُحْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ کے ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف کو من و عن باقی رکھتے ہوئے اسی سے روشنی لیکر دو درجہ حاضر کے تقاضے کے مطابق حضرت علامہ مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ نے مَا شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک اور ترجمے کا بھی اضافہ فرمایا، اس کا نام کنز القرآن رکھا ہے۔ اس کام میں دعوتِ اسلامی کی میری عزیز اور پیاری مجلس المدینۃ العلمیہ کے مَدَنی علمائے بھی حصہ لیا بالخصوص مولانا ذوالقرنین مَدَنی سَلَمَةُ الغنی نے خوب معاونت فرمائی اور اس طرح صراط الجنان کی 3 پاروں پر مشتمل پہلی جلد (دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی جلد کے بعد اب پارہ نمبر 19، 20 اور 21 پر مبنی ساتویں جلد) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ الحاج مفتی محمد قاسم صاحب مدظلہ سمیت اس کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن و صراط الجنان فی تفسیر القرآن کے مبارک کام میں اپنا اپنا حصہ ملانے والوں کو دنیا و آخرت کی خوب خوب بھلائیاں عنایت فرمائے اور تمام عاشقانِ رسول کیلئے یہ تفسیر نفع بخش بنائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



طاب غم مدینہ
بتبع وفقرت و
بے حساب جنت
الفردوس میں آقا
کا پاؤں

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ

20-04-2013

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
53	تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب	1	نتیں
	آیت ”وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا“ سے معلوم ہونے	2	کچھ صراط الجنان کے بارے میں
55	والی باتیں	12	انیسویں باب
56	اسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟		قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت
	ضروریات زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	14	کر دیئے جائیں گے
56	کاڑہد		اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر
59	بڑے بڑے تین گناہ	17	آسان ہوگا
61	برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی	19	بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب
61	اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم	21	اچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب
62	گناہوں سے بچنے کی ترغیب		آزمائشیں مقبول بندوں کے درجات کی بلندی کا
64	جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر 4 احادیث	23	سبب ہیں
	قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت	32	عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے؟
65	کیسے سنی چاہئے؟		اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے
66	مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک	35	تالیع ہیں
70	سورہ شعراء	37	بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے
70	سورہ شعراء کا تعارف		اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف
70	مقام نزول	38	منسوب نہیں کرنا چاہئے
70	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	50	سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب
70	”شعراء“ نام رکھنے کی وجہ	50	جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک
70	سورہ شعراء کی فضیلت	51	رات میں عبادت کرنے کی ترغیب
70	سورہ شعراء کے مضامین	52	رات میں عبادت کرنے کے فوائد
72	سورہ فرقان کے ساتھ مناسبت	53	اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
133	نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے		رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخلوق پر
138	خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں	73	انتہائی کرم نوازی
146	عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرنے کی وعیدیں		مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت
149	لواطت اور ہم جنس پرستی کے نقصانات	89	انگیز دو احادیث
	حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو روح اور امین کہنے کی	104	غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت
156	وجوہات	107	دعا مانگنے کا ایک ادب
157	قرآن مجید کے بارے میں ایک عقیدہ		جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاالسَّلَام
158	عربی زبان کی فضیلت	108	کی سنت ہے
160	حق بات قبول کرنے میں ایک رکاوٹ		حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں
163	دنیا کا عیش و عشرت اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتا	108	کی فضیلت
	قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے		آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع
166	کا حکم	110	حاصل ہوگا
168	توکل کا معنی		قیمت کے دن پر ہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان
171	غلط شاعری کرنے والوں اور سننے پڑھنے والوں کو نصیحت	114	کے کام آئے گی
	در بار رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ		تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان
173	کی شان	117	امانت داری
173	اشعار فی نفسہ بُرے نہیں	119	عزت و ذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے
175	زبانی جہاد سے متعلق دو احادیث		تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غریب
176		122	پروری
	سورہ نمل کا تعارف		اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں
176	مقام نزول	124	کرنی چاہئے
176	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	129	دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی روش
176	”نمل“ نام رکھنے کی وجہ		نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام
176	سورہ نمل کے مضامین	131	رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
236	نہ سننے پر استدلال کرنے والوں کا رد	177	سورہ شعراء کے ساتھ مناسبت
237	مردوں کے سننے کا ثبوت		حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
240	”ذَابَتْهُ الْأَرْضُ“ کا تعارف	180	وَالِهَ وَسَلَّم کے استاذ نہیں
248	سورہ قصص		عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت حاصل
248	سورہ قصص کا تعارف	184	کرنی چاہئے
248	مقام نزول	185	علم والوں کو شکر کرنے کی ترغیب
248	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	187	حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں
248	”قصص“ نام رکھنے کی وجہ	190	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے
248	سورہ قصص کے مضامین		اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے کرامات ظاہر
249	سورہ نمل کے ساتھ مناسبت	203	ہونے کا ثبوت
250	لوح محفوظ اور قرآن مجید کے روشن کتاب ہونے میں فرق		خود پسندی کی مذمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف فضل کو
	حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور	204	منسوب کرنے کی ترغیب
252	کے حکمرانوں کا طرز عمل	211	بدشگونی لینے کی مذمت
255	اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	212	بدشگونی کا بہترین علاج
	آیت ”وَكُنْ لَكَ كَجَزَى الْمُحْسِنِينَ“ سے	217	فطرت سے بغاوت کا نتیجہ
261	معلوم ہونے والے مسائل	221	بیسویں باب
	آیت ”فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا“ سے معلوم ہونے	223	اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا ذریعہ
267	والے مسائل	224	مجبور و لا چار کی دعا
280	سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت		غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق
281	آیت ”وَإِخْوَانُ هَرُونَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	227	اہم کلام
287	لوگوں کو گمراہی اور بدعملی کی دعوت دینے والوں کا انجام	231	اجڑی بستیوں عبرت کے نشان ہیں
298	دُگنا اجر پانے والے لوگ		گناہ چھوڑنے اور دل کو باطنی امراض سے پاک رکھنے
	ابو طالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ	233	کی ترغیب
300	تعالیٰ علیہ کی تحقیق		آیت ”إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى“ سے مردوں کے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
339	سورہ عنکبوت کے مضامین	303	معاشرے کو امن وامان کا گہوارہ بنانے کا ذریعہ
340	سورہ بقصص کے ساتھ مناسبت	304	گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے
	ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے	305	موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت
342	مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب	306	آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے
343	کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	309	دنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند برا نہیں
348	شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی		قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی روش
349	قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر	319	خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق 3 شرعی احکام
351	مصائب و آلام میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب	320	تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب
353	دوسروں کو گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام	320	مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج
356	آیت ”وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي“ سے معلوم ہونے والے مسائل	323	پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھیں
367	آیت ”وَلَمَّا أَن جَاءَتْ مُرُؤْسُلَنَا“ سے معلوم ہونے والے احکام	324	خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت
373	آیت ”وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنُ وَهَامَانَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل	327	رَشک اور حسد کا شرعی حکم
376	مکڑی کے جالے رزق میں تنگی کا سبب ہوتے ہیں	328	عاقلوں اور علم والوں کا حال
378	اکسیر حلالی چلائے	328	قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے کا واقعہ
381	قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب	332	تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے بچیں
382	نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے		حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی
384	تلاوت قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات	336	
385	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل	339	سورہ عنکبوت کا تعارف
386	ظاہر و باطن تمام احوال میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب	339	مقام نزول
		339	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
		339	”عنکبوت“ نام رکھنے کی وجہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
417	موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت	388	عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی امور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
420	بدعتیہ دگی اور گناہوں کا بنیادی سبب	389	اہل کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہئے؟
424	جنت میں شادمانی کے نعمات کن لوگوں کو سنائے جائیں گے؟	390	آیت ”وَكُلِّ لَكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ“ سے متعلق دو باتیں
425	اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح بیان کرنے کے فضائل	391	غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب
426	نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت	399	جنتی بالا خانوں کے اوصاف
427	سورہ روم کی آیت نمبر 17، 18، 19 کی فضیلت	400	رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب
428	انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان	404	دنیا کی مذمت پر مشتمل 3 احادیث
430	اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق	406	مصیبت کے وقت مخلص مومن اور کافر کا حال
432	عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے اس کائنات کا کامل قدرت رکھنے والا ایک ہی خالق	408	اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں
434	موجود ہے	411	سورہ روم
438	ندافرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت	411	سورہ روم کا تعارف
449	آیت ”قَاتِلُوا الْمُكْفِرِينَ فِي حَقِّهِ“ سے متعلق دو باتیں	411	مقام نزول
450	نیوٹن اور تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت	411	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
451	زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں	411	”روم“ نام رکھنے کی وجہ
453	پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا سبب	411	سورہ روم کے مضامین
456	ہمارے اعمال کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا	412	سورہ عنکبوت کے ساتھ مناسبت
458	نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے	413	حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین
459	مسلمان بھائی کی آبرو بچانے کی فضیلت	414	حرابی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ
466	گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت	415	رومیوں کے غالب آنے کی مدت مبہم رکھنے کی حکمت
468	گناہ کے تین درجے	415	حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رومیوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	آیت ”وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ“ سے معلوم ہونے	470	سورہ لقمان کا تعارف
486	والے مسائل	470	مقام نزول
487	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں	470	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
488	ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے	470	”لقمان“ نام رکھنے کی وجہ
489	ماں کا حق باپ کے حق پر مُقَدَّم ہے	470	سورہ لقمان کے مضامین
	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی	470	سورہ روم کے ساتھ مناسبت
492	اطاعت نہیں	471	قرآن کریم کی شان
492	والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	472	سورہ لقمان کی آیت نمبر 4 اور 5 سے معلوم ہونے والی
494	بظاہر معمولی سمجھے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا		باتیں
	آیت ”يَبْنَئِ أَقِيمِ الصَّلَاةَ“ سے معلوم ہونے والے	473	”لَهُوَ الْحَدِيثُ“ کی وضاحت
495	اہم امور	474	آیت ”وَمِنَ الثَّانِي مَنْ يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثُ“
497	فخر اور اختیال میں فرق		سے معلوم ہونے والے مسائل
497	کسی شخص کو حقیر نہیں جانا چاہئے	475	گانے بجانے کی مذمت
499	اکڑ کر چلنے کی مذمت	475	گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام
500	آہستہ چلنے کی فضیلت اور بہت تیز چلنے کی مذمت	476	دین اسلام سے روکنے اور دُور کرنے والوں کے لئے
	چلنے میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی		سامانِ عبرت
500	سیرت	478	قرآن مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دوا احکام
501	چلنے کی سنتیں اور آداب	479	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف
	ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ	483	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو فضائل
501	باتیں کرنے کی مذمت	483	حکمت کی تعریف
	گفتگو کرنے میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت	484	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات
502	وسلَّم کی سیرت	484	رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکمت
502	بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب		بھرے ارشادات
503	اولاد کی تربیت میں قابل لحاظ امور	485	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
550	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد	508	علماء اور مفتیان کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت
550	”احزاب“ نام رکھنے کی وجہ	509	آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے ضروری عمل
550	سورہ احزاب کے مضامین		آیت ”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَكَ عَلِيمٌ السَّاعَةِ“ سے متعلق
	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کی جانے والی	521	اہم کلام
554	نہ اسے معلوم ہونے والے مسائل	523	سورہ مستجدہ
	یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت	523	سورہ سجدہ کا تعارف
555	کا حکم	523	مقام نزول
558	ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل	523	آیات، کلمات اور حروف کی تعداد
559	بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	523	”سجدہ“ نام رکھنے کی وجہ
	گود لئے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام	523	سورہ سجدہ کے فضائل
561	استعمال کرنے کا شرعی حکم	524	سورہ سجدہ کے مضامین
562	بچہ یا بچی گود لینے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	525	سورہ لقمان کے ساتھ مناسبت
565	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مالکیت	529	قیامت کے دن کی درازی
	تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان		کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل
565	والوں کے سب سے زیادہ قریبی ہیں	532	علیہ السلام کی شکل
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت	536	جہنم کو بھردیا جائے گا
566	اپنے نفس کی اطاعت پر مقدم ہے	538	نماز تہجد کے دو فضائل
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت	539	زائد مال راہ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت
569	کا اظہار	540	جتنی نعمتوں سے متعلق دو احادیث
570	غزوہ احزاب کا مختصر بیان	543	مجرم کون؟
576	مدینہ منورہ کو یشرب کہنے کا شرعی حکم	545	صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت
578	عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا نقصان	550	سورہ احزاب
	صرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں	550	سورہ احزاب کا تعارف
583	کا کام ہے	550	مقام نزول

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
596	اللہ تعالیٰ کی قدرت و شان		تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیروی
597	غزوہ بنو قریظہ کے مختصر احوال	586	اور اطاعت کا حکم
598	مجتہدین میں اختلاف ہونے کے باوجود وہ گناہگار نہیں		صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرت رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیروی
604	ماخذ و مراجع	586	اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیروی
609	ضمنی فہرست		حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ہر
		588	ایک کے لئے کامل نمونہ ہے
			راہ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل
		594	و کرم

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْبَلِیْکَةُ
أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۚ لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِیٰٓ أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْعَتُوا کَبِیْرًا ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے وہ لوگ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے یا ہم اپنے رب کو دیکھتے بیشک اپنے جی میں بہت ہی اونچی کھینچی اور بڑی سرکشی پر آئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا: ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب کو کیوں نہیں دیکھتے؟ بیشک انہوں نے اپنے دلوں میں تکبر کیا ہے اور انہوں نے بہت بڑی سرکشی کی ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا: اور جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا﴾ اس آیت سے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کا انکار کرنے والوں کے مزید اعتراضات ذکر کر کے ان کا رد کیا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے ”کفار جو کہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر نشر کو نہیں مانتے، اسی لئے وہ قیامت کے دن والی ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول بنا کر یا رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت و رسالت کے گواہ بنا کر ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں نہیں دیکھتے جو ہمیں خود بتا دے کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک انہوں نے اپنے دلوں میں تکبر کیا اور اُن کا تکبر انتہا کو پہنچ گیا ہے اور انہوں نے بہت بڑی سرکشی کی اور وہ سرکشی میں حد سے گزر گئے ہیں کہ معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی فرشتوں کے اپنے اوپر اتارنے اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کر رہے ہیں۔“ (۱)

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلَٰئِکَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِلْجَرِمِیْنَ وَ یَقُولُوْنَ

①..... ابوسعود، الفرقان، تحت الآیة: ۲۱، ۱۲۹/۴، روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۲۱، ۶/۱۹۹-۲۰۰، ملقطاً.

حَجَرًا مَّحْجُورًا ﴿۲۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے الہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کر دے رکی ہوئی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یاد کرو جس دن لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور وہ کہیں گے: (یا اللہ! ہمارے درمیان) کوئی روکی ہوئی آڑ کر دے۔

﴿يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ﴾ یاد کرو جس دن لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے۔ یعنی لوگ اپنی موت کے وقت روح نکالنے والے فرشتوں کو اس حال میں دیکھیں گے یا قیامت کے دن عذاب دینے پر مامور فرشتوں کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ ان سے کہہ رہے ہوں گے ”اس دن مجرموں کیلئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی۔“^(۱)

یاد رہے کہ اس آیت میں مجرموں سے مراد کفار ہیں، مومنین کو قیامت کے دن جنت کی بشارت سنائی جائے گی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى
نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَانُكُمْ
الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔

﴿وَيَقُولُونَ﴾ اور وہ کہیں گے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قیامت کے دن کفار جب فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ فرشتوں سے پناہ چاہتے ہوئے کہیں گے: اے اللہ! غزوِ جَلِّ، ہمارے اور ان فرشتوں کے درمیان کوئی روکی ہوئی آڑ

①.....بیضاوی، الفرقان، تحت الآية: ۲۲، ۴/۲۱۳، جلالین مع صاوی، الفرقان، تحت الآية: ۲۲، ۴/۱۴۳۲، ملقطاً.

②.....حدید: ۱۲.

کر دے۔^(۱) دوسری تفسیر یہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ”فرشتے (ان کفار سے) کہیں گے کہ مومن کے سوا کسی کے لئے جنت میں داخل ہونا حلال نہیں۔ (تو کافروں اور جنت کے درمیان روکی ہوئی آڑ ہے۔)^(۲) اسی لئے وہ دین کفار کے لئے انتہائی حسرت و ندامت اور رنج و غم کا دن ہوگا۔

وَقَدْ مَنَّا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا ۝۲۳

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کچھ انہوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ڈرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے جو کوئی عمل کیا ہوگا ہم اس کی طرف قصد کر کے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنادیں گے جو روشندان کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

﴿فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾: تو ہم اسے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح بنادیں گے۔ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار نے کفر کی حالت میں جو کوئی ظاہری اچھے عمل کیے ہوں گے جیسے صدقہ، صلہ رحمی، مہمان نوازی اور یتیموں کی پرورش وغیرہ، اللہ تعالیٰ ان کی طرف قصد کر کے روشندان کی دھوپ میں نظر آنے والے باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح انہیں بے وقعت بنادے گا۔ مراد یہ ہے کہ وہ اعمال باطل کر دیئے جائیں گے، ان کا کچھ ثمرہ اور کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اعمال کی مقبولیت کے لئے ایمان شرط ہے اور وہ انہیں میسر نہ تھا۔^(۳)

قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کر دیئے جائیں گے

اس آیت میں قیامت کے دن کفار کے اعمال باطل ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ احادیث میں بعض ایسے مومنین کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن کے اعمال قیامت کے دن بے وقعت کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہاں دو احادیث ملاحظہ ہوں،



①.....روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۲۲، ۱/۶، ۲۰.

②.....خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۲۲، ۳/۳۷۰.

③.....جلالین، الفرقان، تحت الآیة: ۲۳، ص ۳۰۴-۳۰۵، ملخصاً.

(1)..... حضرت ثوبان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جانتا ہوں کہ جب وہ قیامت کے دن آئیں گے تو ان کی نیکیاں تہامہ کے پہاڑوں کی مانند ہوں گی لیکن اللہ تعالیٰ انہیں روشندان سے نظر آنے والے غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح (بے وقعت) کر دے گا۔ حضرت ثوبان رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہمارے سامنے ان لوگوں کا صاف صاف حال بیان فرما دیجئے تاکہ ہم جانتے ہوئے ان لوگوں میں شریک نہ ہو جائیں۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”وہ تمہارے بھائی، تمہارے ہم قوم ہوں گے، راتوں کو تمہاری طرح عبادت کیا کریں گے، لیکن وہ لوگ تمہائی میں برے افعال کے مُرتکب ہوں گے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابو حذیفہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ ان کے پاس تہامہ کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی، یہاں تک کہ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو روشندان سے نظر آنے والے غبار کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح (بے وقعت) کر دے گا، پھر انہیں جہنم میں ڈال دے گا۔ حضرت سالم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قربان ہو جائیں! ہمیں ان لوگوں کا حال بتا دیجئے؟ ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ نماز پڑھتے ہوں گے، روزے رکھتے ہوں گے، نیند سے بیدار ہو کر راتوں کو قیام کرتے ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز پیش کی جائے تو وہ اس پر کود پڑتے ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال باطل فرما دے گا۔“ (2)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اصلاح کرنے اور قیامت کے دن اعمال باطل ہو جانے والوں میں شامل ہونے سے محفوظ فرمائے، آمین۔

أَصْحَبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٣﴾

①..... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الذنوب، ۴/۸۹، الحدیث: ۴۳۴۵.

②..... حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ۲۳۳/۱، الحدیث: ۵۷۵.

ترجمہ کنزالایمان: جنت والوں کا اس دن اچھا ٹھکانا اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: جنت والے اس دن ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں گے۔

﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ﴾: جنت والے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں کفار کے کامل خسارے اور مکمل طور پر ناکامی کا ذکر کیا گیا، اب اس آیت میں قیامت کے دن اہل جنت پر ہونے والے انعامات کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اخروی کامیابی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت والے یعنی مومنین قیامت کے دن ان مغرور، متکبر مشرکوں کے مقابلے میں ٹھکانے کے اعتبار سے بہتر اور آرام کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں گے۔﴾^(۱)

وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاوَاتُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلُ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے اور فرشتے اُتارے جائیں گے پوری طرح۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے پوری طرح اُتارے جائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاوَاتُ بِالْغَمَامِ﴾: اور جس دن آسمان بادلوں سمیت پھٹ جائے گا۔ ﴿حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”(جب قیامت قائم ہوگی تو اس دن) پہلے آسمان دنیا پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے زمین پر اتریں گے اور ان کی تعداد زمین کے جن و انس سب سے زیادہ ہوگی، پھر دوسرا آسمان پھٹے گا اور وہاں کے رہنے والے فرشتے اتریں گے، وہ آسمان دنیا کے رہنے والوں سے اور جن و انس سب سے زیادہ ہیں، اسی طرح آسمان پھٹتے جائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد اپنے ماتحتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ ساتواں آسمان پھٹے گا، پھر کروبین (یعنی فرشتوں کے سردار) اتریں گے، پھر عرش اٹھانے والے فرشتے اتریں گے۔“﴾^(۲)

①.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیة: ۲۴، ۴۵۱/۸، خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۲۴، ۳۷۰/۳، روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۲۴، ۲۰۲/۶، ملتقطاً.

②.....خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۲۵، ۳۷۰/۳.

اَلْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّاحِمِ ۖ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہے اور وہ دن کافروں پر سخت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس دن سچی بادشاہی رحمن کی ہوگی اور کافروں پر وہ بڑا سخت دن ہوگا۔

﴿اَلْمَلِكُ﴾: بادشاہی۔ یعنی قیامت کے دن سچی بادشاہی رحمن عزوجل کی ہوگی اور اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت اور انتہائی شدید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا

علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا۔“ (۱)

احادیث میں بھی قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے، چنانچہ یہاں اس سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کی مقدار کے برابر ہوگا تو یہ دن کتنا طویل ہوگا! نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے ایک فرض نماز سے ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھی تھی۔“ (۲)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ سب جہانوں کے رب عزوجل کے حضور اس دن کے نصف تک کھڑے ہوں گے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، مسلمانوں کے لئے وہ دن اتنا آسان گزرے گا جتنا وقت سورج کے غروب کی طرف مائل ہونے

①..... خازن، الفرقان، تحت الآية: ۲۶، ۳۷۱/۳۔

②..... مسند امام حمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ۱۵۱/۴، الحدیث: ۱۱۷۱۷۔

سے لے کر اس کے غروب ہونے تک لگتا ہے۔^(۱)

وَيَوْمَ يَعِصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ لِيَتَنَّبِئَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا، کہے گا: اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔

﴿وَيَوْمَ يَعِصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ﴾ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا۔ ارشاد فرمایا کہ وہ وقت یاد کریں جس دن ظالم حسرت و ندامت کی وجہ سے اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا اور کہے گا: اے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ جنت و نجات کا راستہ اختیار کیا ہوتا، ان کی پیروی کیا کرتا اور ان کی ہدایت کو قبول کیا ہوتا۔

یہ حال اگرچہ کفار کے لئے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اُبی بن خلف کا گہرا دوست تھا، حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد فرمانے سے اُس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی شہادت دی اور اس کے بعد اُبی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مرنے لگا، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے قتل ہو جانے کی خبر دی، چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قیامت کے دن اس کو انتہا درجہ کی حسرت و ندامت ہوگی اور اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹنے لگے گا۔^(۲)

لِيُوَلِّتَنِي يَتَبَتَّبَنِي لَمَّا خَلَّيْتُ لَمْ اتَّخِذْ فُلًا نَّا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ

①.....مسند ابو یعلیٰ، مسند ابی ہریرہ، ۳۰۸/۵، الحدیث: ۵۹۹۹۔

②.....مدارک، الفرقان، تحت الآیہ: ۲۷، ص ۸۰۰، حازن، الفرقان، تحت الآیہ: ۲۷، ۳۷۱/۳، ملقطاً۔

بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہائے میری بربادی! اے کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس سے بہکا دیا اور شیطان انسان کو مصیبت کے وقت بے مدد چھوڑ دینے والا ہے۔

﴿يَا يَلْتَمِي﴾: ہائے میری بربادی! ﴿اے کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا جس نے مجھے گمراہ کر دیا۔ بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے اس نصیحت یعنی قرآن اور ایمان سے بہکا دیا اور شیطان کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ انسان کو مصیبت کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے اور جب انسان پر بلا و عذاب نازل ہوتا ہے تو اس وقت اس سے علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔^(۱)

بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب

اس سے معلوم ہوا کہ بدن مذہبوں اور برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا، انہیں اپنا دوست بنانا اور ان سے محبت کرنا دنیا اور آخرت میں انتہائی نقصان دہ ہے۔ احادیث میں بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ترغیب کے لئے یہاں اس سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”برے ہم نشین سے بچو کہ تم اسی کے ساتھ پہچانے جاؤ گے۔“^(۲) یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں۔



①..... خازن، الفرقان، تحت الآية: ۲۸-۲۹، ۳۷۱/۳، ملخصاً.

②..... ابن عساکر، ذکر من اسمه الحسین، حرف الجیم فی آباء من اسمه الحسین، الحسین بن جعفر بن محمد... الخ،

(2)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و جہہ الکریم فرماتے ہیں: فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لیے مُزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کر کے دکھائے گا، تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ تیرے لئے خود کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچا دے گا، اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے، اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر ہے اور جھوٹے آدمی سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ میل جول تجھے نفع نہ دے گی، وہ تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔⁽¹⁾

فی زمانہ بعض نادان لوگ بد مذہبوں سے تعلقات قائم کرتے اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے مسلک سے کوئی ہلا نہیں سکتا، ہم بہت ہی مضبوط ہیں، ہم نے ان سے تعلق اس لئے قائم رکھا ہوا ہے تاکہ انہیں اپنے جیسا بنالیں، یونہی بعض نادان تسکین نفس کی خاطر بد مذہب عورتوں سے نکاح کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے نکاح اس لئے کیا ہے تاکہ انہیں بھی اپنے رنگ میں رنگ لیں، اسی طرح کچھ نادان گھرانے ایسے بھی ہیں جو صرف دنیا کی اچھی تعلیم کی خاطر اپنے نو نہالوں کو بد مذہب استادوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور بالآخر یہی بچے بڑے ہو کر بد مذہبی اختیار کر جاتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کلام سے عبرت حاصل کریں، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صحبت آگ ہے، ذی علم، عاقل، بالغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں۔ عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت (سے شادی کر کے اس) کی صحبت میں (رہ کر) مَعَاذَ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ (اس سے شادی کر کے) اسے سنی کرنا چاہتا ہے۔ جب صحبت کی یہ حالت (کہ اتنا بڑا محدث گمراہ ہو گیا) تو (بد مذہب کو) استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، تو غیر مذہب عورت (یا مرد) کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ (خود ہی) دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بد دین ہو جانے کی پروا نہیں رکھتا۔⁽²⁾

①..... ابن عساکر، حرف الطاء فی آباء من اسمہ علی، علی بن ابی طالب... الخ، ۵۱۶/۴۲.

②..... فتاویٰ رضویہ، علم و تعلیم، ۶۹۲/۲۳۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بد مذہبوں اور برے لوگوں سے دوستی رکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے اور نیک و پرہیزگار لوگوں سے میل جول رکھنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رکھیں کہ بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے ساتھ صحبت و اختلاط اور الفت و احترام ممنوع ہے۔

ایچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ایچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور اپنا دوست بھی ایچھے لوگوں کو ہی بنائے۔ کثیر احادیث میں اچھی صحبت اختیار کرنے اور اچھے ساتھیوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ترغیب کے لئے یہاں ان میں سے 4 احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کامل مومن کے علاوہ کسی کو ہم نشین نہ بناؤ اور تمہارا کھانا پرہیزگار ہی کھائے۔“ (1)

(2)..... حضرت ابو جحیفہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، علماء سے باتیں پوچھا کرو اور حکمت والوں سے میل جول رکھو۔“ (2)

(3)..... حضرت حسن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کون سا ساتھی اچھا ہے؟ ارشاد فرمایا ”اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔“ (3)

(4)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اسے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اور اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔“ (4)



①..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب من یومر ان یجالس، ۳/۴، الحدیث: ۴۸۳۲.

②..... معجم الکبیر، سلمة بن کھیل عن ابی جحیفہ، ۱۲۵/۲۲، الحدیث: ۳۲۴.

③..... رسائل ابن ابی الدنیا، کتاب الاحوان، باب من امر بصحبته ورجب فی اعتقاد مودتہ، ۱۶۱/۸، الحدیث: ۴۲.

④..... جامع صغیر، حرف الخاء، ص ۲۴۷، الحدیث: ۴۰۶۳.

وَقَالَ الرَّسُولُ يَدَّبْ إِنَّ تَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۳۰

ترجمہ کنزالایمان: اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رسول نے عرض کی: اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل بنا لیا ہے۔

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ: اور رسول نے عرض کی۔﴾ جب کفار کے اعتراضات اور طعن و تشنیع حد سے زیادہ ہو گئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے میرے رب! غزو و جل، میری قوم نے اس قرآن کو ایک چھوڑ دینے کے قابل چیز بنا لیا ہے کہ کسی نے اس کو جادو کہا، کسی نے شعر اور یہ لوگ قرآن مجید پر ایمان لانے سے محروم رہے۔“ (۱)

اس آیت میں چھوڑنے سے اصل مراد تو اس پر ایمان نہ لانا ہے۔ لیکن چھوڑنے کی اس کے علاوہ بھی صورتیں ہیں لہذا قرآن مجید کے حوالے سے مسلمان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہئے جس سے یہ لگے کہ اس نے قرآن مجید کو چھوڑ رکھا ہے، بلکہ اسے چاہئے کہ روزانہ تلاوت قرآن کرے، قرآن مجید کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرے اور ان میں غور و تدبر کیا کرے، نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو احکامات دیئے ہیں ان پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہے تاکہ وہ قرآن مجید کو عملی طور پر چھوڑ رکھنے والے لوگوں میں شامل نہ ہو۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۖ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن بنادیئے تھے مجرم لوگ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو۔

①.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۰، ۴۵۵/۸، ملخصاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے اسی طرح ہر نبی کے لیے مجرم لوگوں کو دشمن بنادیا تھا اور ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لئے تمہارا رب کافی ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ: اور اسی طرح۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد کا وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ غم نہ کریں کیونکہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ بدنصیب کافروں کا یہی معمول رہا ہے، تو جس طرح گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کفار کی طرف سے پہنچنے والی آذیتوں پر صبر کرتے رہے، اسی طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی صبر فرمائیں اور آپ کی تسلی کیلئے یہی بات کافی ہے کہ دین و دنیا کی مصلحتوں کی طرف ہدایت دینے اور دشمنوں کے خلاف مدد کرنے کیلئے آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ کافی ہے۔^(۱)

آزمائش عمال بندوں کے درجات کی بلندی کا سبب ہیں

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر نبی اور ولی کا کوئی دشمن ہوتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے اور ان کے شرف و مقام کو ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت ابوبکر بن طاہر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: دشمنوں اور مخالفت کرنے والوں کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کر کے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء عظام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے درجات بلند کئے جاتے ہیں۔^(۲)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً
كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلاً ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کافروں نے فرمایا کہ قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

①.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآية: ۳۱، ۴۵۵/۸-۴۵۶، ملخصاً.

②.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۳۱، ۲۰۸/۶.

ترجمہ کنز العرفان: اور کافروں نے کہا: ان پر سارا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں اتار دیا گیا؟ (ہم نے) یونہی (اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا) تاکہ اس کے ساتھ ہم تمہارے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافروں نے کہا۔﴾ تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کا انکار کرنے والے کفار مکہ نے کہا، اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ گمان ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس سارا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں لے کر آئے جیسے تورات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر، انجیل حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اور زبور حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی۔^(۱)

کفار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل ہے کیونکہ قرآن کریم کا عاجز کر دینے والا ہونا ہر حال میں یکساں ہے، چاہے وہ ایک ہی مرتبہ نازل ہو یا تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہو۔^(۲) بلکہ قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہونے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ اس طرح ہر آیت کا مقابلہ کرنے سے کفار کا عاجز ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

﴿كَذٰلِكَ: یونہی۔﴾ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک کو بتدریج نازل فرمانے کی حکمت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے یونہی اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا تاکہ اس کے ساتھ ہم آپ کے دل کو مضبوط کریں اور پیام کا سلسلہ جاری رہنے سے آپ کے قلب مبارک کو تسکین ہوتی رہے اور کفار کو ہر موقع پر جواب ملتے رہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی فائدہ ہے کہ قرآن پاک کو حفظ کرنا سہل اور آسان ہو۔^(۳)

﴿وَمَا تَلْنٰہُ تَرْتِیْلًا: اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک کو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی زبان سے تھوڑا تھوڑا کر کے تیس برس کی مدت میں پڑھا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے ایک آیت کے بعد دوسری آیت بتدریج نازل فرمائی اور بعض مفسرین نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قراءت میں ترتیل کرنے یعنی ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان کے ساتھ پڑھنے اور قرآن شریف کو اچھی طرح ادا کرنے کا حکم فرمایا جیسا کہ دوسری آیت میں

①.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۴۵۷/۸۔

②.....بیضاوی، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ۲۱۶/۴۔

③.....مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۳۲، ص ۸۰۱-۸۰۲، ملخصاً۔

ارشاد ہوا:

وَمَرَّتِل الْقُرْآن تَرْبِيًا

(۱) ترجمہ کنز العرفان: اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ط

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کوئی کہات تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان لے آئیں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ آپ کے پاس کوئی بھی مثال لے آئیں، ہم آپ کے پاس حق اور بہتر بیان لے آئیں گے۔

﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ﴾: اور وہ آپ کے پاس کوئی مثال نہ لائیں گے۔ ﴿آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ مشرکین آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کے خلاف یا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت پر جو بھی اعتراض قائم کریں گے ہم اس کا انتہائی نفیس جواب دیں گے۔ (۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بارگاہ الہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ جب اعتراض حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہو تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا
وَأَضَلُّ سَبِيلًا ع

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا اور وہ سب سے گمراہ۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ جنہیں ان کے چہروں کے بل جہنم کی طرف ہانکا جائے گا ان کا ٹھکانہ سب سے بدتر اور وہ سب سے زیادہ گمراہ ہیں۔

①.....ابو سعود، الفرقان، تحت الآية: ۳۲، ۴/۱۳۵.

②.....صاوی، الفرقان، تحت الآية: ۳۳، ۴/۱۴۳۶.

﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾ جن لوگوں کو ان کے چہروں کے بل ہانکا جائے گا۔ ﴿قیامت کے دن چہروں کے بل ہانکے جانے سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آدمی روز قیامت تین طریقے پر اٹھائے جائیں گے ایک گروہ سوار یوں پر، ایک گروہ پیادہ پا اور ایک جماعت منہ کے بل گھسٹی ہوئی۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ ارشاد فرمایا: ”جس نے انہیں پاؤں پر چلایا ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں منہ کے بل چلائے۔“ (۱)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۝۳۵

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا۔

ترجمہ کنز العمال: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ ﴿اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اجمالی طور پر بیان فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کفار کی مخالفت اور سازشوں کا غم نہ کریں، جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ سے دشمنی مول لی تو اسے بھی ہلاک و برباد کر دیا جائے گا جیسے آپ سے پہلی امتوں میں سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کو ہلاک کر دیا گیا۔ (۲) چنانچہ فرمایا گیا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں جو معجزات عطا کئے ان کا انکار کیا گیا، بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو رات عطا فرمائی اور اس کے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ہم نے اس کا بازو مضبوط کیا لیکن اس کے باوجود ان کی مخالفت کی گئی۔ (۳)

①.....ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة بنی اسرائیل، ۹۶/۵، الحدیث: ۳۱۵۳.

②.....صاوی، الفرقان، تحت الآیة: ۳۵، ۴۳۶/۴، ملخصاً.

③.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآیة: ۳۵، ۴۵۸/۸.

فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے فرمایا تم دونوں جاؤ اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے فرمایا: تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے تو ہم نے انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا۔

﴿فَقُلْنَا﴾: تو ہم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں قوم فرعون کی طرف جاؤ، ان لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات ان کی طرف گئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اور اپنی رسالت کی تبلیغ کی، لیکن ان بد بختوں نے ان حضرات کو جھٹلایا اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مکمل طور پر تباہ کر دیا۔^(۱)

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ
وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو ڈبو دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشانی کر دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور انہیں لوگوں کے لیے نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

①.....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۳۶، ص ۸۰۳، ملخصاً.

﴿وَقَوْمُ نُوحٍ﴾ اور نوح کی قوم۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو بھی ہلاک کر دیا، جب انہوں نے رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا۔ یہاں رسولوں سے مراد حضرت نوح، حضرت ادریس اور حضرت شیت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں یا یہ بات ہے کہ ایک رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب تمام رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے تو جب انہوں نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو گویا سب رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ہم نے انہیں لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا تاکہ بعد والوں کے لئے عبرت ہوں اور ہم نے کفر و تکذیب میں حد سے بڑھنے والے ظالموں کے لیے دنیا کے عذاب کے علاوہ آخرت میں دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔^(۱)

وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۖ وَكُلًّا
ضَرَبْنَاهُ إِلَّا مِثَالَ وَكُلًّا تَبَرْنَا تَبِيرًا ۝

ترجمہ کنز الایمان: اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والوں کو اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں۔ اور ہم نے سب سے مثالیں بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور عاد اور ثمود اور کنوئیں والے اور ان کے درمیان کی بہت سی قومیں (ہم نے ہلاک کر دیں۔) اور ہم نے ہر قوم کیلئے مثالیں بیان فرمائیں اور ہم نے سب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔

﴿وَعَادًا وَثَمُودًا﴾ اور عاد اور ثمود۔ یعنی ہم نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم عاد اور حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ثمود کو بھی ہلاک کر دیا اور کنوئیں والوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم تھی جو کہ بت پرستی کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے سرکشی کی، حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

①.....مدارک، الفرقان، تحت الآیة: ۳۷، ص ۸۰۳، روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۳۷، ۲۱۱/۶، ملقطاً.

السَّلام کو ایذا دی، اُن لوگوں کے مکان ایک کنوئیں کے گرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا اور یہ تمام قوم اپنے مکانوں سمیت اس کنوئیں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ کنوئیں والوں کے بارے میں اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا کہ قوم عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کے درمیان میں بہت سی امتیں ہیں جنہیں انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تکذیب کرنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔^(۱)

﴿وَكَلَّا: اور سب سے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے ہر قوم کو سمجھانے کیلئے مثالیں بیان فرمائیں، ان پر جتنیں قائم کیں اور ان میں سے کسی کو ڈر سنائے بغیر ہلاک نہ کیا اور جب انہوں نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو ہم نے سب کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔^(۲)

وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِطْرَتْ مَطَرُ السَّوْءِ ۖ أَفَلَمْ يَكُونُوا
يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝۴۰

ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر جس پر برابر ساؤ برسا تھا تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی امید تھی ہی نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک یہ اس بستی پر ہو آئے ہیں جس پر بری بارش کی گئی تو کیا یہ اس بستی کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ یہ مرنے کے بعد اٹھنے کی امید نہیں رکھتے۔

﴿وَلَقَدْ أَتَوْا: اور ضرور یہ ہو آئے ہیں۔﴾ یعنی کفار مکہ شام کی طرف اپنے تجارتی سفروں میں بار بار اس بستی سے گزر چکے ہیں جس پر پتھروں کی بری بارش کی گئی تھی تو کیا کفار مکہ سفر کے دوران اس بستی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے تھے تاکہ ان کے انجام سے عبرت پکڑتے اور ایمان لاتے، بلکہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ یہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے قائل ہی نہیں کہ انہیں آخرت کے ثواب و عذاب کی کوئی پرواہ ہوتی، تو پھر ہلاکت کے آثار دیکھ کر یہ کس طرح

①.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۳۸، ۳۷۳/۳.

②.....جلالین، الفرقان، تحت الآية: ۳۹، ص ۳۰۶.

عبرت حاصل کرتے اور ایمان لاتے۔

اس آیت میں جس بستی پر پتھروں کی بارش ہونے کا ذکر ہوا اس سے مراد 'سدوم' نامی بستی ہے جو کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی پانچ بستیوں میں سب سے بڑی بستی تھی۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستیوں کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ پانچوں بستیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان بستیوں میں سب سے چھوٹی بستی کے لوگ تو اس خبیث بدکاری کے عامل نہ تھے جس میں باقی چار بستیوں کے لوگ مبتلا تھے، اس لئے انہوں نے تو نجات پائی جبکہ بقیہ چار بستیاں اپنی بد عملی کے باعث آسمان سے پتھر برسا کر ہلاک کر دی گئیں۔ حقیقت میں چار یا پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں لیکن یہاں صرف ایک کا ذکر اس لئے ہے کہ کفار مکہ کا تجارتی سفروں کے درمیان جس بستی سے گزر رہا تھا وہ یہی تھی۔

وَإِذَا رَأَوْكَ أَنْ يَنْتَحِدُونَكَ إِلَّا هُزُؤًا ۖ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ
رَسُولًا ۖ (۲۱) إِنَّكَ دَلِيلُضْلَانَعْنِ الْهَتَا ۖ لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۖ وَسَوْفَ
يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلَّ سَبِيلًا ۖ (۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔
قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن عذاب
دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو ٹھٹھا مذاق بنا لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) کیا یہ وہ شخص ہے جسے
اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (اور کہتے ہیں کہ) قریب تھا کہ اگر ہم اپنے معبودوں پر ڈٹے نہ رہتے تو یہ (رسول) ہمیں ہمارے
معبودوں سے بہکا دیتے اور (اللہ فرماتا ہے کہ) غنقریب یہ جان لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا؟

﴿وَإِذَا مَرَأَتْكَ: اور جب آپ کو دیکھتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جن مشرکین کے سامنے آپ نے سابقہ قوموں کے واقعات بیان فرمائے ہیں، یہ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو ٹھٹھا مذاق بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (1)

﴿إِنْ كَاذٌ: قریب تھا۔﴾ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ مشرکین مزید یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے ان معبودوں پر ڈٹے نہ رہتے اور ان کی عبادت پر ثبات قدم نہ رہتے تو قریب تھا یہ نبی ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکا دیتے۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوت اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اظہارِ معجزات نے کفار پر اتنا اثر کیا تھا اور دینِ حق کو اس قدر واضح کر دیا تھا کہ خود کفار کو اقرار ہے کہ اگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر جمے نہ رہتے تو قریب تھا کہ بت پرستی چھوڑ دیں اور دینِ اسلام اختیار کریں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دینِ اسلام کی حقانیت اُن پر خوب واضح ہو چکی تھی اور شکوک و شبہات مٹا ڈالے گئے تھے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ایمان قبول کرنے سے محروم رہے۔ (3)

﴿وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ: اور عنقریب یہ جان لیں گے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ عنقریب جب یہ لوگ آخرت کا عذاب دیکھیں گے تو اس وقت جان لیں گے کہ کون گمراہ تھا۔ یہ کفار کی اس بات کا جواب ہے جو انہوں نے کہی تھی کہ قریب ہے کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں سے بہکا دیں۔ یہاں بتایا گیا کہ جبکہ ہوئے تم خود ہو اور آخرت میں یہ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا اور رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف تم نے جو بہکانے کی نسبت کی ہے وہ محض بے جا ہے۔ (4)

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۖ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے۔

1.....تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآية: ۴۱، ۳۹۲/۹.

2.....تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآية: ۴۲، ۳۹۳/۹.

3.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۴۲، ص ۸۰۴.

4.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۴۲، ص ۸۰۴.

ترجمہ کنز العرفان: کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے تو کیا تم اُس پر نگہبان ہو؟

﴿اَمْرًا عَیَّتٌ﴾: کیا تم نے دیکھا۔ کچھ زمانہ جاہلیت میں عرب کے مشرکین کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا تھا اور جب کہیں اُسے کوئی دوسرا پتھر اس سے اچھا نظر آتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور دوسرے کو پوجنے لگتا۔ اس آیت میں اسی چیز کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور اپنے نفس کی خواہش کو پوجنے لگا اور اسی کا فرمانبردار ہو گیا، وہ ہدایت کس طرح قبول کرے گا۔ تو کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس پر نگہبان ہو کہ انہیں خواہش پرستی سے روک دو؟^(۱)

عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے؟

یاد رہے کہ بعض اوقات خواہشات کے سامنے بندے کی عقل مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے اور خواہش غالب آ کر آدمی کو اپنا غلام بنا لیتی ہے، ایسا کیسے اور کس طرح ہوتا ہے؟ اسے جاننے کے لئے امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ کلام ملاحظہ ہو، چنانچہ آپ فرماتے ہیں ”ایک دل وہ ہوتا ہے جو خواہشات سے بھرا ہوا اور بری عادات سے آلودہ ہو اور اس میں ایسی خباثتیں ہوتی ہیں جن میں شیطانوں کے دروازے کھلتے اور فرشتوں کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ ایسے دل میں شر کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ اس میں نفسانی خواہشات کا خیال پیدا ہوتا اور کھلتا ہے تو دل حاکم یعنی عقل کی طرف دیکھ کر اس سے حکم پوچھنا چاہتا ہے تاکہ صحیح بات واضح ہو جائے اور چونکہ عقل نفسانی خواہشات کی خدمت سے مانوس ہوتی ہے لہذا وہ اس کے لیے طرح طرح کے حیلے تلاش کرتی اور خواہش کو پورا کرنے پر اس کی مدد کرتی ہے۔ جب وہ دل کی مدد کرتی ہے تو سینہ خواہش کے ساتھ کھلتا ہے اور اس میں خواہش کا اندھیرا پھیلتا ہے کیونکہ عقل کے لشکر اس کا مقابلہ کرنے سے رک جاتے ہیں اور خواہش پھیلنے کی وجہ سے شیطان کی سلطنت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ ظاہری زینت، دھوکہ اور جھوٹی تمنائوں کے ذریعے دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دھوکہ دینے کے لیے من گھڑت باتیں دل میں ڈالتا ہے اور یوں ایمان کی حکومت کمزور پڑ جاتی ہے یعنی وعدہ اور وعید پر یقین نہیں رہتا اور اُخروی خوف کے یقین کا نور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے کیونکہ خواہش سے ایک سیاہ دھواں دل کی طرف اٹھتا ہے جو اس کے اطراف کو بھر دیتا ہے جیسی کہ اس کے انوار مٹ جاتے ہیں اور اس وقت عقل اس آنکھ کی طرح ہوتی ہے جس کے پپوٹے

①.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۴۳، ص ۸۰.

دھوئیں سے بھر جائیں اور اس وجہ سے بندہ دیکھنے پر قدرت نہیں رکھتا، شہوت کے غلبے سے بھی دل کی یہی حالت ہوتی ہے حتیٰ کہ دل سوچ و بچار کرنے کے قابل نہیں رہتا اور اس کی بصیرت ختم ہو جاتی ہے اور اگر کوئی واعظ اسے حق بات بتا اور سنا دے تو وہ سمجھنے سے اندھا اور سننے سے بہرہ ہو جاتا ہے اور جب شہوت میں بیجان ہوتا ہے تو شیطان اس پر حملہ کرتا ہے، پھر اعضاء خواہش کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور یوں گناہ عالم غیب سے ظاہر کی طرف آتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہوتا ہے۔ اسی قسم کے دل کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی میں اشارہ ہے۔

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۖ أَفَأَنْتَ تَكُونُ
عَلَيْهِ وَكِيلًا ۚ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ
يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ
بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (۱)

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: بیشک ان میں اکثر پر (اللہ کے عذاب کی) بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارا انہیں ڈرانا اور نہ ڈرانا ان پر برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اور کئی دل ایسے ہیں کہ بعض خواہشات کی طرف نسبت کی صورت میں ان کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص بعض چیزوں سے پرہیز کرتا ہے لیکن جب وہ کسی حسین چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کی آنکھ اور دل اس کے قابو میں نہیں رہتے، اس کی عقل چلی جاتی ہے اور دل کا ٹھہراؤ باقی نہیں رہتا یا وہ شخص جاہ و مرتبہ، حکومت اور تکبر کے سلسلے میں اپنے دل کو قابو میں نہیں رکھ سکتا اور جب ان باتوں کے اسباب ظاہر ہوتے ہیں تو ضبط نہیں کر سکتا یا اس شخص کی طرح ہے جس

۱..... فرقان: ۴۳، ۴۴۔

۲..... یس: ۷۰۔

۳..... یس: ۱۰۔

کے عیب بیان کیے جائیں یا اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو وہ اپنے غصہ پر قابو نہیں پاسکتا یا وہ شخص جو درہم یا دینار لینے کی طاقت رکھتے وقت اپنے اوپر کنٹرول نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس پر ایک دیوانے کی طرح گرتا ہے اور تقویٰ و مروت کو بھی بھول جاتا ہے یہ سب باتیں اس لیے ہوتی ہیں کہ خواہش کا دھواں دل کی طرف چڑھتا ہے حتیٰ کہ وہ تاریک ہو جاتا ہے اور اس سے معرفت کے انوار مٹ جاتے ہیں اور یوں حیا، مروت اور ایمان مٹ جاتا ہے اور وہ شیطانی مراد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگ جاتا ہے۔^(۱)

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ
بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

ترجمہ کنز العرفان: یا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان میں اکثر لوگ سنتے یا سمجھتے ہیں؟ یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں۔

﴿أَمْ تَحْسَبُ: یا یہ سمجھتے ہو﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیبِ اِصْلٰی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ مشرکین اپنی شدتِ عناد کی وجہ سے نہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات سنتے ہیں، نہ دلائل و براہین کو سمجھتے ہیں بلکہ یہ بہرے اور نا سمجھ بنے ہوئے ہیں، یہ تو صرف جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں کیونکہ چوپائے بھی اپنے رب غُزُو جَلَّی کی تسبیح کرتے ہیں اور جو انہیں کھانے کو دے اس کے فرمانبردار رہتے ہیں اور احسان کرنے والے کو پہچانتے اور تکلیف دینے والے سے گھبراتے ہیں، نفع دینے والی چیز کی طلب کرتے، نقصان دینے والی چیز سے بچتے اور چراگاہوں کی راہیں جانتے ہیں، یہ کفار ان سے بھی بدتر ہیں کہ نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں، نہ اس کے احسان کو پہچانتے ہیں، نہ شیطان جیسے دشمن کی ضرر رسانی کو سمجھتے ہیں، نہ ثواب جیسی عظیم نفع والی چیز کے طالب ہیں نہ عذاب جیسی سخت نقصان دہ اور ہلاکت

۱..... احیاء علوم الدین، کتاب شرح عجائب القلب، بیان سرعة تقلب القلب وانقسام القلوب فی التغبیر والثبات، ۵۸-۵۷/۳.

میں مبتلا کرنے والی چیز سے بچتے ہیں۔^(۱)

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا
الشَّمْسُ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝^(۳۵) ثُمَّ قَبَضْنَاهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝^(۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ کیسا پھیلایا سایہ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرایا ہوا کر دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے حبیب! کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا کہ اس نے سائے کو کیسا دراز کیا؟ اور اگر وہ چاہتا تو اسے ٹھہرا ہوا بنا دیتا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹ لیا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ﴾: اے محبوب! کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم﴾ کیا آپ نے اپنے رب عزوجل کو نہ دیکھا کہ اس کی صنعت و قدرت کیسی عجیب ہے، اس نے سائے کو صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج طلوع ہونے تک کیسا دراز کیا کہ اس وقت ساری روئے زمین میں سایہ ہی سایہ ہوتا ہے نہ دھوپ ہے، نہ اندھیرا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سائے کو ایک ہی حالت پر ٹھہرا ہوا بنا دیتا کہ سورج طلوع ہونے سے بھی سایہ زائل نہ ہوتا۔ پھر ہم نے سورج کو سائے پر دلیل بنایا کیونکہ اگر سورج نہ ہو تو سائے کا پتہ ہی نہ چلے۔ پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹ لیا کہ طلوع کے بعد سورج جتنا اونچا ہوتا گیا اتنا ہی سایہ سمٹتا گیا۔^(۲)

اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں، آگ کا جلانا، پانی کا پیاس

①.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۴۴، ۳۷۴/۳، مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۴۴، ص ۸۰، ملقطاً.

②.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۴۵-۴۶، ص ۸۰-۸۰.

جھانا، ثقیل بدن کا سایہ بننا، سورج کا سایہ اٹھا دینا سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے، اگر اللہ عزوجل چاہے تو یہ تاثیریں ختم جائیں۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ
نَشُورًا ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ کیا اور نیند کو آرام اور دن بنایا اٹھنے کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھنے کے لیے بنایا۔

﴿وَهُوَ الَّذِي﴾: اور وہی ہے جس نے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے اپنی تاریکی سے سب کچھ ڈھانپ دینے والا پردہ اور نیند کو تمہارے بدنوں کے لئے راحت اور کام کاج چھوڑ دینے کا وقت بنایا اور دن کو نیند سے اٹھنے کے لیے بنایا تاکہ تم دن میں روزی تلاش کرو اور کام کاج میں مشغول ہو۔^(۱)

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اور اس آیت میں مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہے کیونکہ رات کی تاریکی سے سب کچھ ڈھانپ دینے میں بے شمار دینی اور دنیوی فوائد ہیں۔ اس آیت میں نیند کو موت سے اور بیداری کو زندگی سے تشبیہ دینے میں نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے بڑی نصیحت ہے (اور اس کے ذریعے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔) ایک مرتبہ حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند سے فرمایا: ”جیسے سوتے ہو پھر اُٹھتے ہو، ایسے ہی مرو گے اور موت کے بعد پھر اُٹھو گے۔“^(۲)

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا لِّبَيْنِ يَدَيْ رَاحَتِهِ ۖ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

①.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۴۷، ۳/۳۷۴.

②.....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۴۷، ص ۸۰۵.

مَاءٍ طَهُورًا ۞ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَا سَيِّ
كَثِيرًا ۞

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناٹی ہوئی اور ہم نے آسمان سے پانی اتار پاک کرنے والا۔ تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مُردہ شہر کو اور اسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے کسی مردہ شہر کو زندہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔

﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ﴾ اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ معبود صرف وہی ہے جس نے بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو بارش آنے کی خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا جو کہ حَدَّث وَنَجَّاسْت سے پاک کرنے والا ہے تاکہ ہم اس پانی کے ذریعے خشکی سے بے جان ہو جانے والی سرزمین کو سرسبز و شاداب کر کے زندہ کر دیں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔^(۱)

بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے

اس سے معلوم ہوا کہ بارش اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں کہ اس کے ذریعے خشکی کی وجہ سے بے جان کھیتیاں سرسبز ہو کر زندہ ہوتی ہیں، لوگوں کو پاکی حاصل کرنے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے پانی ملتا ہے اور مخلوق خدا سیراب ہوتی ہے۔



①.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۴۸-۴۹، ۶/۲۲۳-۲۲۴.

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِ لِيَذَكَّرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝۵۰

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان میں پانی کے پھیرے رکھے کہ وہ دھیان کریں تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے تاکہ وہ یاد رکھیں تو بہت سے لوگوں نے ناشکری کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کر دیا۔

﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيهِ لِيَذَكَّرُوا﴾ اور بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے۔ ﴿فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا﴾ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے بادل پیدا کرنے اور بارش نازل کرنے کا ذکر قرآن پاک (کی متعدد سورتوں) میں اور سابقہ رسولوں پر نازل ہونے والی تمام کتب میں کیا تاکہ لوگ غور و فکر کر کے نصیحت حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو پہچان کر اس کا شکر ادا کریں لیکن بہت سے لوگوں نے نعمت کی ناشکری کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کر دیا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ بیشک ہم نے لوگوں میں بارش کے پھیرے رکھے کہ کبھی کسی شہر میں بارش ہو کبھی کسی میں کبھی کہیں زیادہ ہو اور کبھی کہیں حکمت کے تقاضے کے مطابق مختلف طور پر ہوتا کہ لوگ ہمارے اس احسان کو یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و نعمت میں غور کریں لیکن بہت سے لوگوں نے اس احسان کی ناشکری کرنے کے سوا کچھ اور ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ بارش کے نزول کو صرف ظاہری اسباب کی طرف منسوب کرنے لگ گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو یاد نہ کیا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے یوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اصلاً اس کی نسبت نہ ہو کہ یہ بھی بعض اوقات ایک قسم کی ناشکری ہے اور بطور خاص کفار جن چیزوں کو حقیقی مؤخر مان کر نسبت کرتے ہیں ان کی طرف تو تنہا نسبت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت زید بن خالد جہنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حدیثیہ کے مقام پر صبح کی نماز فجر پڑھائی جس

۱..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۵۰، ص ۸۰۶، حازن، الفرقان، تحت الآية: ۵۰، ۳۷۵-۳۷۶، ملقطاً.

کی رات کو بارش ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: ”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میرے بندوں نے صبح کی تو کچھ مومن رہے اور کچھ کافر ہو گئے، جس نے کہا ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور جس نے کہا ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر یقین رکھا۔“^(۱) حدیث پاک میں کفر سے مراد حقیقی کفر اس صورت میں ہے جب ستاروں کو مؤخر حقیقی اعتقاد کر کے یہ بات کہی گئی ہو۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝۵۱

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرسانے والا بھیجتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرسانے والا بھیج دیتے۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا﴾ اور اگر ہم چاہتے۔ ﴿لَبَعَثْنَا﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیبِ اَصْلٰی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر ہم چاہتے تو پہلے زمانے کی طرح ہر بستی اور شہر میں ایک جدا جدا ڈرسانے والا بھیج دیتے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سے ڈرسانے کا بوجھ کم کر دیتے لیکن ہم نے تمام بستیوں کو ڈرسانے کا بوجھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی پر رکھا تا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام جہان کے رسول ہو کر سب رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی فضیلتوں کے جامع ہوں اور نبوت آپ پر ختم ہو کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد پھر کوئی نبی نہ ہو۔^(۲)

فَلَا تُطِيعُ الْكُفْرَيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝۵۲

①.....بخاری، کتاب الاذان، باب يستقبل الامام الناس اذا سلم، ۲۹۵/۱، الحديث: ۸۴۶.

②.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۵۱، ۲۲۶/۶.

ترجمہ کنزالایمان: تو کافروں کا کہنا نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں اور اس قرآن کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔

﴿فَلَا تُطِيعُوا الْكُفْرِينَ﴾: تو آپ کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ ﴿کُفَّارٌ قَرِيشٌ﴾ حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہتے کہ آپ ہمارے آباء و اجداد کا دین اختیار کر لیں، ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے اور آپ کے لئے ایک عظیم خزانہ جمع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کافروں کی بات ہرگز نہ مانیں تاکہ ان پر اچھی طرح ظاہر ہو جائے کہ ان چیزوں کی طرف آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی رغبت نہیں بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رغبت اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دینے میں ہے۔^(۱)

﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا کَبِیْرًا﴾: اور اس قرآن کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔ ﴿لَعْنِیْ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کے سامنے قرآن پاک میں موجود وعظ و نصیحت اور زجر و توبیخ پر مشتمل آیات کی تلاوت کر کے اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلانے والی سابقہ امتوں کے حالات بیان کر کے ان کے ساتھ بڑا جہاد کریں۔ اس طور پر پوری دنیا میں دین کی دعوت عام کرنا جہاد کبیر ہے اور کوئی دوسرا جہاد کُتْمِیت و کیفیت کے اعتبار سے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔^(۲)

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذَبٌ فَرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے

①..... البحر المحيط، الفرقان، تحت الآية: ۵۲، ۴۶۴/۶.

②..... ابو سعود، الفرقان، تحت الآية: ۵۲، ۴۴/۴-۱۴۵، ملخصاً.

نہایت تلخ اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا (ان میں) یہ (ایک) میٹھا نہایت شیریں ہے اور یہ (ایک) کھاری نہایت تلخ ہے اور ان کے بیچ میں اس نے ایک پردہ اور روکی ہوئی آڑ بنادی۔

﴿وَهُوَ﴾ اور وہی ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا، ان میں سے ایک (کاپانی) میٹھا نہایت شیریں ہے اور دوسرے کا کھاری نہایت تلخ ہے اور ان دونوں کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے نظر نہ آنے والا ایک پردہ اور روکی ہوئی آڑ بنادی تاکہ ایک کاپانی دوسرے میں مل نہ سکے یعنی نہ میٹھا کھاری ہو، نہ کھاری میٹھا، نہ کوئی کسی کے ذائقہ کو بدل سکے، جیسے کہ دجلہ دریائے شور میں میلوں تک بہتا چلا جاتا ہے اور اس کے ذائقہ میں کوئی تغیر نہیں آتا۔^(۱) عجب شان الہی ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۖ وَكَانَ رَبُّكَ
قَدِيرًا ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہی ہے جس نے آدمی کو پانی سے بنایا پھر اس کے (نسلی) رشتے اور سسرالی رشتے بنادیے اور تمہارا رب بڑی قدرت والا ہے۔

﴿وَهُوَ﴾ اور وہی ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل وہی ہے جس نے گوشت، ہڈیوں، پٹھوں، رگوں اور خون سے مرگب، اچھی صورت پر آدمی کو پانی یعنی نطفہ سے بنایا، پھر اس کے نسلی رشتے اور سسرالی رشتے بنادیے تاکہ اس کی نسل

①..... ابو سعود، الفرقان، تحت الآية: ۵۳، ۴/۱۴۵۰.

چلے اور تمہارا رب غزوِ جَلُّ بڑی قدرت والا ہے کہ اس نے ایک نطفہ سے مختلف اعضاء والے، جدا جدا طبعیتوں والے، طرح طرح کے اخلاق والے اور مذکر و مؤنث دو قسم کے انسان پیدا کئے، تو جو ایسے انسانوں اور ان کے علاوہ اور بے شمار چیزوں کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔^(۱)

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۖ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا ﴿۵۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ نہ کریں اور کا فر اپنے رب کے مقابلے میں شیطان کو مدد دیتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (مشرک) اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نفع دیں اور نہ نقصان پہنچائیں اور کا فر اپنے رب کے مقابلے میں (شیطان کا) مددگار ہے۔

﴿وَيَعْبُدُونَ﴾ اور وہ عبادت کرتے ہیں۔ ﴿توحید کے دلائل بیان فرمانے کے بعد اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کرنے میں مشرکین کی مذمت بیان فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں جو عبادت کرنے کی صورت میں کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے اور ان کی عبادت کرنا چھوڑ دینے کی صورت میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جبکہ وہ لوگ اس رب تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑے ہوئے ہیں جس نے انہیں ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ ان میں سے چھوٹی سی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔^(۲)

﴿وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ ظَهِيرًا﴾ اور کا فر اپنے رب کے مقابلے میں (شیطان کا) مددگار ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ کا فر اپنے رب غزوِ جَلُّ کے مقابلے میں شیطان کا مددگار ہے کیونکہ بت پرستی کرنا شیطان کو مدد دینا ہے۔^(۳)

①.....جلالین مع صاوی، الفرقان، تحت الآية: ۵۴، ۱۴۴۲/۴-۱۴۴۳.

②.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآية: ۵۵، ۴۷۵/۸، تفسیر طبری، الفرقان، تحت الآية: ۵۵، ۴۰۱/۹، ملنقطاً.

③.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۵۵، ۳۷۶-۳۷۷.

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ
إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٥٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سنانا۔ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ تم فرماؤ: میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا﴾ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، ہم نے آپ کو ایمان و طاعت پر جنت کی خوشخبری دینے والا اور کفر و معصیت پر جہنم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (۱)
﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ ان مشرکوں سے فرمادیں کہ میں وحی کی تبلیغ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن جو چاہے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف راستہ اختیار کرے اور اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرے۔ مراد یہ ہے کہ ایمانداروں کا ایمان لانا اور ان کا طاعتِ الہی میں مشغول ہونا، میرا اجر ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے اس پر جزا عطا فرمائے گا اس لئے کہ اُمت کے نیک لوگوں کے ایمان اور اُن کی نیکیوں کے ثواب انہیں بھی ملتے ہیں اور اُن کے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جن کی ہدایت سے وہ اس رتبہ پر پہنچے۔ (۲)

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۖ وَكَفَىٰ بِهِ بُذُنُوبٍ
عِبَادَةٍ خَيْرٌ ۚ ﴿٥٨﴾

۱.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۵۶، ۳/۳۷۷.

۲.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۵۷، ۶/۲۳۳.

ترجمہ کنزالایمان: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس زندہ پر بھروسہ کرو جو کبھی نہ مرے گا اور اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے وہی کافی ہے۔

﴿وَتَوَكَّلْ﴾ اور بھروسہ کرو۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حکم دیا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان مشرکوں سے فرمادیں: ”میں وحی کی تبلیغ پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، اور اس آیت میں حکم فرمایا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام اُمور میں صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اس زندہ پر بھروسہ کریں جو کبھی نہ مرے گا اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے، کیونکہ مرنے والے پر بھروسہ کرنا عقلمند کی شان نہیں اور آپ اس کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کریں اور اس کی طاعت اور شکر بجالائیں۔ اور اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے وہی کافی ہے، اس سے کسی کا گناہ چھپ سکتا ہے اور نہ کوئی اُس کی گرفت سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔“ (۱)

الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَنُ فَسَلِّ بِهِ خَيْرًا ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر اس نے عرش پر

①.....حازن، الفرقان، تحت الآية: ۵۸، ۳۷۷/۳، مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۵۸، ص ۸۰۸، ملقطاً.

استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے، وہ نہایت رحم فرمانے والا ہے تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ۔

﴿فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ: چھ دن میں﴾۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ چھ دن کی مقدار میں بنائے، کیونکہ اس وقت رات، دن اور سورج تو تھے ہی نہیں اور اتنی مقدار میں پیدا کرنا اپنی مخلوق کو آہستگی اور اطمینان کی تعلیم دینے کے لئے ہے، ورنہ وہ ایک لمحہ میں سب کچھ پیدا کر دینے پر قادر ہے۔^(۱)

نوٹ: آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کرنے کے بارے میں مزید تفصیلی معلومات کے لئے سورہ اعراف آیت نمبر 54 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿إِسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ: عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے﴾۔ علماء فرماتے ہیں کہ استواء اور اس طرح کی جو چیزیں قرآن پاک کی آیات میں ذکر ہوئی ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے، ان کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بعض مفسرین استواء کو بلندی اور برتری کے معنی میں لیتے ہیں اور بعض استیلاء کے معنی میں لیکن پہلا قول ہی زیادہ مضبوط اور سلامتی والا ہے یعنی یہ کہ اس کی حقیقی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء فرمانے کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کے لئے سورہ اعراف آیت نمبر 54 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿فَسُئِلَ بِهِ خَبِيرًا: تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف پوچھ﴾۔ اس آیت میں انسان سے خطاب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کسی ایسے شخص سے دریافت کرے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔^(۲)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۖ

①.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۵۹، ۶/۲۳۴.

②.....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۵۹، ص ۸۰۸.

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان سے کہا جائے رحمن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمن کیا ہے کیا ہم سجدہ کر لیں جسے تم کہو اور اس حکم نے انہیں اور بد کننا بڑھایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں: رحمن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کر لیں جس کا تم ہمیں کہہ دو اور اس حکم نے ان کی نفرت کو اور بڑھا دیا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ: اور جب ان سے کہا جائے۔﴾ یعنی جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مشرکین سے فرمائیں کہ رحمن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں: رحمن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کر لیں جس کا تم ہمیں کہہ دو۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ رحمن کو جانتے نہیں اور عناد کی وجہ سے ان کا یہ کہنا باطل ہے کیونکہ لغت عرب کو جاننے والا خوب جانتا ہے کہ رحمن کے معنی نہایت رحمت والا ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ مشرکوں کو سجدہ کرنے کا حکم دینا ان کے لئے اور زیادہ ایمان سے دوری کا باعث ہوا۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

تَبَرَّكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا
وَقَمَرًا مُنِيرًا ﴿٦١﴾

ترجمہ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں بُرج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند۔

ترجمہ کنزالعرفان: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔

﴿بُرُوجًا﴾: برج۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کفار کے بارے میں بیان کیا گیا کہ سجدے کے حکم نے کافروں کی نفرت اور

①..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ٦٠، ص ٨٠٨.

ایمان سے دوری میں اضافہ کیا اور اس آیت سے ان چیزوں کو بیان کیا جا رہا ہے جن میں اگر کافر غور و فکر کریں تو وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسے سجدہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ بڑی برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان برجوں میں سورج اور روشن کرنے والا چاند بنایا۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا نے فرمایا کہ بروج سے سات سیارہ ستاروں کی منزلیں مراد ہیں اور ان برجوں کی تعداد بارہ ہے۔ (۱) جَمَل۔ (۲) ثَوْر۔ (۳) جَو زَاء۔ (۴) سَر طَان۔ (۵) اَسَد۔ (۶) سُنْبُلَه۔ (۷) مِيزَان۔ (۸) عَقْرَب۔ (۹) قَوْس۔ (۱۰) جَدْي۔ (۱۱) دَلُو۔ (۱۲) حُوت۔ (۲) مَرَمِخ کے برج جَمَل اور عَقْرَب ہیں، دُہرہ کے ثَوْر اور مِيزَان، عَطَارِد کے جَو زَاء اور سُنْبُلَه، چاند کا سَر طَان، سورج کا اَسَد، مشتری کے قَوْس اور حُوت اور زُحَل کے جَدْي اور دَلُو ہیں۔^(۳)

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ أَسَرَّادَ اُنۢ يَّدۡكُمۡ اَوْ اَسَرَّادَ

شُكُورًا ۝۶۲

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کیلئے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا (یہ) اس کیلئے (نشانی) ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا جو (اللہ کا) شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً﴾ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ معبود وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا کہ ان میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے تاکہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے

①.....تفسیر کبیر، الفرقان، تحت الآية: ۶۱، ۴۷۹/۸.

②.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۶۱، ۳۷۸/۳.

③.....جلالین، الفرقان، تحت الآية: ۶۱، ص ۳۰۷-۳۰۸.

تو وہ دوسرے میں ادا کر لے۔ یہ رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیل ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ وہی ہے جس نے رات اور دن میں ایسا نظام قائم فرمایا کہ جب رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات چلی جاتی ہے اور اس نے کوئی دن ایسا نہیں بنایا جس کے لئے رات نہ ہو اور کوئی رات ایسی نہیں بنائی جس کے لئے دن نہ ہو تاکہ لوگوں کو سالوں کی گنتی معلوم رہے اور انہیں وہ وقت معلوم ہو جس میں کاروبار وغیرہ کے لئے نکلنا ہے اور وہ وقت بھی معلوم ہو جس میں انہیں راحت و آرام کرنا ہے اور یہ عظیم الشان نظام اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے کمال کی دلیل ہے۔^(۱)

﴿لَمَنْ أَمَرَادَ أَنْ يَدَّكُمُ﴾ اس شخص کیلئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یعنی رات اور دن کی تبدیلی اور ان کا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونے میں اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں غور و فکر کر کے نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے، جب وہ ان میں غور و فکر کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان چیزوں کو پیدا کرنے اور ایسے بہترین نظام کو قائم کرنے کے لئے کوئی ایک ایسی ہستی ہونا ضروری ہے جو مکمل قدرت رکھتی ہو، کامل حکمت والی ہو، واجب بالذات ہو اور بندوں پر رحیم و مہربان ہو، اسی طرح ان میں اس شخص کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی نشانی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے رات اور دن میں موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے۔^(۲)

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَتَّقُونَ عَلَى الْآرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ
الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

۱.....حازن، الفرقان، تحت الآية: ۶۲، ۳/۳۷۸، روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۶۲، ۶/۲۳۸، ملتقطاً.

۲.....روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۶۲، ۶/۲۳۸.

ترجہ کنز العرفان: اور رحمن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ﴾: اور رحمن کے وہ بندے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں کفار و منافقین کے احوال اور ان کا انجام ذکر ہوا، اب یہاں سے کامل مومنین کے تقریباً 12 اوصاف بیان کئے گئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے۔ (1) وہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ (2) جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“ (3) وہ اپنے رب عزوجل کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔ (4) جہنم کا عذاب پھر جانے کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ (5) اعتدال سے خرچ کرتے ہیں، اس میں نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ (6) اللہ عزوجل کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے۔ (7) جس جان کو ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، اسے قتل نہیں کرتے۔ (8) بدکاری نہیں کرتے۔ (9) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (10) جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ (11) جب انہیں ان کے رب عزوجل کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ (12) وہ یوں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! عزوجل، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

﴿الَّذِينَ يَسْتَوُونَ عَلَى الْأَرْضِ﴾: جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں بیان ہوا کہ کامل ایمان والوں کا اپنے نفس کے ساتھ معاملہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجزانہ شان سے زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ متکبرانہ طریقے پر چوتے کھٹکھٹاتے، پاؤں زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔ (1) کہ یہ متکبرین کی شان ہے اور شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَشِي فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ
الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (2)

ترجہ کنز العرفان: اور زمین میں اتراتے ہوئے نہ چل
بیشک تو ہرگز نہ زمین کو پھاڑ دے گا اور نہ ہرگز بلندی میں
پھاڑوں کو پہنچ جائے گا۔

①.....مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۶۳، ص ۸۰۹، ملخصاً.

②.....بنی اسرائیل: ۳۷.

سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن کو آہستہ، سکون و اطمینان اور وقار کے ساتھ چلنا چاہئے۔ احادیث میں بھی اس چیز کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ یہاں 3 احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے لئے سکون (سے چلنا) ضروری ہے کیونکہ دوڑنے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔“⁽¹⁾

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا ایمان والوں کی بیعت ختم کر دیتا ہے۔“⁽²⁾

(3)..... حضرت انس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا چہرے کے حسن کو ختم کر دیتا ہے۔“⁽³⁾

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس طرح چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو شریعت کا پسندیدہ طریقہ ہے اور اس طرح چلنے سے محفوظ فرمائے جس سے شریعت نے منع کیا اور اسے ناپسند فرمایا ہے، امین۔

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ: اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں۔﴾ یہاں یہ بیان ہوا کہ کامل ایمان والے دوسروں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں اور کوئی ناگوار کلمہ یا بے ہودہ یا ادب و تہذیب کے خلاف بات کہتے ہیں تو کہتے ہیں ”بس سلام“ اس سے مراد متارکت کا سلام ہے اور معنی یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ سے سالم رہیں۔⁽⁴⁾

جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے اجتناب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کسی معاملے میں کوئی جاہل جھگڑا کرنا شروع کرے تو اس سے اعراض کرنے

①..... بخاری، کتاب الحج، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسکينة عند الافاضة... الخ، ۵۵۸/۱، الحدیث: ۱۶۷۱.

②..... حلیۃ الاولیاء، ذکر جماعة من العارفين العراقيين، محمد بن یعقوب، ۳۰۸/۱۰، الحدیث: ۱۵۳۰۹.

③..... کنز العمال، کتاب المعیشتہ والآداب، قسم الاقوال، آداب المشی، ۱۷۵/۸، الحدیث: ۴۱۶۱۴، الجزء الخامس عشر.

④..... ابو سعود، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۳، ۱۴۸/۴.

کی کوشش ہی کرنی چاہئے اور اس کی جاہلانہ گفتگو کے جواب میں اگر کوئی بات کریں تو وہ ایسی ہو جس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہو اور وہ اس جاہل کے لئے اذیت کا باعث بھی نہ ہو، ترغیب اور تربیت کے لئے یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت نعمان بن مقرن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کو برا بھلا کہا تو جسے برا بھلا کہا گیا، اس نے یہ کہنا شروع کر دیا: تم پر سلام ہو۔ اس پر رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سنو! تم دونوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے جو (اے برا بھلا کہے گئے شخص!) تمہاری طرف سے دفاع کرتا ہے، جب یہ تمہیں برا بھلا کہتا ہے تو وہ اس سے کہتا ہے: نہیں، بلکہ تم ایسے ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو، اور جب تم اس سے کہتے ہو ”تم پر سلام ہو“ تو فرشتہ کہتا ہے: نہیں، بلکہ تمہارے لئے سلامتی ہو اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔“ (۱)

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ﴾ اور وہ جو۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کامل ایمان والوں کی مجلسی زندگی اور مخلوق کے ساتھ پاکیزہ معاملے کا بیان ہوا اور اب یہاں سے اُن کی خلوت کی زندگانی اور حق کے ساتھ رابطے کے بارے میں بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کامل ایمان والوں کی خلوت و تنہائی کا حال یہ ہے کہ ان کی رات اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے چہروں کے بل سجدہ کرتے اور اپنے قدموں پر قیام کرتے ہوئے گزرتی ہے۔﴾ (۲)

رات میں عبادت کرنے کی ترغیب

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ آرام کرنے کے بعد رات میں کچھ نہ کچھ نفل عبادت ضرور کیا کرے تاکہ اس میں

①.....مسند امام احمد، حدیث النعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ، ۱۹۱/۹، الحدیث: ۲۳۸۰۶۔

②.....حازن، الفرقان، تحت الآية: ۶۴، ۳۷۸/۳۔

کامل ایمان والوں کے اوصاف پیدا ہوں اور آخرت کے لئے نیکیوں کا کچھ ذخیرہ جمع ہو۔ ایک اور مقام پر کامل ایمان والوں کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: ان کی کروٹیں ان کی خوابگا ہوں سے جدا
رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں
اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔

اور پرہیزگار لوگوں کی جزا اور ان کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ السَّادِقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٌ^(۲) اخذِينَ
مَا أَنْتَهُمْ رَأَيْتَهُمْ^(۳) إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ
مُحْسِنِينَ^(۴) كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا
يَهْجَعُونَ^(۵) وَإِلَّا سَحَارَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ^(۶)
ترجمہ کنز العرفان: بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں
میں ہوں گے۔ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے، بیشک وہ
اس سے پہلے نیکیاں کرنے والے تھے۔ وہ رات میں کم
سویا کرتے تھے۔ اور رات کے آخری پہروں میں بخشش
مانگتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دن میں بھی اور رات میں بھی اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رات میں عبادت کرنے کے فائدے

یاد رہے کہ جو عبادت جس وقت کرنا فرض ہے اسے اس وقت ہی کیا جائے گا البتہ نفل عبادت رات میں کرنا دن کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ رات میں کچھ دیر سونے کے بعد اٹھ کر عبادت کرنا دن کی نماز کے مقابلے میں زبان اور دل کے درمیان زیادہ موافقت کا سبب ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کرنے اور سمجھنے میں زیادہ دل جمعی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس وقت شور و غل نہیں ہوتا بلکہ سکون اور اطمینان ہوتا ہے جو کہ دل جمعی حاصل ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس وقت عبادت کرنے میں کامل اخلاص نصیب ہوتا ہے اور عبادت میں ریا کاری، نمود و نمائش اور دکھلاوانہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر اس وقت لوگ بیدار نہیں

۱..... السجدة: ۱۶۔

۲..... الذاریات: ۱۵-۱۸۔

ہوتے جس کی وجہ سے ریاکاری کا موقع نہیں ہوتا۔ یہ تینوں فوائد قرآن مجید میں انتہائی جامع انداز میں بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ سورہ مُمَرَّئِل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: بیشک رات کو قیام کرنا زیادہ موافقت کا سبب ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے۔

اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین

ہمارے بزرگانِ دین اپنی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے گزارا کرتے تھے اور ان کی شب بیداری کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات ہیں کہ انہیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، یہاں بطور خاص دو بزرگ خواتین کے واقعات ملاحظہ ہوں،

(۱)..... امام محمد بن سیرین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بہن حضرت حفصہ بن سیرین رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِا بصرہ میں ایک انتہائی عبادت گزار خاتون تھیں، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِا ساری رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتیں اور نماز میں آدھا قرآن پاک تلاوت فرماتیں۔ بسا اوقات اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر اتنی دیر نماز میں کھڑی رہتیں کہ آپ کا چراغ بجھ جاتا، لیکن آپ کے لئے صبح تک (چراغ کی روشنی کے بغیر) گھر روشن رہتا۔

(۲)..... حضرت رابعہ بصریہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِا کی اپنی وفات تک یہ عادت رہی کہ آپ ساری رات نماز پڑھتی رہتیں اور جب فجر کا وقت قریب ہوتا تو تھوڑی دیر کے لئے سو جاتیں، پھر بیدار ہو کر کہتیں: اے نفس! تم کتنا سوؤ گے اور کتنا جاگو گے، عنقریب تم ایسی نیند سو جاؤ گے کہ اس کے بعد قیامت کی صبح کو ہی بیدار ہو گے۔^(۲)

ان واقعات میں مسلمان خواتین کے لئے بڑی نصیحت ہے، انہیں چاہئے کہ اپنی راتیں غفلت کی نیند سو کر اور عبادت سے خالی نہ گزاریں بلکہ رات میں اٹھ کر کچھ نہ کچھ عبادت کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنی، اپنے اہل خانہ اور دیگر مسلمانوں کی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگا کریں۔

تیسری عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور وہ اپنے کرم سے رات میں تھوڑی عبادت کرنے پر بھی

۱..... المزمل: ۶۔

۲..... روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۶۴، ۶۵/۲۴۶۔

شب بیداری کا ثواب عطا فرمادیتا ہے، چنانچہ یہاں تھوڑی عبادت کرنے پر شب بیداری کا ثواب ملنے سے متعلق دو روایات ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت عثمان غنی رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے آدھی رات کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے نماز فجر بھی باجماعت ادا کی وہ ساری رات عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔“ (1)

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُمَا نے فرمایا کہ جس کسی نے عشاء کے بعد دو رکعت یا اس سے زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔ (2)

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا نخل ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

﴿رَبَّنَا: اے ہمارے رب!﴾ کمال ایمان والوں کی شب بیداری اور عبادت کا ذکر فرمانے کے بعد اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ان کی ایک دعا کا بیان فرمایا کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد اور عام اوقات میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے جو کہ انتہائی شدید دردناک ہے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا اور



1.....مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة، ص ۳۲۹، الحدیث: ۲۶۰ (۶۵۶)۔
2.....خازن، الفرقان، تحت الآية: ۶۴، ۳۷۸/۳۔

کافروں سے جدا نہ ہونے والا ہے، بیشک جہنم بہت ہی بری ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔^(۱)

اَکْبَرُ تَوَلَّوْا لِحُكْمِ رَبِّكَ تَنْصَحُكَ مَعْلُومٌ مِّنْ رَّبِّكَ

اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں،

(۱)..... اپنی عبادت و ریاضت پر بھروسہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اس کی خفیہ تدبیر سے خوفزدہ رہنا چاہئے کہ یہ کامل ایمان والوں کا طریقہ ہے۔ چنانچہ امام عبد اللہ بن احمد بنی دحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان کی اس دعا سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ کثرتِ عبادت کے باوجود اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں عاجزی، انکساری اور گریہ و زاری کرتے ہیں۔^(۲)

(۱)..... علامہ اسماعیل حقی دَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ کامل ایمان والے مخلوق کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خوب کوشش کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بہت ڈرتے ہیں اور اپنے اوپر سے عذاب پھیر دیئے جانے کی گریہ و زاری کے ساتھ التجائیں کرتے ہیں، گویا کہ وہ انتہائی عبادت گزاری اور پرہیزگاری کے باوجود جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو خود کو گناہگاروں میں شمار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کو شمار نہیں کرتے اور اپنے احوال پر بھروسہ نہیں کرتے۔^(۳)

(۱)..... بطور خاص نماز کے بعد دعا کرنی چاہئے، نماز پڑھنے والا تنہا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی اور عمومی طور پر جب بھی موقع ملے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ

قَوَامًا ﴿۶۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

①..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۶۵-۶۶، ص ۸۱۰، روح البيان، الفرقان، تحت الآية: ۶۵-۶۶، ۲۴۳/۶، ملقطاً.

②..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۶۵، ص ۸۱۰.

③..... روح البيان، الفرقان، تحت الآية: ۶۶، ۲۴۳/۶-۲۴۴.

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں۔﴾ یہاں کامل ایمان والوں کے خرچ کرنے کا حال ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ وہ اسراف اور تنگی دونوں طرح کے مذموم طریقوں سے بچتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال سے رہتے ہیں۔

اسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟

اسراف معصیت میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ایک بزرگ دُخْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اسراف میں کوئی بھلائی نہیں تو دوسرے بزرگ دُخْمَةُ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: ”بھلائی کے کام میں اسراف ہوتا ہی نہیں۔ اور تنگی کرنے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق ادا کرنے میں کمی کرے۔ مروی ہے کہ جس نے کسی حق کو منع کیا اُس نے اقرار یعنی تنگی کی اور جس نے ناحق میں خرچ کیا اس نے اسراف کیا۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ سید المرسلین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو لذت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کے لئے کھاتے، نہ خوبصورتی اور زینت کے لئے پہنتے۔ بھوک روکنا، ستر چھپانا، سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا بس یہی ان کا مقصد تھا۔^(۱)

سردی گرمی میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم کا رویہ

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہم دنیا سے بے رغبت رہتے اور دنیا سے صرف اتنا ہی لیا کرتے تھے جتنا ان کی اہم ضروریات زندگی کے لئے کافی ہو، نیز وہ عیش و عشرت اور ناز و نعمت میں زندگی بسر کرنے کی بجائے سادہ زندگی گزارتے اور اپنے نفس کو دنیا کی سختی اور مشقت برداشت کرنے کا عادی بناتے اور دُنیوی زندگی کے قیمتی لمحات کو اپنی آخرت کی زندگی بہتر سے بہتر بنانے میں صرف کیا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ستر بدری

۱.....مدارک، الفرقان، تحت الآیة: ۶۷، ص ۸۱۰، خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۶۷، ۳/۳۷۹، ملقطاً.

صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو دیکھا، وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء سے اس قدر اجتناب کرتے تھے جتنا تم حرام اشیاء سے پرہیز نہیں کرتے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جس قدر تم فراخی کی حالت پر خوش ہوتے ہو اس سے زیادہ وہ آزمائشوں پر خوش ہوا کرتے تھے، اگر تم انہیں دیکھ لیتے تو کہتے یہ مجنون ہیں، اور اگر وہ تمہارے بہترین لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان لوگوں کا کوئی اخلاق نہیں، اور اگر وہ تم میں سے برے لوگوں کو دیکھتے تو کہتے: ان کا قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔ ان میں سے ایک کے سامنے حلال مال پیش کیا جاتا تو وہ نہ لیتا اور کہتا: مجھے اپنے دل کے خراب ہونے کا ڈر ہے۔^(۱)

یہاں ان کی زُہد و تقویٰ سے بھرپور زندگی کے ۴ واقعات ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت حسن رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: اہل بصرہ کا ایک وفد حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی معیت میں حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور (کچھ دنوں میں) انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روزانہ ایک چھوٹی روٹی تناول فرماتے ہیں اور یہ روٹی کبھی گھی کے ساتھ، کبھی زیتون کے ساتھ اور کبھی دودھ کے ساتھ کھاتے ہیں اور آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کبھی خشک گوشت کے ٹکڑے ملتے جنہیں کوٹ کر پانی سے ترکیباً ہوا ہوتا اور کبھی تھوڑا سا تازہ گوشت ملتا۔ ایک دن آپ نے اہل بصرہ سے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تم سے اچھا کھانا کھا سکتا ہوں، آسائش والی زندگی گزار سکتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں سینے کے گوشت، گھی، آگ پر بھنے ہوئے گوشت، چٹنی اور چپاتیوں سے ناواقف نہیں ہوں (لیکن میں انہیں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے استعمال نہیں کرتا) کیونکہ ایسی چیزوں کو استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو عار دلائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا کی زندگی میں فنا کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے۔

(اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت کے دن مجھ سے بھی یہ نہ فرما دیا جائے۔)^(۳)

(۲)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: قحط سالی کے دنوں میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خود کو گھی کھانے سے روک رکھا تھا اور آپ صرف زیتون پر گزارا کیا کرتے تھے۔ ایک دن زیتون کھانے کی

①..... احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزهد، بیان تفصیل الزہد فیما ہو من ضروریات الحیاة، ۲۹۷/۴۔

②..... الاحقاف: ۲۰۔

③..... الزہد لابن مبارک، باب ما جاء فی الفقر، ص ۲۰۴، روایت نمبر: ۵۷۹، الجزء الاول۔

جب سے آپ کے پیٹ میں تکلیف ہونے لگی تو آپ نے پیٹ پر انگلی مار کر فرمایا: ”تجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے ہوتی رہے، جب تک لوگوں سے فاقہ کی سختی ختم نہیں ہو جاتی تیرے لئے میرے پاس یہی کچھ ہے۔“ (۱)

(۳)..... حضرت علی المرتضیٰ حَمَدُ اللہ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے اپنے دورِ خلافت میں تین درہم کا ایک کپڑا خریدا اور اسے پہنا، آپ نے اس کی آستینیں کلائیوں سے کاٹ کر فرمایا: ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنے عمدہ لباس میں سے یہ لباس پہنایا۔“ (۲)

(۴)..... جب حمص کے گورنر حضرت عمیر بن سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا: ”تم کیا کچھ لے کر آئے ہو؟“ حضرت عمیر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ”میرے پاس میرا تھیلیا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور کپڑے وغیرہ دھوتا ہوں، ایک پانی کا برتن ہے جس میں پانی پیتا ہوں اور وضو وغیرہ کرتا ہوں اور ایک لاٹھی ہے جس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اگر کوئی دشمن آجائے تو اسی لاٹھی سے اس کا مقابلہ کرتا ہوں، خدا عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اس کے علاوہ میرے پاس دُنیوی مال و متاع نہیں۔“ (۳)

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے

۱..... الزهد لابن حنبل، زهد عمر بن الخطاب رَضِیَ اللہ عَنْہُ، ص ۴۵، روایت نمبر: ۶۰۸.

۲..... احیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزهد، بیان تفصیل الزهد فیما هو من ضروریات الحیاة، ۲۸۸/۴.

۳..... عیون الحکایات، الحکایة الاولى، ص ۱۳.

جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا۔

﴿وَالَّذِينَ﴾ اور وہ جو۔ کچھ کامل ایمان والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا کہ وہ فضیلت والے اعمال سے مُصَفَّ ہوئے کے ساتھ ساتھ قبیح اور برے کاموں سے بھی بچتے ہیں جیسے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، شرک سے بری اور بیزار ہیں اور وہ اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اور اس کا خون مُباح نہیں کیا جیسے کہ مومن اور معاہدہ کرنے والا کافر، یونہی وہ بدکاری نہیں کرتے اور جو شخص بھی ان کاموں میں سے کوئی کام کرے گا تو وہ اس کی سزا پائے گا۔^(۱)

بُیِّنَ لَكُمْ كَيْفَ كُنْتُمْ

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور زنا کرنا بہت بڑے گناہ ہیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا ”کونسا گناہ سب میں بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرے، حالانکہ تجھے اُس نے پیدا کیا۔ میں نے عرض کی: پھر اس کے بعد کونسا گناہ؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کی: پھر کونسا؟ ارشاد فرمایا ”یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق میں یہ آیت ”وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ“ نازل فرمائی۔^(۲) اور حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب بیعت لیتے تو بطور خاص یہ تین گناہ یعنی شرک، کسی کو ناحق قتل اور زنا نہ کرنے پر بیعت لیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا ”تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، زنا نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرو گے جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے ان حرام کردہ چیزوں میں سے کسی کا ارتکاب کر لیا اور اسے (دنیا میں ہی اس کی شرعی) سزا دے دی گئی تو وہ اس کا

①.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۶۸، ص ۸۱۰-۸۱۱، روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۶۸، ۲۴۶/۶-۲۴۷، ملنقطاً.

②.....بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشية ان يأكل معه، ۱۰۰/۴، الحدیث: ۶۰۰۱.

کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) اس کا پردہ رکھا تو (آخرت میں) اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔^(۱)

يُضَعَّفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۖ إِلَّا مَنْ تَابَ
وَأَمِنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۖ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اس کے لئے قیامت کے دن عذاب بڑھا دیا جائے گا اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿يُضَعَّفُ﴾ بڑھا دیا جائے گا۔ یعنی جو شخص شرک کے ساتھ ساتھ ناحق قتل کرنے اور زنا کاری وغیرہ گناہوں کا مرتکب ہوگا تو وہ قیامت کے دن شرک کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کے ساتھ دیگر گناہوں کے عذاب میں بھی مبتلا ہوگا اور یوں اس کا عذاب بڑھا دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس دگنے عذاب میں ذلت سے رہے گا۔^(۲)

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ مگر جو توبہ کرے۔ یعنی جو شخص شرک، ناحق قتل، زنا اور دیگر کبیرہ گناہوں سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور توبہ کے بعد نیک کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اس کی بخشش و مہربانی کے آثار میں سے یہ ہے کہ وہ

①.....مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود كفارات لاهلها، ص ۹۳۹، الحديث: ۱۷۰۹.

②.....تفسير كبير، الفرقان، تحت الآية: ۶۹، ۴۸/۸.

گناہوں سے توبہ کرنے والوں، ایمان لانے والوں اور توبہ و ایمان کے بعد نیک عمل کرنے والوں کی برائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور نیک اعمال کرنے پر انہیں ثواب عطا فرماتا ہے۔^(۱)

برائیاں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی

مفسرین نے برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کے مختلف معنی بیان فرمائے ہیں، ان میں سے تین معنی درج ذیل ہیں،

(۱)..... اس کا معنی یہ ہے کہ برائی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نیکی کرنے کی توفیق دیدے گا۔

(۲)..... اس کا یہ معنی ہے کہ برائیوں کو توبہ سے مٹا دے گا اور ان کی جگہ ایمان و طاعت وغیرہ نیکیاں مثبت فرمائے گا۔

(۳)..... اس کا یہ معنی ہے کہ آیت میں بیان کئے اوصاف سے مُصَفَّ لوگوں سے حالتِ اسلام میں جو گناہ ہوئے ہوں گے انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شانِ کرم

صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں یقیناً جانتا ہوں سب کے بعد جنت میں کون داخل ہوگا اور سب سے آخر میں جہنم سے کون نکلے گا۔ ایک شخص ایسا ہوگا جسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ”اس شخص کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کرو چنانچہ اس کے صغیرہ گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا ”تو نے فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا؟ وہ شخص اقرار کرے گا اور کہے گا ”میں اپنے اندر ان کاموں سے انکار کی سکت نہیں پاتا، اور وہ ابھی اپنے کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ان کا حساب نہ شروع ہو جائے۔ اس شخص سے کہا جائے گا: جا تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جاتی ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”یہ بیان فرماتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو (اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور اس کی شانِ کرم پر) خوشی ہوئی اور چہرہ اقدس پر سُور سے تیشم کے آثار نمایاں ہوئے۔“^(۳)

①..... روح البیان، الفرقان، تحت الآية: ۷۰، ۲۴۷/۶، مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۷۰، ص ۸۱۱، ملقطاً.

②..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۷۰، ص ۸۱۱، حازن، الفرقان، تحت الآية: ۷۰، ۳۸۰/۳، ملقطاً.

③..... مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فيها، ص ۱۱۹، الحدیث: ۳۱۴ (۱۹۰).

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا۔

﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾: اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے۔ یعنی جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا ہی رجوع کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے تھا کیونکہ ایسا رجوع اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہے، گناہوں کو مٹانے والا ہے اور ثواب حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔^(۱)

گناہوں سے توبہ کرنے کی ترغیب

یاد رہے کہ حقیقی اور سچی توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اقرار کرتے، اس پر ندامت و شرمندگی کا اظہار کرتے اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی طلب کرے۔ ایسی توبہ ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے اور ایسی توبہ ہی حقیقی طور پر فائدہ مند اور گناہوں کو مٹانے والی ہے، چنانچہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جس کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا نہ ہو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے مٹا دے اور تمہیں ان باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً
نَصُوحًا ۖ عَلَىٰ رَبِّكُمْ أَنْ يَكْفُرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ
وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالعرفان: وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ

۱..... روح البیان، الفرقان، تحت الآیة: ۷۱، ۶/۲۴۸-۲۴۹۔

۲..... التحريم: ۸۔

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ
يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا
حَكِيمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ
السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ
إِنِّي تُوبْتُ لَئِنْ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارًا
أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا (۱)

فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے بُرائی
کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کر لیں ایسوں پر اللہ اپنی
رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ اور
ان لوگوں کی توبہ نہیں جو گناہوں میں لگے رہتے ہیں یہاں
تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہنے لگے اب میں
نے توبہ کی اور نہ ان لوگوں کی (کوئی توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں
مریں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آیت میں بوقتِ موت توبہ قبول نہ ہونے سے مراد وہ وقت ہے جب موت کے بعد کے احوال نظر آنا شروع
ہو جائیں۔

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ گناہوں سے ایسی توبہ کرے جیسی توبہ کرنے کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ سے ویسی توبہ
کرنے کی توفیق بھی مانگتا رہے جیسی توبہ اس کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ ہے۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ ۖ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت
سنبھالتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنی کامل ایمان والے گواہی دیتے ہوئے جھوٹ
نہیں بولتے اور وہ جھوٹ بولنے والوں کی مجلس سے علیحدہ رہتے ہیں، اُن کے ساتھ میل جول نہیں رکھتے۔ (۲)

①.....النساء: ۱۸، ۱۷۔

②.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۷۲، ص ۸۱۱۔

جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر ۴ احادیث

اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی نہ دینا اور جھوٹ بولنے سے تعلق نہ رکھنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے۔ یاد رہے کہ جھوٹی گواہی دینا انتہائی مذموم عادت ہے اور کثیر احادیث میں اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 4 احادیث ملاحظہ ہوں:

- (1)..... حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔“ (1)
 - (2)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔“ (2)
 - (3)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مسلمان مرد کا مال ہلاک ہو جائے یا کسی کا خون بہایا جائے، اس نے (اپنے اوپر) جہنم (کا عذاب) واجب کر لیا۔“ (3)
 - (4)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ تعالیٰ کی ناخوشی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے۔“ (4)
- ﴿وَإِذَا مَرَّوَابِلُ الْعُورِ﴾ اور جب کسی بیہودہ بات کے پاس سے گزرتے ہیں۔ یعنی جب وہ کسی لغو اور باطل کام میں مصروف لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالتے ہوئے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو لہو و باطل سے مُلوث نہیں ہونے دیتے اور ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں۔ (5)

①..... بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ: وَمِنْ أَحْيَاہَا، ۳۵۸/۴، الحدیث: ۶۸۷۱.

②..... ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب شهادة الزور، ۱۲۳/۳، الحدیث: ۲۳۷۳.

③..... معجم الکبیر، عکرمۃ عن ابن عباس، ۱۷۲/۱۱، الحدیث: ۱۱۵۴۱.

④..... سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الوکالۃ، باب اثم من خاصم او اعان فی خصومة بباطل، ۱۳۶/۶، الحدیث: ۱۱۴۴۴.

⑤..... مدارک، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۲، ص ۸۱۱.

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صَبَآءً عُيَانًا ۝۳

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جب کہ انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جاتیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

﴿وَالَّذِينَ﴾ اور وہ لوگ۔ یعنی جب کامل ایمان والوں کو ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر غفلت کے ساتھ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے سنتے ہیں اور چشم بصیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں میں دیئے گئے احکام پر عمل کرتے ہیں۔^(۱)

قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جاننے والی نصیحت کیسے سنی جاتی ہے؟

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب قرآن مجید کی آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائی جائیں، اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب دی جائے اور اس کی نافرمانی کرنے پر اس کے غضب و عذاب سے ڈرایا جائے، یونہی جو کام کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے انہیں کرنے اور جن کاموں سے بچنے کا فرمایا ہے ان سے رک جانے پر ابھارا جائے تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان چیزوں کو بے توجہی کے ساتھ نہ سنے بلکہ کامل توجہ کے ساتھ اور ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے سنے اور ان آیات کے ذریعے جو نصیحت کی گئی اس پر عمل کرے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالعرفان: تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو۔

جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس کی بہتر بات کی پیروی

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝۴ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ

فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ

①..... روح البیان، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۲۵۲/۶، خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۷۳، ۳۸۰/۳، ملقطاً.

کرتے ہیں۔ یہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقلمند ہیں۔

اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْوَالِدُونَ^(۱)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَ
اجْعَلْ لَنَا لُتْقَيْنَ إِمَامًا^(۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ﴾: اور وہ جو عرض کرتے ہیں۔ یعنی کامل ایمان والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں بیویاں اور اولاد نیک، صالح، متقی عطا فرماتا کہ ان کے اچھے عمل اور ان کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔^(۲)

پرہیزگاروں کی ٹھنڈک

اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور پرہیزگار بیوی اور اولاد مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے دل کی خوشی کا باعث ہے۔ نیک بیوی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ

①..... الزمر: ۱۷، ۱۸۔

②..... مدارك، الفرقان، تحت الآية: ۷۴، ص ۸۱۲۔

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”دنیا مَتَاع (یعنی فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے۔“ (۱)

اور حضرت ابو امامہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے بعد مومن کے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ اگر اسے حکم دیتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اور اگر اسے دیکھے تو خوش کر دے اور اس پر قسم کھا بیٹھے تو قسم سچی کر دے اور کہیں چلا جائے تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں بھلائی کرے (یعنی اس کی عزت میں خیانت نہ کرے اور اس کا مال ضائع نہ کرے)۔“ (۲)

اور نیک اولاد کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب انسان مرجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ اس کے عمل مُنْقَطِع ہو جاتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو۔ (۳) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے۔“ (۳)

﴿وَجَعَلْنَا لِلنَّبِيِّينَ إِمَامًا﴾ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ (یعنی ہمیں ایسا پرہیزگار، عبادت گزار اور خدا پرست بنا کہ ہم پرہیزگاروں کی پیشوائی کے قابل ہوں اور وہ دینی امور میں ہماری اقتدا کریں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت رکھنی اور طلب کرنی چاہئے۔ (۴) لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب مقصد اچھا ہو نہ یہ کہ حب دنیا اور حب جاہ کی وجہ سے ہو۔

أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۖ
خُلِيفَتَيْنِ فِيهَا حَسَنَتٌ مُّسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۖ

توجہ کنز الایمان: ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔

①.....مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة، ص ۷۷۴، الحدیث: ۵۹ (۱۴۶۷)۔

②.....ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب افضل النساء، ۴/۱۴۱، الحدیث: ۱۸۵۷۔

③.....مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص ۸۸۶، الحدیث: ۱۴ (۱۶۳۱)۔

④.....خازن، الفرقان، تحت الآیة: ۷۴، ۳/۳۸۱۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہیں ان کے صبر کے سبب جنت کا سب سے اونچا درجہ انعام میں دیا جائے گا اور اس بلند درجے میں دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ: انہیں﴾ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے اوصاف ذکر فرمائے، اس کے بعد یہاں اُن کی جزا ذکر فرمائی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ڈٹے رہنے، گناہوں سے بچنے، کفار کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر صبر کرنے، استقامت کے ساتھ عبادت کرنے اور فقر و فاقہ پر صبر کرتے رہنے کے سبب جنت کا سب سے اونچا درجہ انعام میں دیا جائے گا اور اس بلند درجے میں دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا۔ یہ استقبال یوں ہوگا کہ فرشتے دعائے خیر اور سلام کے ساتھ ان کی تعظیم و تکریم کریں گے یا یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ مزید ارشاد فرمایا کہ وہ اس بلند درجے میں ہمیشہ رہیں گے، وہ کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور قیام کرنے کی جگہ ہے۔^(۱)

قُلْ مَا يَعْبُؤْاِبِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ
لِرِزَامًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو تو تم نے تو جھٹلایا تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: میرا رب تمہاری کوئی قدر نہیں فرمائے گا اگر تم اس کی عبادت نہ کرو تو تم نے تو جھٹلایا تو اب عذاب (تم پر) ہمیشہ رہے گا۔

①.....مدارک، الفرقان، تحت الآية: ۷۵، ص ۸۱۲، حازن، الفرقان، تحت الآية: ۷۵-۷۶، ۳۸۱/۳، ملقطاً.

﴿قُلْ تَمَّ فَرَاؤُكُمْ﴾ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ اہل مکہ سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی اطاعت اور عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اگر تم نے میرے رب عزوجل کی عبادت نہ کی تو وہ تمہاری کوئی قدر نہیں فرمائے گا اور وہ تمہاری قدر کیسے فرمائے گا حالانکہ تم نے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی کتاب کو جھٹلایا ہے تو اب تم پر دنیا میں ہلاکت کے بعد آخرت کا دائمی عذاب ہوگا۔^(۱)

①..... حازن، الفرقان، تحت الآية: ۷۷، ۳۸۱/۳، جلالین، الفرقان، تحت الآية: ۷۷، ص ۳۰۹، ملقطاً.

سُورَةُ الشُّعْرَاءِ

سورۃ شعراء کا تعارف

مقام نزول

سورۃ شعراء آخری چار آیتوں کے علاوہ مکہ ہے، وہ چار آیتیں ”وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ“ سے شروع ہوتی ہیں۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 11 رکوع، 227 آیتیں، 1279 کلمے اور 5540 حروف ہیں۔^(۲)

شعراء کا مرکز کی وجہ

شعراء، شاعر کی جمع ہے جس کا معنی واضح ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر 224 سے تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف شاعری کرنے والے مشرکین کی مذمت بیان کی گئی ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ شعراء“ رکھا گیا۔

سورۃ شعراء کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تورات کی جگہ (قرآن پاک کی ابتدائی) سات (بسی) سورتیں عطا کیں اور انجیل کی جگہ راءات (یعنی وہ سورتیں) عطا کیں (جن کے شروع میں لفظ ”ز“ موجود ہے) اور زبور کی جگہ طواسین (یعنی وہ سورتیں جن کے شروع میں ”طسم“ ہے) اور حوامیم (یعنی وہ سورتیں جن کے شروع میں حم ہے) کے مابین سورتیں عطا فرمائیں اور مجھے حوامیم اور مُفَصَّل سورتوں کے ذریعے (ان انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر) فضیلت دی گئی اور مجھ سے پہلے ان سورتوں کو کسی نبی نے نہیں پڑھا۔^(۳)

سورۃ شعراء کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے، تاجدار رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

①.....خازن، تفسیر سورۃ الشعراء، ۳/۳۸۱.

②.....خازن، تفسیر سورۃ الشعراء، ۳/۳۸۱-۳۸۲.

③.....کنز العمال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، ۱/۲۸۵، الحدیث: ۲۵۷۸، الجزء الاول.

عَلَيْهِ وَالْهِ وَسَلَّمَ کا اللہ تعالیٰ کا نبی اور رسول ہونے، موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اسلام کے دیگر عقائد کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، نیز اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں،

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں قرآن پاک کی عظمت و شان اور ہدایت کے معاملے میں اس کا ہدف بیان کیا گیا۔
 (2)..... نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قرآن پاک وحی کی صورت میں نازل ہونے کو ثابت کیا گیا اور کفار مکہ کے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت پر ایمان لانے سے اعراض کرنے پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی۔

(3)..... نباتات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا۔

(4)..... سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلانے والے کفار کو نصیحت کرنے کے لئے پچھلے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی امتوں کے واقعات بیان کئے گئے اور اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ بیان کیا گیا اور اس واقعے میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ہونے والا مکالمہ، روشن نشانیوں کے ساتھ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تائید و مدد کئے جانے اور جادو گروں کے ایمان لانے کو ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہ واقعہ بیان کیا گیا جس میں انہوں نے اپنے عرفی باپ آزر اور اپنی قوم کا بتوں کی پوجا کرنے کے معاملے میں رد کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کو ثابت کیا۔ اس کے بعد حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کئے گئے اور انہی واقعات کے ضمن میں رسولوں کو جھٹلانے والوں کا عبرتناک انجام بیان کیا گیا۔

(5)..... نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور آخرت کا انکار کرنے والے کافروں کو برے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(6)..... اس بات کو ثابت کیا گیا کہ قرآن مجید شیطانوں کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی وحی ہے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی شاعر یا کاہن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول ہیں جو اس کے احکام اپنے خاندان والوں اور پوری امت تک پہنچاتے ہیں۔

سورہ فرقان کے ساتھ قرآن مجید

سورہ شعراء کی اپنے سے ماقبل سورت ”فرقان“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ فرقان کی ابتداء قرآن پاک کی تعظیم سے ہوئی اور سورہ شعراء کی ابتداء بھی قرآن پاک کی تعظیم سے ہوئی۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ فرقان میں جس ترتیب سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اجمالی طور پر بیان کئے گئے اُسی ترتیب سے سورہ شعراء میں ان کے واقعات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، اور تیسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ فرقان کے آخر میں کفار کی مذمت اور مسلمانوں کی مدح بیان ہوئی اور سورہ شعراء کے آخر میں بھی کفار کی مذمت اور مسلمانوں کی مدح بیان ہوئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

طسّم ۱ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْبٰیْنِ ۲

ترجمہ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طسّم﴾ یہ حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ہے اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

﴿تِلْكَ﴾ یہ: یعنی اس سورت کی آیتیں اُس قرآن کی آیتیں ہیں جس کا معجز یعنی دوسروں کو مقابلے سے عاجز کر دینے والا نیز اللہ تعالیٰ کا کلام ہونا روشن و ظاہر ہے اور جس کا حق کو باطل سے ممتاز کرنے والا ہونا واضح ہے۔ اگر اس کی یہ شان

نہ ہوتی تو لوگ اس کی مثل لانے پر ضرور قادر ہو جاتے اور اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز نہ رہتے۔^(۱)

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُ أَمُومًا مِّنِيْنَ ۝۳

ترجمہ کنز الایمان: کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

ترجمہ کنز العرفان: (اے حبیب!) کہیں آپ اپنی جان کو ختم نہ کر دو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

﴿لَعَلَّكَ﴾ کہیں آپ۔ ﴿تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ کو اس بات کی شدید خواہش تھی کہ اہل مکہ ایمان لے آئیں، لیکن جب وہ ایمان نہ لائے اور کفار مکہ نے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلایا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی ایمان سے محرومی کی وجہ سے قلبی طور پر بہت دکھ ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دیتے ہوئے رحمت و کرم کے انداز میں خطاب فرمایا کہ ”اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، قرآن مجید حق کو بیان کرنے میں انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور کفار مکہ میں سے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان سے محروم ہیں وہ قرآن کریم کی آیات سن کر بھی ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے ایمان قبول نہ کرنے پر اتنا غم نہ کریں کہ آپ کی جان ہی چلی جائے۔“^(۲)

رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخلوق پر انتہائی کرم و نوازی

اس آیت میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے انتہائی محبوبیت کے اظہار کے ساتھ ساتھ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخلوق پر انتہائی کرم و نوازی کا بھی ذکر ہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت پر کرم و نوازی دنیا میں تو ہے ہی، آخرت میں یہ رحمت و شفقت اپنے مرتبہ کمال کو پہنچی ہوئی ہوگی۔

ادھر امت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۲، ۶/۲۶۱، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۲، ص ۳۰۹، ملقطاً.

②.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۳، ۳/۳۸۲، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۳، ۸/۴۹۰، ملقطاً.

إِنْ نَشَأْ نُذِرْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خُضَعِينَ ۝۳

ترجمہ کنزالایمان: اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی نشانی اتاریں تو ان کے بڑے بڑے سردار اُس نشانی کے آگے جھکے رہ جائیں۔

﴿إِنْ نَشَأْ﴾: اگر ہم چاہیں۔ ﴿اس آیت میں مزید تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ ان کے ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں، اگر ہمیں ان کا ایمان قبول کر لینا منظور ہوتا تو ہم ضرور ان پر ایسی نشانی اتار دیتے جس کی وجہ سے ان کے بڑے بڑے بھی اس نشانی کے سامنے جھک جاتے، لیکن ہمیں ان کی شقاوت معلوم ہے، اس لئے ہم ان کے سامنے ایسی کوئی نشانی نہیں اتارتے، لہذا آپ زیادہ غم فرما کر اپنی جان کو مشقت میں نہ ڈالیں۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝۵ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝۶

ترجمہ کنزالایمان: اور نہیں آتی ان کے پاس رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آچا ہمتی ہیں خبریں ان کے ٹھٹھے کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کے پاس رحمن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو

بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر اس کی خبریں آئیں گی جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے۔

﴿وَمَا يَأْتِيهِمْ: اور ان کے پاس نہیں آتی۔﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اور نصیحت پر مشتمل ایک کے بعد ایک آیت نازل فرمائی اور ان کفار کا حال یہ ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی نصیحت اور وحی نازل ہوتی ہے تو وہ اس کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں اور یوں دم بدم ان کا کفر بڑھتا جاتا ہے۔^(۱)

﴿فَقَدْ كَذَّبُوا: تو بیشک انہوں نے جھٹلایا۔﴾ اس آیت میں قرآن مجید کا انکار کرنے پر مشرکوں کو وعید سنائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قرآن لے کر ان مشرکوں کے پاس تشریف لائے ہیں، انہوں نے اسے جادو، شعر اور سابقہ لوگوں کی کہانیاں کہہ کر جھٹلایا تو عنقریب جب انہیں (دنیا میں قتل یا آخرت میں جہنم کا) عذاب پہنچے گا تب انہیں خبر ہوگی کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلانے کا یہ انجام ہے اور جب جھٹلانے کا نتیجہ ظاہر ہو گیا تو اس کے بعد ان کی شرمندگی اور ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی۔^(۲)

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَبْتَنَّا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ
الرَّحِيمُ ۝

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اُگائے۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے۔

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۵، ۶/۲۶۲-۲۶۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۵، ص ۸۱۴، ملقطاً.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۶، ص ۸۱۴، تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیة: ۶، ۹/۴۳۳، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۶، ۶/۲۶۳، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسموں کے اچھے جوڑے اگائے۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان والے نہیں۔ اور بیشک تمہارا رب ہی یقیناً بہت عزت والا، مہربان ہے۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ: کیا انہوں نے زمین کی طرف نہ دیکھا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ پھیرنے والے، انہیں جھٹلانے والے اور ان کا مذاق اڑانے والے مشرکین نے کیا زمین کے عجائبات کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنی قسموں کی نباتات کے اچھے جوڑے اگائے اور ان سے انسان و جانور دونوں نفع اٹھاتے ہیں۔^(۱)

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ: بیشک اس میں۔﴾ یعنی زمین میں کتنی قسموں کے اچھے جوڑے اگائے جانے میں عظیم نشانی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال، اس کے علم کی کثرت اور اس کی رحمت کی وسعت پر دلالت کرتی ہے اور یہ چیزیں ایمان قبول کرنے کی طرف راغب کرنے والی اور کفر سے روکنے والی ہیں اور اس کے باوجود ان مشرکوں میں سے اکثر ایمان قبول کرنے والے نہیں کیونکہ یہ کفر و گمراہی میں ڈوبے ہوئے اور سرکشی و جہالت میں مہمک ہیں۔^(۲)

بعض مفسرین نے اس آیت کا یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو قیامت میں دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر ہیں ان کیلئے زمین میں مختلف قسموں کی بہترین اور نفع بخش چیزوں کی پیدائش میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ قیامت میں لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ جو رب تعالیٰ مردہ زمین سے ایسی بہترین نباتات پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ ہرگز اس بات سے عاجز نہیں کہ مردوں کے بکھرے ہوئے اجزاء جمع کر کے قبروں سے انہیں زندہ اٹھائے۔ لیکن ان میں سے اکثر قیامت کے دن اٹھائے جانے پر ایمان نہیں لاتے۔^(۳)

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کا رب غَزَّوَجَلَّ ہی یقینی طور پر عزت والا ہے، وہی غالب اور کافروں کو سزا دینے پر قدرت رکھنے والا ہے اور وہی بہت بڑا مہربان ہے اور اسی نے اپنی رحمت سے مشرکوں کی فوری گرفت نہیں فرمائی بلکہ انہیں (اپنا حال سنوار لینے کی) مہلت دی ہے۔^(۴)

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۷، ۶/۲۶۳.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۸، ۶/۲۶۳.

③.....تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآية: ۸، ۹/۴۳۴.

④.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۹، ۶/۲۶۴.

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ إِنَّ أَنتَ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی کہ ظالم لوگوں کے پاس جاؤ۔

﴿وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ﴾ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی۔ ﴿﴾ یہاں سے مشرکوں کی طرف سے پہنچنے والی آذیتوں پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پچھلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان فرمائے ہیں، ان کی ترتیب یہ ہے۔ (1) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (2) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (3) حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (4) حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (5) حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (6) حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ (7) حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ۔ اس سے پہلے (متعدد سورتوں میں) ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات گزر چکے ہیں، ان واقعات کو بار بار ذکر کرنے سے (ایک مقصود یہ) بھی ہے کہ مومن کے ایمان میں اضافہ ہو اور کافر پر مزید حجت قائم ہو جائے۔^(۱)

اس آیت سے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کی ابتداء کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ وہ وقت یاد کریں جب آپ کے رب عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت ندا فرمائی جب وہ مدین سے لوٹے اور انہوں نے رات میں درخت اور آگ دیکھی، اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے موسیٰ! تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔^(۲)

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرعون کا واقعہ سورۃ اعراف، سورۃ یونس، سورۃ ہود، سورۃ طہ اور سورۃ

①..... البحر المحیط، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۷/۷، صاوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۴۵۳/۴، ملقطاً.

②..... روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰، ۲۶۵/۶.

مؤمنوں میں گزر چکا ہے۔

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۖ أَلَا يَتَّقُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ نہ ڈریں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو فرعون کی قوم ہے، کیا وہ نہیں ڈریں گے؟

﴿قَوْمَ فِرْعَوْنَ: جو فرعون کی قوم ہے۔﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجا گیا تھا مگر یہاں جو پیغام مذکور ہے وہ خاص فرعون کی قوم قبط کی طرف ہے تاکہ انہیں ان کی بدکرداری پر زجر فرمائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تم ظالم لوگوں کے پاس جاؤ اور وہ فرعون کی قوم ہے، انہوں نے کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بنی اسرائیل کو غلام بنا کر اور انہیں طرح طرح کی ایذاں پہنچا کر ان پر ظلم کیا۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈریں گے اور اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کی فرمانبرداری کر کے اس کے عذاب سے نہ بچائیں گے؟ (۱)

قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو تو ہارون کو بھی رسول کر۔

ترجمہ کنزالعرفان: عرض کی: اے میرے رب! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور میرا سینہ

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۰-۱۱، ۳/۳۸۳.

تنگ ہوگا اور میری زبان نہیں چلتی تو تو ہارون کو بھی رسول بنادے۔

﴿قَالَ: عَرَضَ لِي﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ”اے میرے رب! غزوہ جَلِّ، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور ان کے جھٹلانے سے میرا سیدہ تنگ ہوگا اور میں نے بچپن میں جو آگ کا انگارہ منہ میں رکھا تھا اس کی وجہ سے مجھے گفتگو کرنے میں بھی کچھ تکلف ہوتا ہے تو تو میرے بھائی ہارون کو بھی رسول بنادے تاکہ وہ رسالت کی تبلیغ میں میری مدد کریں۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شام میں نبوت عطا کی گئی اس وقت حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر میں تھے۔ (۱)

وَلَهُمْ عَلَىٰ ذَنْبٍ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۝۱۴

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

﴿وَلَهُمْ عَلَىٰ ذَنْبٍ﴾ اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے۔ ﴿حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید عرض کی کہ اے میرے رب! غزوہ جَلِّ، ان فرعونوں کا مجھ پر قتل کا ایک الزام ہے کہ میں نے قبطی کو مارا تھا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر میں اکیلا گیا تو کہیں وہ مجھے رسالت کی ادائیگی سے پہلے ہی اس کے بدلے میں قتل نہ کر دیں جبکہ حضرت ہارون پر ان کا کوئی الزام نہیں۔ (۲)

قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَبْعُونَ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا یوں نہیں تم دونوں میری آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں۔

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۲-۱۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۲-۱۳، ص ۸۱۵، ملقطاً.

②.....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۴، ص ۸۱۵، روح البيان، الشعراء، تحت الآية: ۱۴، ۲۶۶/۶، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: (اللہ نے) فرمایا: ہرگز نہیں، تم دونوں میرے معجزات لے کر جاؤ، ہم تمہارے ساتھ ہیں، خوب سننے والے ہیں۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: ”وہ تمہیں ہرگز قتل نہیں کر سکیں گے کیونکہ میں انہیں آپ پر مسلط نہیں ہونے دوں گا بلکہ آپ کو ان پر غالب فرما دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست منظور فرما کر حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نبی بنادیا اور دونوں کو حکم دیا کہ ”تم دونوں میرے دیئے ہوئے معجزات لے کر جاؤ، ہم اپنی مدد و نصرت کے ذریعے تمہارے ساتھ ہیں اور جو تم کہو اور جو تمہیں جواب دیا جائے اسے خوب سننے والے ہیں۔“^(۱)

فَاتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا
بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾

ترجمہ کنز الایمان: تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہاں کا۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو فرعون کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو: بیشک ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

﴿أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا: کہ تو ہمارے ساتھ بھیج دے۔﴾ فرعون نے چار سو برس تک بنی اسرائیل کو غلام بنائے رکھا تھا اور اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تیس ہزار تھی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پا کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصر کی طرف روانہ ہوئے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پشیمیدہ کا جب پہنچے ہوئے تھے، دست مبارک میں عصا تھا اور عصا کے سرے میں زنبیل لٹکی

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۵، ۳۸۳/۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۵، ص ۸۱۵-۸۱۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۵، ۲۶۶/۶، ملقطاً.

ہوئی تھی جس میں سفر کا تو شہ تھا۔ اس شان سے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ مصر میں پہنچ کر اپنے مکان میں داخل ہوئے۔ حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ وہیں تھے، آپ نے انہیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے اور آپ کو بھی رسول بنایا ہے کہ فرعون کو خدا کی طرف دعوت دو۔ یہ سن کر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کی والدہ صاحبہ گھبرا گئیں اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ سے کہنے لگیں کہ فرعون تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے، جب تم اس کے پاس جاؤ گے تو وہ تمہیں قتل کر دے گا لیکن حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ اُن کے یہ فرمانے سے نہ رکے اور حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کو ساتھ لے کر رات کے وقت فرعون کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ نے فرمایا ”میں سب جہانوں کے رب کا رسول موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ ہوں۔ فرعون کو خبر دی گئی اور صبح کے وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ بلائے گئے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ نے اس کے پاس پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا کی اور فرعون کے پاس جو حکم پہنچانے پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ مامور کئے گئے تھے وہ پہنچایا۔ فرعون نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کو پہچان لیا کیونکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ اسی کے گھر میں پلے بڑھے تھے۔ (۱)

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝۱۸
وَفَعَلْتَ فَعَلَتِكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس گزارے۔ اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکر تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (فرعون نے) کہا: کیا ہم نے تمہیں اپنے ہاں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو تم نے کیا اور تم شکر یہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔

﴿قَالَ: کہا۔﴾ جب فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ کو پہچان لیا تو احسان جتاتے ہوئے آپ سے کہا: کیا ہم

نے تمہیں اپنے شاہی محل میں بچپن میں نہ پالا؟ اور تم نے ہمارے محل میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کے محل میں تیس سال گزارے اور اس زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون کے عمدہ لباس پہنتے تھے اور اس کی سواریوں میں سوار ہوتے تھے اور اس کے فرزند کے طور پر مشہور تھے۔^(۱)

﴿وَفَعَلْتُ: اور تم نے کیا۔﴾ فرعون نے مزید یہ کہا کہ اے موسیٰ! تم نے ہمارے احسانات کے باوجود قتل کو قتل کیا اور تم شکریہ ادا کرنے والوں میں سے نہیں ہو کیونکہ تم نے ہماری نعمت کی شکرگزاری نہ کی اور ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔^(۲)

قَالَ فَعَلْتُمْهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۖ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَبَّاسُ خِفْتِكُمْ
فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔ تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا اور مجھے پیغمبروں سے کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: موسیٰ نے فرمایا: میں نے وہ کام اس وقت کیا تھا جبکہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔ پھر جب میں نے تم لوگوں سے ڈر محسوس کیا تو میں تمہارے پاس سے نکل گیا تو میرے رب نے مجھے حکمت عطا فرمائی اور مجھے رسولوں میں سے کر دیا۔

﴿قَالَ: موسیٰ نے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون سے فرمایا ”میں نے قبطی والا وہ کام اس وقت کیا تھا جب میں نہ جانتا تھا کہ گھونہ مارنے سے وہ شخص مرجائے گا کیونکہ میرا ماننا وہ سکھانے کیلئے تھا نہ کہ قتل کرنے کیلئے۔ پھر جب میں نے تم لوگوں سے ڈر محسوس کیا کہ اس کے بدلے تم مجھے قتل کر دو گے تو میں تمہارے پاس سے مدین شہر کی طرف نکل گیا اور مدین سے مصر آتے وقت کوہ طور کے پاس مجھے میرے رب عزوجل نے حکم عطا فرمایا اور مجھے رسولوں میں سے کر دیا۔ یہاں حکم سے نبوت یا علم مراد ہے۔^(۳)

①.....جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸، ص ۳۱۰، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۱۸، ۲۶۷/۶، ملقطاً.

②.....خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۱۹، ۳۸۴/۳، ملقطاً.

③.....خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰-۲۱، ۳۸۴/۳، مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۲۰-۲۱، ص ۸۱۶، ملقطاً.

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَبْتَغَاهَا عَلَىٰ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ

توجہ کنزالایمان: اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتنا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل۔

توجہ کنزُالعرفان: اور یہ کیوں سی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتنا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھا۔

﴿وَتِلْكَ﴾ اور یہ۔ ﴿فرعون﴾ نے جو احسان جتایا تھا اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تم نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے اپنے پاس رکھا، کھلایا اور پہنایا کیونکہ میرا تجھ تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور اُن کی اولادوں کو قتل کیا، تیرے اس عظیم ظلم کی وجہ سے میرے والدین میری پرورش نہ کر سکے اور مجھے دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے، اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس ہی رہتا، اس لئے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے۔“ (۱) اسے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ کوئی شخص کسی بچے کے باپ کو قتل کر کے بچہ گود میں لے لے اور اس کی پرورش کرے پھر بڑا ہونے پر اسے احسان جتلائے کہ بیٹا تو یتیم ولا وارث تھا میں نے تجھ پر احسان کیا اور تجھے پال پوس کر بڑا کیا۔ تو اس کے جواب میں وہ بچہ کیا کہے گا۔ وہ یہی کہے گا کہ اپنا احسان اپنے پاس سنبھال کر رکھ۔ مجھے پالنا تو تجھے یاد ہے لیکن یہ تو بتا کہ مجھے یتیم ولا وارث بنایا کس نے تھا؟

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۖ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۖ

توجہ کنزالایمان: فرعون بولا اور سارے جہان کا رب کیا ہے۔ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو۔



۱.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲، ۲۶۸/۶، ملخصاً.

ترجمہ کنزالعرفان: فرعون نے کہا: اور سارے جہان کا رب کیا چیز ہے؟ موسیٰ نے فرمایا: آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے وہ سب کا رب ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ: فرعون نے کہا۔﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تقریر سے فرعون لا جواب ہو گیا اور اس نے اُسلوبِ کلام بدلا اور یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کر دی کہ سارے جہان کا رب کیا چیز ہے جس کے تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہو۔^(۱)

﴿قَالَ: موسیٰ نے فرمایا۔﴾ بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا سوال چیز کی جنس کے بارے میں تھا اور اللہ تعالیٰ چونکہ جنس اور ماہیت سے پاک ہے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے افعال اور اس کی قدرت کے وہ آثار ذکر فرمائے جن کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے، چنانچہ فرمایا کہ سارے جہان کا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے، ان سب کو پیدا کرنے والا ہے، اگر تم لوگ اشیاء کو دلیل سے جاننے کی صلاحیت رکھتے ہو تو ان چیزوں کی پیدائش اُس کے وجود کی کافی دلیل ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کریں۔“^(۲)

بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا سوال اللہ تعالیٰ کی صفت کے بارے میں تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں جو جواب دیا وہ فرعون کے سوال کے مطابق ہے۔ یاد رہے کہ ایقان اس علم کو کہتے ہیں جو استدلال سے حاصل ہو، اسی لئے اللہ تعالیٰ کی شان میں مُوقِن نہیں کہا جاتا۔^(۳)

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَعْبُدُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمْ

الْأَوَّلِينَ ۝



①.....ابو سعود، الشعراء، تحت الآية: ۲۳، ۱۵۹/۴، ملخصاً.

②.....مسند الفردوس، باب الالف، ۳۹۸/۱، الحديث: ۱۶۱۱.

③.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۴، ۳۸۴/۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۲۴، ص ۸۱۷، ملتنقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں۔ موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا۔

ترجہ کنز العرفان: (فرعون نے) اپنے آس پاس والوں سے کہا: کیا تم غور سے نہیں سن رہے؟ موسیٰ نے فرمایا: وہ تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ داداؤں کا رب ہے۔

﴿قَالَ:﴾ اس آیت اور بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے آس پاس اس کی قوم کے سرداروں میں سے پانچ شوخص زیوروں سے آراستہ زریں کرسیوں پر بیٹھے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب سن کر تعجب کرتے ہوئے فرعون نے ان سے کہا ”کیا تم غور سے نہیں سنتے“ اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سارے جہان کے رب کی مابیت پوچھی ہے اور یہ اس کے جواب میں اُس کے افعال اور آثار بتا رہے ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک فرعون کا یہ کہنا اس معنی میں تھا کہ وہ لوگ آسمان اور زمین کو قدیم سمجھتے تھے اور ان کے حادث ہونے کا انکار کرتے تھے اور مطلب یہ تھا کہ جب یہ چیزیں قدیم ہیں تو ان کے لئے رب کی کیا حاجت ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں سے استدلال پیش کرنے کی ضرورت محسوس فرمائی جن کا حادث ہونا اور جن کا فنا ہو جانا ان کے مشاہدہ میں آچکا تھا، چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم دوسری چیزوں سے استدلال نہیں کر سکتے تو خود تمہاری جانوں سے استدلال کیا جاتا ہے، سنو! تم لوگ اپنے آپ کے بارے میں جانتے ہو کہ پیدا ہوئے ہو اور اپنے باپ دادا کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ فنا ہو گئے تو تمہاری اپنی پیدائش اور تمہارے باپ دادا کے فنا ہو جانے میں اس رب تعالیٰ کے وجود کا ثبوت موجود ہے جو پیدا کرنے والا اور فنا کر دینے والا ہے۔^(۱)

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَجُنُّونٌ ۚ

ترجہ کنز الایمان: بولا تمہارے یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے۔

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۵-۲۶، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۲۵-۲۶، ص ۸۱۷، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: (فرعون نے) کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔

﴿قَالَ:﴾ کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب سن کر فرعون نے کہا: بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے کہ یہ سوال ہی نہیں سمجھ سکا تو اس کا جواب کیا دے گا۔ بعض مفسرین کے نزدیک فرعون نے یہ اس لئے کہا کہ وہ اپنے سوا کسی معبود کے وجود کا قائل نہ تھا اور جو اس کے معبود ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو وہ خارج از عقل کہتا تھا اور حقیقتہً اس طرح کی گفتگو آدمی کی زبان پر اس وقت آتی ہے جب وہ عاجز ہو چکا ہو، لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدایت کے فریضہ کو علی وجہ الکمال ادا کیا اور اس کی اس تمام لایعنی گفتگو کے باوجود پھر مزید بیان کی طرف متوجہ ہوئے۔

قَالَ رَبُّ الْبَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: موسیٰ نے فرمایا رب پورب اور پچھم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: موسیٰ نے فرمایا: وہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تمہیں عقل ہو۔

﴿قَالَ:﴾ فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سارے جہان کا رب وہ ہے جو مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے، اگر تمہیں عقل ہو تو جو بات میں نے بیان کی اس سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر استدلال کر سکتے ہو کیونکہ مشرق سے سورج کا طلوع کرنا اور مغرب میں غروب ہو جانا اور سال کی فصلوں میں ایک موعین حساب پر چلنا اور ہواؤں اور بارشوں وغیرہ کے نظام یہ سب اس کے وجود و قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔^(۱)

قَالَ لَئِنْ اتَّخَذْتُ الْهَآغِيرِىْ لَا جُعَلَنِّكَ مِنَ الْمَسْجُونِيْنَ ﴿۲۹﴾

۱..... ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۸، ۱۶۰/۴، مدارك، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۸، ص ۸۱۷، ملقطاً.

توجہ کنز الایمان: بولا اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

توجہ کنز العرفان: (فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

﴿قَالَ:﴾ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا یہ جواب سن کر فرعون حیران رہ گیا اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار کا انکار کرنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے کہا: اے موسیٰ! عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔ فرعون کی قید قتل سے بدتر تھی، اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک اور گہرا گڑھا تھا، اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا، نہ وہاں کوئی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ کچھ نظر آتا تھا۔^(۱)

قَالَ أَوْلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۚ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ۝۳۱

توجہ کنز الایمان: فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں۔ کہا تو لاؤ اگر سچے ہو۔

توجہ کنز العرفان: موسیٰ نے فرمایا: کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لے آؤں۔ (فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم سچوں میں سے ہو تو وہ نشانی لے آؤ۔

﴿قَالَ:﴾ فرمایا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے فرعون سے فرمایا: کیا تو مجھے قید کرے گا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی حق اور باطل میں فرق واضح کرنے والا کوئی معجزہ لے کر آؤں اور یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے اور میری رسالت کی دلیل ہو۔ اس پر فرعون نے کہا: اے موسیٰ! اگر تم اپنے دعوے کی صداقت پر دلیل پیش کرنے میں سچوں میں سے ہو تو وہ نشانی لے آؤ۔^(۲)

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۲۹، ص ۸۱۸.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۳۰-۳۱، ص ۸۱۸، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۳۰-۳۱، ۶/۲۷۰، ملقطاً.

فَالْتَفَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعْنَا مِنْهُ لِبَاسَهُ لِيُنَبِّئَ
الظَّالِمِينَ ﴿٣٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جیسی وہ صرّح اُتر رہا ہو گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو جیسی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا تو اچانک وہ بالکل واضح ایک بہت بڑا سانپ ہو گیا۔ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا۔

﴿فَالْتَفَى عَصَاهُ﴾ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے نشانی طلب کرنے پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو اچانک وہ بالکل واضح ایک بہت بڑا سانپ بن گیا اور فرعون کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، مجھے جو چاہے حکم دیجئے۔ فرعون نے گھبرا کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا، اس کو پکڑ لو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا۔ فرعون کہنے لگا: اس کے سوا اور بھی کوئی معجزہ ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو اچانک اس سے سورج کی سی شعاع ظاہر ہوئی جس سے دیکھنے والوں کی نگاہیں چکاچوند ہو گئیں۔ (۱)

قَالَ لِلْبَلَاءِ حَوْلَهُ إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ
أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۳۲-۳۳، ۳۸۵/۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بیشک یہ دانا جادوگر ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: (فرعون نے) اپنے ارد گرد موجود سرداروں سے کہا: بیشک یہ بڑے علم والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو (اب) تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

﴿قَالَ: كَہَا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دونشانیاں دیکھنے کے بعد فرعون کی حالت یہ ہوئی کہ اسے اپنی خدائی کا دعویٰ بھول گیا اور وہ خوف کی وجہ سے تھر تھرانے لگا۔ اپنے گمان میں خود کو معبود اور لوگوں کو اپنا بندہ سمجھنے کے باوجود اپنے ارد گرد موجود سرداروں سے مشورہ مانگتے ہوئے کہنے لگا ”بیشک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے علم والا جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ اس زمانے میں چونکہ جادو کا بہت رواج تھا اس لئے فرعون نے خیال کیا کہ یہ بات چل جائے گی اور اس کی قوم کے لوگ اس دھوکے میں آکر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مُتَنَفِّر ہو جائیں گے اور ان کی بات قبول نہ کریں گے۔^(۱)

مسلمان معاشرہ کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت انگیز داستان

آیت کی تفسیر میں فرعون کا جو طریقہ بیان ہوا، حقیقت میں یہ وہی طریقہ ہے جسے ہم سیاسی چال بازی کہتے ہیں کہ جھوٹا پروپیگنڈا کر کے کسی کو بدنام اور غیر مقبول کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ کوئی اس کی بات نہ سنے۔ فی زمانہ ہمارے معاشرے میں دُنیوی اعتبار سے بڑے منصب والوں کو اور دینی اعتبار سے بڑے رتبے والی شخصیات کو اسی طریقے کے ذریعے بدنام کرنے کی بھرپور کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف مائل نہ ہوں اور دینی شخصیات کی صحبت و قرب اور ان کے وعظ و نصیحت سے محروم رہیں اور اس مقصد کے لئے پرنٹ، الیکٹرونک اور سوشل میڈیا کو بطور خاص استعمال کیا جاتا اور بے حد پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، ایسے حضرات کے لئے درج ذیل دو احادیث میں بڑی عبرت ہے،

(۱)..... حضرت معاذ بن انس جہنی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کرے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اسے روک لے

①..... مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۳۴-۳۵، ص ۸۱۸، حازن، الشعراء، تحت الآية: ۳۴-۳۵، ۳۸۶/۳، ملقطاً.

گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔^(۱)

(۲)..... حضرت مستورد بن شداد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو کسی مسلمان مرد کی برائی کرنے کی وجہ سے کھانے کو ملا، اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو کسی مسلمان مرد کی برائی کرنے کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔“^(۲)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے کے ارادے اور منصوبے بنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَبْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حُشُرِينَ ﴿٣١﴾ يَأْتُونَ بِكُلِّ
سَحَابٍ عَلَيْهِمْ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ بولے انھیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو۔ کہ وہ تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: انہوں نے کہا: اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو۔ وہ تمہارے پاس ہر بڑے علم والے جادوگروں کو لے آئیں گے۔

﴿قَالُوا﴾: انہوں نے کہا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کے مشورہ طلب کرنے پر سرداروں نے اس سے کہا ”تم حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اس کے بھائی ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مہلت دو اور جب تک ان کا جھوٹا ہونا ظاہر نہیں ہو جاتا اس وقت تک انہیں قتل کرنے میں جلدی نہ کرو تا کہ لوگ تمہارے بارے میں برا گمان نہ کریں اور تمہارے پاس انہیں قتل کرنے کا عذر بھی ہو جائے، اس کے لئے تم یوں کرو کہ مختلف شہروں میں

①..... ابو داود، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غيبة، ۳۵۴/۴، الحدیث: ۴۸۸۳۔

②..... ابو داود، کتاب الادب، باب فی الغیبة، ۳۵۴/۴، الحدیث: ۴۸۸۱۔

جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیجو اور وہ تمہارے پاس ہر بڑے علم والے جادوگر کو لے آئیں جو جادو کے علم میں (بقول اُن کے) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے بڑھ کر ہو اور وہ لوگ اپنے جادو سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے معجزات کا مقابلہ کریں تا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے اور فرعون یوں کہنے کا موقع مل جائے کہ یہ کام جادو سے ہو جاتے ہیں، لہذا یہ نبوت کی دلیل نہیں ہیں۔^(۱)

فَجِئِمْ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ (۳۸) وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَبِعُونَ ۝ (۳۹) لَعَلَّانَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ (۴۰)

ترجمہ کنزالایمان: تو جمع کیے گئے جادوگر ایک مقرر دن کے وعدہ پر۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گئے۔ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب آئیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جادوگروں کو ایک مقرر دن کے وعدے پر جمع کر لیا گیا۔ اور لوگوں سے کہا گیا: کیا تم جمع ہو گئے؟ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ غالب ہو جائیں۔

﴿فَجِئِمْ﴾: تو جمع کر لیا گیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جادوگروں کو فرعون یوں کی عید کے دن جمع کر لیا گیا اور اس مقابلے کے لئے چاشت کا وقت مقرر کیا گیا اور فرعون کی جانب سے لوگوں سے کہا گیا: کیا تم بھی جمع ہو گئے تا کہ دیکھو کہ دونوں فریق کیا کرتے ہیں اور اُن میں سے کون غالب آتا ہے۔ شاید ہم ان جادوگروں ہی کی پیروی کریں اگر یہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام پر غالب ہو جائیں۔ اس سے ان کا مقصود جادوگروں کی پیروی کرنا نہ تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ اس حیلے سے لوگوں کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی پیروی کرنے سے روکیں۔^(۲)

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنَّا لَمَّا لَآ جُرَّاءِ إِنْ كُنَّا نَحْنُ

①..... روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۳۶-۳۷، ۲۷۱/۶-۲۷۲، ملخصاً.

②..... مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۳۸-۴۰، ص ۸۱۹، خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۳۸-۴۰، ۳۸۶/۳، ملتنقطاً.

الْغُلَبِيِّنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَبِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب جادوگر آئے فرعون سے بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے۔ بولا ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب جادوگر آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا: کیا ہمارے لئے کوئی معاوضہ بھی ہے اگر ہم غالب ہو گئے۔ (فرعون نے) کہا: ہاں اور اس وقت تم میرے نہایت قریبی لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ﴾: پھر جب جادوگر آئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے فرعون سے کہا: اگر ہم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غالب ہو گئے تو کیا ہمارے لئے کوئی معاوضہ بھی ہے؟ فرعون نے کہا: ہاں ہے اور کوئی معمولی معاوضہ نہیں بلکہ اس وقت تم میرے نہایت قریبی لوگوں میں سے ہو جاؤ گے، تمہیں درباری بنالیا جائے گا، تمہیں خاص اعزاز دیئے جائیں گے، سب سے پہلے داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی اور سب سے بعد تک دربار میں رہو گے۔﴾^(۱)

قَالَ لَهُمُ مُوسَىٰ اَلْقُوا مَا اَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِجَالَهُم وَعَصِيَّهِمْ وَ قَالُوا بَعْرَةٌ فَرَعُونَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغُلَبِيُّونَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: موسیٰ نے ان سے فرمایا: اے جو تمہیں ڈالنا ہے۔ تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لٹھیاں ڈالیں اور بولے فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: موسیٰ نے ان سے فرمایا: تم ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔ تو انھوں نے اپنی رسیاں اور لٹھیاں (زمین



۱.....مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ص ۸۱۹، ملخصاً.

(پر) ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی عزت کی قسم! بیشک ہم ہی غالب ہوں گے۔

﴿قَالَ لَهُمُ: مُوسَىٰ نَے ان سے فرمایا۔﴾ فرعون سے معاوضے کا وعدہ لینے کے بعد جادوگروں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے عرض کی: کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالیں گے یا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اپنا جادو کا سامان ڈالیں۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ان جادوگروں سے فرمایا: تم اپنا وہ سامان زمین پر ڈالو جو تم ڈالنے والے ہوتا کہ تم اس کا انجام دیکھ لو۔^(۱)

﴿قَالُوا: تَوَاٰنہوں نے ڈال دیں۔﴾ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے کہنے پر جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں اور کہنے لگے: فرعون کی عزت کی قسم! بیشک ہم ہی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام پر غالب ہوں گے۔ جادوگروں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کہ انہیں اپنے غلبہ کا اطمینان تھا کیونکہ جادو کے اعمال میں سے جو انتہا کے عمل تھے یہ اُن کو کام میں لائے تھے اور کامل یقین رکھتے تھے کہ اب کوئی جادو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔^(۲)

فَالْتَقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٥﴾ فَالْتَقَى السَّحَرَةُ سُجُودِينَ ﴿٣٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٣٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جیسی وہ ان کی بناوٹوں کو نگٹنے لگا۔ اب سجدہ میں گرے جادوگر۔ بولے ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو موسیٰ نے اپنا عصا (زمین پر) ڈالا تو جیسی وہ ان کی جھلسازیوں کو نگٹنے لگا۔ تو جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے۔ انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

①.....جالین، الشعراء، تحت الآية: ۴۳، ص ۳۱۱، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۴۳، ص ۸۱۹، ملقطاً.

②.....روح البيان، الشعراء، تحت الآية: ۴۴، ۲۷۳/۶، ملخصاً.

﴿فَأُلْفِيَ مُوسَى عَصَاهُ﴾: تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب جادوگروں نے رسیاں ڈال دیں تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو وہ اسی وقت بہت بڑا سانپ بن کر اُن رسیوں اور لاثیوں کو نگٹنے لگا جو جادو کی وجہ سے اُڑدھے بن کر دوڑتے نظر آ رہے تھے، جب وہ اُن سب کو نگل گیا اور اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے دست مبارک میں لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا تھا۔ جادوگروں نے جب یہ منظر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ جادو نہیں ہے اور یہ دیکھنے کے بعد ان پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور یوں لگتا تھا جیسے کسی نے انہیں پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہو، پھر جادوگروں نے سچے دل سے کہا: ہم اس پر ایمان لائے جو سارے جہان کا رب عزّوجلّ ہے اور جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کا رب عزّوجلّ ہے۔ (۱)

قَالَ اٰمَنْتُمْ لِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذِنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ لَا قُطْعَنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلُكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
وَّلَا وُصْلٰبَتِكُمْ اَجْعٰلٍ ۚ

ترجمہ کنز الایمان: فرعون بولا کیا تم اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بیشک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا۔

ترجمہ کنز العرفان: فرعون نے کہا: کیا تم اس پر ایمان لے آئے اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ بیشک یہ (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو جلد تم جان جاؤ گے تو مجھے قسم ہے میں ضرور ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو پھانسی دوں گا۔

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۴۵-۴۸، ۳/۳۸۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۴۵-۴۸، ۶/۲۷۳-۲۷۴، ملقطاً.

﴿قَالَ: فرعون نے کہا۔﴾ جب جادوگر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان سے کہا: ”کیا تم میری اجازت کے بغیر ہی اس پر ایمان لے آئے۔ بیشک موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے، جس نے تمہیں جادو سکھایا، اسی لئے وہ تم پر غالب آگئے اور تم نے آپس میں مل کر میرے خلاف سازش کی اور میرے ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کی، اب تم جان جاؤ گے کہ تمہارے اس عمل کی وجہ سے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھے قسم ہے! عنقریب میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا اور تم سب کو پھانسی دے دوں گا۔ اس گفتگو سے فرعون کا ایک مقصد یہ تھا کہ لوگ شبہ میں پڑ جائیں اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ جادوگروں پر حق ظاہر ہو گیا اسی لئے وہ ایمان لے آئے اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ عام مخلوق ڈر جائے اور لوگ جادوگروں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لے آئیں۔ (۱)

قَالُوا لَا صَبِيرٌ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۱﴾ ط

ترجمہ کنزالایمان: وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جادوگروں نے کہا: کچھ نقصان نہیں، بیشک ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ ہم اس بات کی لالچ کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

﴿قَالُوا: وہ بولے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون کی دھمکی سن کر ان جادوگروں نے کہا ”اللہ تعالیٰ کی خاطر جان دینے میں کچھ نقصان نہیں خواہ دنیا میں کچھ بھی پیش آئے کیونکہ ہم اپنے رب عزوجل کی طرف ایمان کے ساتھ پلٹنے والے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید ہے اور ہمیں اس بات کا لالچ ہے کہ ہمارا

۱.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۴۹، ۲۷۴/۶-۲۷۵، مدارك الشعراء، تحت الآية: ۴۹، ص ۸۱۹-۸۲۰، ملتقطاً.

رب عَزَّوَجَلَّ اس بنا پر ہماری خطائیں بخش دے کہ ہم فرعون کی رعایا میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے سب سے پہلے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ پر ایمان لانے والے ہیں۔^(۱)

اس واقعہ کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کئی سال تک وہاں ٹھہرے رہے اور ان لوگوں کو حق کی دعوت دیتے رہے، لیکن اُن کی سرکشی بڑھتی گئی۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي ۖ إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے نکل بیشک تمہارا پیچھا ہونا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چلو، بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ﴾ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔ ﴿﴾ جب ایک عرصے تک حق کی دعوت دینے اور پے درپے نشانیاں دکھانے کے باوجود فرعون بنی ایمان نہ لائے اور اپنی سرکشی میں بڑھتے ہی گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کی طرف وحی بھیجی کہ راتوں رات بنی اسرائیل کو مصر سے لے چلو، بیشک فرعون اور اس کے لشکر تمہارا پیچھا کریں گے اور وہ لوگ تمہارے پیچھے پیچھے دریا میں داخل ہو جائیں گے، اس کے بعد ہم تمہیں نجات دیں گے اور فرعون کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق کر دیں گے۔^(۲)

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿۵۴﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿۵۵﴾ وَإِنَّا لَجَبِيْعٌ حَذِرُونَ ﴿۵۶﴾

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۵۰-۵۱، ۳۸۶/۳-۳۸۷، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۵۰-۵۱، ص ۸۲۰، ملقطاً.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۵۲، ۲۷۶/۶ ملخصاً.

ترجمہ کنزالایمان: اب فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے۔ کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں۔ اور بیشک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں۔ اور بیشک ہم سب چوکنے میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو فرعون نے شہروں میں جمع کرنے والے بھیجے۔ (اور کہا: یہ لوگ ایک تھوڑی سی جماعت ہیں۔ اور بیشک یہ ہمیں غصہ دلانے والے ہیں۔ اور بیشک ہم سب ہوشیار ہیں۔

﴿فَأَمْرُ سَلِّ: تو اس نے بھیجے۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات مصر سے نکل گئے اور جب فرعون نے ان کے مصر سے نکلنے کی خبر سنی تو اس نے لشکر جمع کرنے کے لئے شہروں میں قاصد بھیجے، جب لشکر جمع ہو گئے تو ان کی کثرت کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی تعداد تھوڑی معلوم ہونے لگی، چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے بارے میں کہا: یہ لوگ ایک تھوڑی سی جماعت ہیں اور بیشک یہ ہماری مخالفت کر کے اور ہماری اجازت کے بغیر ہماری سرزمین سے نکل کر ہم سب کا دل جلاتے اور ہمیں غصہ دلانے والے ہیں اور بیشک ہم سب ہتھیاروں سے لیس اور ہوشیار ہیں۔^(۱)

فَاَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝۵۷ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝۵۸ كَذٰلِكَ ۝۵۹
وَاَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝۶۰

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے انہیں باہر نکالا باغوں اور چشموں۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے انہیں (فرعون اور اس کی قوم کو) باغوں اور چشموں (کی زمین) سے باہر نکالا۔ اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔ ہم نے ایسے ہی کیا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دیا۔

۱..... جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۵۳-۵۶، ص ۳۱۱، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۵۳-۵۶، ص ۸۲۰، خازن، الشعراء، تحت الآية: ۵۳-۵۶، ص ۳۸۷/۳، ملقطاً.

﴿فَأَخْرَجْنَاهُمْ﴾: تو ہم نے انہیں باہر نکالا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو باغوں اور چشموں کی سرزمین مصر سے اور سونے چاندی کے خزانوں اور عمدہ مکانوں سے باہر نکالا تاکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل تک پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کیوں کو ایسے ہی ان کے وطن سے نکالا جیسا کہ بیان ہوا، پھر فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیئے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی سرزمین اور ان کے خزانوں اور مکانوں کا وارث بنا دیا۔^(۱)

فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَعْنُ قَالَ أَصْحَبُ مُوسَىٰ إِنَّا
لَمُدْرَكُونَ ۖ قَالَ كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: تو فرعون کیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے۔ پھر جب آ منسا منا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آ لیا۔ موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے اب راہ دیتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو دن نکلنے کے وقت فرعون کیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ پھر جب دونوں گروہوں کا آ منسا منا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: بیشک ہمیں پالیا گیا۔ موسیٰ نے فرمایا: ہرگز نہیں، بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ابھی مجھے راستہ دکھا دے گا۔

﴿فَاتَّبَعُوهُمْ﴾: تو فرعون کیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سورج طلوع ہوا تو فرعون کیوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا، پھر جب دونوں گروہوں کا آ منسا منا ہوا اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھیوں نے کہا: بیشک اب وہ ہم پر قابو پالیں گے، نہ ہم ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے پاس بھاگنے کی کوئی جگہ ہے کیونکہ آگے دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر پورا بھروسہ تھا اس لئے آپ علیہ

۱..... جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۵۷-۵۹، ص ۳۱۱-۳۱۲، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۵۷-۵۹، ۲۷۷/۶-۲۷۸، ملقطاً.

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے براگمان نہ رکھو، وہ لوگ ہرگز تمہیں نہ پاسکیں گے بیشک میرے ساتھ میرا رب عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہ ابھی مجھے بچنے کا راستہ دکھا دے گا۔^(۱)

فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى اِنْ اَضْرَبْتَ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ۖ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جیہی دریا پھٹ گیا تو ہر حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ۔
اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو اچانک وہ دریا پھٹ گیا تو ہر راستہ بڑے
پہاڑ جیسا ہو گیا۔ اور وہاں ہم دوسروں کو قریب لے آئے۔

﴿فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى: تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کی طرف
وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو، چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے دریا پر عصا مارا تو اچانک وہ دریا بارہ راستوں
میں تقسیم ہو کر پھٹ گیا، ہر راستہ بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا اور ان کے درمیان خشک راستے بن گئے جن پر چل کر بنی اسرائیل
دریا سے پار ہو گئے۔^(۲)

﴿وَاَزْلَفْنَا: اور ہم قریب لے آئے۔﴾ یعنی ہم فرعون اور اس کے لشکر کو بنی اسرائیل کے قریب لے آئے، یہاں تک
کہ وہ بنی اسرائیل کے راستوں میں چل پڑے جو ان کے لئے دریا میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔^(۳)

وَاَنْجَيْنَا مُوسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِيْنَ ۚ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۚ

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۶۰-۶۲، ۲۷۸/۶، مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۶۰-۶۲، ص ۸۲۱، ملقطاً.

②.....جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۶۳، ص ۳۱۲.

③.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۶۴، ۲۷۹/۶-۲۸۰.

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے بچالیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو بچالیا۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔

﴿وَأَنْجَيْنَا: اور ہم نے بچالیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے سب ساتھ والوں کو دریا سے سلامت نکال کر بچالیا اور فرعون اور اس کی قوم کو اس طرح غرق کر دیا کہ جب بنی اسرائیل سارے کے سارے دریا سے باہر ہو گئے اور تمام فرعونی دریا کے اندر آ گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا مل گیا اور پہلے کی طرح ہو گیا، یوں فرعون اپنی قوم کے ساتھ ڈوب گیا۔^(۱)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان (فرعونیوں) میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔﴾ یعنی دریا میں جو کچھ واقع ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ضرور نشانی ہے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔^(۲)

﴿وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ: اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔﴾ یعنی فرعونیوں میں سے اکثر مسلمان نہ تھے۔ مصر والوں میں سے صرف تین حضرات ایمان لائے۔ (۱) فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (۲) حزقیل۔ انہیں آل فرعون کا مؤمن کہتے ہیں، یہ اپنا ایمان چھپائے رہتے تھے اور فرعون کے چچا زاد تھے۔ (۳) مریم۔ یہ ایک بوڑھی خاتون تھیں، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنت کا وعدہ لے کر دریا ئے نیل میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کا محل وقوع بتایا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت یوسف علیہ

①.....جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۶۵-۶۶، ص ۳۱۲۔

②.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۶۷، ۳۸۸/۳۔

الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کا تابوت شریف دریا سے نکال ملکِ شام لے گئے تھے۔^(۱)

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۶۸

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارا رب وہی غالب، مہربان ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب﴾ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ اقدس سے معجزات ظاہر ہونے کے باوجود جب آپ کی قوم جھٹلاتی تو بعض اوقات آپ کا قلبِ منیر غمزہ ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ میں سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کا واقعہ بیان فرما کر آپ کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی غالب اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر کے ان سے انتقام لیا اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ایمان والوں پر مہربان ہے اور اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دے کر ان پر مہربانی فرمائی، لہذا آپ اپنی قوم کی اذیتوں پر اس طرح صبر فرمائیں جس طرح پچھلے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے صبر فرمایا۔^(۲)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۶۹ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۷۰ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا قَدْ ظَلَّ لَهَا عَافِيْنَ ۷۱

ترجمہ کنزالایمان: اور ان پر پڑھو خبرِ ابراہیم کی۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو۔ بولے

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۶۷، ۳۸۸/۳، صاوی، الشعراء، تحت الآية: ۶۷، ۱۴۶۱/۴، ملنقطاً.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۶۸، ۲۸۰/۶-۲۸۱، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۶۸، ص ۳۱۲، ملنقطاً.

ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ان کے سامنے ابراہیم کی خبر پڑھو۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں پھر ان کے سامنے جم کر بیٹھ رہتے ہیں۔

﴿وَأْتِلْ عَلَيْهِمْ:﴾ اور ان کے سامنے پڑھو۔ ﴿اس رکوع میں سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسلی کے لئے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کفار مکہ کے سامنے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا وہ واقعہ بیان کریں کہ جب انہوں نے اپنے (غری) باپ اور اپنی قوم سے فرمایا ”تم کس کی عبادت کرتے ہو؟“ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جانتے تھے کہ وہ لوگ بت پرست ہیں، اس کے باوجود آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ان سے یہ سوال فرمانا اس لئے تھا تا کہ انہیں دکھادیں کہ جن چیزوں کو وہ لوگ پوجتے ہیں وہ کسی طرح بھی عبادت کے مستحق نہیں۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ آیت میں باپ سے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا چچا آزر مراد ہے۔ اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے سورہ مریم آیت نمبر 42 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں، نیز اس واقعے کی بعض تفصیلات سورہ انعام، آیت نمبر 74 تا 83، سورہ توبہ، آیت نمبر 114، سورہ مریم، آیت نمبر 41 تا 49 اور سورہ انبیاء، آیت نمبر 51 تا 70 میں گزر چکی ہیں۔

﴿قَالُوا:﴾ انہوں نے کہا۔ ﴿حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوال کرنے پر قوم نے جواب دیا ”ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں، اس کے بعد فخر یہ انداز میں کہنے لگے کہ ہم ان کے سامنے سارا دن جم کر بیٹھ رہتے ہیں۔“^(۲)

قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَ اِذْ تَدْعُونَ ﴿٥٢﴾ اَوْ يَنْفَعُونَكُمۡ اَوْ يَضُرُّونَ ﴿٥٣﴾

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا کیا وہ تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو۔ یا تمہارا کچھ بھلا کر رہتے ہیں۔

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۶۹-۷۰، ص ۸۲۲، حازن، الشعراء، تحت الآية: ۶۹-۷۰، ۳/۳۸۸، ملتنقطاً.

②.....ابو سعود، الشعراء، تحت الآية: ۷۱، ۴/۱۶۶.

ترجمہ کنز العرفان: فرمایا: جب تم پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری سنتے ہیں؟ یا تمہیں کوئی نفع یا نقصان دیتے ہیں؟

﴿قَالَ:﴾ فرمایا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری پکار سنتے ہیں؟ یا تمہیں عبادت کرنے پر کوئی نفع یا عبادت نہ کرنے پر کوئی نقصان دیتے ہیں؟ جب ایسا کچھ نہیں ہے تو تم نے انہیں معبود کس طرح قرار دے دیا! (۱)

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۷۳﴾

ترجمہ کنز الایمان: بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا۔

ترجمہ کنز العرفان: انہوں نے کہا: بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔

﴿قَالُوا: بولے۔﴾ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش کردہ دلیل کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے: ”بت اگرچہ نہ کسی کی بات سنتے ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کوئی نقصان دور کر سکتے ہیں لیکن بتوں کی عبادت کرنے میں ہم نے اپنے باپ دادا کی پیروی کی ہے کیونکہ ہم نے انہیں ایسا ہی کرتے پایا ہے (اس لئے ہم آپ کے کہنے پر اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کو نہیں چھوڑ سکتے۔) (۲)

قَالَ اَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۷۴﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ اِلَّا قَدَمُونَ ﴿۷۵﴾

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا تو کیا دیکھتے ہو جنہیں پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا۔

ترجمہ کنز العرفان: ابراہیم نے فرمایا: کیا تم نے ان (بتوں) کے بارے میں غور کیا جن کی تم اور تمہارے پہلے

①.....جلالین، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۲-۷۳، ص ۳۱۲، حازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۲-۷۳، ۳۸۹/۳، ملتقطاً.

②.....حازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۷۴، ۳۸۹/۳.

آباد اجداد عبادت کرتے رہے ہیں؟

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں سے فرمایا: جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو اور جن کی تمہارے پہلے آباد اجداد عبادت کرتے رہے ہیں، کیا تم نے ان کے بارے میں غور کیا؟ اگر تم حقیقی طور پر ان سے متعلق غور کر لو تو جان جاؤ گے کہ جن بتوں کی تم عبادت کر رہے ہو ان کی عبادت کرنا پرانی گمراہی اور باطل کام ہے اور کوئی باطل کام پرانا ہو یا نیا، یونہی اس باطل کام کو کرنے والے تھوڑے ہوں یا زیادہ، اس سے اس کام کے باطل ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ وہ باطل کام باطل ہی رہتا ہے۔^(۱)

جوئی خوشی کی بنا پر سب باتوں میں، مصلحتوں کی محسوس

اس تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرنا چاہئے جوئی خوشی کے موقع پر شریعت کے خلاف رسمیں بجالانے اور دیگر افعال کرنے پر کوئی شرعی دلیل پیش کرنے کی بجائے یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بڑے بوڑھے عرصہ دراز سے یہ رسم و کام کرتے چلے آ رہے ہیں اور ہمارے خاندان میں شاید ہی کوئی گھرا یا ہو جوئی خوشی کے موقع پر ان رسموں اور کاموں کو نہ کرتا ہو، پھر ہم کسی کے کہنے پر ان چیزوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیئے ہوئے احکام کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل پر صحیح طریقے سے غور کریں تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کی کچھ رسمیں اور افعال شریعت کے سراسر خلاف ہیں اور یہ ان کے کندھوں پر اپنے اور دوسروں کے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَانَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ الْاِلٰهَ الْعَلِيِّنَ ﴿٢٧﴾ الَّذِي خَلَقْنِي فَهُوَ يَهْدِيْنِ ﴿٢٨﴾
وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِ ﴿٢٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي
يُبْرِئُنِي ثُمَّ يَحْيِيْنِ ﴿٣١﴾

۱.....روح المعانی، الشعراء، تحت الآية: ۷۵-۷۶، ۱۰/۲۶، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۷۵-۷۶، ۸/۵۱، ملقطاً.

ترجہ کنز الایمان: بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں مگر پروردگارِ عالم۔ وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے راہ دے گا۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

ترجہ کنز العرفان: بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے سارے جہانوں کے پالنے والے کے۔ جس نے مجھے پیدا کیا تو وہ مجھے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔

﴿فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي﴾ بیشک وہ سب میرے دشمن ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی 4 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا: ”بیشک وہ سب بت میرے دشمن ہیں، میں گوارا نہیں کر سکتا کہ میں یا کوئی دوسرا ان کی عبادت کرے، البتہ پروردگارِ عالم وہ ہستی ہے جو میرا رب عزَّوَجَلَّ ہے، میں صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں کیونکہ وہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کے اوصاف یہ ہیں کہ وہ مجھے عدم سے وجود میں لایا اور اپنی طاعت کے لئے بنایا، تو وہی میری رہنمائی کرتا ہے اور مجھے ہدایت پر رکھتا ہے اور وہی مجھے اپنا خلیل بننے کے آداب کی ہدایت دے گا جیسا کہ پہلے دین و دنیا کی مصلحتوں کی ہدایت فرما چکا ہے، وہی مجھے کھلاتا، پلاتا ہے اور مجھے روزی دینے والا ہے، جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی میرے امراض دور کر کے مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے وفات دے گا، پھر آخرت میں مجھے زندہ کرے گا کیونکہ موت اور زندگی اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔^(۱)

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ﴾ اور جب میں بیمار ہوں۔ ﴿یہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی وجہ سے بیماری کو اپنی طرف اور شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا اگرچہ بیماری اور شفا دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔^(۲) اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف اور خوبی و بہتری کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیے۔

①.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۷۷-۸۱، ۳/۳۸۹، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۷۷-۸۱، ص ۳۱۲، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۷۷-۸۱، ص ۸۲۲، ملنقطاً.

②.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۸۰، ۳/۳۸۹.

وَالَّذِينَ أَطَعُوا أَنْ يُغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝۸۲

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری خطائیں بخش دے گا۔

﴿وَالَّذِينَ أَطَعُوا﴾ اور وہ جس سے مجھے امید ہے۔ ﴿حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾ نے آخر میں اللہ تعالیٰ کا یہ وصف بیان فرمایا کہ میں اس رب تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطائیں بخش دے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو بیان کرنا اپنی قوم پر رجعت قائم کرنے کے لئے ہے کہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی یہ صفات ہوں۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں، اُن سے گناہ صادر نہیں ہوتے۔ اُن کا استغفار کرنا دراصل اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کا اظہار ہے اور اس میں امت کو یہ تعلیم دینا مقصود ہے کہ وہ مغفرت طلب کرتے رہا کریں۔^(۱)

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَالْحَقِّقْ بِالصِّلِحِينَ ۝۸۳

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملادے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے رب! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے ان سے ملادے جو تیرے خاص قرب کے لائق بندے ہیں۔

﴿رَبِّ﴾ اے میرے رب! ﴿حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کرنے کے بعد دعا مانگی: اے میرے رب! عَزَّ وَجَلَّ، مجھے حکم عطا کر اور مجھے ان سے ملادے جو تیرے خاص قرب کے لائق بندے ہیں۔ آیت میں مذکور ”حکم“ کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد علم ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۸۲، ۳۸۹/۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۸۲، ص ۸۲۳، ملقطاً.

مراد حکمت ہے۔ قرب کے لائق خاص بندوں سے مراد انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ہیں۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی یہ دعا قبول ہوئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَكَنَّ الصَّالِحِينَ^(۱)
ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک وہ آخرت میں ہمارا خاص
قرب پانے والوں میں سے ہے۔^(۲)

وَمَا كَانَ كَذِبًا

یہاں سے دعا مانگنے کا ایک ادب بھی معلوم ہوا کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی جائے، اس کے بعد دعا مانگی جائے۔

وَأَجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ^(۸۳) وَأَجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ
النَّعِيمِ^(۸۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔ اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بعد والوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے۔ اور مجھے ان میں سے کر دے جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔

﴿وَأَجْعَلْ﴾ اور رکھ دے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دوسری دعا یہ مانگی کہ اے میرے رب! میرے بعد آنے والی امتوں میں میری اچھی شہرت رکھ دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ عطا فرمایا کہ ہر دین والے اُن سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کی شاکرتے ہیں۔^(۳)

﴿وَأَجْعَلْنِي﴾ اور مجھے کر دے۔ دنیا کی سعادتیں طلب کرنے کے بعد آخرت کی سعادتیں طلب کرتے ہوئے حضرت

①.....البقرة: ۱۳۰.

②.....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۸۳، ص ۸۲۳.

③.....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۸۴، ص ۸۲۳.

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جنہیں تو اپنے فضل و کرم سے چین کے باغوں اور نعمت کی جنت کا وارث بنائے گا۔^(۱)

جنت کی دعا مانگا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن جنت ملنے کی دعا کرنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ حدیث پاک میں بھی جنت الفردوس کی دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جب تم اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرنا کیونکہ یہ جنت کا درمیانی حصہ اور اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جنت کی نہریں اسی سے نکلتی ہیں۔“^(۲)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن جنت الفردوس عطا ہونے کی دعا مانگا کرے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اکابر بزرگان دین کی طلب جنت کی دعائیں درحقیقت اللہ تعالیٰ کے دیدار اور ملاقات کے لئے تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی تفصیلات

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب بندہ فرض نماز کے لئے وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد جانے کے ارادے سے اپنے گھر کے دروازے سے نکلے اور کہے: ”بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ“ تو اللہ تعالیٰ اسے درست راستے کی ہدایت دے گا۔ اور یہ کہے: ”وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ“ تو اللہ تعالیٰ اسے جنتی کھانا کھلائے گا اور جنتی مشروبات پلائے گا۔ اور یہ کہے: ”وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ“ تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے گا اور اس کے مرض کو اس کے گناہوں کے لئے کفارہ بنا دے گا۔ اور یہ کہے: ”وَالَّذِي يُمَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ“ تو اللہ تعالیٰ اسے سعادت مندوں والی زندگی کے ساتھ زندہ رکھے گا اور شہیدوں والی موت عطا فرمائے گا۔ اور یہ کہے: ”وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي“

①.....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۵۱۶/۸، حازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۸۵، ۳۸۹/۳، ملقطاً۔

②.....بخاری، کتاب الجہاد والسير، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ... الخ، ۲۵۰/۲، الحدیث: ۲۷۹۰۔

يَوْمَ الدِّينِ“ تو اللہ تعالیٰ اس کی ساری خطائیں معاف کر دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ اور یہ کہے: ”رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ الْحَقْنِي بِالصَّلَاحِ“ تو اللہ تعالیٰ اسے علم و حکمت عطا فرمائے گا اور جو صالح بندے گزر چکے اور جو باقی ہیں اسے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملا دے گا۔ اور یہ کہے: ”وَ اجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ“ تو ایک سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے صدق کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اور یہ کہے: ”وَ اجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ“ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکانات اور محلات بنا دے گا۔^(۱)

وَاعْفِرْ لِي يَا رَبِّ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الصَّالِّينَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور میرے باپ کو بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔

﴿وَاعْفِرْ لِي يَا رَبِّ﴾ اور میرے باپ کو بخش دے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعایہ مانگی کہ اے میرے رب! غزو و جدل، میرے باپ کو توبہ و ایمان کی توفیق عطا کر کے بخش دے بیشک وہ گمراہوں میں سے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آپ کے باپ نے جدا ہوتے وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے اور اس کا وعدہ جھوٹا تھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بیزار ہو گئے، جیسا کہ سورہ براءت میں ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِابِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اَيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهُ عَدُوٌّ
لِّللّٰهِ تَبَرَّأ مِنْهُ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت کی دعا کرنا صرف ایک وعدے کی وجہ سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا پھر جب ابراہیم کے لئے یہ بالکل واضح ہو گیا کہ

۱.....در منثور، الشعراء، تحت الآية: ۸۵، ۳۰۶/۶.

۲.....التوبة: ۱۱۴.

وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ یہاں آیت میں باپ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا آزر ہے حقیقی والد مراد نہیں ہیں۔ اس کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کیلئے سورہ انعام آیت نمبر 74 کے تحت تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ﴿٨٤﴾ يَوْمَ لَا يُنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٥﴾ إِلَّا مَنْ آتَى
اللَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔

ترجمہ کنز العمال: اور مجھے اس دن رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا۔

﴿وَلَا تُخْزِنِي﴾ اور مجھے رسوا نہ کرنا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعایہ مانگی کہ اے میرے رب! غزوِ خِلّ، مجھے قیامت کے اس دن رسوا نہ کرنا جس دن سب لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے البتہ اس دن جو اللہ تعالیٰ کے حضور کفر، شرک اور نفاق سے سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا تو اسے راہِ خدا میں خرچ کیا ہوا مال بھی نفع دے گا اور اس کی نیک اولاد بھی اسے نفع دے گی۔^(۲)

آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال و مردہ دار سے نفع حاصل ہوگا

یاد رہے کہ کافر و مشرک جو مال نیک کاموں میں خرچ کرے گا آخرت میں وہ جہنم کے عذاب سے نجات دلانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب حاصل کرنے میں اس کے کوئی کام نہ آئے گا البتہ مسلمان جو مال اللہ تعالیٰ کی

①..... جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۸۶، ص ۳۱۲-۳۱۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۸۶، ص ۸۲۳، ملقطاً.

②..... مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۸۷-۸۹، ص ۸۲۳، ملخصاً.

راہ میں خرچ کرے گا اور جو نیک اولاد چھوڑ کر مرے گا وہ مال اور اولاد اس کے کام آئے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمان کو اس کے صدقات و خیرات کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے تین اعمال کے علاوہ باقی عمل مُنقطع ہو جاتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں۔ (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔“ (۱)

نوٹ: یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں قیامت کے دن کی رسوائی سے جو پناہ مانگی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے تاکہ وہ اس کی فکر کریں اور قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے دعا بھی مانگیں۔

وَأَزَلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْمُشْقِيْنَ ۙ وَبُرَزَتْ الْجَحِيْمُ لِلْغَوِيْنَ ۙ وَقِيلَ لَهُمْ
 أَيِنَبَاكُمْ أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۙ مَنْ دُونِ اللَّهِ ۖ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۙ
 فَكَبُّوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوْنَ ۙ وَجُنُودُ ابْلِيسَ اجْمَعُونَ ۙ قَالُوا وَهُمْ
 فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۙ تَاللَّهِ إِنَّ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۙ اذْ نَسَوْنَكُمْ بِرَبِّ
 الْعَالَمِينَ ۙ وَمَا أَصْلَنَا إِلَّا الْبَحْرُمُونَ ۙ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۙ وَلَا
 صَدِيقٍ حَقِيمٍ ۙ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۙ

①.....مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ص ۸۸۶، الحدیث: ۱۴ (۱۶۳۱)۔

ترجبتہ کنز الایمان: اور قریب لائی جائے گی جنت پر ہیزگاروں کے لیے۔ اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے۔ تو اوندھادیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے لشکر سارے۔ کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے۔ خدا کی قسم بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے۔ تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں۔ اور نہ کوئی غم خوار دوست۔ تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا کہ ہم مسلمان ہوتے۔

ترجبتہ کنز العرفان: اور جنت پر ہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہوں کے لیے ظاہر کردی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا: وہ (بت) کہاں ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا کیا وہ بدلہ لے سکتے ہیں؟ تو انہیں اور گمراہوں کو اور ابلیس کے سارے لشکروں کو جہنم میں اوندھے کر دیا جائے گا۔ وہ گمراہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ اس میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ خدا کی قسم، بیشک ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ جب ہم تمہیں تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر قرار دیتے تھے۔ اور ہمیں مجرموں نے ہی گمراہ کیا۔ تو اب ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی غم خوار دوست ہے۔ تو اگر کسی طرح ہمارے لئے ایک مرتبہ لوٹ کر جانا ہوتا تو ہم مسلمان ہو جاتے۔

﴿وَأَرْفَعَتِ الْجَنَّةُ﴾ اور جنت قریب لائی جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت کے دن کی رسوائی سے بچنے کی دعا مانگنے کے بعد اس دن کے کچھ اوصاف بیان فرمائے جن کا ذکر اس آیت اور اس کے بعد والی 12 آیات میں ہے، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(1)..... قیامت کے دن جنت سعادت مندوں کے مقام سے قریب کردی جائے گی، وہ جنت کی طرف دیکھیں گے اور اس میں موجود طرح طرح کی عظیم الشان نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے اور اس لئے خوش ہوں گے کہ انہیں اس میں جمع کیا جائے گا، جبکہ حق راستے سے گمراہ ہوجانے والے بد بختوں پر جہنم ظاہر کردی جائے گی، وہ اس میں موجود طرح طرح کے ہولناک احوال کو دیکھیں گے اور انہیں اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ اب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کسی صورت اس سے چھٹکارا نہ پاسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسا اس لئے فرمائے گا کہ ایمان والوں کو جلد خوش نصیب ہو اور کافروں کو عظیم غم ملے۔

(2)..... کافروں کو ان کے کفر و شرک پر ڈانٹے ہوئے سختی سے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جن کی دنیا میں تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ تمہاری شفاعت کریں گے؟ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا کر تمہاری مدد کریں گے یا وہ اپنے دوزخ میں ڈالے جانے کا بدلہ لے سکتے ہیں؟ سن لو! وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔

(3)..... بت اور ان کے پجاری اور ابلیس کے سارے لشکر سب اوندھے کر کے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یاد رہے کہ بت جہنم میں عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے پجاریوں کو عذاب دینے کے لئے ڈالے جائیں گے اور ابلیس کے لشکروں سے مراد اس کی پیروی کرنے والے ہیں چاہے وہ جن ہوں یا انسان اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ابلیس کے لشکروں سے اس کی ذریت مراد ہے۔

(4)..... جب ان گمراہوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو وہ جہنم میں اپنے جھوٹے معبودوں سے جھگڑتے ہوئے کہیں گے ”خدا کی قسم، بیشک ہم اس وقت کھلی گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں عبادت کا مستحق ہونے میں تمام جہانوں کے پروردگار کے برابر قرار دیتے تھے حالانکہ تم اس کی ایک ادنیٰ، کمترین اور انتہائی عاجز مخلوق تھے اور ہمیں مجرموں نے ہی گمراہ کیا اور اب یہ حال ہے کہ ہمارے لئے کوئی سفارشی نہیں جیسے کہ مومنین کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء، فرشتے اور مومنین شفاعت کرنے والے ہیں، اور نہ ہی ایمان والوں کی طرح ہمارا کوئی غم خوار دوست ہے جو اس مشکل ترین وقت میں ہمارے کام آئے، پس اگر کسی طرح ہمیں ایک مرتبہ دنیا کی طرف لوٹ کر جانا نصیب ہو جائے تو ہم ضرور مسلمان ہو جائیں گے۔“ (1)

﴿الْمُجْرِمُونَ: مجرموں﴾۔ مجرموں سے مراد وہ ہیں جنہوں نے بت پرستی کی دعوت دی یا وہ پہلے لوگ مراد ہیں جن کی ان گمراہوں نے پیروی کی یا ان سے ابلیس اور اس کی ذریت مراد ہے۔ (2)

﴿وَلَا صَدِيقٌ حَبِيمٌ﴾: اور نہ ہی کوئی غم خوار دوست ہے۔ ﴿کفار یہ بات اس وقت کہیں گے جب دیکھیں گے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیاء ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم، فرشتے اور صالحین ایمان داروں کی شفاعت کر رہے ہیں اور ان کی

①..... تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۵۱۸/۸، ۵۱۹-۵۱۸، حازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۳۹۱-۳۹۰،

ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۰-۱۰۲، ۱۶۹/۴، ۱۷۱، ملنقطاً.

②..... مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۹۹، ص ۸۲۴.

دوستیاں کام آ رہی ہیں۔^(۱)

قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی

معلوم ہوا کہ قیامت کے دن نیک، صالح اور پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمانوں کے کام آئے گی اور وہ قیامت کے انتہائی سخت ہولناک دن میں مسلمانوں کی غم خواری اور شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَلَا خَلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: پرہیزگاروں کے علاوہ اس دن گہرے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنتی کہے گا: میرے فلاں دوست کا کیا حال ہے؟ اور وہ دوست گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے دوست کو نکالو اور جنت میں داخل کر دو تو جو لوگ جہنم میں باقی رہ جائیں گے وہ یہ کہیں گے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور نہ کوئی غم خوار دوست۔^(۳)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”ایماندار دوست بڑھاؤ کیونکہ وہ روزِ قیامت شفاعت کریں گے۔“^(۴)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ نیک اور پرہیزگار مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے اور فاسق و فاجر لوگوں کی دوستی سے بچے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔“^(۵)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۱، ۳۹۰/۳.

②.....الزخرف: ۶۷.

③.....تفسير بغوى، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۱، ۳۳۴/۳.

④.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۱، ۳۹۱/۳.

⑤.....ترمذی، کتاب الزهد، ۴۵-باب، ۱۶۷/۴، الحدیث: ۲۳۸۵.

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان والے نہ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اس بیان میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان والے نہ تھے۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً﴾ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔ ﴿یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قوم کے ساتھ جو واقعہ بیان کیا گیا اس میں ان سب کے لئے عبرت کی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اوروں کی عبادت کرتے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ قیامت کے دن ان کے یہی جھوٹے معبودان سے بیزاری ظاہر کر دیں گے اور کسی کو کوئی نفع بھی نہیں پہنچا سکیں گے۔ (۱)

﴿وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾ اور ان میں اکثر ایمان والے نہ تھے۔ ﴿یعنی جس طرح کفار قریش میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لائے تھے (لہذا اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کفار قریش کے ایمان نہ لانے پر غم نہ فرمائیں) (۲)

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۰۳

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ﴾ اور بیشک تمہارا رب۔ ﴿یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، بے شک آپ کا رب عزوجل ہی عزت اور غلبہ والا ہے اور وہی توبہ کرنے والوں کو بخش کر اور کافروں کو مہلت دے کر مہربانی فرمانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی وسیع رحمت کی وجہ سے ہی کفار قریش کو مہلت دی تاکہ وہ ایمان لے آئیں یا ان کی اولاد میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ (۳)

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۳، ۲۹۱/۶۔

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۳، ۲۹۱/۶۔

③.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۰۴، ۲۹۱/۶۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

ترجمہ کنز العرفان: نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ﴾: نوح کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ ﴿سَيِّدَ الْعَالَمِينَ﴾ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسلی کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یہاں سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں فرمایا گیا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دین ایک ہے اور ہر ایک نبی لوگوں کو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانا تمام پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانا ہے۔^(۱)

نوٹ: یہ واقعہ سورہ اعراف آیت نمبر 59 تا 64، سورہ یونس آیت نمبر 71 تا 73، سورہ ہود آیت نمبر 25 تا 49، سورہ الانبیاء آیت نمبر 76 تا 77 اور سورہ مؤمنون آیت نمبر 23 تا 30 میں بیان ہو چکا ہے۔

اِذْ قَالَ لَهُمَّا خُوهُم نُوْحًا اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

۱.....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۵۲۰/۸، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۰۵، ۳۹۱/۳، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: جب ان سے ان کے ہم قوم نوح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے ایک امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ: جب ان سے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم نے اس وقت جھٹلایا جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں تاکہ کفر اور گناہوں کو ترک کر دو۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے ایک ایسا رسول ہوں جس کی امانت داری تم میں مشہور ہے اور جو دُئیوی کاموں پر امین ہے وہ وحی اور رسالت پر بھی امین ہوگا لہذا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو میں تمہیں توحید و ایمان اور اللہ تعالیٰ کی طاعت کے بارے میں حکم دیتا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔^(۱)

﴿مَسْئُولٌ أَمِينٌ: امانتدار رسول۔﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امانت داری آپ کی قوم کو اسی طرح تسلیم تھی جیسا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت داری پر عرب کو اتفاق تھا۔^(۲)

ساتھ دوسرے امانت داروں کی مثال امانت داری

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ امانت و دیانت داری کا وصف بھی انتہائی اعلیٰ پیمانے پر موجود تھا اور آپ کی امانت داری کے اپنے پرانے سبھی قائل تھے اور آپ صادق و امین کے لقب سے مشہور تھے، یہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت داری سے متعلق تین واقعات کا خلاصہ درج ذیل ہے جن سے آپ کی امانت و دیانت داری کی شان واضح ہوتی ہے۔

(۱)..... پچیس سال کی عمر شریف میں سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و صداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ آپ کے اسی وصف کی وجہ سے حضرت خدیجہ نے اپنا تجارتی سامان لے جانے کے لئے آپ کو منتخب کیا اور آپ کی بارگاہ میں یہ عرض پیش کی کہ آپ میرا تجارت کا مال لے کر ملک شام جائیں، جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و دیانت داری کی بنا پر میں آپ کو اس کا دو گنا دوں گی۔

(۲)..... نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و دیانت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

①..... خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۱۰۶-۱۰۸، ۳/۳۹۱، مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۰۶-۱۰۸، ص ۸۲۵، روح البیان،

الشعراء، تحت الآیة: ۱۰۶-۱۰۸، ۶/۲۹۱-۲۹۲، ملتقطاً.

②..... مدارك، الشعراء، تحت الآیة: ۱۰۷، ص ۸۲۵.

کو مخلوق میں انتہائی مقبول بنا دیا اور عقلِ سلیم اور بے مثل دانائی کا عظیم جوہر عطا فرما دیا، چنانچہ جب تعمیرِ کعبہ کے وقت حجرِ اسود کو نصب کرنے کے معاملے میں عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے درمیان جھگڑا کھڑا ہو گیا اور قتل و غارت گری تک نوبت پہنچ گئی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے جھگڑے کا ایسا جواب فیصلہ فرما دیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا اور سبھی کفار پکار اٹھے کہ وَاللّٰہِ یہ امین ہیں اور ہم ان کے فیصلے پر راضی ہیں۔

(3)..... کفارِ مکہ اگرچہ رحمتِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس امانت رکھتے تھے اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امانت داری کی یہ شان تھی کہ آپ نے اس وقت بھی ان کفار کی امانتیں واپس پہنچانے کا انتظام فرمایا جب وہ جان کے دشمن بن کر آپ کے مقدس مکان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں بیان ہوا کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امانت داری کا وصف بیان کر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور

اپنی اطاعت کرنے کی ترغیب دلائی اور یہاں سے یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لالچ و طمع سے خالی ہونے کو بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اطاعت کی طرف راغب کیا، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا: میں رسالت کی ادائیگی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجر و ثواب تو اسی کے ذمہ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب عزوجل ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

قَالُوا اَنْتُمْ مِنْ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْدَلُونَ ط

ترجمہ کنزالایمان: بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کھینے ہوئے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: (قوم نے) کہا: کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تمہاری پیروی گھٹیا لوگوں نے کی ہے۔

﴿قَالُوا: بولے﴾۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے جواب دیا کہ کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں حالانکہ تمہاری پیروی ہماری قوم کے صرف گھٹیا لوگوں نے کی ہے۔ یہ بات انہوں نے غرور کی وجہ سے کہی تھی کیونکہ انہیں غریبوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہ تھا اور اس میں وہ اپنی کسر نشان سمجھتے تھے، اس لئے ایمان جیسی نعمت سے محروم رہے۔ کھینے اور گھٹیا لوگوں سے ان کی مراد غریب اور پیشہ ور لوگ تھے اور انہیں رذیل اور کمین کہنا یہ کفار کا متکبرانہ فعل تھا ورنہ درحقیقت صنعت اور ردی پیشہ ایسی چیز نہیں کہ جس سے آدمی دین میں ذلیل ہو جائے۔ مالدار کی اصل میں دینی مالدار ہے اور نسب دراصل تقویٰ کا نسب ہے۔ یہاں ایک مسئلہ یاد رہے کہ مومن کو گھٹیا کہنا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی محتاج و نادار ہو یا وہ کسی بھی نسب کا ہو۔ (۱)

عزت و دولت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے

اس سے معلوم ہوا کہ عزت و دولت کا معیار مال و دولت کی کثرت نہیں بلکہ دین اور پرہیزگاری ہے چنانچہ جس کے پاس دولت کے انبار ہوں لیکن دین اور پرہیزگاری نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت والا نہیں اور اس کی

۱..... مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۱، ص ۸۲۵۔

بارگاہ میں ان کے مال و دولت کی حیثیت چھڑ کے برابر بھی نہیں اگرچہ دُنئیوی طور پر وہ کتنا ہی عزت دار شمار کیا جاتا ہو، اسی طرح جو شخص غریب اور نادار ہے لیکن دین اور پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت والا ہے اگرچہ دُنئیوی طور پر اسے کوئی عزت داروں میں شمار نہ کرتا ہو اور لوگ اسے کمتر، حقیر اور ذلیل سمجھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَ
جَعَلْنَاهُ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ
أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ
خَبِيرٌ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تمہارا رب عز و جل ایک ہے اور تمہارے والد ایک ہیں، سن لو! کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں البتہ جو پرہیزگار ہے وہ دوسروں سے افضل ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (۲)

اور غریب، پرہیزگار مسلمانوں کی قدر و قیمت سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بہت سے پرآگندہ بالوں والے ایسے ہوتے ہیں جنہیں (حقیر سمجھ کر) لوگ دروازوں سے دھکے دیتے ہیں (لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا یہ مقام ہوتا ہے کہ) اگر وہ کسی کام کے لئے قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دے۔“ (۳)

افسوس ہمارے معاشرے میں بھی عزت کے قابل اسے ہی سمجھا جاتا ہے جس کے پاس دولت کی کثرت ہو،

①.....حجرات: ۱۳۔

②.....شعب الایمان الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، فصل فی حفظ اللسان عن الفخر بالآباء، ۴/ ۲۸۹، الحدیث:

۵۱۳۷۔

③.....مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الضعفاء والخاملین، ص ۱۴۱، الحدیث: ۱۳۸ (۲۶۲۲)۔

گاڑیاں، بنگلے، عہدے اور منصب ہوں اگرچہ اس کے پاس یہ سب چیزیں سود، جوئے، رشوت اور دیگر حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی آمدنی سے آئی ہوں اور جو شخص محنت مزدوری کر کے اور طرح طرح کی مشقتیں برداشت کر کے گزارے کے لائق حلال روزی کماتا ہوا سے لوگ کمتر اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

قَالَ وَمَا عَلَيَّ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۱۳﴾ إِنَّ حِسَابَهُمُ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ
تَشْعُرُونَ ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا مجھے کیا خبر ان کے کام کیا ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: نوح نے فرمایا: مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب ہی (کے ذمہ) پر ہے اگر تمہیں شعور ہو۔

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: جن لوگوں نے میری پیروی کی ہے مجھے ان کے کاموں کا علم نہیں اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی غرض اور مطلب ہے کہ وہ کیا پیشے کرتے ہیں؟ میری ذمہ داری انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے (اور وہ میں نے پوری کر دی ہے) اگر تم ان کے گھٹیا پیشوں کو جانتے ہو تو اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کا حساب تو میرے رب عزوجل ہی کے ذمہ پر ہے، وہی انہیں جزا دے گا، تو نہ تم انہیں عیب لگاؤ اور نہ پیشوں کے باعث ان سے عار کرو۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے ایمان لانے والوں کے پیشے پر اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان پر بھی اعتراض کیا اور یہ کہا تھا کہ جو لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں وہ دل سے ایمان نہیں لائے بلکہ صرف ظاہری طور پر ایمان لائے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”میری ذمہ داری ظاہر پر اعتبار کرنا ہے باطن کی تفتیش مجھ پر لازم نہیں، اگر تمہیں ان کے دل کا حال معلوم ہے تو جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اس کا ان سے حساب لینا میرے رب عزوجل ہی کے ذمہ پر ہے۔“ (۱)

①.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۲-۱۱۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۲-۱۱۳، ص ۸۲۵، ملقطاً.

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ إِنَّا إِنَّا إِلَاتِدِيرُ مُبِينٌ ۖ قَالُوا لَئِنْ لَمْ
تَنْتَهُ يَنْوَحْ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۔ میں تو نہیں مگر صاف ڈرسانے والا۔ بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کیے جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۔ میں تو صرف صاف صاف ڈرسانے والا ہوں۔ قوم نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کئے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

﴿وَمَا أَنَا بِطَارِدِ﴾ اور میں دور کرنے والا نہیں۔ ﴿قَوْمِ﴾ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر کہا کہ پھر آپ کیمینوں کو اپنی مجلس سے نکال دیجئے تاکہ ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ کی بات مانیں۔ اس کے جواب میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”یہ میری شان نہیں کہ میں تمہاری ایسی خواہشوں کو پورا کروں اور تمہارے ایمان کے لالچ میں غریب مسلمانوں کو اپنے پاس سے نکال دوں۔“ (۱)

تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غریب پروری

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غریبوں فقیروں کے ساتھ بیٹھنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ غریب مسلمانوں سے بھی ہم نشین رکھے، ان کی دلجوئی کرے اور ان کی مشکلات دور کرنے کے لئے عملی طور پر اقدامات کرنے کی کوشش کرے، ترغیب کے لئے یہاں غریب پروری اور مسکین نوازی سے متعلق تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی مبارک سیرت ملاحظہ ہو، چنانچہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: ”اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، قیامت کے دن مجھے مسکینوں کی جماعت سے ہی اٹھانا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

۱..... تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیة: ۱۱۴، ۵۲۱/۸، مدارك الشعراء، تحت الآیة: ۱۱۴، ص ۸۲۶، ملئقطاً.

کیوں (ایسا ہو؟) ارشاد فرمایا: ”مسکین لوگ امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! مسکین کے سوال کو کبھی رد نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو، اے عائشہ! مسکینوں سے محبت رکھو اور انہیں اپنے قریب کرو (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اپنا قریب عطا فرمائے گا۔“ (۱)

حضرت ابوذر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”(اگر تم مجھے ڈھونڈنا چاہو تو) مجھے اپنے کمزور اور غریب لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں کمزور اور غریب لوگوں کے سبب رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“ (۲)

حضرت ابوذر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”یہ (غلام) تمہارے بھائی اور خادم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے تو جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہ چیز کھلائے جسے خود کھاتا ہو، وہ لباس پہنائے جسے خود پہنتا ہو اور تم انہیں ایسے کام پر مجبور نہ کرو جو ان کے لئے دشوار ہو اور اگر انہیں ایسے کام کے لئے کہو تو اس میں ان کی مدد کرو۔“ (۳)

اسی طرح کثیر احادیث میں یتیموں اور یتیموں کی سرپرستی کرنے، مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینے، غریب مقرض کو مہلت دینے یا قرض معاف کر دینے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اب غریب پروری سے متعلق سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کا عالم ملاحظہ ہو، چنانچہ قاضی عیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی مشہور تصنیف ”شفاء شریف“ میں ہے کہ ”حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکینوں کی عیادت فرماتے، فقیروں کے پاس بیٹھتے اور کوئی غلام بھی دعوت دیتا تو اسے قبول فرما لیتے تھے۔“ (۴)

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی محتاج کو ملاحظہ فرماتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی، آپ کی عطا مختلف قسم کی ہوتی جیسے کسی کو تحفہ دیتے، کسی کو کوئی حق عطا فرماتے، کسی سے قرض کا بوجھ اتار دیتے، کسی کو صدقہ عنایت

①.....ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء ان فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل اغنياءهم، ۱۵۷/۴، الحدیث: ۲۳۵۹.

②.....ترمذی، کتاب الجہاد، باب ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ۲۶۸/۳، الحدیث: ۱۷۰۸.

③.....مسلم، کتاب الايمان والنذور، باب اطعام المملوك مما يأكل... الخ، ص ۹۰۶، الحدیث: ۴۰ (۱۶۶۱).

④.....الشفاء، القسم الاول، الباب الثاني، فصل واما تواضعه، ص ۱۳۱، الجزء الاول.

فرماتے، کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے، کبھی قرض لیتے اور (اپنی طرف سے) اس کی مقدار سے زیادہ عطا فرما دیتے، کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عنایت فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ انعام میں عطا فرما دیتے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو اپنانے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے

اس آیت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے اس مطالبے کو تسلیم نہیں کیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غریبوں کو خود سے دور کر دیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کسی کی طرف سے ہونے والی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس سے بے پرواہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور حق بات کو بیان کرنا چاہئے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بطور خاص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس بات کا حکم دیتے اور اس پر بیعت لیتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈریں گے نہ اس کی پرواہ کریں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ حال تھا کہ وہ اس عہد کی پاسداری میں اپنی جان تک چلی جانے کی بھی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ افسوس! فی زمانہ حق بات بیان کرنے کے حوالے سے مسلمانوں کا حال انتہائی نازک ہے، یہ اپنے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانیاں ہوتی دیکھ کر، دین کا مذاق اڑاتا ہوا اور شریعت کے احکامات پر عمل پیرا حضرات کی تذلیل ہوتی دیکھ کر، دین اسلام کے احکام اور اس کی تعلیمات پر انگلیاں اٹھتی دیکھ کر اتنی ہمت بھی نہیں کر پاتے کہ ایسے لوگوں کو زبان سے ہی روک دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہاں میں ہاں ملاتے اور ان کی الٹی سیدھی اور جاہلانہ باتوں کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے اور حق بات کہنے اور اس میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے، آمین۔

﴿تَذَكُّرٌ: ذُرْسَانَةٌ وَاللَّهِ﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری ذمہ داری تمہیں صحیح دلیل کے ساتھ صاف صاف ڈرسانا ہے جس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جائے، تو جو ایمان لائے وہی میرا مقرب ہے اور جو ایمان نہ لائے

۱..... مدارج النبوة، باب دوم در بیان اخلاق و صفا، وصل در جود و سخاوت، ۴۹/۱۔

وہی مجھ سے دور ہے۔ (۱)

﴿قَالُوا: بولے۔﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے کہا: اے نوح! علیہ الصلوٰۃ والسلام، اگر تم دعوت دینے اور ڈرسانے سے باز نہ آئے تو ضرور تم سنگسار کئے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (۲)

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذِبُونَ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾

توجہ کنزا ایمان: عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

توجہ کنزا عرفان: نوح نے عرض کی: اے میرے رب! بیشک میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے۔

﴿قَالَ: عرض کی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: اے میرے رب! بیشک میری قوم نے تیری وحی و رسالت میں مجھے جھٹلایا ہے، پس تو مجھ میں اور ان میں وہ فیصلہ کر دے جس کا ہم میں سے ہر کوئی حق دار ہے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو ان کافروں کی آؤیتوں سے نجات دے۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں جو ذکر کیا کہ میری قوم نے تیری وحی اور رسالت میں مجھے جھٹلایا ہے، اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ تھی کہ میں جو ان کے بارے میں ہلاکت کی دعا کر رہا ہوں اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے مجھے سنگسار کرنے کی دھمکی دی اور نہ ہی یہ سبب ہے کہ انہوں نے میری پیروی کرنے والوں کو



①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۵، ص ۸۲۶، حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۵، ۳/۳۹۱، ملتنقطاً.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۱۶، ۶/۲۹۳.

گھٹیا کہا بلکہ میری دعا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے تیرے کلام کو جھٹلایا اور تیری رسالت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔^(۱)

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبَاقِينَ ﴿١٢٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے بچالیا اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقیوں کو ڈبو دیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں بچالیا۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

﴿فَأَنْجَيْنَاهُ﴾: تو ہم نے اسے بچالیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول فرمائی اور اس نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان کے ساتھ والوں کو انسانوں، پرندوں اور جانوروں سے بھری ہوئی کشتی میں سوار کر کے طوفان سے بچالیا اور انہیں نجات دینے کے بعد باقی لوگوں کو طوفان میں غرق کر دیا۔^(۲)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیہ: ۱۱۷-۱۱۸، ۶/۲۹۳، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیہ: ۱۱۷-۱۱۸، ۵۲۱/۸، ملتقطاً.

②.....خازن، الشعراء، تحت الآیہ: ۱۱۹-۱۲۰، ۳/۳۹۲.

ترجمہ کنز العرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبہ والا، مہربان ہے۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً:﴾ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔ ﴿یعنی حق سے تکبر کرنے اور غریب مسلمانوں کو حقیر جاننے کی وجہ سے﴾ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا جو انجام ہوا اس میں بعد والوں کے لئے عبرت کی نشانی ہے۔^(۱)
﴿وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ:﴾ اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ ﴿حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے مسلمان ہونے والے مرد و عورت کی تعداد 80 تھی اور اس آیت میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ہمیشہ تھوڑے لوگ ہی ایمان اور ہدایت قبول کرتے ہیں۔﴾^(۲)

كَذَّبَتْ عَادُ الْبُرْسِلِينَ ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

ترجمہ کنز العرفان: عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَتْ عَادُ:﴾ عاد نے جھٹلایا۔ ﴿یہاں سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا نام عاد ہے، یہ ایک قبیلہ ہے اور دراصل یہ ایک شخص کا نام ہے جس کی اولاد سے یہ قبیلہ ہے۔﴾^(۳)

نوٹ: یہ واقعہ سورہ اعراف، آیت نمبر 65 تا 72، سورہ ہود 50 تا 60 میں بھی گزر چکا ہے۔

إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۳۳﴾ إِنْ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۳۴﴾

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۱، ۲۹۳/۶.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۱، ۲۹۳/۶.

③.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۳، ص ۸۲۶.

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ج

(۱۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمہ کنزالعرفان: جب ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ: جب ان سے فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ”عاد“ نے انہیں اس وقت جھٹلایا جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: ”تم جس کفر و شرک میں مبتلا ہو، کیا اس پر تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں۔ بیشک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا رسول ہوں جس کی امانت داری تم میں مشہور ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا امین ہوں تو تم مجھے جھٹلانے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میں تمہیں جو حکم دوں اس میں میری اطاعت کرو۔“ (۱)

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط
اتَّبِعُونِ بِكُلِّ سَبِيلٍ ۚ آيَةً تَعْبَثُونَ ل

(۱۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب۔ کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

۱.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۴-۱۲۶، ص ۸۲۶، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۴-۱۲۶، ۲۹۴/۶، ملتقطاً.

کیا تم ہر بلند جگہ پر ایک نشان بناتے ہو (راگیروں کا مذاق اڑاتے ہو۔

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ ﴿حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے فرمایا: ”میں رسالت کی ادائیگی پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا جروثواب تو اسی کے ذمہ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب عزوجل ہے کیونکہ اسی نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔“ (۱)

﴿أَتَبْنُونُ﴾ کیا تم بناتے ہو۔ ﴿اس قوم کا معمول یہ تھا کہ انہوں نے سر راہ بلند عمارتیں بنالی تھیں، وہاں بیٹھ کر راہ چلنے والوں کو پریشان کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کے اسی عمل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”کیا تم راگیروں کا مذاق اڑانے کے لئے ہر بلند جگہ پر ایک نشان بناتے ہو تا کہ اس پر چڑھ کر گزرنے والوں سے مذاق مخری کرو۔“ (۲)

دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی روش

حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی اس روش کے نظارے ہمارے آج کے معاشرے میں بھی بکثرت دیکھے جا رہے ہیں، جیسے چوراہوں یا گلیوں میں کھڑے ہو کر وہاں سے گزرنے والوں کو تنگ کرنا، کسی معذور شخص کو آتا دیکھ کر اس کا مذاق اڑانا، راستے سے گزرنے والی خواتین پر آوازیں کسنا، راہ چلتی عورتوں سے ٹکرانا، کوئی راستہ معلوم کرے تو اسے غلط راستہ بتا دینا، راستے میں کوڑا کرکٹ پھینک دینا، گلیوں میں گنداپانی چھوڑ دینا، گلیوں میں کھدائی کر کے کئی دنوں تک بلاوجہ چھوڑے رکھنا، راستوں میں غیر قانونی تعمیرات کرنا، گلی محلوں میں کرکٹ یا کوئی اور کھیل کھیلانا اور غلط جگہ گاڑی پارک کر دینا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ راستوں میں بیٹھنے سے متعلق حدیث پاک میں ہے، حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہمیں راستے میں بیٹھنے سے چارہ نہیں، ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ فرمایا: جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی، راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”(۱) نظر نیچی رکھنا۔ (۲) اذیت کو دور کرنا۔

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۷، ۶/۲۹۴۔

②.....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۲۸، ۳/۳۹۲، ملخصاً۔

(3) سلام کا جواب دینا (4) اچھی بات کا حکم کرنا اور (5) بری باتوں سے منع کرنا۔⁽¹⁾

ایک اور روایت میں راستے کے یہ دو حق بھی بیان کئے گئے ہیں: (1) فریاد کرنے والے کی فریاد سننا۔ (2) بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔⁽²⁾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”راستوں کے بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے، مگر اس کے لیے جو راستہ بتائے، سلام کا جواب دے، نظر نیچی رکھے اور بوجھ لا دینے پر مدد کرے۔“⁽³⁾

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ﴿١٣١﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی سے گرفت کرتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور مضبوط محل بناتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب کسی کو پکڑتے ہو تو بڑی بیدردی سے پکڑتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿وَتَتَّخِذُونَ﴾ اور بناتے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں قوم عاد کے دو اور معمولات کے بارے میں حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ذکر ہوا، چنانچہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا: ”تم اس امید پر مضبوط محل بناتے ہو کہ تم ہمیشہ رہو گے اور کبھی مرو گے نہیں اور جب کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑی بیدردی کے ساتھ تلوار سے قتل کر کے اور دُرّے مار کر انتہائی بے رحمی سے گرفت کرتے ہو، تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور ان کاموں

①.....بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا... الخ، ۱۳۲/۲، الحدیث: ۲۴۶۵۔

②.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس فی الطرقات، ۳۳۷/۴، الحدیث: ۴۸۱۷۔

③.....شرح سنن، کتاب الاستئذان، باب کراہیۃ الجلوس علی الطرق، ۳۶۵/۶، الحدیث: ۳۲۳۲۔

کو چھوڑ دو اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے اور عدل و انصاف وغیرہ کی دعوت دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔^(۱)

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکانات کی سادگی

اس آیت میں قوم عاد کے مضبوط محلات بنانے کا ذکر ہوا، فی زمانہ بھی لوگوں کی عمومی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ انتہائی خوبصورت، مضبوط اور بڑا گھر بنائیں۔ جائز ذرائع اور حلال مال سے اس خواہش کو پورا کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن اگر ضرورت کے مطابق مناسب سا گھر بنایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دو جہاں کے سردار ﷺ اور ان کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکانات کی سادگی ملاحظہ ہو، چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسجدِ نبوی کے مُقَصِّل ہی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے مکانات بنوائے تھے۔ ان مکانات کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ صرف دس دس گز لمبے اور چھ چھ سات سات گز چوڑے تھے، کچی اینٹوں کی دیواریں، کھجور کی پتیوں کی چھت اور وہ بھی اتنی نیچی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا، دروازوں میں لکڑی کے تختوں کی بجائے کبل یا ناٹ کے پردے پڑے رہتے تھے۔^(۲)

تاجدارِ رسالت ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بھی مکانات کی شان و شوکت پسند نہ فرماتے اور اگر کوئی شاندار مکان تعمیر کرتا یا اپنے مکان کی تزئین و آرائش میں مصروف ہوتا تو اس کی تربیت فرماتے، چنانچہ ایک بار آپ ﷺ ایک راستے سے گزرے، راستے میں ایک اونچا سا گنبد (نما مکان) دیکھا تو فرمایا: ”یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ شان و شوکت ناگوار ہوئی، مگر اس کا اظہار نہیں فرمایا، کچھ دیر کے بعد انصاری بزرگ آئے، اور سلام کیا، لیکن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رخ انور پھیر لیا، بار بار یہ واقعہ پیش آیا تو انہوں نے دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی کا ذکر کیا، جب سبب معلوم ہوا تو انہوں نے اس قبے کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔^(۳)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے پاس

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۹-۱۳۱، ۳/۳۹۲، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۲۹-۱۳۱، ۶/۲۹۵-۲۹۶، ملتقطاً.

۲.....شرح الزرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی وعمل المنبر، ۱۸۵/۲، ملخصاً.

۳.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی البناء، ۴/۴۶۰، الحدیث: ۵۲۳۷.

سے اس وقت گزرے جب میں اور میری والدہ دیوار کی لپائی کر رہے تھے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اے عبد اللہ! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کی ”یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، میں دیوار کو درست کر رہا ہوں۔ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”موت اس سے زیادہ قریب ہے۔“ (۱)

وَاتَّقُوا الَّذِيْ اَمَدَّكُمْ بِسَاتِعُبُوْنَ ۝۱۳۲ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَبَنِيْنَ ۝۱۳۳ وَجَنَّتْ وُعْيُوْنَ ۝۱۳۴ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۳۵

ترجمہ کنز الایمان: اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں۔ تمہاری مدد کی چوپایوں اور بیٹوں۔ اور بانگوں اور چشموں سے۔ بیشک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جو تمہیں معلوم ہیں۔ اس نے جانوروں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی۔ اور بانگوں اور چشموں سے۔ بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

﴿وَاتَّقُوا﴾ اور ڈرو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی تین آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے فرمایا: ”اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان نعمتوں سے مدد کی جنہیں تم جانتے ہو، جیسے اس نے جانوروں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی، بانگوں اور چشموں سے تمہاری مدد کی، اگر تم نے میری نافرمانی کر کے ان نعمتوں کی ناشکری کی تو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔“ (۲)

قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا اَوَعَضْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَعٰظِيْنَ ۝۱۳۶

۱..... ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی البناء، ۴/۵۹، الحدیث: ۵۲۳۵.

۲..... خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۱۳۲-۱۳۵، ۳/۳۹۲.

ترجمہ کنز الایمان: بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا ناصحوں میں نہ ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: قوم نے کہا: ہمارے اوپر برابر ہے کہ آپ ہمیں نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

﴿قَالُوا: بولے﴾۔ قوم عادی نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحتوں کا جواب یہ دیا کہ ”آپ ہمیں نصیحت کریں یا آپ نصیحت کرنے والوں میں سے نہ ہوں، ہمارے لئے دونوں چیزیں برابر ہیں، ہم کسی طرح آپ کی بات نہ مانیں گے اور نہ آپ کی دعوت قبول کریں گے۔“ (۱)



نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نصیحت قبول کرنا مسلمان کا کام ہے اور نہ ماننا کافر کا۔ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ترجمہ کنز العرفان: کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر سال ایک یا دو مرتبہ آزمایا جاتا ہے پھر (بھی) نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ ہی نصیحت مانتے ہیں۔

أَوَلَا يَذَرُونَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذْكُرُونَ (۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا تاکہ وہ سمجھیں اور یہ سمجھنا ان کے دور ہونے کو ہی بڑھا رہا ہے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا (۳)

اور ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنز العرفان: وہ آدمی جو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہاری

أَفَنَنْ يَّعْلَمَ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

۱.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۶، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۶، ص ۸۲۷، ملقطاً.

۲.....التوبة: ۱۲۶.

۳.....بنی اسرائیل: ۴۱.

الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَٰؤُا
الْأَلْبَابِ (۱)

طرف تمہارے رب کے پاس سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے تو کیا وہ اس جیسا ہے جو اندھا ہے؟ صرف عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں۔

نیز کامل ایمان والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ساتھ انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر غفلت کے ساتھ بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے سنتے ہیں اور چشم بصیرت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں، نفع اٹھاتے ہیں اور ان آیتوں پر فرمانبردار نہ گرتے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا
عَلَيْهَا صَعَثًا وَعُمِيَانًا (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

فی زمانہ نصیحت قبول کرنے کے حوالے سے مسلمانوں کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ اگر کسی کو سمجھایا جائے تو وہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا اور اگر سمجھانے والا مرتبے میں اپنے سے کم ہو تو جسے سمجھایا جائے وہ اپنی بات پراڑ جاتا ہے اور دوسرے کی بات ماننا اپنے لئے توہین سمجھتا ہے اور نصیحت کئے جانے کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اب چھوٹے خاندان والے بڑے خاندان والوں کو نہیں سمجھا سکتے، عام آدمی کسی چودھری کو نہیں سمجھا سکتا، غریب شخص کسی مالدار آدمی کو نہیں سمجھا سکتا، عوام کسی دُنیوی منصب والے کو نہیں سمجھا سکتے، مسجدوں میں کوئی نو جوان عالم یا دینی مبلغ کسی پرانے بوڑھے کو نہیں سمجھا سکتا بلکہ جسے سمجھایا جائے وہی گلے پڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے، انہیں چاہئے کہ ان آیات کریمہ پر غور کر کے اپنی حالت سدھارنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ
فَحَسْبُ جَهَنَّمَ وَلَكِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

ترجمہ کنز العرفان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے ضد مزید گناہ پرا بھارتی ہے تو ایسے کو جہنم کافی ہے اور وہ ضرور بہت برا ٹھکانا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا
وَلَيْسَىٰ مَا قَدَّمَ يَدًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس
کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے تو وہ ان سے
منہ پھیر لے اور ان اعمال کو بھول جائے جو اس کے ہاتھوں
نے آگے بھیجے ہیں۔

اور مسلمانوں کو منافقین اور مشرکین کے حال سے دُور رہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا
يَسْمَعُونَ (۲)
ترجمہ کنز العرفان: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں
نے کہا: ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔
اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

إِنْ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۵﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ﴿۱۳۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت۔ اور ہمیں عذاب ہونا نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ تو صرف پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی جھوٹی باتیں ہیں۔ اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔

﴿إِنْ هَذَا﴾: یہ تو نہیں۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ قوم نے کہا: جن چیزوں کا آپ نے خوف دلایا یہ پہلے لوگوں کی
باتیں ہیں، وہ بھی ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم ان باتوں کا اعتبار نہیں کرتے اور انہیں
جھوٹ جانتے ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ قوم نے کہا: ہماری یہ موت و حیات اور ہمارا عمارتیں بنانا پہلوں کے طریقہ پر
ہے یعنی جس طرح وہ زندہ تھے اسی طرح ہم زندہ ہیں، جس طرح وہ مر گئے اسی طرح ہم بھی مرجائیں گے اور جس طرح
وہ عمارتیں بنایا کرتے تھے اسی طرح ہم بھی عمارتیں بنا رہے ہیں تو یہ مرنا جینا اور عمارتیں بنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسا تو

① کہف: ۵۷۔

② انفال: ۲۱۔

شروع سے ہوتا آرہا ہے۔^(۱)

﴿وَمَا نَحْنُ: اور ہمیں نہیں﴾۔ قوم نے مزید یہ کہا کہ ہمارے اعمال اور ہماری عادات پر دنیا میں ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ مرنے کے بعد ہمیں اٹھنا ہے اور نہ آخرت میں حساب دینا ہے۔^(۲)

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۱۳۰

ترجمہ کنزالایمان: تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا مہربان ہے۔

﴿فَكَذَّبُوهُ: تو انہوں نے اسے جھٹلایا﴾۔ قوم عادی نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحتوں کو نہ مانا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا اور اس جھٹلانے پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے انہیں دنیا میں ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ بیشک قوم عادی ہلاکت و بربادی میں ضرور عبرت کی نشانی ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلانے والوں کا انجام بڑا دردناک ہے اور قوم عادی کے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچائے گئے۔^(۳)

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب﴾۔ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جو شخص نصیحت قبول نہ کرے اور جابر و متکبر لوگوں جیسے اعمال کرے تو بیشک آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی اس پر غالب اور اسے سزا دینے والا ہے اور جو ایمان

①..... جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۷، ص ۳۱۴، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۷، ۵۲۳/۸، مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۷، ص ۸۲۷، ملقطاً۔

②..... روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۸، ۲۹۶/۶، مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۸، ص ۸۲۷، ملقطاً۔

③..... روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۹، ۲۹۶/۶، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۱۳۹، ص ۳۱۴، ملقطاً۔

لے آئے اسے عذاب سے نجات دے کر اس پر مہربانی فرمانے والا ہے۔^(۱)

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ صَاحُّهُمُ اَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: قوم ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے ہم قوم صالح نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ: قوم ثمود نے جھٹلایا۔﴾ یہاں سے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تسلی کے لئے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم ثمود نے حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس وقت جھٹلا کر انہیں اور ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا جب انہوں نے قوم ثمود سے فرمایا: کیا تم شرک کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے نہیں۔^(۲)

نوٹ: یہ واقعہ سورہ اعراف، آیت نمبر 73 تا 79 اور سورہ ہود، آیت نمبر 61 تا 68 میں گزر چکا ہے۔

اِنِّیْ لَکُمْ رَّسُوْلٌ اٰمِیْنٌ ﴿١٣٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنَ ﴿١٣٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

﴿اٰمِیْنٌ: امانتدار۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے قوم ثمود سے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اس کے عذاب سے ڈراؤں اور جس رسالت کے ساتھ اس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا میں اس پر امین ہوں، تو اے

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۰، ۲۹۶/۶-۲۹۷.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۱-۱۴۲، ۲۹۷/۶.

میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کر کے اپنے رب غزو جَلَّ کے حکم پر عمل کرو۔^(۱)

حیات اور نبوت حج مکس ہو سکتیں

اس سے معلوم ہوا کہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اسرارِ الہیہ اور لوگوں کی عزت، مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اہل مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی آپ کے پاس امانتیں رکھتے رہے اور اپنے فیصلے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کرواتے تھے۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں تم سے کچھ اس پر اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ ﴿حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے پر تم سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر و ثواب تو اسی کے ذمہ کرم پر ہے جو سارے جہان کا رب غزو جَلَّ ہے اور جس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔^(۲)

اَتْتَرُكُونَ فِي مَا هُمْنَا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ فِيْ جَنَّتٍ وَعٰيُوْنٍ ﴿۱۳۷﴾ وَذُرُوْعٍ وَنَخْلٍ
طَلْعَهَا هٰضِيْمٌ ﴿۱۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ باغوں اور چشموں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں



①.....تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۳-۱۴۴، ۴۶۴/۹.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۵، ۲۹۷/۶.

میں جن کا شگوفہ نرم و نازک۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا تم یہاں (دنیا) کی نعمتوں میں امن و امان کی حالت میں چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ باغوں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک ہوتا ہے۔

﴿أَتُتْرَكُونَ﴾: کیا تم چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید نصیحت کرتے ہوئے اپنی قوم سے فرمایا: ”کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ تم دنیا کی نعمتوں جیسے باغوں اور چشموں میں، کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک ہوتا ہے، امن و امان کی حالت میں چھوڑ دیئے جاؤ گے کہ یہ نعمتیں تم سے کبھی زائل نہ ہوں گی، تم پر کبھی عذاب نہ آئے گا اور تمہیں کبھی موت نہ آئے گی۔ (تمہارا یہ گمان غلط ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوگا۔)“ (۱)

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَرِهِينَ ﴿۱۳۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ السُّرْفِينِ ﴿۱۴۰﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو استادی سے۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تم بڑی مہارت دکھاتے ہوئے پہاڑوں میں سے گھر تراشتے ہو۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔

﴿فَرِهِينَ﴾: بڑی مہارت دکھاتے ہوئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے فرمایا: تم بڑی مہارت دکھاتے ہوئے، اپنی صنعت پر غرور کرتے اور اتراتے ہوئے پہاڑوں

①..... روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۶-۱۴۸، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۶-۱۴۸، ص ۸۲۷، ملقطاً.

میں سے گھر تراشتے ہو اور ان گھروں کو بنانے سے تمہارا مقصد رہائش اختیار کرنا نہیں بلکہ صرف اپنی مہارت پر غور کرنا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرتے ہوئے وہ اعمال کرو جن کا تمہیں دنیا اور آخرت میں فائدہ ہو اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں کہ مُسْرِفِین سے مراد مشرکین ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مُسْرِفِین سے مراد وہ شخص ہیں جنہوں نے اونٹنی کو قتل کیا تھا۔^(۱)

الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور بناؤ نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

﴿يُفْسِدُونَ﴾: فساد پھیلاتے ہیں۔ یعنی حد سے بڑھنے والے وہ ہیں جو کفر، ظلم اور گناہوں کے ساتھ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور ایمان لا کر، عدل قائم کر کے اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہو کر اصلاح نہیں کرتے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بعض فساد پھیلانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کچھ فساد بھی کرتے ہیں اور ان میں کچھ نیکی بھی ہوتی ہے، لیکن یہ ایسے نہیں بلکہ ان کا فساد مضبوط ہے جس میں کسی طرح نیکی کا شائبہ تک نہیں۔^(۲)

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۴﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے تم پر تو جادو ہوا ہے۔ تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

①..... ابن کثیر، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۹-۱۵۱، ۱۴۰/۶، حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۴۹-۱۵۱، ۳۹۳/۳، ملقطاً.

②..... حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۲، ۳۹۳/۳، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۲، ص ۸۲۷، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: قوم نے کہا: تم ان میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے۔ تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو، اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی لاؤ۔

﴿قَالُوا: قوم نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحتوں کے جواب میں کہا ”تم ان میں سے ہو جن پر بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل و حواس قائم نہیں رہے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ) تم تو ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں اسی طرح تم بھی کھاتے پیتے ہو، اگر تم رسالت کے دعوے میں سچے ہو تو اپنی سچائی کی کوئی نشانی لے کر آؤ۔“ (۱)

قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شَرْبٌ وَلَكُمْ شَرْبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ ۝۱۵۵ ج

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری۔

ترجمہ کنز العرفان: صالح نے فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے، ایک دن اس کے پینے کی باری ہے اور ایک معین دن تمہارے پینے کی باری ہے۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کے مطالبے پر فرمایا: ”یہ ایک اونٹنی ہے، ایک دن اس کے پینے کی باری ہے، تو اس میں اس کے ساتھ مزاحمت نہ کرو اور ایک معین دن تمہارے پینے کی باری ہے، تو وہ اس میں تمہارے ساتھ مزاحمت نہ کرے گی۔ یہ اونٹنی قوم کے معجزہ طلب کرنے پر ان کی خواہش کے مطابق حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے پتھر سے نکلی تھی۔ اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا، جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا تمام پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔“ (۲)

وَلَا تَسْؤُهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذْكُمْ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۱۵۶

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۳-۱۵۴، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۳-۱۵۴، ص ۸۲۸، ملقطاً.

②.....مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۵، ص ۸۲۸، ملخصاً.

ترجہ کنز الایمان: اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ لے گا۔

ترجہ کنز العرفان: اور تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب پکڑ لے گا۔

﴿وَلَا تَسْخُوهَا بِسَوْءٍ﴾ اور تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا۔ ﴿حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اس اونٹنی کے بارے میں مزید فرمایا کہ تم اس اونٹنی کو برائی کے ساتھ نہ چھونا، نہ اس کو مارنا اور نہ اس کے پاؤں کی رگیں کاٹنا ورنہ تمہیں بڑے دن کا عذاب پکڑ لے گا۔ اس دن کو عذاب نازل ہونے کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ وہ عذاب اس قدر عظیم اور سخت تھا کہ جس دن میں وہ واقع ہوا اس کو اس کی وجہ سے بڑا فرمایا گیا۔^(۱)

فَعَقَرُوهَا فَاصْبَحُوا مِنْ مِّمِّينَ ﴿۱۵۷﴾

ترجہ کنز الایمان: اس پر انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔

ترجہ کنز العرفان: تو انہوں نے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔

﴿فَعَقَرُوهَا﴾ تو انہوں نے اس کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے سمجھانے کے باوجود اس اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں تو صبح کو پچھتاتے رہ گئے۔ پاؤں کی رگیں کاٹنے والے شخص کا نام قدار تھا اور چونکہ لوگ اس کے اس فعل سے راضی تھے اس لئے پاؤں کی رگیں کاٹنے کی نسبت ان سب کی طرف کی گئی اور ان کا پچھتنا پاؤں کی رگیں کاٹ دینے پر عذاب نازل ہونے کے خوف سے تھا، نہ کہ وہ معصیت پر توبہ کرتے ہوئے نادم ہوئے تھے یا وہ عذاب کا معاینہ کر کے نادم ہوئے تھے اور ایسے وقت کی ندامت کا کوئی فائدہ نہیں۔^(۲)

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۸﴾

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۶، ص ۸۲۸.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۷، ص ۸۲۸.

ترجمہ کنزالایمان: تو انہیں عذاب نے آلیا بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا، بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔

﴿فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ﴾: تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا۔ ﴿یعنی جس عذاب کی انہیں خبر دی گئی تھی اس نے انہیں پکڑ لیا اور وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔ قوم شمود پر آنے والے عذاب میں ضرور عبرت کی نشانی ہے کہ نبی علیہ السلام کی صداقت پر نشانی ظاہر ہو جانے کے بعد بھی کفر پر قائم رہنا عذاب نازل ہونے کا سبب ہے اور حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ان پر ایمان لائے۔^(۱) تو اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ پر سارے عرب والے ایمان نہ لائیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غم نہ فرمائیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بدنصیب ہیں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ﴾: اور بیشک تمہارا رب۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بیشک آپ کا رب عزوجل ہی کافروں پر عذاب نازل کرنے میں غلبے والا اور ایمان لانے والوں کو نجات دے کر ان پر مہربانی فرمانے والا ہے جیسا کہ قوم شمود نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب نازل فرمایا جس نے انہیں جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا، اس لئے سابقہ قوموں کے عذابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔^(۲)

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۸، ۶/۳۰۰.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۵۹، ۶/۳۰۰.

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾
 إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا نَجٍّ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
 مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا: کیا تم نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمے ہے۔

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ﴾ لوط کی قوم نے جھٹلایا۔ ﴿يِهَآءُ﴾ یہاں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے اس وقت آپ کو جھٹلا کر تمام رسولوں کو جھٹلایا جب آپ نے ان سے فرمایا: ”اے میری قوم: کیا تم شرک اور دیگر گناہوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈرتے، بیشک میں تمہارے رب عزوجل کی طرف سے تمہارے لیے اس کی وحی اور رسالت پر امانت دار رسول ہوں تو تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو جھٹلا کر اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے سے ڈرو اور جس سیدھے راستے پر چلنے کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔ اور میں اس تبلیغ اور تعلیم پر تم سے کچھ اجرت اور دنیوی منافع کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر و ثواب تو صرف رب العالمین کے ذمہ کرم پر ہے۔“ (۱)

۱.....روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۰-۱۶۴، ۱/۶، ۳۰۱، تفسیر طبری، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۰-۱۶۴، ۹/۴۶۹، ملتقطاً.

نوٹ: یہ واقعہ سورہ اعراف، آیت نمبر 80 تا 84۔ سورہ ہود، آیت نمبر 74 تا 83۔ سورہ حجر، آیت نمبر 58 تا 77 میں گزر چکا ہے۔

اَتَاتُونِ الدُّكْرَانَ مِنَ الْعَلِيِّنَ ۝۱۶۵

ترجمہ کنزالایمان: کیا مخلوق میں مردوں سے بدفعی کرتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم لوگوں میں سے مردوں سے بدفعی کرتے ہو۔

﴿اَتَاتُونِ الدُّكْرَانَ﴾ کیا تم مردوں سے بدفعی کرتے ہو۔ ﴿اس﴾ آیت کا ایک معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کیا مخلوق میں ایسے قبیح اور ذلیل فعل کے لئے تمہیں رہ گئے ہو، دنیا جہاں کے اور لوگ بھی تو ہیں، انہیں دیکھ کر تمہیں شرمانا چاہئے۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کثیر عورتیں موجود ہوتے ہوئے اس قبیح فعل کا مرتکب ہونا انتہا درجہ کی خباثت ہے۔ مروی ہے کہ اس قوم کو یہ خبیث عمل شیطان نے سکھایا تھا۔^(۱)

وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ ۖ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝۱۶۶ قَالُوا لَنْ لَّمْ تَنْتَهَیْلُوْا لِتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰرِجِیْنَ ۝۱۶۷

ترجمہ کنزالایمان: اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوڑیں بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنی بیویوں کو چھوڑتے ہو جو تمہارے لیے تمہارے رب نے بنائی ہیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ انہوں نے کہا: اے لوط! اگر تم باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۶۵، ص ۸۲۸، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۶۵، ۳۰/۱/۶، ملتقطاً.

﴿وَتَذْمُونَ﴾ اور چھوڑتے ہو۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم سے فرمایا کہ تمہارے لیے تمہارے رب عزوجل نے جو بیویاں بنائی ہیں، کیا تم ان حلال طیب عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے بدفعی جیسی حرام اور خبیث چیز میں مبتلا ہوتے ہو بلکہ تم لوگ اس خبیث عمل کی وجہ سے حد سے بڑھنے والے ہو۔^(۱)

مردوں کے ساتھ بدفعی کرنے کی ممانعت

آیت میں مردوں کے ساتھ بدفعی کے حرام ہونے کا بیان ہے، یہاں اس کی مناسبت سے عورت کے ساتھ بھی بدفعی یعنی پچھلے مقام میں جماع کرنے کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔ لہذا یاد رہے کہ بیوی سے جماع کرنا بھی صرف اسی جگہ حلال ہے جہاں کی شریعت نے اجازت دی ہے اور اس سے بدفعی کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح مردوں سے بدفعی کرنا حرام ہے، یہاں بیویوں کے ساتھ بدفعی کرنے کی وعید پر مشتمل 4 احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، تم میں سے کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ عورتوں کے پچھلے مقام میں وطی کرے۔“^(۲)

(2)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں وطی کرے وہ ملعون ہے۔“^(۳)

(3)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو اپنی بیوی کے پچھلے مقام میں جماع کرے۔“^(۴)

(4)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے پچھلے مقام



①..... مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۶۶، ص ۸۲۹، ملقطاً

②..... معجم الكبير، باب من اسمه: خزيمة، خزيمة بن ثابت الانصاري ذو الشهاداتين، هرمي بن عبد الله الخطمي عن خزيمة بن ثابت، ۸۸/۴، الحديث: ۳۷۳۶.

③..... ابو داؤد، كتاب النكاح، باب في جامع النكاح، ۳۶۲/۲، الحديث: ۲۱۶۲.

④..... ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النهي عن اتیان النساء في ادبارهن، ۴۴۹/۲، الحديث: ۱۹۲۳.

میں وٹی کرے۔ (۱)

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت کے جواب میں ان لوگوں نے کہا اے لوط! اگر تم نصیحت کرنے اور اس فعل کو برا کہنے سے باز نہ آئے تو ضرور اس شہر سے نکال دیئے جاؤ گے اور تمہیں یہاں رہنے نہ دیا جائے گا۔ (۲)

قَالَ إِنِّي لَعَلِّكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ۖ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔

ترجمہ کنزالعرفان: لوط نے فرمایا: میں تمہارے کام سے شدید نفرت کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال سے محفوظ رکھ۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: ”میں تمہارے کام سے بیزار اور اس سے شدید نفرت کرنے والوں میں سے ہوں اور مجھے اس سے شدید دشمنی ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال پر آنے والے عذاب سے محفوظ رکھ۔ (۳)

فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۖ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَدِيرِ ﴿۱۷۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ مگر ایک بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی۔

①.....ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراهیۃ اتیان النساء فی ادبارهنّ، ۳۸۸/۲، الحدیث: ۱۱۶۸.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۷، ص ۸۲۹.

③.....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۸-۱۶۹، ۳۹۴/۳، مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۶۸-۱۶۹، ص ۸۲۹، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی۔ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

﴿فَمَجَّبْنَاهُ: تو ہم نے اسے نجات بخشی۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام، ان کی بیٹیوں اور ان تمام لوگوں کو جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے تھے عذاب سے نجات بخشی لیکن ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی اسے نجات نہ بخشی۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی تھی، یہ چونکہ اپنی قوم کے فعل پر راضی تھی اور جو گناہ پر راضی ہو وہ بھی گناہ کرنے والے کے حکم میں ہوتا ہے اسی لئے وہ بڑھیا عذاب میں گرفتار ہوئی اور اس نے نجات نہ پائی۔^(۱)

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿۴۶﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۴۷﴾

ترجہ کنز الایمان: پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ برسا یا تو کیا ہی بُرا برساؤ تھا ڈرائے گیوں کا۔

ترجہ کنز العرفان: پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص بارش برسائی تو ڈرائے جانے والوں کی بارش کتنی بری تھی۔

﴿ثُمَّ دَمَّرْنَا: پھر ہم نے ہلاک کر دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات دینے کے بعد دوسروں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی بستیاں الٹ کر ہلاک کر دیا اور ان پر پتھروں کی یا گندھک اور آگ کی خاص بارش برسائی تو جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا اور وہ ایمان نہ لائے، ان پر کی جانے والی یہ بارش کتنی بری تھی۔^(۲)

①..... مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۰-۱۷۱، ص ۸۲۹.

②..... روح البيان، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۲-۱۷۳، ۳۰۲/۶، ملقطاً.

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان نہ تھے۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً﴾: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔ ﴿اَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ﴾: یعنی جو کچھ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے ساتھ کیا گیا، اس میں ان کے بعد والوں کے لئے ضرور عبرت کی نشانی ہے تاکہ وہ اس قوم کے جیسا گند اتریں کام نہ کریں اور ان پر بھی ویسا عذاب نازل نہ ہو جیسا حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر نازل ہوا اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی بہت تھوڑے لوگ ہی آپ پر ایمان لائے تھے۔^(۱) اس لئے اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کم لوگوں کے ایمان لانے پر غمزدہ نہ ہوں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تمہارا رب ہی غلبے والا، مہربان ہے۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾: اور بیشک تمہارا رب۔ ﴿اَعَزِيزُ﴾: یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک آپ کا رب ہی دشمنوں پر قہر فرمانے میں غالب ہے اور وہی تنبیہ اور نصیحت سے پہلے عذاب نازل نہ فرما کر مہربانی فرمانے والا ہے۔^(۲)

اولادِ آدمؑ میں کسی بڑے کے قصاصات

یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے ہمارے لئے ہر وہ چیز جائز اور حلال رکھی ہے

۱.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۴، ۳۰/۲/۶۔

۲.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۵، ۳۰/۲/۶۔

جو ہمارے لئے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے فائدہ مند، نفع بخش، ہماری بقا و سلامتی اور اُخروی نجات کے لئے ضروری ہے اور ہر اس چیز کو ہمارے لئے حرام اور ممنوع کر دیا ہے جو ہماری دنیا یا آخرت کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطری خواہش یعنی شہوت کی تسکین کا ذریعہ عورت کو بنایا ہے اور اس میں بھی ہر انسان کو کھلی چھٹی نہیں دی کہ وہ جب چاہے اور جس عورت سے چاہے اپنی فطری خواہش پوری کر لے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی شہوت کی تسکین کے لئے ”نکاح“ کا ایک مقدس نظام دیا ہے تاکہ انسانوں کو اپنے جذبات کی تکمیل کے لئے جائز اور مناسب راہ مل سکے، اخلاقی طور پر بے راہ روی کا شکار نہ ہوں، نسل انسانی کی بقا کا سامان مہیا ہو اور لوگ ایک خاندانی نظام کے تحت معاشرے میں امن و سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔ لیکن فی زمانہ عالمی سطح پر تہذیب و تمدن کے دعوے دار کئی غیر مسلم ممالک نے اللہ تعالیٰ کے اس نظام سے بغاوت کرتے ہوئے اپنے معاشروں میں لواطت کو قانوناً جائز قرار دے رکھا ہے بلکہ کئی مسلم ممالک میں بھی یہ وبا پھیلتی چلی جا رہی ہے اور جن ملکوں میں اسے قانوناً اگرچہ جائز قرار نہیں دیا گیا وہاں بھی تقریباً ہر گاؤں اور شہر میں بہت سے لوگ اس غیر فطری عادت اور حرام کاری میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اس حرام کاری کو قانوناً جائز قرار دینے والے ملکوں میں اخلاقی اور خاندانی نظام کی تباہی کا حال یہ ہوا ہے کہ وہاں پر لوگوں میں حیا اور شرم نام کی چیز باقی نہیں رہی اور لوگ سر عام اس حرام کاری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان میں خاندانی نظام حیات تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ مردوں کی مردوں اور عورتوں کی عورتوں سے باہم لذت آشنائی کے باعث ان ملکوں میں نسل انسانی تیزی سے کم ہو رہی ہے اور آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم ہو چکی ہے۔ شہوت پرست لوگ بچے جننے اور ان کی تربیت کرنے پر راضی نہیں۔ یہ لواطت اور ہم جنس پرستی کا عمومی نقصان ہے بطور خاص لواطت اور ہم جنس پرستی کا عادی انسان آتشک، سوزاک، سیلان، خارش اور خطرناک پھوڑے پھنسیوں جیسے امراض کا شکار ہو جاتا ہے اور ایڈز کا سب سے بڑا سبب بھی یہی حرام کاری ہے۔ ایڈز وہ انتہائی خطرناک مرض ہے کہ جس کی ہولناکی کی وجہ سے اس وقت ساری دنیا کے لوگ لرزہ بر اندام ہیں، یہ وہ عالمگیر مرض ہے جس سے پوری دنیا کا کوئی خطہ، کوئی ملک محفوظ نہیں ہے۔ کروڑوں افراد اس مہلک مرض میں مبتلا ہیں اور آئے دن اس کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اب تک لاکھوں افراد اس مرض کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ انتہائی کرب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میڈیکل سائنس اور طب کے دیگر شعبوں میں تمام تر ترقی کے باوجود ابھی تک اس مرض کا کوئی مؤثر علاج دریافت نہیں

کیا جاسکا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس حرام کاری سے محفوظ رکھے، آمین۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ الْبُرْسَلِينَ ۝۱۴۶

ترجمہ کنزالایمان: بن والوں نے رسول کو جھٹلایا۔

ترجمہ کنزالعرفان: ایکہ (جنگل) والوں نے رسول کو جھٹلایا۔

﴿كَذَّبَ أَصْحَابُ لَيْكَةِ: ایکہ (جنگل) والوں نے جھٹلایا۔﴾ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس آیت میں جس جنگل کا ذکر ہوا یہ مدین شہر کے قریب تھا اور اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل مدین کی طرح اُن جنگل والوں کی طرف بھی مبعوث فرمایا تھا اور یہ لوگ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے۔^(۱)

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝۱۴۷ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝۱۴۸ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝۱۴۹ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِن أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۱۵۰

ترجمہ کنزالایمان: جب ان سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں۔ بیشک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر کچھ تم سے اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

۱..... جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۶، ص ۳۱۵، مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۱۷۶، ص ۸۲۹، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: جب ان سے شعیب نے فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں؟ بیشک میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس (تبلیغ) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ: جِبْنُكُمْ شُعَيْبٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُوجْهَلَا كُوجْهَلَا كُوجْهَلَا كُوجْهَلَا﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگل والوں نے اس وقت حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا جب حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: ”کیا تم کفر و شرک پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈرتے! بے شک میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی وحی اور رسالت پر امانت دار رسول ہوں تو تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو اور میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں اس میں میری اطاعت کرو۔

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ ﴿ان تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا یہی عنوان رہا کیونکہ وہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی اطاعت اور عبادت میں اخلاص کا حکم دیتے اور رسالت کی تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں لیتے تھے، لہذا سب نے یہی فرمایا۔^(۱)

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ
الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ إِلَّا وَلِيْنَ ﴿١٨٤﴾

ترجمہ کنز الایمان: ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو۔ اور سیدھی ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو۔

ترجمہ کنز العرفان: (اے لوگو!) ناپ پورا کرو اور ناپ تول کو گھٹانے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور بالکل درست ترازو

سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دواور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔

﴿أَوْفُوا الْكَيْلَ﴾ (اے لوگو!) ناپ پورا کرو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی 3 آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنا، لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے دینا، رہزنی اور لوٹ مار کر کے اور کھیتیاں تباہ کر کے زمین میں فساد پھیلا نا ان لوگوں کی عادت تھی اس لئے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے انہیں ان کاموں سے منع فرمایا اور ناپ تول پورا کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد ساری مخلوق کو پیدا کرنے والے رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی عَلَیْہِ السَّلَام صرف عبادات ہی سکھانے نہیں آتے بلکہ اعلیٰ اخلاق، سیاسیات، معاملات کی درستگی کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ
لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۱۸۶﴾ فَاسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّبْءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولے تم پر جادو ہوا ہے۔ تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: قوم نے کہا: (اے شعیب!) تم تو ان میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے۔ تم تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہی ہو اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں۔ تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔

﴿قَالُوا﴾ قوم نے کہا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی نصیحت سن کر کہا: اے شعیب! تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو ہوا ہے اور تم کوئی فرشتے نہیں بلکہ ہمارے

جیسے ایک آدمی ہی ہوا ورنہ نے جو نبوت کا دعویٰ کیا بے شک ہم تمہیں اس میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر تم نبوت کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ عذاب کی صورت میں ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔^(۱)

﴿وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا﴾ تم تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہی ہو۔ صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نبوت کا انکار کرنے والے انبیاء (عَلِیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی نسبت میں بالعموم یہی کہا کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل کے بعض فاسد العقیدہ کہتے ہیں۔^(۲)

قَالَ رَبِّيَّ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ
إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۸۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے کو تک ہیں۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

ترجمہ کنز العرفان: شعیب نے فرمایا: میرا رب تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔

﴿قَالَ: فرمایا۔﴾ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان لوگوں کا جواب سن کر ان سے فرمایا: میرا رب عَزَّوَجَلَّ تمہارے اعمال کو اور جس عذاب کے تم مستحق ہو اسے خوب جانتا ہے، وہ اگر چاہے گا تو آسمان کا کوئی ٹکڑا تم پر گرا دے گا یا تم پر کوئی اور عذاب نازل کرنا اس کی مشیت میں ہوگا تو میرا رب عَزَّوَجَلَّ وہ عذاب تم پر نازل فرما دے گا۔^(۳)

﴿فَكَذَّبُوهُ: تو انہوں نے اسے جھٹلایا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جنگل والوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایا تو انہیں شامیانے کے دن کے عذاب نے پکڑ لیا، بیشک وہ بڑے دن کا عذاب تھا جو کہ اس طرح ہوا کہ انہیں شدید گرمی

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸۵-۱۸۷، ص ۸۳۰، روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸۵-۱۸۷، ۴/۶، ۳۰، ملقطاً.

②.....خزائن العرفان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸۲، ص ۶۹۵۔

③.....مدارک، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۸۸، ص ۸۳۰.

پہنچی، ہوا بند ہوئی اور سات دن گرمی کے عذاب میں گرفتار رہے۔ تہ خانوں میں جاتے وہاں اور زیادہ گرمی پاتے۔ اس کے بعد ایک بادل آیا سب اس کے نیچے آ کے جمع ہو گئے تو اس سے آگ برسی اور سب جل گئے۔^(۱)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔ اور بیشک تمہارا رب ہی غلبہ والا، مہربان ہے۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً﴾: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔ ﴿لَعَلِّي﴾ یعنی حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جنگل والوں کا جو یہ واقعہ بیان کیا گیا اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور عبرت کی نشانی ہے اور ان جنگل والوں کے اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔^(۲) ﴿وَإِنَّ رَبَّكَ﴾: اور بیشک تمہارا رب۔ ﴿لَعَلِّي﴾ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کا رب عز و جل ہی غالب اور ہر ممکن چیز پر قادر ہے اور اس کی ایک دلیل انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرمانا ہے اور بے شک آپ کا رب عز و جل ہی لوگوں کو مہلت دے کر مہربانی فرمانے والا ہے۔^(۳)

وَأَنَّهُ لَتَتَزِيلُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۸۹، ص ۸۳۰.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۰، ۱۸۹/۶-۳۰۵.

③.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۱، ۱۹۰/۶-۳۰۵.

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔

﴿وَأَنَّهُ: اور بیشک یہ قرآن﴾ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان کرنے کے بعد یہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی چیز کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن سب جہانوں کے رب تعالیٰ کا اتارا ہوا ہے کسی شاعر، جادو گریا کا ہن کا کلام نہیں جیسا کہ اے کفار تم گمان کرتے ہو۔^(۱)

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۱۹۳

ترجمہ کنزالایمان: اسے روح الامین لے کر اترا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اسے روح الامین لے کر نازل ہوئے۔

﴿نَزَلَ بِهِ: اسے لے کر نازل ہوئے﴾ قرآن پاک کو روح الامین یعنی حضرت جبریل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کو روح الامین کہنے کی وجوہات

حضرت جبریل علیہ السلام کو روح کہنے کی ایک وجہ مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ آپ علیہ السلام روح سے پیدا کئے گئے ہیں اس لئے آپ علیہ السلام کو روح کہا گیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح روح بدن کی زندگی کا سبب ہوتی ہے اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام مُکَلَّف لوگوں کے دلوں کی زندگی کا سبب ہیں کیونکہ علم اور معرفت کے نور سے دل زندہ ہوتے ہیں جبکہ بے علمی اور جہالت سے مردہ ہوتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے وحی نازل ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اس معرفت کے ذریعے بے علمی اور جہالت کی وجہ سے مردہ ہو جانے والے دل زندہ ہو جاتے ہیں، اس لئے آپ علیہ السلام کو روح فرمایا گیا اور آپ علیہ السلام کو امین اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک اپنی وحی پہنچانے کی امانت ان

①.....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۲، ۵۳۰/۸، صاوی، الشعراء، تحت الآیۃ: ۱۹۲، ۱۴۷۴/۴، ملقطاً.

کے سپرد فرمائی ہے۔^(۱)

قرآن مجید کے بارے میں ایک عجیبہ

یاد رہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو عربی الفاظ کے لبادے میں حضرت جبریل علیہ السلام پر نازل فرمایا اور انہیں ان الفاظ پر امین بنایا تا کہ وہ اس کے حقائق میں تَصَرُّف نہ کریں، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ کو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ اطہر پر نازل کیا۔^(۲)

عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝۱۹۳

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے دل پر تا کہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ۔

﴿عَلَى قَلْبِكَ﴾: تمہارے دل پر۔ یعنی اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے سامنے اس قرآن کی تلاوت کی، یہاں تک کہ آپ نے اسے اپنے دل میں یاد کر لیا کیونکہ دل ہی کسی چیز کو یاد رکھنے اور اسے محفوظ رکھنے کا مقام ہے، وحی اور الہام کا معدن ہے اور انسان کے جسم میں دل کے علاوہ اور کوئی چیز خطاب اور فیض کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔^(۳) نیز اس لئے کہ آپ اسے محفوظ رکھیں اور سمجھیں اور نہ بھولیں۔ دل کی تخصیص اس لئے ہے کہ درحقیقت وہی مخاطب ہے اور تمیز، عقل اور اختیار کا مقام بھی وہی ہے، تمام اعضاء اس کے آگے مُتَخَرِّج اور اطاعت گزار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ دل کے درست ہونے سے تمام بدن درست ہو جاتا اور اس کے خراب ہونے سے سب جسم خراب ہو جاتا ہے، نیز فُرَحْتُ وَسُرُورٌ اور رنج و غم کا مقام دل ہی ہے، جب دل کو خوشی ہوتی

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۳، ۳۹۵/۳، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۳، ۵۳۰/۸، روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۳، ۳۰۶/۶، ملقطاً.

②.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۳، ۳۰۶/۶.

③.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۴، ۳۰۶/۶.

ہے تو تمام اعضاء پر اس کا اثر پڑتا ہے، پس دل ایک رئیس کی طرح ہے اور وہی عقل کا مقام ہے تو وہ امیر مُطلق ہوا اور مُکلف ہونا جو کہ عقل و فہم کے ساتھ مشروط ہے، اسی کی طرف لوٹا۔

﴿لَتَكُونَنَّ مِنَ النُّذِرِينَ﴾ تاکہ تم ڈر سنانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ ﴿یہاں قرآن پاک کو نازل کرنے کی حکمت اور مصلحت بیان کی جارہی ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ آپ پر قرآن پاک اس لئے نازل ہوا تاکہ آپ اس کے ذریعے اپنی امت کو ان کاموں سے ڈرائیں جنہیں کرنے یا نہ کرنے سے وہ عذاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّہٗ لَفِي زُبُرِ الْاَوَّلِينَ ﴿۱۹۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: روشن عربی زبان میں۔ اور بیشک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: روشن عربی زبان میں۔ اور بیشک اس کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

﴿بِلِسَانٍ﴾ زبان میں۔ ﴿یعنی قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل کیا جس کے معنی ظاہر اور الفاظ کی اپنے معنی پر دلالت واضح ہے تاکہ عرب کے رہنے والوں اور کفارِ قریش کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اس کلام کو سن کر کیا کریں گے جسے ہم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ (۱)

عربی زبان کی فصاحت

اس آیت سے عربی زبان کی دیگر زبانوں پر فضیلت بھی ثابت ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے کسی اور زبان میں نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین وجہوں سے عربوں سے محبت رکھو، کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ (۲)

حضرت فقیہ البولیث سمرقندی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”جان لو کہ عربی زبان تمام زبانوں سے افضل ہے

①.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۵، ۶/۳۰۶.

②.....معجم الاوسط، باب المیم، من اسمه: محمد، ۱۶۴/۴، الحدیث: ۵۵۸۳.

تو جس نے عربی زبان خود سیکھی یا کسی اور کو سکھائی اسے اجر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے۔^(۱)

﴿وَإِنَّهُ: اور بیشک اس کا۔﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کا ذکر تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ سابقہ کتابوں میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت اور صفت مذکور ہے۔^(۲)

أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يَأْتِيَ الْبَنِيُّ إِسْرَآئِيلَ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: اور کیا یہ ان کے لیے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم۔

ترجمہ کنز العرفان: اور کیا یہ بات ان کے لیے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔

﴿أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةٌ: اور کیا یہ بات ان کے لیے نشانی نہ تھی۔﴾ یہاں کفار مکہ پر ایک اور حجت بیان کی گئی کہ کیا یہ بات کفار مکہ کے لیے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت و رسالت کی صداقت پر نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو بنی اسرائیل کے علماء اپنی کتابوں سے جانتے ہیں اور لوگوں کو ان کی خبریں دیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے مدینہ کے یہودیوں کے پاس اپنے با اعتماد بندوں کو یہ دریافت کرنے بھیجا کہ کیا نبی آخر الزمان، سید کائنات، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں اُن کی کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ اس کا جواب یہودی علماء نے یہ دیا کہ یہی ان کا زمانہ ہے اور اُن کی نعت و صفت توریت میں موجود ہے۔ “یاد رہے کہ یہودی علماء میں سے حضرت عبد اللہ بن سلام، ابن یامین، ثعلبہ، اسد اور اسید، یہ حضرات جنہوں نے توریت میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف پڑھے تھے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے تھے۔^(۳)

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۖ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

۱.....روح البیان، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۵، ۳۰۷/۶.

۲.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۶، ص ۸۳۱، حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۶، ۳۹۵/۳، ملقطاً.

۳.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۷، ۳۹۵/۳، ملخصاً.

مُؤْمِنِينَ ۱۹۹ كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ط

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔ کہ وہ انہیں پڑھنا تا جب بھی اس پر ایمان نہ لاتے۔ ہم نے یونہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں کے دلوں میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔ پھر وہ ان کے سامنے قرآن کو پڑھتا جب بھی وہ اس پر ایمان لانے والے نہ تھے۔ یونہی ہم نے مجرموں کے دلوں میں اس قرآن کے جھٹلانے کو داخل کر دیا ہے۔

﴿وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ﴾ اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے یہ قرآن کریم ایک فصیح، بلیغ اور عربی نبی پر اتارا جس کی فصاحت سب اہل عرب مانتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ قرآن کریم عاجز کر دینے والا کلام ہے اور اس کی مثل ایک سورت بنانے سے بھی پوری دنیا عاجز ہے۔ علاوہ بریں اہل کتاب کے علماء کا اتفاق ہے کہ قرآن پاک کے نزول سے پہلے اس کے نازل ہونے کی بشارت اور اس نبی کی صفت اُن کی کتابوں میں انہیں مل چکی ہے، اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ نبی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ کتاب اس کی نازل فرمائی ہوئی ہے اور کفار جو طرح طرح کی بے ہودہ باتیں اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں سب باطل ہیں اور خود کفار بھی حیران ہیں کہ اس کے خلاف کیا بات کہیں، اس لئے کبھی اس کو پہلوں کی داستانیں کہتے ہیں، کبھی شعر، کبھی جادو اور کبھی یہ کہ مَعَاذَ اللَّهِ اس کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنالیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی غلط نسبت کر دی ہے۔ اس طرح کے بے ہودہ اعتراض عنادر کھنے والا ہر حال میں کر سکتا ہے حتیٰ کہ اگر بالفرض یہ قرآن کسی غیر عربی شخص پر نازل کیا جاتا جو عربی کی مہارت نہ رکھتا اور اس کے باوجود وہ ایسا عاجز کر دینے والا قرآن پڑھ کر سناتا جب بھی لوگ اسی طرح کفر کرتے جس طرح انہوں نے اب کفر و انکار کیا کیونکہ اُن کے کفر و انکار کا باعث عناد ہے۔^(۱)

حق بات قبول کرنے سے ایک رکاوٹ

اس سے معلوم ہوا کہ عناد حق بات کو قبول کرنے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ جس شخص کے دل میں

۱.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۱۹۸-۱۹۹، ص ۸۳۲۔

کسی کے بارے میں عناد بھرا ہوا ہو وہ اس کے اعتراضات کے جتنے بھی تسلی بخش جوابات دے لے اور حق بات پر جتنے بھی ایک سے ایک دلائل پیش کر دے عناد رکھنے والے کے حق میں سب بے سود ہوتے ہیں اور عناد رکھنے والا ان سے کوئی فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی ان کی وجہ سے حق بات کو قبول کرتا ہے۔ یہی چیز ہمارے معاشرے میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ جس شخص کے بارے میں دشمنی دل میں بیٹھ جائے تو اس پر طرح طرح کے یہودہ اعتراضات شروع کر دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنی صداقت و صفائی پر جتنے چاہے دلائل پیش کرے اسے ماننے پر تیار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

﴿كَذَلِكَ: یونہی﴾۔ یعنی ہم نے اسی طرح ان کافروں کے دلوں میں اس قرآن کے جھٹلانے کو داخل کر دیا ہے جن کا کفر اختیار کرنا اور اس پر مُصر رہنا ہمارے علم میں ہے، تو اُن کے لئے ہدایت کا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا جائے کسی حال میں وہ کفر سے پلٹنے والے نہیں۔^(۱)

لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۚ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا أَهْلُ مَنَظَرُونَ ۖ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۚ ﴿٢٠٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک عذاب۔ تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہوگی۔ تو کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی۔ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ تو وہ (عذاب) اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر (بھی) نہ ہوگی۔ پھر کہیں گے: کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی؟ تو کیا ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟

﴿لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ: وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے﴾۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار کلمہ قرآن پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ان پر اچانک عذاب آجائے گا اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی اور جب وہ عذاب کو

①..... مدارك، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۰، ص ۸۳۲.

دیکھیں گے تو حسرت زدہ ہو کر کہیں گے ”کیا ہمیں کچھ مہلت ملے گی اگرچہ پلک جھپکنے کے برابر ہی سہی تاکہ ہم ایمان لے آئیں؟ ان سے کہا جائے گا: اب تم سے عذاب مؤخر ہوگا اور نہ تمہیں کوئی مہلت ملے گی۔“^(۱)

﴿أَفَعَدَّٰ إِنَّا﴾ تو کیا ہمارے عذاب کو۔ جب نبی کریم ﷺ نے کفار کو اس عذاب کی خبر دی تو وہ مذاق اڑانے کے طور پر کہنے لگے کہ یہ عذاب کب آئے گا؟ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟ مراد یہ ہے کہ عذاب دیکھ کر کفار کا حال تو یہ ہوگا کہ وہ مہلت مانگتے پھریں گے اس کے باوجود وہ دنیا میں عذاب نازل ہونے کی جلدی مچا رہے ہیں، ان کے دونوں طریقوں میں کتنا فرق ہے۔^(۲)

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۖ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۚ
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعُونُ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں۔ پھر آئے ان پر وہ جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں۔ تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتنے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بھلا دیکھو تو کہ اگر ہم کچھ سال انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان پر وہ (عذاب) آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو کیا وہ سامان ان کے کام آئے گا جس سے انہیں فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا گیا تھا۔

﴿أَفَرَأَيْتَ﴾: بھلا دیکھو تو۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات کا معنی یہ ہے کہ کفار کا عذاب نازل ہونے کی جلدی چانے کا ایک سبب ان کا یہ عقیدہ ہے کہ انہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا اور وہ ایک طویل عرصے تک امن و سلامتی کے ساتھ دنیا سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے عقیدے کے مطابق اگر انہیں لمبے عرصے تک دنیا سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جائے، اس کے بعد ان پر وہ عذاب آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو اس وقت ان کی

①.....حمل، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۱-۲۰۳، ۵/۴۱۰۔

②.....حازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۴، ۳/۳۹۶، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۴، ۵۳۴/۸، ملتقطاً۔

لمی عمر اور عیش و عشرت انہیں کیا فائدہ دے گی۔ دنیا کی زندگانی اور اس کا عیش خواہ طویل بھی ہو لیکن نہ وہ عذاب کو دور کر سکے گا اور نہ اس کی شدت کم کر سکے گا۔^(۱)

وَمَا كَانَتْ آخِرَةُ اللَّهِ تَعَالَى كَأَوَّلِهِ وَلَا كَأَوَّلُهُ كَأَخِيرِهِ

ان آیات میں اگرچہ کفار کے بارے میں بیان ہوا کہ دنیا کی طویل زندگی اور عیش و عشرت کی بہتات ان سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دور کر سکے گی اور نہ ان سے عذاب کی شدت میں کوئی کمی کر سکے گی، لیکن ان آیات سے ان مسلمانوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہئے جو دنیا اور اس کی آسائشوں کے حصول میں تو لگن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہیں۔ انہیں ڈر جانا چاہئے کہ دنیا کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت سے غفلت کہیں ان کی بھی آخرت تباہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَلْهَكُمُ التَّكَاثُرُ ۚ حَتَّىٰ دُرِّمْتُمُ الْمَقَابِرَ ۚ
 كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ
 كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۚ لَتَكُونَنَّ
 الْجَحِيمَ ۚ ثُمَّ لَتَكُونُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۚ
 ثُمَّ لَتَسْكُنَنَّ يَوْمَ مِذِّ عَنِ النَّعِيمِ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: زیادہ مال جمع کرنے کی طلب نے تمہیں غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ ہاں ہاں اب جلد جان جاؤ گے۔ پھر یقیناً تم جلد جان جاؤ گے۔ یقیناً اگر تم یقینی علم کے ساتھ جانتے (تو مال سے محبت نہ رکھتے)۔ بیشک تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ پھر بیشک تم ضرور اسے یقین کی آنکھ سے دیکھو گے۔ پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آدمی اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے لہذا فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔“^(۳)

۱..... مدارك الشعراء، تحت الآية: ۲۰۵-۲۰۷، ص ۸۳۲-۸۳۳، خازن الشعراء، تحت الآية: ۲۰۵-۲۰۷، ۳۹۶/۳، ملقطاً.

۲..... التكاثر: ۱-۸.

۳..... مسند امام احمد، مسند الكوفيين، حديث ابى موسى الاشعري رضى الله تعالى عنه، ۱۶۵/۷، الحديث: ۱۹۷۱۷.

حضرت یحییٰ بن معاذ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”لوگوں میں سب سے زیادہ غافل شخص وہ ہے جو اپنی فانی زندگی پر مغرور رہا، اپنی من پسند چیزوں کی لذت میں کھویا رہا اور اپنی عادتوں کے مطابق زندگی بسر کرتا رہا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۖ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ۖ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَسْتَعُونُ

ترجمہ کنز العرفان: بھلا دیکھو تو کہ اگر ہم کچھ سال انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔ پھر ان پر وہ (عذاب) آجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو کیا وہ سامان ان کے کام آئے گا جس سے انہیں فائدہ اٹھانے (کا موقع) دیا گیا تھا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے اور دنیا کی بجائے اپنی آخرت سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنْذِرُونَ ۖ ذِكْرًا ۖ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۲۰۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈرسانے والے نہ ہوں۔ نصیحت کے لیے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے جو بستی بھی ہلاک کی اس کیلئے ڈرسانے والے تھے۔ نصیحت کرنے کے لیے اور ہم ظالم نہ تھے۔

﴿وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾: اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم پہلے ظالم لوگوں کے پاس ڈرسانے والے بھیج کر ان پر حجت قائم کر دیتے ہیں، اس کے بعد بھی جو لوگ راہِ راست پر نہیں آتے اور حق کو قبول نہیں کرتے ان پر عذاب نازل کر دیتے ہیں تاکہ ان کی ہلاکت دوسروں کے لئے عبرت اور نصیحت کا سامان ہو اور وہ ان جیسی نافرمانی کرنے سے بچ جائیں۔ (۲)

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۷، ص ۸۳۳.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۲۰۸-۲۰۹، ص ۸۳۲.

وَمَا تَزَلُّ بِهٖ الشَّيْطٰنُ ۚ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَفِيعُوْنَ ۖ اِنَّهُمْ
عَنِ السَّمْعِ لَمَعَرُوْلُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے۔ اور وہ اس قابل نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے۔ اور نہ ہی وہ اس قابل تھے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں۔

﴿وَمَا تَزَلُّ بِهٖ﴾ اور اس قرآن کو لے کر نہ اترے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں ان کفار کا رد کیا گیا ہے جو یہ کہتے تھے کہ جس طرح شیاطین کا ہنوں کے پاس آسمانی خبریں لاتے ہیں اسی طرح وہ (مَعَاذَ اللّٰہ) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قرآن لاتے ہیں۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ ”اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے اور نہ ہی وہ اس قابل تھے کہ قرآن لے کر آئیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ان کی طاقت سے باہر ہے۔ وہ تو فرشتوں کا کلام سننے کی جگہ آسمان سے شعلے مار کر دور کر دیئے گئے ہیں یعنی انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف جو وحی ہوتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا ہے۔ جب تک کہ فرشتہ اس کو بارگاہ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پہنچانہ دے اس سے پہلے شیاطین اس کو نہیں سن سکتے۔ (۱)

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمَعْدٰیۤیۡنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا۔

۱..... ابو سعود، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۰-۲۱۲، ۴/۱۸۱، جلالین مع جمل، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۰-۲۱۲، ۵/۴۱۲، ملتقطاً۔

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا ورنہ تو عذاب والوں میں سے ہو جائے گا۔

﴿فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾: تو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا۔ ﴿اس آیت میں بظاہر خطاب حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہے لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (اے لوگو!) جب کافروں کا حال تم نے جان لیا تو تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے معبود کی عبادت نہ کرنا، اگر تم نے ایسا کیا تو تم عذاب پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔^(۱)

وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۚ وَخَفْضُ جَنَاحِكَ لِسِنِ اتَّبَعِكَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ ۚ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے۔ تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے محبوب! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو کار مسلمانوں کے لیے اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔ پھر اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے اعمال سے بیزار ہوں۔

﴿وَأَنْذِرْ﴾: اور اے محبوب! ڈراؤ۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلیاں دی گئیں، پھر آپ کی نبوت پر دلائل قائم کئے گئے، پھر منکرین کے سوالات ذکر کر کے ان کے جوابات دیئے گئے، اب یہاں سے چند وہ امور بیان کئے جا رہے ہیں جن کا تعلق اسلام کی تبلیغ اور رسالت کے ساتھ ہے۔^(۲)



قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کا حکم

ابتداء میں دین اسلام کی دعوت پوشیدہ طور پر جاری تھی، پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۱۳، ۳۹۷/۳، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۲۱۳، ص ۳۱۶، ملتقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآية: ۲۱۴، ۵۳۶/۸.

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو قریشی رشتہ داروں کو اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریشی رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مُطَّلِب ہیں۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور خدا کا خوف دلایا۔^(۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وصفا پر چڑھے اور آپ نے آواز دی ”اے بنی فہر، اے بنی عدی، قریش کی شاخو! یہاں تک کہ تمام لوگ جمع ہو گئے اور جو خود نہ جاسکا اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا تا کہ آکر بتائے کہ بات کیا ہے۔ ابولہب بھی آیا اور سارے قریش آئے۔ (جب سب جمع ہو گئے تو) آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ وادی کے اس طرف ایک لشکر بجزا رہے جو آپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا آپ مجھے سچا جانو گے؟ سب نے کہا: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ سے ہمیشہ سچ بولا ہی سنا ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں آپ لوگوں کو قیامت کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو سب کے سامنے ہے۔ میں کر ابولہب کو اس کرتے ہوئے کہنے لگا ”کیا ہمیں اسی لئے جمع کیا ہے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی:

تَبَّتْ یَدَاۤ اٰنٰی لَہَبٍ وَتَبَّ ۝۱ مَاۤ اَغْنٰی عَنْہٗ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۝۲
ترجمہ کنز العرفان: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔^(۲)

﴿وَاخْضُصْ جَنَاحَکَ﴾ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی قوم کو ڈر سنا لیں اس کے بعد جو لوگ صدق و اخلاص کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائیں خواہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رشتہ داری رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں، ان پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لطف و کرم فرمائیں اور جو لوگ آپ کا حکم نہ مانیں تو آپ ان سے اور ان کے اعمال سے بیزاری کا اظہار کریں۔^(۳)

①.....جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۲۱۴، ص ۳۱۶.

②.....بخاری، کتاب التفسیر، سورة الشعراء، باب وانذر عشیرتک الاقربین ... الخ، ۲۹۴/۳، الحدیث: ۴۷۷۰.

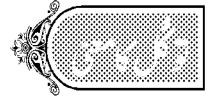
③.....حازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۱۵-۲۱۶، ۳۹۷/۳-۳۹۸، مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۲۱۵-۲۱۶، ص ۸۳۴، ملقطاً.

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا، رحم فرمانے والا ہے۔

﴿وَتَوَكَّلْ﴾ اور بھروسہ کرو۔ یعنی اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیں جو کہ اپنے دشمنوں کو مغلوب کرنے اور اپنے محبوب بندوں کی مدد کرنے پر قادر ہے، ان مشرکین میں سے یا ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوگا۔ (۱)



توکل کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنا کام اس کے سپرد کر دے جو اس کے کام کا مالک اور اسے نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جو کہ تمہارے دشمنوں پر اپنی قوت سے غالب ہے اور اپنی رحمت سے ان کے خلاف تمہاری مدد فرماتا ہے۔ (۲)

الَّذِي يَرِيكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدَيْنِ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے۔)



①.....ابو سعود، الشعراء، تحت الآية: ۲۱۷، ۱۸۱/۴، ملخصاً.

②.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۱۷، ۳۹۸/۳.

بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

﴿الَّذِي يَرَاكَ﴾: جو تمہیں دیکھتا ہے۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ اس پر بھروسہ کریں جو آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ آدھی رات کے وقت تہجد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں قیام سے دعا کے لئے کھڑا ہونا مراد ہے اور بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس مقام پر آپ کو دیکھتا ہے جہاں آپ ہوں۔^(۱)

﴿وَتَقْلُبُكَ﴾: اور تمہارے دورہ فرمانے کو۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ اپنے تہجد پڑھنے والے اصحاب کے حالات ملاحظہ فرمانے کے لئے رات کے وقت گھومتے ہیں۔ مفسرین نے اس آیت کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔

(۱)..... اس کا معنی یہ ہے: ”اللہ تعالیٰ آپ کو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ امام بن کر نماز پڑھاتے ہیں اور قیام، رکوع، سجود اور قعدہ کی حالت میں ہوتے ہیں۔

(۲)..... اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازوں میں آپ کی آنکھ کی گردش کو دیکھتا ہے کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے آگے اور پیچھے سے یکساں ملاحظہ فرماتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی حدیث میں ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں، میں تمہیں اپنے پس پشت دیکھتا ہوں۔^(۲)

(۳)..... بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت حوا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے زمانے سے لے کر حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت آمنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا تک مومنین کی پشتوں اور رحموں میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام آباء و اجداد سب کے سب مومن ہیں۔^(۳)

﴿اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ﴾: بیشک وہی سننے والا ہے۔ ﴿یعنی بے شک اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گفتگو سننے

①..... روح البیان، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۸، ۳۱۲/۶، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۸، ۳۹۸/۳، ملقطاً.

②..... بخاری، کتاب الصلاة، باب عظة الامام الناس فی اتمام الصلاة... الخ، ۱۶۱/۱، الحدیث: ۴۱۸.

③..... مدارك الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ص ۸۳۴، خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ۳۹۸/۳، جمل، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۱۹، ۴۱۳/۵، ملقطاً.

والا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل اور نیت کو جاننے والا ہے۔^(۱)

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۖ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۚ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَذِبُونَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر اترتے ہیں شیطان۔ اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر۔ شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا میں تمہیں بتا دوں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ شیطان بڑے بہتان باندھنے والے، گناہگار پر اترتے ہیں۔ شیطان اپنی سنی ہوئی باتیں (ان پر) ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ: کیا میں تمہیں بتا دوں۔﴾ بعض مشرکین یہ کہتے تھے کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر (مَعَاذَ اللہ) شیطان اُترتے ہیں۔ اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکوں کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے مشرکین! کیا میں تمہیں بتا دوں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں؟ یہ فرمانے کے بعد بتایا کہ شیطان بڑے بہتان باندھنے والے، گناہگار جیسے مُسَکَمَہ وغیرہ کا ہنوں پر اترتے ہیں اور شیطان فرشتوں سے سنی ہوئی باتیں ان کا ہنوں کے سامنے ذکر کرتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں کیونکہ وہ فرشتوں سے سنی ہوئی باتوں میں اپنی طرف سے بہت سی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔^(۲)

وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۚ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۚ

①.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۲۲۰، ص ۸۳۴.

②.....مدارک، الشعراء، تحت الآية: ۲۲۱-۲۲۳، ص ۸۳۴-۸۳۵، جلالین، الشعراء، تحت الآية: ۲۲۱-۲۲۳، ص ۳۱۶، ابو سعود، الشعراء، تحت الآية: ۲۲۱-۲۲۳، ص ۱۸۲/۴، ملتقطاً.

ترجہ کنز الایمان: اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہرنالے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔

ترجہ کنز العرفان: اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ شاعر ہروادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ ایسی بات کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔

﴿وَالشُّعْرَاءُ﴾ اور شاعر۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت کفار کے ان شاعروں کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف شعر بناتے اور یہ کہتے تھے کہ جیسا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہتے ہیں ایسا ہم بھی کہہ لیتے ہیں اور اُن کی قوم کے گمراہ لوگ اُن سے ان اشعار کو نقل کرتے تھے۔ اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی گئی ہے کہ شاعروں کی اُن کے اشعار میں پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں کہ اُن اشعار کو پڑھتے ہیں، رواج دیتے ہیں حالانکہ وہ اشعار جھوٹے اور باطل ہوتے ہیں۔^(۱)

عند شاعری کرنے والوں اور سنتے ہوئے والوں کا نصیحت

اس سے معلوم ہوا کہ شاعروں کا جھوٹے اور باطل اشعار لکھنا، انہیں پڑھنا، دوسروں کو سنانا اور انہیں معاشرے میں رائج کرنا گمراہ لوگوں کا کام ہے، اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے جو ایسے اشعار لکھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین، دین اسلام اور قرآن کا مذاق اڑانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں کی شان میں گستاخی کے کلمات ہوتے ہیں، یونہی بے حیائی، عُریانی اور فحاشی کی ترغیب پر مشتمل نیز عورت اور مرد کے نفسانی جذبات کو بھڑکانے والے الفاظ کے ساتھ شاعری کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ وہ لوگ بھی نصیحت حاصل کریں جو ان کی یہودہ شاعری سنتے، پڑھتے اور دوسروں کو سناتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔“^(۲)

①.....خازن، الشعراء، تحت الآیۃ: ۲۲۴، ۳۹۸/۳-۳۹۹، ملخصاً.

②.....بخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر... الخ، ۱۴۲/۴، الحدیث: ۶۱۵۴.

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اسلام میں فحش اور بے حیائی پر مشتمل اشعار کہے تو اس کی زبان ناکارہ ہے۔“ (۱) اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔ (۲)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

﴿فِي كَلِّ وَادٍ يَهْبِئُونَ﴾: شاعر ہروادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یعنی عرب کے شاعر کلام اور فن کی ہر قسم میں شعر کہتے ہیں، کبھی وہ اشعار کی صورت میں کسی کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی کسی کی مذمت و برائی بیان کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں اکثر بے حیائی کی باتیں، گالی گلوچ، لعن طعن، بہتان اور الزام تراشی، فخر و تکبر کا اظہار، حسد، خود پسندی، فضیلت کا اظہار، تذلیل، توہین، برے اخلاق اور ایک دوسرے کے نسبوں میں طعن کرنا وغیرہ مذموم چیزیں ہوتی ہیں۔ (۳)

﴿وَأَتَاهُمْ يَفْقَهُونَ﴾: اور وہ ایسی بات کہتے ہیں۔ یہاں شاعروں کے قول اور عمل میں تضاد بیان کیا گیا کہ وہ اپنے اشعار میں سخاوت کی تعریف بیان کرتے اور اس کی ترغیب دیتے ہیں لیکن خود سخاوت کرنے سے اعراض کرتے ہیں اور بخل کی مذمت بیان کرتے ہیں جبکہ خود انتہائی کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ اگر کسی کے آباء و اجداد میں سے کسی نے کوئی چھوٹی سی غلطی کی ہو تو اس کی وجہ سے لوگوں کی برائی بیان کرتے ہیں اور پھر خود بے حیائی کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ (۴)

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا
مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا ۖ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۚ

توجہ کنز الایمان: مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

①..... شعب الایمان، الرابع و الثلاثون من شعب الایمان... الخ، فصل فی حفظ اللسان عن الشعر الکاذب، ۲۷۶ / ۴، الحدیث: ۵۰۸۸.

②..... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، ۲/ ۲۳۰، الحدیث: ۷۹۷۲، الجزء الثالث.

③..... روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۵، ۳۱۶/۶، ملخصاً.

④..... خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۶، ۳۹۹/۳، تفسیر کبیر، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۶، ۵۳۸/۸، ملقطاً.

ترجہ کنز العرفان: مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا اور غنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلانا کھائیں گے۔

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا﴾: مگر وہ جو ایمان لائے۔ ﴿اس آیت میں مسلمان شاعروں کا استثنا فرمایا گیا کیونکہ ان کے کلام میں کافر شاعروں کی طرح مذموم باتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ اشعار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد لکھتے ہیں، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھتے ہیں، دین اسلام کی تعریف لکھتے ہیں، وعظ و نصیحت لکھتے ہیں اور اس پر اجر و ثواب پاتے ہیں۔^(۱)



در بارہ رسالت کے شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر رکھواتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر کھڑے ہو کر (اشعار کی صورت میں) رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرتے اور کفار کی بدگوئیوں کا جواب دیتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ان کے حق میں) فرماتے تھے کہ جب تک حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی بدگوئیوں کا جواب دے رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔^(۲) ایک اور روایت میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے: ”تم اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف سے (کفار کی بدگوئیوں کا) جواب دو۔ (پھر دعا فرماتے) اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے مدد فرما۔“^(۳)



اشعار فی نفسہ سے نہیں

یاد رہے کہ اشعار فی نفسہ برے نہیں کیونکہ وہ ایک کلام ہے، اگر اشعار اچھے ہیں تو وہ اچھا کلام ہے اور برے اشعار ہیں تو وہ برا کلام ہے، جیسا کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

①.....خازن، الشعراء، تحت الآية: ۲۲۷، ۳۹۹/۳، ملخصاً.

②.....ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی انشاد الشعر، ۳۸۵/۴، الحدیث: ۲۸۵۵.

③.....بخاری، کتاب الادب، باب هجاء المشركين، ۱۴۲/۴، الحدیث: ۶۱۵۲.

نے ارشاد فرمایا: ”شعر ایک کلام ہے، اچھے اشعار اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں۔“ (۱)

اور حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں ”بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں اور بعض برے ہوتے ہیں، اچھے اشعار کو لے لو اور برے اشعار کو چھوڑ دو۔“ (۲)

حضرت اُبی بن کعب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔“ (۳)

رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس مبارک میں بھی شعر پڑھے جاتے تھے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے۔ (۴)

اور امام شعبی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا شعر کہتے تھے اور حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم ان دونوں سے زیادہ شعر فرمانے والے تھے۔ (۵)

﴿وَذَكَوَاللَّهُ كَثِيرًا﴾ اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا۔ ﴿یعنی صالحین کیلئے شاعری اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے اور تلاوت قرآن کرنے سے غفلت کا سبب نہ بن سکی بلکہ ان لوگوں نے جب شعر کہے بھی تو ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی توحید بیان کی۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت، صحابہ کرام اور امت کے نیک لوگوں کی تعریف بیان کی اور اپنے اشعار میں حکمت، وعظ و نصیحت اور زہد و ادب پر مشتمل باتیں ذکر کیں۔ (۶)

ایسی شاعری کی اردو میں بہترین مثال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا لکھا ہوا کلام بنام ”حدائق بخشش“ ہے، جس میں آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اچھی شاعری کے تمام پہلو انتہائی احسن انداز میں بیان کئے ہیں۔ اس کلام کا مطالعہ کرنا بھی دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عشق، صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا

۱..... سنن الکبری للبیہقی، کتاب الحج، باب لا یضیق علی واحد منهما ان یتکلم بما لا یأثم فیہ... الخ، ۱۱۰/۵، الحدیث: ۹۱۸۱.

۲..... ادب المفرد، باب الشعر حسن کحسن الکلام ومنہ قبیح، ص ۲۳۵، الحدیث: ۸۹۰.

۳..... بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الشعر والرجز... الخ، ۱۳۹/۲، الحدیث: ۶۱۴۵.

۴..... ترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی انشاد الشعر، ۳۸۶/۴، الحدیث: ۲۸۵۹.

۵..... خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ۴۰/۳.

۶..... مدارک، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ص ۸۳۵-۸۳۶.

اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء عظام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ کِی عِظَمَت پیداکرنے کا ایک ذریعہ ہے، لہذا اس کا بھی مطالعہ کرنا چاہئے۔ ﴿وَأَنْتَصِرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمْتُمْ﴾ اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا۔ ﴿﴾ یعنی اگر ان کے اشعار میں کسی کی برائی بیان بھی ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کی اور ان کے پیشواؤں کی جھوٹی برائی بیان کر کے ان پر ظلم کیا تو ان حضرات نے شعروں کے ذریعے اس ظلم کا بدلہ لیا اور کافروں کو اشعار کی صورت میں ان کی بدگوئیوں کے جواب دیئے، لہذا وہ مذموم نہیں ہیں۔^(۱) بلکہ وہ اس پر اجر و ثواب کے مستحق ہیں کیونکہ یہ ان حضرات کا زبان سے جہاد ہے۔

زبانی جہاد سے متعلق دو احادیث

آیت کی مناسبت سے یہاں زبانی جہاد سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے مالوں، اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکوں سے جہاد کرو۔“^(۲)

(۲)..... حضرت کعب بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم اسی شعر سے ان کفار کو تیروں کے مارنے کی طرح مارتے ہو۔“^(۳)

﴿وَسَيُعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ اور عنقریب ظالم جان لیں گے۔ ﴿﴾ یعنی جن مشرکین نے حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جھوٹی برائیاں بیان کی ہیں حالانکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ وہ پاک ہیں اور پاک کرنے والے ہیں تو یہ مشرکین عنقریب مرنے کے بعد جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ”وہ جہنم کی طرف پلٹا کھائیں گے اور جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔“^(۴)



①..... روح البیان، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ۶/۳۱۶، خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ۳/۴۰۰، جلالین، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ص ۳۱۷.

②..... سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد، ص ۵۰۳، الحدیث: ۳۰۹۳.

③..... مسند امام احمد، من مسند القبائل، حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، ۱۰/۳۳۵، الحدیث: ۲۷۲۴۴.

④..... خازن، الشعراء، تحت الآیة: ۲۲۷، ۳/۴۰۰.

سُورَةُ النَّمْلِ

سورہ نمل کا تحارف

مقام نزول

سورہ نمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس میں 7 رکوع، 93 آیتیں، 1317 کلمے اور 4799 حروف ہیں۔^(۲)

نمل نام رکشہ کی مہر

نمل کا معنی ہے چوٹی، اور اس سورت کی آیت نمبر 18 میں ایک چوٹی کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورہ نمل“ رکھا گیا۔

سورہ نمل کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں وہ امور بیان کئے گئے ہیں جن کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اسے اپنا رب اور اپنا واحد معبود مان لے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر و نشر کی تصدیق کرے اور قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانے، مزید اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(1)..... اس کی ابتداء میں قرآن پاک کے اوصاف بیان کئے گئے، نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور آخرت کا انکار کرنے والوں کو آخرت میں سب سے بڑے نقصان اور برے عذاب کی وعید سنائی گئی۔

(2)..... یہ پانچ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ (1) حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا واقعہ۔ (2) حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور چوٹی کا واقعہ۔ (3) حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ملکہ بلقیس کا واقعہ۔ (4) حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور چوٹی کا واقعہ۔

①..... مدارك، سورة النمل، ص ۸۳۷.

②..... مدارك، سورة النمل، ص ۸۳۷، خازن، تفسير سورة النمل، ۴۰۰/۳، ملتقطاً.

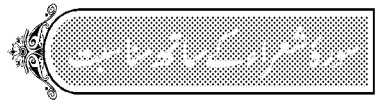
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم کا واقعہ۔ (5) حضرت لوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم کا واقعہ۔

(3)..... اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر دلائل بیان کئے گئے کہ اس نے زمین و آسمان اور بحر و بر کو پیدا کیا، زمین کے خزانوں سے فائدہ اٹھانے کا انسان کو الہام کیا، خشکی اور تری کی اندھیروں میں انسان کو راہ دکھائی اور اسے کثیر رزق عطا کیا۔ یہ بتایا گیا کہ قیامت کی ہولناکیاں اچانک آجائیں گی، نیز اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت اور دن اور رات کے آنے جانے سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا۔

(4)..... مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور حشر و نشر کا انکار کرنے والے مشرکین کا رد کیا گیا۔

(5)..... قیامت کی چند علامات بیان کی گئی جیسے ذَابَتْهُ الْأَرْضُ کا نکلنا، پہاڑوں کا اڑنا اور صُور میں پھونک ماری جانا وغیرہ۔

(6)..... قیامت کے دن لوگوں کی دو اقسام اور ان کی جزاء بیان کی گئی۔



سورۃ نمل کی اپنے سے ماقبل سورت ”شعراء“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کی ابتداء میں قرآن پاک کا وصف بیان ہوا ہے۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورۃ شعراء کی طرح سورۃ نمل میں بھی انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے واقعات بیان ہوئے البتہ سورۃ نمل میں مزید حضرت سلیمان اور حضرت داؤد عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا واقعہ بیان کیا گیا تو گویا کہ سورۃ نمل سورۃ شعراء کا ختمہ ہے۔ تیسری مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے واقعات بیان کر کے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں پر تسلی دی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان:

طَسَّ تِلْكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ ۝۱

ترجمہ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ قرآن اور روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طَسَّ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
﴿تِلْكَ آيَةُ الْقُرْآنِ﴾: یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔ ﴿وَكِتَابٍ مُبِينٍ﴾: ارشاد فرمایا کہ یہ سورت قرآن اور اس روشن کتاب کی آیتیں ہیں جو حق اور باطل میں امتیاز کرتی ہے اور جس میں علوم اور حکمتیں امانت رکھی گئی ہیں۔ یہاں روشن کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہے یا اس سے مراد بھی قرآن پاک ہی ہے اور یہ قرآن مجید کی صفت ہے۔^(۱)

هُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۱ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو۔ وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ایمان والوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہے۔ وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

﴿هُدًى وَبُشْرَى﴾: ہدایت اور خوشخبری ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن ان لوگوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے جو اس پر ایمان لاتے ہیں، فرض نمازیں ہمیشہ پڑھتے ہیں اور نماز کی شرائط و آداب اور

۱..... جلالین، النمل، تحت الآية: ۱، ص ۳۱۷، مدارك، النمل، تحت الآية: ۱، ص ۸۳۷، ملقطاً.

جملہ حقوق کی حفاظت کرتے ہیں اور جب ان کے مال پر زکوٰۃ فرض ہو جائے تو خوش دلی سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔^(۱)

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٣٠﴾
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْآخَسَرُونَ ﴿٣١﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کو تک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے برے اعمال ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے ہیں تو وہ بھٹک رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے برا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ﴾ بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ ﴿اس سے پہلی آیتوں میں ایمان والوں کے حالات بیان کئے گئے اور اس آیت سے کافروں کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو آخرت پر اور قرآن پاک میں قیامت کے دن ملنے والے نیک اعمال کے جو ثواب اور برے اعمال کے جو عذاب بیان کئے گئے ہیں، ان پر ایمان نہیں لاتے، ہم نے ان کے برے اعمال ان کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے ہیں کہ وہ اپنی برائیوں کو خواہشات کی وجہ سے بھلائی جانتے ہیں، پس وہ اپنی گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور ان کے پاس بصیرت نہیں جس کے ذریعے وہ اچھائی اور برائی میں امتیاز کر سکیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے دنیا میں قتل اور گرفتاری

①.....تفسیر طبری، النمل، تحت الآية: ۳-۲، ۴۹۴/۹، حازن، النمل، تحت الآية: ۳-۲، ۴۰۱/۳، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۳-۲، ۳۱۹/۶، ملقطاً.

کا برا عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں کہ ان کا انجام دائمی عذاب ہے۔ (۱)

وَإِنَّكَ لَتُلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝۶

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے حکمت والے علم والے کی طرف سے۔

﴿وَإِنَّكَ لَتُلْقَى الْقُرْآنَ﴾ اور (اے محبوب!) بیشک آپ کو قرآن سکھایا جاتا ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اپنی طرف سے قرآن مجید کی آیات نہیں بناتے بلکہ آپ کو اس رب تعالیٰ کی طرف سے قرآن سکھایا جاتا ہے جو حکمت والا اور علم والا ہے، لہذا کفار کا یہ اعتراض غلط اور باطل ہے کہ آپ اپنی طرف سے قرآن پاک کی آیتیں بناتے ہیں۔ (۲)

حضرت جبریل علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿وَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَقْرَأَ﴾

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے استاد نہیں بلکہ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام خادم اور قاصد بن کر تشریف لاتے رہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خالق سے سیکھا۔

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِيهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۖ سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ بَشِيرٍ ۖ فَلَمَّا جَاءَ هَانُودِي أَنُّ بُورِكَ مَنْ فِي

①..... ابو سعود، النمل، تحت الآية: ۴-۵، ۱۸۶/۴، مدارك، النمل، تحت الآية: ۴-۵، ص ۸۳۷-۸۳۸، جلالين، النمل،

تحت الآية: ۴-۵، ص ۳۱۷، ملقطاً.

②..... روح البيان، النمل، تحت الآية: ۶، ۳۲۰/۶، ملخصاً.

النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَنَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۸ يٰمُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا
 اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۹ وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ
 وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۝۱۰ يٰمُوسَىٰ لَا تَخَفْ ۝۱۱ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ
 الْمُرْسَلُونَ ۝۱۲ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسًّا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ
 رَّحِيمٌ ۝۱۳ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضًا مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۝۱۴
 فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۝۱۵ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس اس
 کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو۔ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت
 دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے
 سارے جہاں کا۔ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والاحکمت والا۔ اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ نے
 اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈر نہیں بیشک میرے حضور
 رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ ہاں جو کوئی زیادتی کرے پھر برائی کے بعد بھلائی سے بدلے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان
 ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا ہے عیب و نشانہوں میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف بیشک
 وہ بے حکم لوگ ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی گھروالی سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے (تو میں جاتا ہوں اور) عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا کوئی چمکتی ہوئی چنگاری لاؤں گا تا کہ تم گرمی حاصل کرو۔ پھر موسیٰ آگ کے پاس آئے تو (انہیں) ندا کی گئی کہ اُس (موسیٰ) کو جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے اور جو اس (آگ) کے آس پاس (فرشتے) ہیں انہیں برکت دی گئی اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں جو عزت والا حکمت والا ہے۔ اور اپنا عصا (زمین پر) ڈال دو تو جب آپ نے اسے لہراتے ہوئے دیکھا کہ گویا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ہم نے فرمایا) اے موسیٰ! ڈرو نہیں، بیشک میری بارگاہ میں رسول ڈرتے نہیں۔ لیکن جس شخص نے کوئی زیادتی کی پھر برائی کے بعد (اپنے عمل کو) نیکی سے بدل دیا تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا، (یہ بھی) فرعون اور اس کی قوم کی طرف نو نشانہوں میں سے ہے، بیشک وہ (فرعون) نافرمان لوگ تھے۔

﴿إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لَأَهْلِهِ﴾: جب موسیٰ نے اپنی گھروالی سے کہا۔ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ بیان فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی 5 آیات میں بیان کئے گئے واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدین سے مصر کی طرف جارہے تھے، دوران سفر یوں ہوا کہ رات کے وقت کافی اندھیرا اور برف باری ہونے کی وجہ سے سخت سردی تھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام راستہ بھی بھول گئے تھے اور اسی رات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ کو دردِ زہ (یعنی بچے کی ولادت کا درد) بھی شروع ہو گیا۔ اسی حال میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دور سے ایک روشنی ملاحظہ فرمائی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی گھروالی سے کہا: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، تم یہیں ٹھہرو، میں اس طرف جاتا ہوں اور تھوڑی دیر میں تمہارے پاس راستے کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی ہوئی چنگاری لے آؤں گا تا کہ تم اس سے گرمی حاصل کرو اور سردی کی تکلیف سے امن پاؤ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آگ کے پاس آئے تو انہیں ندا کی گئی کہ اُس موسیٰ کو برکت دی گئی جو اس آگ کی جگہ میں ہے اور جو اس آگ کے آس پاس فرشتے ہیں انہیں برکت دی گئی اور اللہ تعالیٰ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں جو عزت والا حکمت والا ہے اور اپنا عصا زمین پر ڈال دو۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ

کے حکم سے عصا ڈال دیا تو وہ سانپ بن گیا۔ جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے لہراتے ہوئے دیکھا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خوف کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! ڈرو نہیں، بیشک میری بارگاہ میں سانپ یا کسی اور چیز سے رسول ڈرتے نہیں، جب میں انہیں امن دوں تو پھر کسی چیز کا کیا اندیشہ ہے، لیکن جس شخص نے کوئی زیادتی کی اس کو ڈر ہوگا یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کر لے اور برائی کے بعد اپنے عمل کو نیکی سے بدل دے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں، توبہ قبول فرماتا ہوں اور بخش دیتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دوسری نشانی دکھائی گئی اور فرمایا گیا ”اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال کر باہر نکالو تو وہ بغیر کسی عیب کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس وقت صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا تو وہ سورج کی شعاعوں کی طرح چمک رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بھی فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نو نشانیاں میں سے ایک نشانی ہے، بیشک وہ فرعون کی نافرمان لوگ ہیں اور کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں۔^(۱)

﴿يُؤْمِنُ: اے موسیٰ﴾ یاد رہے کہ اس ندا سے اور اس واقعے سے ولایت و معرفت کے بہت سے اسرار اخذ کئے گئے ہیں۔

﴿فِي تِسْعِ آيَاتٍ: نو نشانیاں میں سے﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو نو نشانیاں عطا کی گئیں وہ یہ ہیں: (۱) عصا۔ (۲) ید بیضا۔ (۳) بولنے میں وقت جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان مبارک میں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دور فرما دیا۔ (۴) دریا کا پھٹنا اور اس میں رستے بننا۔ (۵) طوفان۔ (۶) ٹڈی۔ (۷) گھن۔ (۸) مینڈک۔ (۹) خون۔^(۲) اس رکوع میں پہلی دو نشانیاں بیان کی گئی ہیں، جبکہ ان میں سے آخری ۶ نشانیاں کا مفصل بیان نویں پارے کے چھٹے رکوع میں گزر چکا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۱۶﴾ وَجَحَدُوا

①.....حازن، النمل، تحت الآية: ۷-۱۲، ۴۰۱/۳-۴۰۲، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۱۲، ۳۲۴/۶، ملقطاً.

②.....حازن، الاسراء، تحت الآية: ۱۰۱، ۱۹۴/۳.

بِهَا وَاسْتَيْقَنْتَهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں بولے یہ تو صریح جادو ہے۔ اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے تو دیکھو کیسا انجام ہوا فساد یوں کا۔

ترجمہ کنز العمال: پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھولتی ہوئی ہماری نشانیاں آئیں تو وہ کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور انہوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل ان نشانیوں کا یقین کر چکے تھے تو دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ آيَاتُنَا﴾ پھر جب ان کے پاس ہماری نشانیاں آئیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب فرعون یوں کے پاس آنکھیں کھول دینے والی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں یوں آئیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون یوں کے پاس تشریف لا کر ان نشانیوں کو ظاہر فرمایا تو وہ کہنے لگے: ہم جو دیکھ رہے ہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔ انہوں نے صرف ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل، دماغ ان نشانیوں کا یقین کر چکے تھے اور وہ جانتے تھے کہ بے شک یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی زبانوں سے انکار کرتے رہے۔ تو دیکھو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا کہ وہ لوگ دریا میں غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے۔^(۱)

علامہ ابن کثیر کے انجام سے مہرت و فصاحت حاصل کرتی جاوے

علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ واقعہ کفار قریش کے سامنے بطور مثال پیش کر کے ان پر واضح کر دیا گیا کہ جو رب تعالیٰ فرعون (اور اس کی قوم) کو ہلاک کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ ان لوگوں کو بھی ہلاک کرنے پر قادر ہے جو فرعون (اور اس کی قوم) کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس میں قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے بھی

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ۴۰۳/۳، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۱۳-۱۴، ۳۲۴/۶، ملئقطاً.

نصیحت ہے کیونکہ دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب و جلال اسی طرح ہمیشہ کے لئے ہے جس طرح اولیاء پر اس کا کرم و جمال ہر زمانے میں باقی ہے، لہذا ہر عقلمند انسان کو چاہئے کہ وہ دوسروں کے حال اور انجام سے عبرت و نصیحت حاصل کرے اور ان تمام اسباب کو ترک کر دے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ہلاکت کی طرف لے جانے والے ہیں۔^(۱)

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى
كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۵

ترجمہ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا﴾ اور بیشک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا۔ یعنی ہم نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کو قضا اور سیاست کا علم دیا، حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چوپایوں اور پرندوں کی بولی کا علم دیا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں نبوت و ملک عطا فرما کر، جن و انس اور شیاطین کو ہمارے لئے مُسَخَّر کر کے اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر ہمیں فضیلت بخشی۔^(۲)

علم و اہل علم کی ترغیب

اس آیت میں اہل علم کے لئے ترغیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں جو علم عطا کیا اس پر وہ اللہ تعالیٰ



①.....روح البیان، النمل، تحت الآية: ۱۴، ۳۲۴/۶، ملخصاً.

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۱۵، ۴۰۳/۳، ابو سعود، النمل، تحت الآية: ۱۵، ۱۹۰/۴، ملنقطاً.

کا شکر ادا کریں اور عاجزی و انکساری کا اظہار کریں اور یہ ذہن بنائیں کہ اگرچہ انہیں کثیر لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے لیکن بہت سے بندوں کو ان پر بھی فضیلت حاصل ہے کہ ہر علم والے کے اوپر بڑا علم والا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عاجزی فرماتے ہوئے کہتے تھے ”سب لوگ عمر فاروق سے زیادہ فقیہ ہیں۔“^(۱)

وَوِثَاسُ سُلَيْمِ بْنِ دَاوُدَ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ
أَوْتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَذَا هُوَ الْفَضْلُ الْبَيِّنُ ۝۱۶

ترجمہ کنزالایمان: اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بیشک یہی ظاہر فضل ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے اور فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا، بیشک یہی (اللہ کا) کھلا فضل ہے۔

﴿وَوِثَاسُ سُلَيْمِ بْنِ دَاوُدَ﴾ اور سلیمان داؤد کے جانشین بنے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ یہاں آیت میں نبوت، علم اور ملک میں جانشینی مراد ہے مال کی وراثت مراد نہیں۔ چنانچہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ لکھتے ہیں۔ حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے صرف حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام ان کی نبوت، علم اور ان کے ملک کے وارث بنے۔ حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا ملک عطا ہوا اور مزید انہیں ہواؤں اور جنات کی تسخیر بھی عطا کی گئی۔^(۲)

حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے وصال کے بعد علم، نبوت اور ملک صرف حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو عطا ہوئے، ان کی باقی اولاد کو نہ ملے۔

①..... ابو سعود، النمل، تحت الآية: ۱۵، ۱۹۰/۴، ملتقطاً.

②..... تفسیر بغوی، النمل، تحت الآية: ۱۶، ۳۵۰/۳.

اسے یہاں مجازاً میراث سے تعبیر کیا گیا کیونکہ میراث درحقیقت مال میں ہوتی ہے جبکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام روحانی کمالات کا وارث بناتے ہیں ان کے نزدیک مال کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔^(۱)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لَکَہٗتے ہیں: ”حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انیس بیٹے تھے، ان میں سے صرف حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور ملک کے وارث ہوئے، اگر یہاں مال کی وراثت مراد ہوتی تو حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب بیٹے اس میں برابر کے شریک ہوتے۔“^(۲)

سر دست یہاں تین معتبر تفاسیر کے حوالے سے لکھا گیا جبکہ ان کے علاوہ تفسیر طبری، تفسیر بیضاوی، تفسیر ابوسعود، تفسیر کبیر، تفسیر البحر المحیط اور تفسیر جلالین وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم، نبوت اور ملک کے وارث ہوئے۔ لہذا اس آیت کو اس بات کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا کہ نبی علیہ السلام کی اولاد نبی علیہ السلام کے مال کی وارث بنتی ہے۔ اس کی مزید صراحت درج ذیل حدیث پاک میں موجود ہے، چنانچہ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو دینار و درہم کا وارث نہ بنایا بلکہ انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا تو جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا۔“^(۳)

﴿وَقَالَ: اُوْرِدْ فَرَمَیَا۔﴾ یعنی حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور دنیا و آخرت کی بکثرت نعمتیں ہمیں عطا کی گئی ہیں، بیشک یہی اللہ تعالیٰ کا کھلا فضل ہے۔



حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ممتحن

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کی مملکت عطا فرمائی۔ چالیس سال آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے مالک رہے۔ پھر پوری دنیا کی مملکت عطا فرمائی، جن و انس، شیطان، پرندے، چوپائے، درندے سب پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

①.....روح البیان، النمل، تحت الآية: ۱۶، ۳۲۷/۶.

②.....تفسیر قرطبی، النمل، تحت الآية: ۱۶، ۱۲۵/۷، الجزء الثالث عشر.

③.....ترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، ۴ / ۳۱۲، الحدیث:

کو عطا فرمائی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانے میں عجیب و غریب صنعتیں ایجاد ہوئیں۔ (۱)

وَحِشْرَ لُسُلَیْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور سلیمان کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے تو وہ روکے جاتے تھے۔

﴿وَحِشْرَ لُسُلَیْمَانَ جُنُودُهُ﴾: اور سلیمان کے لیے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے۔ ﴿اس آیت کا ایک مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے مختلف مقامات سے جنوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکروں کو جمع کر دیا گیا اور اس لشکر کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کا انتظام کرنے کے لئے اگلوں کو آگے بڑھنے سے روکا جاتا تھا کہ سب جمع ہو جائیں، اس کے بعد انہیں چلایا جاتا تھا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے جنوں اور انسانوں اور پرندوں سے اس کے لشکر جمع کر دیئے گئے تو وہ پہلے ایک جگہ ترتیب سے روکے جاتے تھے پھر انہیں کہیں روانہ کیا جاتا تھا۔ مروی ہے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لشکر کی جگہ ایک سو فرسخ (یعنی تین سو میل) میں تھی۔ 25 فرسخ (یعنی 75 میل) جنوں کے لئے، 25 فرسخ انسانوں کے لئے، 25 فرسخ پرندوں کے لئے اور 25 فرسخ وحشی جانوروں کے لئے تھی۔ (۲) فی زمانہ کی چھاؤنیوں کا سسٹم دیکھ کر یہ بات کوئی بعید نہیں لگتی۔

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّبْلِ ۖ قَالَتْ نَبْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّبْلُ ادْخُلُوا

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۱۶، ۴۰/۳۔

②.....ابو سعود، النمل، تحت الآية: ۱۷، ۱۹۱/۴-۱۹۲، ملخصاً۔

مَسْكِنُكُمْ لَا يَحْطِطُكُمْ سُلَيْمٌ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۸﴾

توجہ کنزالایمان: یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔

توجہ کنزالعرفان: یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے تو ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔

﴿حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ﴾: یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر آئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ اور چیونٹی کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ اپنے لشکروں کے ساتھ طائف یا شام میں اس وادی پر سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں۔ جب چیونٹیوں کی ملکہ نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ، کہیں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ اور ان کے لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ ملکہ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ جانتی تھی کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نبی ہیں، عدل کرنے والے ہیں، جبر اور زیادتی آپ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کی شان نہیں ہے۔ اس لئے اگر آپ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے لشکر سے چیونٹیاں کچلی جائیں گی تو بے خبری ہی میں کچلی جائیں گی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ گزرتے ہوئے اس طرف توجہ نہ کریں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے چیونٹی کی یہ بات تین میل سے سن لی اور ہوا ہر شخص کا کلام آپ کی مبارک سماعت تک پہنچاتی تھی جب آپ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ چیونٹیوں کی وادی کے قریب پہنچے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے لشکروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے گھروں میں داخل ہو گئیں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کا یہ سفر ہوا پر نہ تھا بلکہ پیدل اور سوار یوں پر تھا۔^(۱)

فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي

۱..... جلالین، النمل، تحت الآية: ۱۸، ص ۳۱۸، حازن، النمل، تحت الآية: ۱۸، ۴۰/۵، ملقطاً.

اَنْعَمْتَ عَلٰی وَعَلٰی وَالِدَيَّْ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو سلیمان اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور (مجھے توفیق دے) کہ میں وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔

﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا: تَوَّاسٌ﴾ اس کی بات پر مسکرا کر ہنس پڑے۔ ﴿حَضْرَتُ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ نے جب ملکہ چیونٹی کی بات سنی تو آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اس کے چیونٹیوں کی حفاظت، ان کی ضروریات کی تدبیر اور چیونٹیوں کو نصیحت کرنے پر تعجب کرتے ہوئے مسکرا کر ہنس پڑے۔ (۱)



میں نے کرامتِ حضور و صلوات کا مستقیم فیہ ہوا ہے

یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے وہ حضرات قہقہہ مار کر نہیں ہستے۔ حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کبھی پورا ہنستے نہ دیکھا حتیٰ کہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تالو دیکھ لیتی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (۲)

﴿وَقَالَ: اَوْرَعُ﴾ حضرت سلیمان عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ملنے پر اس کی حمد کرتے ہوئے عرض

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۱۹، ص ۸۴۲.

②.....بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، ۱۲۵/۴، الحدیث: ۶۰۹۲.

کی: اے میرے رب! غزو و جُل، مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے نبوت، ملک اور علم عطا فرما کر مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور مجھے توفیق دے کہ میں بقیہ زندگی میں بھی وہ نیک کام کروں جس پر تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں کے زمرے میں شامل کر جو تیرے خاص قرب کے لائق ہیں۔ خاص قرب کے لائق بندوں سے مراد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ ہيں۔^(۱)

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدًى أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۚ
لَا عَذِيبَ لَهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَا ذُبْحَنَ أَوْ لَيَا تُنَيِّنِي سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں۔ ضرور میں اسے سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور سلیمان نے پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد کو نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں ضرور ضرور اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ کوئی واضح دلیل میرے پاس لائے۔

﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ﴾ اور پرندوں کا جائزہ لیا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں سے اسی سفر کے دوران پیش آنے والا ایک اور واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمایا: مجھے کیا ہوا کہ میں ہُد کو یہاں نہیں دیکھ رہا یا وہ واقعی غیر حاضروں میں سے ہے۔ میں غیر حاضری کی وجہ سے اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا۔ سخت سزا سے مراد اس کے پر اُکھاڑ کر یا اسے اس کے پیاروں سے جدا کر کے یا اس کو اس کے ساتھیوں کا خادم بنا کر یا اُس کو غیر جانوروں کے ساتھ قید کرنے کی صورت میں سزا دینا ہے۔ البتہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید یہ فرمایا کہ ہُد کو سزا دی جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول دلیل میرے پاس لائے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو۔^(۲)

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۱۹، ۴۰/۳، مدارك، النمل، تحت الآية: ۱۹، ص ۸۴۲، ملقطاً.

②.....جمل، النمل، تحت الآية: ۲۰، ۴۳۱/۵، مدارك، النمل، تحت الآية: ۲۰-۲۱، ص ۸۴۲، ملقطاً.

حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کا پرندوں کا جائزہ لینے اور ہد ہد کے بارے میں دریافت کرنے کا ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کسی جگہ پر اترتے تو جن و انس اور پرندوں کے لشکر آپ پر سایہ کر دیتے یہاں جب ہد ہد کی جگہ سے انہیں دھوپ پہنچی تو اس طرف دیکھا، وہاں ہد ہد موجود نہیں تھا اس لئے ہد ہد کے بارے میں فرمایا کہ میں ہد ہد کو یہاں نہیں دیکھ رہا۔ دوسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہد ہد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو پانی کی جگہ کے بارے میں بتا دیتا تھا کیونکہ اس میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ زمین کے اندر موجود پانی بھی دیکھ لیتا اور پانی کے قریب یا دور ہونے کے بارے میں جان لیتا تھا، جہاں اسے پانی نظر آتا وہ اپنی چونچ سے اس جگہ کو گریدا شروع کر دیتا، پھر جثات آتے اور اس جگہ کو کھود کر پانی نکال لیتے۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام جب اس جگہ اترے تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو پانی کی حاجت ہوئی۔ لشکروالوں نے پانی تلاش کیا لیکن انہیں نہ ملا۔ ہد ہد کو دیکھا گیا تا کہ وہ پانی کے بارے میں بتائے لیکن ہد ہد یہاں موجود نہ تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں ہد ہد کو یہاں موجود نہیں پاتا۔^(۱)

یاد رہے کہ ہد ہد کو مصلحت کے مطابق سزا دینا حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے لئے حلال تھا اور جب پرندے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے لئے مُسَخَّر کر دیئے گئے تھے تو تا دیب و سیاست اس تسخیر کا تقاضا ہے کہ اس کے بغیر تسخیر مکمل نہیں ہوتی۔^(۲)

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تَحِطُ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ
بِنَبَا يَقِينٍ ۝۲۲ اِنِّیْ وَجَدْتُ امْرَاةً تَبْلُغُهُمْ وَاُوتِیْتُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَلَهَا
عَرْشٌ عَظِیْمٌ ۝۲۳ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ فَهُمْ لَا یَهْتَدُونَ ۝۲۴

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۲۰، ۴۰/۶/۳.

②.....مدارك، النمل، تحت الآية: ۲۱، ص ۸۴۲.

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ
مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝۲۶

ترجمہ کنز الایمان: تو ہد پکھڑ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں
شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز
میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور
شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔ کیوں نہیں سجدہ
کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے
کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو ہد پکھڑ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی: کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہ دیکھی اور
میں ملک سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی جو لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے
ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے
ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے تو انہیں سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ سیدھا راستہ نہیں پاتے۔
(شیطان نے انہیں روک دیا) تاکہ وہ اس اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں کو نکالتا ہے اور جو کچھ
تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

﴿فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ﴾: تو ہد پکھڑ زیادہ دیر نہ ٹھہرا۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی چار آیات میں اس واقعے کا جو حصہ

بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہد پکھڑ زیادہ دیر تک غیر حاضر نہ رہا بلکہ جلد ہی حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار

شریف میں حاضر ہو گیا اور انتہائی ادب، عاجزی اور انکساری کے ساتھ معافی طلب کر کے عرض کرنے لگا: میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے نہ دیکھی اور میں یمن کے ایک علاقے سبائے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جس کا نام بلقیس ہے، وہ لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر اس چیز میں سے وافر حصہ ملا ہے جو بادشاہوں کے لئے شایان ہوتا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے جس کی لمبائی 80 گز، چوڑائی 40 گز اور اونچائی 30 گز ہے۔ وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور اس میں جواہرات لگے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی بجائے سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے بنا دیئے اور انہیں سیدھی راہ سے روک دیا ہے، اس لئے وہ سیدھا راستہ یعنی حق اور دین اسلام کا راستہ نہیں پاتے۔ تاکہ وہ اس اللہ کو سجدہ نہ کریں جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں یعنی بارش اور نباتات کو نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔^(۱)

خیال رہے کہ ہد کی گفتگو کے آخری حصے کا تعلق ان علوم سے ہے جو اس نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے حاصل کئے تھے اور یہاں ہد ہد نے اپنے دین کی مضبوطی ظاہر کرنے کے لئے یہ کلام کیا تھا۔^(۲)

﴿اَلَا يَسْجُدُ لِلّٰهِ﴾: تاکہ وہ اللہ کو سجدہ نہ کریں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں سورج کی عبادت کرنے والوں بلکہ ان تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں۔ مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائناتِ ارضی و سماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمع معلومات کا عالم ہو، جو ایسا نہیں وہ کسی طرح عبادت کا مستحق نہیں۔^(۳)

نوٹ: یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۴﴾ اِذْهَبْ بِكِتَابِي هَذَا

①.....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۲۲-۲۶، ص ۳۱۹، ملخصاً.

②.....جمل، النمل، تحت الآیۃ: ۲۶، ۴۳۶/۵.

③.....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۲۵، ۴۰۸/۳، ملخصاً.

فَالْقَهْرِ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَأَنْظَرُوا مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو
 اإِنِّي أُلْقِيَ إِلَى اللَّهِ كُتُبٌ كَرِيمٌ ﴿٢٩﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
 الرَّحِيمِ ﴿٣٠﴾ أَلَّا تَعْلَمُوا عَلَيَّ وَأُتُوْنِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾

۲
۱۶

ترجمہ کنزالایمان: سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں ہے۔ میرا یہ فرمان لے جا کر
 ان پر ڈال پھر ان سے الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ عورت بولی اے سردارو بیشک میری طرف ایک
 عزت والا خط ڈالا گیا۔ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا۔ یہ
 کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے میرے حضور حاضر ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: سلیمان نے فرمایا: ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ فرمان لے
 جاؤ اور اسے ان کی طرف ڈال دو پھر دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ عورت نے کہا: اے سردارو! بیشک میری طرف
 ایک عزت والا خط ڈالا گیا ہے۔ بیشک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم
 والا ہے۔ یہ کہ میرے مقابلے میں بلندی نہ چاہو اور میرے پاس فرمانبردار بننے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ہد ہد سے فرمایا: ہم ابھی دیکھتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا۔ اس
 کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی
 جانب سے شہرِ سبّا کی ملکہ بلقیس کی طرف۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اُس پر سلام جو ہدایت قبول کرے۔ اس کے
 بعد مدد عایہ ہے کہ تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میری بارگاہ میں اطاعت گزار ہو کر حاضر ہو جاؤ۔ اس مکتوب پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ
 وَ السَّلَام نے اپنی مہر لگائی اور ہد ہد سے فرمایا ”میرا یہ فرمان لے جاؤ اور اسے ان کی طرف ڈال دو پھر ان سے الگ ہٹ کر
 دیکھنا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ ہد ہد وہ مکتوب گرامی لے کر بلقیس کے پاس پہنچا، اس وقت بلقیس کے گرد اس

کے اُمرا اور وزراء کا مجمع تھا۔ ہد ہد نے وہ مکتوب بلقیس کی گود میں ڈال دیا۔ ملکہ بلقیس اس مکتوب کو دیکھ کر خوف سے لرز گئی اور پھر اس پر مہر دیکھ کر کہنے لگی: اے سردارو! مجھے ایک معزز خط موصول ہوا ہے۔ بلقیس نے اس خط کو عزت والا اس لئے کہا کہ اس پر مہر لگی ہوئی تھی، اس سے اس نے جانا کہ مکتوب بھیجنے والا حلیل القدر بادشاہ ہے یا اس لئے عزت والا کہا کہ اس مکتوب کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ مکتوب کس کی طرف سے آیا ہے، چنانچہ اس نے کہا: بیشک وہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحمت والا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرو اور تکبر نہ کرو جیسا کہ بعض بادشاہ کیا کرتے ہیں اور میرے پاس فرماں بردارانہ شان سے حاضر ہو جاؤ۔^(۱)

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا أَفْتُونِ فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُوْنَ ۖ ۝۳۲ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُوا بَأْسٍ شَدِيْدٍ ۚ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِيْنَ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: بولی اے سردارو! میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔ وہ بولے ہم زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا حکم دیتی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ملکہ نے کہا: اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو۔ انہوں نے کہا: ہم قوت والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں اور اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے تو تم غور کر لو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟

①.....خازن، النمل، تحت الآیة: ۲۷-۳۱، ۴۰۹/۳، مدارك، النمل، تحت الآیة: ۲۷-۳۱، ص ۸۴۴-۸۴۵، جلالین، النمل، تحت الآیة: ۲۷-۳۱، ص ۳۱۹، ملقطاً.

﴿قَالَتْ: ملکہ نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مکتوب کا مضمون سنا کر بلقیس اپنی مملکت کے وزراء کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا ”اے سردارو! میرے اس معاملے میں مجھے رائے دو، میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو۔ سرداروں نے کہا: ہم قوت والے ہیں اور بڑی سخت جنگ لڑ سکتے ہیں۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں کیونکہ ہم بہادر اور شجاع ہیں، قوت و توانائی والے ہیں، کثیر فوجیں رکھتے ہیں اور جنگ آزما ہیں۔ سرداروں نے مزید کہا کہ صلح یا لڑائی کا اختیار تو تمہارے ہی پاس ہے، اے ملکہ! تو تم غور کر لو کہ تم کیا حکم دیتی ہو؟ ہم تیری اطاعت کریں گے اور تیرے حکم کے منتظر ہیں۔ اس جواب میں انہوں نے یہ اشارہ کیا کہ اُن کی رائے جنگ کی ہے یا اس جواب سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم جنگی لوگ ہیں، رائے اور مشورہ دینا ہمارا کام نہیں، تم خود صاحب عقل اور صاحب تدبیر ہو، ہم بہر حال تیری اطاعت کریں گے۔ (۱)

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَظَ أَهْلِهَا
أَذِلَّةً ۚ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: بولی بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس نے کہا: بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔

﴿قَالَتْ: اس نے کہا۔﴾ جب بلقیس نے دیکھا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں تو اُس نے انہیں اُن کی رائے کی خطا پر آگاہ کیا اور جنگ کے نتائج سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ”جب بادشاہ کسی بستی میں اپنی قوت اور طاقت سے داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو قتل کر کے، قیدی بنا کر اور ان کی توہین کر کے انہیں ذلیل کر دیتے

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۳۲-۳۳، ص ۸۴۵، حازن، النمل، تحت الآية: ۳۲-۳۳، ۹/۳-۴۰-۴۱، ملقطاً.

ہیں یہی بادشاہوں کا طریقہ ہے۔ ملکہ بلقیس چونکہ بادشاہوں کی عادت جانتی تھی اس لئے اُس نے یہ کہا اور اُس کی مراد یہ تھی کہ جنگ مناسب نہیں ہے، اس میں ملک اور اہل ملک کی تباہی و بربادی کا خطرہ ہے۔^(۱)

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْبُرْسُلُونَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ اپیلچی کیا جواب لے کر پلٹے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟

﴿وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ﴾ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں۔ پھر داروں کے سامنے جنگ کے نتائج رکھنے کے بعد ملکہ بلقیس نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ اور ان کی قوم کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں، پھر دیکھوں گی کہ ہمارے قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں؟ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ ہیں یا نبی، کیونکہ بادشاہ عزت و احترام کے ساتھ ہدیہ قبول کرتے ہیں، اس لئے اگر وہ بادشاہ ہیں تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور اگر نبی ہیں تو ہدیہ قبول نہ کریں گے اور اس کے علاوہ اور کسی بات سے راضی نہ ہوں گے کہ ہم اُن کے دین کی پیروی کریں۔ چنانچہ ملکہ نے اپنے قاصد کو ایک خط دے کر روانہ کیا اور اس کے ساتھ 500 غلام اور 500 باندیاں بہترین لباس اور زیوروں کے ساتھ آراستہ کر کے سونے سے نقش و نگار کی ہوئی زینوں پر سوار کر کے بھیجے۔ ان کے علاوہ 500 سونے کی اینٹیں، جواہرات لگے ہوئے تاج اور مشک و عنبر وغیرہ بھی روانہ کئے۔ ہدیہ دیکھ کر چل دیا اور اس نے حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کے پاس تمام حالات کی خبر پہنچادی۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ نے حکم دیا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بنا کر نوفر سنگ (یعنی 27 میل) کے میدان میں بچھادی جائیں اور اس کے ارد گرد سونے چاندی سے بلند دیوار بنا دی جائے اور خشکی و تری کے خوب صورت جانور اور چٹان کے بچے میدان کے دائیں بائیں حاضر کئے جائیں۔^(۲)

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَنُ قَالَ اتَّبِدُونِ بِإِلَٰهِ فَمَا آتَىٰ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۳۴، ص ۸۴۵، ملخصاً.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۳۵، ص ۸۴۵-۸۴۶، جلالین، النمل، تحت الآية: ۳۵، ص ۳۲۰، ملقطاً.

اِنَّكُمْۙ بَلۡ اَنْتُمْ بِهٰدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا سلیمان نے فرمایا کیا مال سے میری مدد کرتے ہو تو مجھے اللہ نے دیا وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے فرمایا: کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ تو اللہ نے جو کچھ مجھے عطا فرما رکھا ہے وہ اُس سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو۔

﴿فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمٰنُ﴾: پھر جب قاصد سلیمان کے پاس آیا۔ ﴿جَبْ بَلْقِيسُ﴾ کا قاصد تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا: ”کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے علم، نبوت اور بادشاہت کی صورت میں عطا فرما رکھا ہے وہ اس دنیوی مال و اسباب سے بہتر ہے جو اس نے تمہیں دیا ہے، بلکہ تم ہی اپنے تحفہ پر خوش ہوتے ہو یعنی تم فخر کرنے والے لوگ ہو، مال دنیا کی وجہ سے ایک دوسرے پر بڑائی جتاتے ہو اور ایک دوسرے کے تحفے پر خوش ہوتے ہو، مجھے نہ دنیا سے خوشی ہوتی ہے نہ اس کی حاجت، اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کثیر عطا فرمایا کہ اُنٹا اوروں کو نہ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے دین اور نبوت سے بھی مشرف کیا۔^(۱)

اٰرْجِعۡ اِلَیْہِمۡ فَلَنَاتِبَنَّہُمۡ بِجُنُوْدٍۭ لَاۤیَقْبَلُ لَہُمۡ بِہَا وَلَنُخْرِجَنَّہُمۡ مِّنْہَاۤ اِذۡلَہٗ وَہُمۡ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں گے۔

①.....حازن، النمل، تحت الآیۃ: ۳۶، ۴۱۱/۳.

ترجمہ کنز العرفان: ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ تو ضرور ہم ان پر ایسے لشکر لائیں گے جن کے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔

﴿إِنَّمَا جَعَلُوهُمُ الْيَوْمَ لَكُمْ لُوطًا﴾ اب حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفد کے امیر منذر بن عمرو سے فرمایا کہ یہ ہدیے لے کر ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤ، اگر وہ میرے پاس مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا انجام یہ ہوگا کہ ہم ضرور ان پر ایسے لشکر لائیں گے جن کے مقابلے کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ہم ضرور ان کو شہر سب سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ رسوا ہوں گے۔ جب قاصد ہدیے لے کر بلقیس کے پاس واپس گئے اور تمام واقعات سنائے تو اس نے کہا: بے شک وہ نبی ہیں اور ہمیں ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ پھر بلقیس نے اپنا تخت اپنے سات محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے سب دروازوں پر تالے لگوا دیئے اور ان پر پہرہ دار بھی مقرر کر دیئے اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا انتظام کرنے لگی تاکہ دیکھے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے کیا حکم فرماتے ہیں، چنانچہ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف روانہ ہوئی۔^(۱)

قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنز الایمان: سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: سلیمان نے فرمایا: اے درباریو! تم میں کون ہے جو ان کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے اس کا تخت میرے پاس لے آئے۔

﴿قَالَ﴾ فرمایا۔ جب بلقیس اتنا قریب پہنچ گئی کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صرف ایک فرسنگ (یعنی تین میل) کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون ہے جو ان لوگوں کے میرے پاس فرمانبردار ہو کر آنے سے پہلے بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے تخت منگوانے سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصود

۱.....خازن، النمل، تحت الآية: ۳۷، ۴۱۱/۳-۴۱۲، مدارك، النمل، تحت الآية: ۳۷، ص ۸۴۷، ملقطاً.

یہ تھا کہ اس کا تخت حاضر کر کے اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ دکھادیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ بلقیس کے آنے سے پہلے اس تخت کی وضع بدل دیں اور اس سے اس کی عقل کا امتحان فرمائیں کہ وہ اپنا تخت پہچان سکتی ہے یا نہیں۔^(۱)

قَالَ عَفْرِيتُ مِنَ الْجِنِّ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ
اِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيْ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت آپ کی خدمت میں آپ کے اس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا اور میں بیشک اس پر قوت رکھنے والا، امانت دار ہوں۔

﴿قَالَ عَفْرِيتُ مِنَ الْجِنِّ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ اِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيْ اَمِيْنٌ﴾ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر ایک بڑا طاقتور خبیث جن بولا ”میں وہ تخت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آپ کے اُس مقام سے کھڑے ہونے سے پہلے حاضر کر دوں گا جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیصلے کرنے کے لئے تشریف فرما ہیں اور میں بیشک اس تخت کو اٹھانے پر قوت رکھنے والا اور اس میں لگے ہوئے جواہرات وغیرہ پر امانت دار ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔^(۲)

مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مجلس منعقد کرتے تھے جس میں صبح سے لے کر دوپہر تک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مختلف معاملات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے۔^(۳)

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۳۸، ۳/ ۴۱۲، مدارك النمل، تحت الآية: ۳۸، ص ۸۴۷، ملقطاً.

②.....جلالین، النمل، تحت الآية: ۳۹، ص ۳۲۰.

③.....خازن، النمل، تحت الآية: ۳۹، ۳/ ۴۱۲.

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۚ لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌ كَرِيمٌ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اس تحت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہ یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے تو وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا (چنانچہ) پھر جب سلیمان نے اس تحت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ ہے، کرم فرمانے والا ہے۔

﴿قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ﴾: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ ﴿کتاب کا علم رکھنے والے سے مراد حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتے تھے۔ چنانچہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”یہی قول زیادہ صحیح ہے اور جمہور مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے۔“ (۱)

ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ انسانوں میں سے ایک شخص تھے اور ان کا نام حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا۔ یہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔“ (1)

ابو عبد اللّٰہ محمد بن احمد قرطبی رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”اکثر مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس سے مراد حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔“ (2)

اور ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ فرماتے ہیں: ”اکثر مفسرین نے فرمایا کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔“ (3)

ان تفاسیر کے علاوہ دیگر معتبر تفاسیر جیسے تفسیر سمرقندی جلد 2 صفحہ 497، تفسیر جلالین صفحہ 320، تفسیر صاوی جلد 4 صفحہ 1498، تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 349 میں رائج اور جمہور مفسرین کا یہی قول لکھا ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس سے مراد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ ﴿اَنَا اَتَيْتُكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّيْتَنَّكَ اِلَيْكَ طَرَفُكَ﴾: میں اسے آپ کی بارگاہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ جب حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی بارگاہ میں اس تحت کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا تو حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ان سے فرمایا: ”اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم سب سے زیادہ جلدی اس تحت کو لانے والے ہو گے۔“ حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب اسمِ اعظم کے ذریعے دعا مانگی تو اسی وقت تحت حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے سامنے نمودار ہو گیا۔“ (4)

اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات کا ظاہر ہونے کا ثبوت

اس آیت سے اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات کا ظاہر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت علامہ یافعی رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات کا ظاہر ہونا عقلی طور پر ممکن اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔ عقلی طور پر ممکن اس لئے ہے کہ ولی سے کرامت ظاہر کر دینا اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت سے محال نہیں بلکہ یہ چیز ممکنات

1..... البحر المحيط، النمل، تحت الآية: ۴۰، ۷۳-۷۲/۷.

2..... تفسیر قرطبی، النمل، تحت الآية: ۴۰، ۱۵۶/۷، الجزء الثالث عشر.

3..... تفسیر بغوی، النمل، تحت الآية: ۴۰، ۳۵۹/۳.

4..... تفسیر سمرقندی، النمل، تحت الآية: ۴۰، ۴۹۷/۲.

میں سے ہے، جیسے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزات ظاہر کر دینا۔ یہ اہلسنت کے کامل اولیاء کرام، اصول فقہ کے بڑے بڑے علماء، فقہاء اور محدثین کا مذہب ہے۔ مشرق و مغرب اور عرب و عجم میں ان کی کتابوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے۔ پھر اہلسنت کے جمہور محقق آئمہ کے نزدیک صحیح، ثابت اور مختار قول یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے معجزے کے طور پر جائز ہے وہ اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامت کے طور پر جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے نبوت والا چیلنج کرنا مقصود نہ ہو۔ معجزہ اور کرامت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت ولی سے۔ معجزے کے ذریعے کفار کو چیلنج کیا جاتا ہے جبکہ ولی کو بغیر ضرورت کرامت ظاہر کرنا منع ہے۔ اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِم سے کرامات ثابت ہونے پر قرآن پاک اور بکثرت احادیث مبارکہ میں دلائل موجود ہیں۔ قرآن پاک میں موجود حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بے موسم کے پھل آنے والا واقعہ۔ حضرت مریم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے کھجور کے سوکھے ہوئے تنے کو ہلانے پر پکی ہوئی عمدہ اور تازہ کھجوریں گرنے والا واقعہ۔ اصحاب کہف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کا غار میں سینکڑوں سال تک سوئے رہنے والا واقعہ اور حضرت آصف بن برخیا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت لانے والا واقعہ ولی سے کرامات ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے بے شمار کرامتوں کا ظہور بھی ولی سے کرامت ظاہر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔^(۱)

﴿فَلَمَّا رَاہُ مُسْتَقَرًّا عِنْدَکَ﴾ پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا۔ ﴿یعنی جب حضرت سلیمان علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا: پلک جھپکنے سے پہلے تخت کا میرے پاس آ جانا مجھ پر میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے فضل کی وجہ سے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کے انعامات پر شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ اور جو شکر کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے کیونکہ اس شکر کا نفع خود اس شکر گزار کو ہی ملے گا اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب عَزَّوَجَلَّ شکر سے بے پرواہ ہے اور ناشکری کرنے والے پر بھی احسان کر کے کرم فرمانے والا ہے۔^(۲)

خود پروردگار کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف فضل کو منسوب کرنے کی تحریف

یاد رہے کہ بندے کو جو نعمت اور صلاحیت ملے اس پر اسے خود پسندی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اس طرح

①.....روض الریاحین، الفصل الثانی فی اثبات کرامات الاولیاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم، ص ۳۷-۳۸، ملخصاً.

②.....ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ۲۰۲/۴، مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۴۰، ص ۴۸، ملتقطاً.

کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ خود پسندی انتہائی مذموم عمل ہے اور اس کی آفات بہت زیادہ ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں کہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے بے شمار آفات جنم لیتی ہیں یونہی خود پسندی کی وجہ سے بندہ اپنے گناہوں کو بھولنے اور انہیں نظر انداز کرنے لگ جاتا ہے جبکہ عبادات اور نیک اعمال کو یاد رکھتا، انہیں بہت بڑا سمجھتا، ان پر خوش ہوتا اور ان کی بجا آوری کو اندرون خانہ غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ پر احسان جانتا ہے۔ جو آدمی خود پسندی کا شکار ہوتا ہے تو وہ اس کی آفات سے اندھا ہو جاتا ہے اور جو شخص اعمال کی آفات سے غافل ہو جائے اس کی زیادہ تر محنت ضائع چلی جاتی ہے کیونکہ ظاہری اعمال جب تک خالص اور (ریا کاری وغیرہ کی) آمیزش سے پاک نہ ہوں تب تک نفع بخش نہیں ہوتے۔ خود پسند آدمی اپنے آپ پر اور اپنی رائے پر مغرور ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے، لہذا نعمت اور صلاحیت ملنے پر خود پسندی سے بچنا چاہئے اور اس نعمت اور صلاحیت کے ملنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرنا چاہئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نیک بزرگوں کا طریقہ ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہمان آیا تو آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف کسی کو بھیجا کہ وہ ان کے پاس کھانا تلاش کرے لیکن اس نے کسی کے پاس بھی کھانا نہ پایا، اس پر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں کیونکہ اس کا مالک تو ہی ہے۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھنی ہوئی ایک بکری تجھے کے طور پر پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے اور ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔“ (۱)

اسی طرح حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو حید پر ہونے اور شرک سے محفوظ رہنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا کہ

وَأَتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا اَنْ تُشْرِكَ بِاللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰ

ترجمہ کنز العرفان: اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور
اسحاق اور یعقوب کے دین ہی کی پیروی کی۔ ہمارے لئے ہرگز
جائز نہیں کہ ہم کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور

النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ^(۱) لوگوں پر اللہ کا ایک فضل ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یونہی ہمارے بزرگانِ دین کا معمول تھا کہ جب وہ کوئی کتاب تصنیف فرماتے تو اس میں آنے والی غلطیوں اور خطاؤں کو اپنی طرف منسوب کرتے جبکہ غلطی اور خطا سے محفوظ رہنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرتے، کوئی ان کا حال پوچھتا تو اپنا حال درست ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف کرتے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب بندوں کی پیروی کرتے ہوئے ہر نعمت اور صلاحیت کے ملنے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف منسوب کرے اور خود پسندی سے بچے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَ تَهْتَدِيْ أَمْ تَكُوْنُ مِنَ الْذٰلِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۴۱ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَاَنَّهُ هُوَ ۖ وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝۴۲ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۴۳

ترجمہ کنزالایمان: سلیمان نے حکم دیا عورت کا تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کر دو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہِ پاتی ہے یا ان میں ہوتی ہے جو ناواقف رہے۔ پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے روکا اس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی بیشک وہ کافر لوگوں میں سے تھی۔

ترجمہ کنزالعرفان: حضرت سلیمان نے حکم دیا: اس ملکہ کیلئے اس کے تخت کو تبدیل کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہِ پاتی ہے یا راہ نہ پانے والوں میں سے ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب

دیا: گویا یہ وہی ہے ”اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی۔ بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔

﴿قَالَ: حضرت سلیمان نے حکم دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تخت آجانے کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس ملکہ کیلئے اس کے تخت کی شکل و صورت کو تبدیل کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے تخت کو دیکھنے کے بعد اسے پہچان پاتی ہے یا نہیں۔ جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے پاس آئی تو اس وقت تخت حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے سامنے موجود تھا۔ ملکہ سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے۔ اس جواب سے بلقیس کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ پھر ملکہ سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ تمہیں دروازے بند کرنے، انہیں تالے لگانے اور پہرے دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟ پھر ملکہ بلقیس نے اطاعت قبول کرتے ہوئے کہا: ”ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی نبوت صحیح ہونے کی خبر اس واقعہ سے پہلے ہد ہد کے واقعہ سے اور وفد کے امیر سے مل چکی ہے اور ہم نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔“ (۱)

﴿وَصَدَّهَا: اور اسے روکا۔﴾ یعنی بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے یا اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے سے سورج کی پوجا جانے روک رکھا تھا اور بلقیس کا تعلق اس قوم سے تھا جو سورج کی پجاری تھی اور وہ چونکہ انہیں میں پٹی بڑھی تھی اس لئے اسے صرف سورج کی عبادت کرنا ہی آتا تھا۔ (۲)

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَ كَشَفَتْ عَنْ
سَاقِيهَا قَالِ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ
نَفْسِي وَ أَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

①.....روح البیان، النمل، تحت الآية: ۴۱-۴۲، ۳۵۲/۶، خازن، النمل، تحت الآية: ۴۱-۴۲، ۴۱۳/۳، ملتقطاً.

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۴۳، ۴۱۳/۳، مدارك، النمل، تحت الآية: ۴۳، ص ۸۴۸، ملتقطاً.

دیا: گویا یہ وہی ہے اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم فرمانبردار ہوئے۔ اور اسے اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی۔ بیشک وہ کافر قوم میں سے تھی۔

﴿قَالَ: حضرت سلیمان نے حکم دیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تخت آجانے کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس ملکہ کیلئے اس کے تخت کی شکل و صورت کو تبدیل کر دو تا کہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے تخت کو دیکھنے کے بعد اسے پہچان پاتی ہے یا نہیں۔ جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے پاس آئی تو اس وقت تخت حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے سامنے موجود تھا۔ ملکہ سے کہا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے جواب دیا: گویا یہ وہی ہے۔ اس جواب سے بلقیس کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ پھر ملکہ سے کہا گیا کہ یہ تیرا ہی تخت ہے۔ تمہیں دروازے بند کرنے، انہیں تالے لگانے اور پہرے دار مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہوا؟ پھر ملکہ بلقیس نے اطاعت قبول کرتے ہوئے کہا: ”ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی نبوت صحیح ہونے کی خبر اس واقعہ سے پہلے ہد ہد کے واقعہ سے اور وفد کے امیر سے مل چکی ہے اور ہم نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔“ (۱)

﴿وَصَدَّهَا: اور اسے روکا۔﴾ یعنی بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے سے یا اسلام قبول کرنے کی طرف سبقت کرنے سے سورج کی پوجا نہ روک رکھا تھا اور بلقیس کا تعلق اس قوم سے تھا جو سورج کی پجاری تھی اور وہ چونکہ انہیں میں پلی بڑھی تھی اس لئے اسے صرف سورج کی عبادت کرنا ہی آتا تھا۔ (۲)

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَ كَشَفَتْ عَنْ سَاقِيهَا قَالِ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ ۖ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

①..... روح البیان، النمل، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ۳۵۲/۶، خازن، النمل، تحت الآیة: ۴۱-۴۲، ۴۱۳/۳، ملقطاً.

②..... خازن، النمل، تحت الآیة: ۴۳، ۴۱۳/۳، مدارك، النمل، تحت الآیة: ۴۳، ص ۸۴۸، ملقطاً.

ضروری نہیں لہذا سورج کی پوجا کو ملکہ بلقیس جیسے درست سمجھتی آرہی تھی وہ حقیقت میں ویسی درست نہیں بلکہ مکمل طور پر خلاف حقیقت و خلاف حق تھی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو تو جہی وہ دو گروہ ہو گئے جھگڑا کرتے۔

ترجمہ کنز العمال: اور بیشک ہم نے ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ (اے لوگو!) اللہ کی عبادت کرو تو اسی وقت وہ جھگڑا کرتے ہوئے دو گروہ بن گئے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا﴾ اور بیشک ہم نے بھیجا۔ ﴿یہاں سے حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے اور اس واقعے کی بعض تفصیلات اس سے پہلے سورہ اعراف، آیت نمبر 73 تا 79، سورہ ہود، آیت نمبر 61 تا 68، سورہ شعراء، آیت نمبر 141 تا 159 میں گزر چکی ہیں۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی طرف ان کے ہم قوم حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ تو وہ اسی وقت جھگڑا کرتے ہوئے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام پر ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور ان میں سے ہر گروہ اپنے آپ کو ہی حق پر کہتا تھا۔^(۱) نوٹ: اس جھگڑے کی تفصیل سورہ اعراف کی آیت نمبر 75 میں بیان ہو چکی ہے۔

قَالَ يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ٤٥، ص ٨٤٩، ملخصاً.

اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے شاید تم پر رحم ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: صالح نے فرمایا: اے میری قوم! بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے؟ ہو سکتا ہے تم پر رحم کیا جائے۔

﴿قَالَ: صَالِحٌ لَّهِ فَرَمَايَا﴾ جب کافر گروہ نے کہا کہ اے صالح! عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، اگر تم رسولوں میں سے ہو تو ہمیں جس عذاب کا وعدہ دے رہے ہو اسے لے آؤ۔ اس پر حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے ان سے فرمایا: ”عافیت اور رحمت سے پہلے مصیبت اور عذاب کی جلدی کیوں کرتے ہو؟ تم عذاب نازل ہونے سے پہلے اپنے کفر سے توبہ کر کے اور ایمان لا کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے؟ ہو سکتا ہے کہ تم پر رحم کیا جائے اور دنیا میں عذاب نہ کیا جائے۔“ (۱)

قَالُوا طَٰئِرٌ نَّابِكُمْ وَمِنْ مَّعَكَ طَٰئِرٌ كُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: بو لے ہم نے برا شگون لیا تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے فرمایا تمہاری بد شگون اللہ کے پاس ہے بلکہ تم لوگ فتنے میں پڑے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: انہوں نے کہا: ہم نے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے برا شگون لیا۔ صالح نے فرمایا: تمہاری بد شگون اللہ کے پاس ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ تمہیں آزمایا جا رہا ہے۔

۱.....خازن، النمل، تحت الآية: ۴۶، ۳/ ۴۱۴-۴۱۵، مدارك، النمل، تحت الآية: ۴۶، ص ۸۴۹، ملقطاً.

﴿قَالُوا أَطِيبُونَ نَابِلًا﴾ انہوں نے کہا: ہم نے تم سے برا شکون لیا۔ جب حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا۔ اس کی وجہ سے بارش رک گئی، یوں وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور بھوکے مرنے لگے۔ ان مصائب کو انہوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی طرف منسوب کیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کو بدشگونی سمجھتے ہوئے کہا کہ (مَعَاذَ اللَّهِ) ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔^(۱)

﴿قَالَ طَبِّئْكُمْ عِنْدَ اللَّهِ﴾ فرمایا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے۔ ﴿تَوْمِ شَمُودَ﴾ بدشگونی لینے پر حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ تمہیں جو بھلائی اور برائی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اور وہ تمہاری تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (آیت میں ذکر کئے گئے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا معنی یہ ہے کہ) تمہارے پاس جو بدشگونی آئی یہ تمہارے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔^(۲)

بدشگونی لینے کی قدرت

یاد رہے کہ بندے کو پہنچنے والی مصیبتیں اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَ أَهَآءَ
إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: زمین میں اور تمہاری جانوں میں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ ہمارے اسے پیدا کرنے سے پہلے (ہی) ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے بیشک یہ اللہ پر آسان ہے۔

اور کوئی مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں آتی، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ^(۴)

ترجمہ کنز العرفان: ہر مصیبت اللہ کے حکم سے ہی پہنچتی ہے۔

①..... جلالین مع صاوی، النمل، تحت الآية: ۴۷، ۴/۲، مدارك، النمل، تحت الآية: ۴۷، ص ۸۴۹-۸۵۰، ملقطاً.

②..... خازن، النمل، تحت الآية: ۴۷، ۳/۴۱۵.

③..... حديد: ۲۲.

④..... تغابن: ۱۱.

اور مصیبتیں آنے کا عمومی سبب بندے کے اپنے برے اعمال ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ
تَرْجِيئُهُ كُنُزُ الْعَرْفَانِ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے
ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ
(۱)

تو (اللہ) معاف فرما دیتا ہے۔

اور جب ایسا ہے تو کسی چیز سے بدشگونی لینا اور اپنے اوپر آنے والی مصیبت کو اس کی نحوست جاننا درست نہیں
اور کسی مسلمان کو تو یہ بات زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ کسی چیز سے بدشگونی لے کیونکہ یہ تو مشرکوں کا سا کام ہے جیسا کہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا کہ
بدشگونی شرک (یعنی مشرکوں کا سا کام) ہے اور ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں، اللہ تعالیٰ اسے توکل کے ذریعے دور کر
دیتا ہے۔ (۲)

اوپر بیان کردہ درس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو مصیبتوں اور پریشانیوں کو دوسروں کی
نحوست قرار دیتے ہیں جیسے بالفرض اگر شادی کے بعد گھر میں مسائل و مصائب شروع ہو جائیں تو سارا الزام دلہن کے
سر ڈال دیا جاتا ہے کہ جب سے یہ منحوس گھر میں آئی ہے تب سے مصیبتوں نے ہمارے گھر کا رستہ دیکھ لیا ہے، وغیرہ۔
اس طرح کی بدشگونی سخت ممنوع اور ایسی دل آزاری سخت حرام ہے۔

بدشگونی کا بہترین علاج

یہاں معاشرے میں رائج بدفالیوں اور بدشگونیوں کا ایک بہترین علاج ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرت عروہ بن
عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شگون کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: ”اس
میں (نیک) فال اچھی چیز ہے۔ اور مسلمان کو کسی کام سے نہ روکے تو جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یوں کہے:
”اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ“، یعنی اے
اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں دور نہیں کرتا، نہ ہم میں طاقت ہے اور نہ قوت مگر تیری

۱..... شوری: ۳۰.

۲..... ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیبرۃ، ۲۳/۴، الحدیث: ۳۹۱۰.

توفیق کے ساتھ۔ (۱)

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”یہ عمل بہت ہی مُجَرَّب ہے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ اس دعا کی برکت سے کوئی بری چیز اثر نہیں کرتی۔“ (۲)

﴿بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّكَلَّمٌ بَلْکُم تَمَّ اِک قَوْم هُو۔﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم ایسی قوم ہو جنہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ تم ایسی قوم ہو جو اپنے گناہوں کے باعث عذاب میں مبتلا ہوئی ہے۔ (۳)

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور شہر میں نو شخص تھے کہ زمین میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

﴿وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ﴾: اور شہر میں نو شخص تھے۔ ﴿یہاں شہر سے مراد قوم ثمود کا شہر ہے جس کا نام حِجْر تھا۔ اس قوم کے شریف زادوں میں سے نو شخص تھے جو زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے فساد کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے اپنی اصلاح نہ کرتے تھے۔ ان کا سردار قدربن سالف تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جو حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کی اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹنے پر متفق ہوئے تھے۔﴾ (۴)

قَالُوا اتَّاعَسُوا بِاللّٰهِ لُبَيْتَتْهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا

①..... ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیورۃ، ۲۵/۴، الحدیث: ۳۹۱۹.

②..... مراۃ المناجیح، قال اور بدقالی لینے کا بیان، تیسری فصل، ۲۲۲/۶، تحت الحدیث: ۴۳۸۷۔

③..... مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۴۷، ص ۸۵۰.

④..... خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۴۸، ۳/ ۴۱۵، ملخصاً.

مَهْلِكٌ أَهْلِيهِ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿٣٩﴾

ترجمہ کنز الایمان: آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر پھر اس کے وارث سے کہیں گے اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: انہوں نے آپس میں اللہ کی قسمیں کھا کر کہا: ہم رات کے وقت ضرور صالح اور اس کے گھر والوں پر چھاپا ماریں گے پھر اس کے وارث سے کہیں گے کہ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بیشک ہم سچے ہیں۔

﴿قَالُوا: انہوں نے کہا۔﴾ جب ان لوگوں نے حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَام کی اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹ دیں تو حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں بتایا اور اس عذاب کی علامت بھی بیان کر دی۔ اس کے بعد ان نو اشخاص نے آپس میں اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ ہم ضرور رات کے وقت چھاپا مار کر حضرت صالح عَلَيْهِ الصَّلٰوَةُ وَ السَّلَام، اُن کی اولاد اور ان پر ایمان لانے والوں کو قتل کر دیں گے، پھر ان کے اس وارث سے جسے ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہوگا کہیں گے کہ اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اس لئے ہمیں معلوم نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے اور بیشک ہم اپنی بات میں سچے ہیں۔^(۱)

وَمَكْرُؤًا مَّكْرًا ۖ وَمَكْرُؤًا نَّامِرًا ۚ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾

توجہ کنز الایمان: اور انہوں نے اپنا سا کر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور انہوں نے سازش کی اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔

﴿وَمَكْرُؤًا﴾: اور انہوں نے سازش کی۔ ﴿یعنی ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے گھروالوں پر شب خون مارنے کی سازش تیار کی اور ہم نے ان کی سازش کی سزا دیدی کہ ان کے عذاب میں جلدی فرمائی اور وہ ہماری

1.....روح البيان، النمل، تحت الآية: ٤٩، ٣٥٧/٦، مدارك، النمل، تحت الآية: ٤٩، ص ٨٥٠، ملقطاً.

خفیہ تدبیر سے غافل رہے۔^(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے اور انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۚ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعَيْنَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو دیکھو کیسا انجام ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو دیکھو کہ ان کی سازش کا کیسا انجام ہوا؟ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔

﴿اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ﴾: ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ یعنی ہم نے ان نو شخصوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب وہ نو شخص ہتھیار باندھ کر اور تلواریں کھینچ کر حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر آئے تو فرشتوں نے انہیں پتھر مارے۔ وہ پتھر ان لوگوں کو لگتے تھے لیکن مارنے والے نظر نہ آتے تھے۔ اس طرح ان نو کو ہلاک کیا اور ان کے علاوہ ساری قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہولناک آواز سے ہلاک کر دیا۔^(۲)

نوٹ: حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر ان نو شخصوں کے مرنے سے متعلق اور روایات بھی ہیں۔

فَتِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِأَظْلَمُوا ۖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾
وَاُنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھسے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا بیشک اس میں نشانی ہے جاننے والوں کے لیے۔ اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

①.....حازن، النمل، تحت الآية: ۴۱۵/ ۳، ۵۰.

②.....حازن، النمل، تحت الآية: ۴۱۵/ ۳، ۵۱.

ترجمہ کنز العرفان: تو یہ ان کے گھرانے کے ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں، بیشک اس میں جاننے والوں کیلئے (عبرت کی) نشانی ہے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

﴿فَقَتَلَ بِيُودِهِمْ خَاوِيَةً﴾: تو یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ قومِ شمود کی ہلاکت کے بعد ان کے گھر ویران پڑے ہیں اور اب ان گھروں میں اس قوم کا کوئی شخص بھی موجود نہیں اور ان کا یہ انجام اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے اور اس کے رسول کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے ہوا اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے آپ کے سامنے قومِ شمود کا جو واقعہ بیان فرمایا اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی موجود ہے جو علم رکھتے ہیں، لہذا اگر آپ کی قوم کے کفار آپ کو جھٹلانے سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی قومِ شمود جیسا ہو سکتا ہے اور اگر ایسا ہوا تو یہ ان کے حق میں کسی طرح بہتر نہ ہوگا۔^(۱)

﴿وَأَنْجَيْنَا: اور ہم نے بچالیا۔﴾ یعنی جو لوگ حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے اور وہ کفر و شرک اور گناہوں سے بچتے اور حضرت صالح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نافرمانی کرنے سے ڈرتے تھے ہم نے انہیں عذاب سے بچالیا۔^(۲) تفاسیر میں منقول ہے کہ اُن لوگوں کی تعداد چار ہزار تھی اور ان کی حقیقی تعداد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور لو ط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سو جھڑپے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور لو ط کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھ رہے ہو۔

﴿وَلَوْ طَا: اور لو ط کو۔﴾ یہاں سے حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ آیت میں ذکر



①.....تفسیر طبری، النمل، تحت الآية: ۵۲، ۵۳/۹، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۵۲، ۳۵۷/۶-۳۵۸، ملقطاً.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۵۳، ص ۸۵۱، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۵۳، ۳۵۸/۶، ملقطاً.

کئے گئے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا تم بدکاری پر اتر آئے ہو حالانکہ تم اس فعل کی قباحت جانتے ہو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ کیا تم بے حیائی پر اتر آئے ہو اور تم ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو کر اعلانیہ بد فعلی کا ارتکاب کرتے ہو۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ تم اپنے سے پہلے نافرمانی کرنے والوں کی تباہی اور اُن کے عذاب کے آثار دیکھتے ہو پھر بھی اس بد عملی میں مبتلا ہو۔^(۱)

نوٹ: حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے کی بعض تفصیلات سورہ اعراف، آیت نمبر 80 تا 84 اور سورہ ہود، آیت نمبر 77 تا 83 میں گزر چکی ہیں۔

اَيِّنْكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُونَ ﴿٥٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔

﴿اَيِّنْكُمْ﴾: کیا تم۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید فرمایا کہ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کیلئے جاتے ہو حالانکہ مردوں کے فطرتی تقاضے کی تسکین کے لئے عورتیں بنائی گئی ہیں، مردوں کے لئے مرد اور عورتوں کے لئے عورتیں نہیں بنائی گئیں، لہذا یہ فعل حکمت الہی کی مخالفت ہے، بلکہ تم جاہل لوگ ہو جو ایسا کام کرتے ہو اور تمہیں اپنے اس فعل کے برے انجام کا اندازہ نہیں۔^(۲)

فطرت سے ہجرت کا نتیجہ

یاد رہے کہ مردوں کے فطرتی تقاضے یعنی شرمگاہ کی شہوت پوری کرنے کا درست ذریعہ عورت ہے اور اس

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۵۴، ص ۸۵۱، ملخصاً.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۵۵، ص ۸۵۱، ملخصاً.

میں بھی کھلی چھٹی نہیں کہ جب اور جس عورت سے دل چاہا اس سے اپنی شہوت پوری کر لی بلکہ اس میں شریعت نے ایک حد مقرر کی ہے اور کچھ اصول و قوانین نافذ فرمائے ہیں جن کے اندر رہتے ہوئے بندہ عورت سے اپنا فطرتی تقاضا پورا کر سکتا ہے اور فی زمانہ شرعی نکاح کے علاوہ عورت سے فائدہ اٹھانے کی کوئی صورت نہیں، اور شرعی نکاح کر کے اپنی بیوی سے جائز طریقے کے ساتھ فطرتی تقاضا پورا کرنا انسانی فطرت کے عین مطابق اور بے شمار فوائد کا حامل ہے، جیسے انسانوں کی تعداد میں درست طریقے سے اضافہ ہونا، خاندانی نظام قائم ہونا، معاشرے میں فحاشی اور بے حیائی کا خاتمہ ہو کر ایک پاکیزہ معاشرے کا ترتیب پانا وغیرہ اور جب سے لوگوں نے اپنی فطرت سے بغاوت کرتے ہوئے معاشرے میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینا شروع کیا، مردوں کو مردوں اور عورتوں سے بدفعی کرنے کی طرف منظم طریقے سے مائل کیا، فحاشی، عریانی اور بے حیائی کو عام کیا، عورتوں میں پردے کی ذہنیت کو ختم کر کے آزاد روش اور روشن خیالی کی سوچ کو پیدا کیا، بدفعی اور زنا کاری کو آسان سے آسان کر دیا حتیٰ کہ بچوں کو اس کی باقاعدہ تربیت دینے کا نظام قائم کیا تب سے ان لوگوں کا حال جانوروں سے بھی بدتر ہوتا جا رہا ہے اور یہ لوگ انتہائی خطرناک مسائل اور مہلک امراض سے دوچار ہونے کے بعد اب اس بات پر مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ فطرت سے بغاوت ختم کر دیں اور اپنے معاشرے میں اس نظام کو رائج کریں جو فطرت کے مطابق ہے۔ اے کاش! مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں اور یہ بھی اپنی فطرت سے بغاوت نہ کریں اور جو بغاوت کر چکے وہ اس سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ
إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ﴿٥٦﴾ فَانْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِّنَ
الْغَابِرِينَ ﴿٥٧﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٥٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو ستھرا پن چاہتے ہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے

والوں میں ہے۔ اور ہم نے ان پر ایک برساً و برسایا تو کیا ہی برابر ساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا۔

ترجمہ کنز العرفان: تو اس کی قوم کا اس کے سوا کچھ جواب نہ تھا کہ کہنے لگے کہ لوط کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو، بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اس کی عورت کو، ہم نے اسے پیچھے رہ جانے والوں میں سے مقرر کر دیا تھا۔ اور ہم نے ان پر ایک بارش برسائی تو ڈرائے جانے والوں کی بارش کتنی بری تھی۔

﴿إِنَّهُمْ أَتَّسَّيْتَهُمْ﴾ بیشک یہ ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ ﴿تَوَمَّ لَوَطْ كَايَ﴾ تو لوط کا یہ قول بد باطنی کی انتہا ہے کہ اپنی خبیث حرکتوں کو برا سمجھنے اور ان سے باز آنے کی بجائے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہ بڑے پاک باز بنتے پھرتے ہیں۔ ہمارا معاشرہ بھی ایسی کئی شنائتوں کا مُر تکب ہو چکا ہے کہ یہاں فُتاق و فُجرا تو اپنے افعال پر فخر کرتے ہیں جبکہ مذہب، مذہبی لوگوں اور ان کے مذہبی افعال کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۖ اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر کیا اللہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک۔

ترجمہ کنز العرفان: تم کہو: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور ان بندوں پر سلام ہو جنہیں اللہ نے چن لیا ہے۔ کیا اللہ بہتر یا ان کے خود ساختہ شریک؟

﴿قُلْ﴾ تم کہو۔ ﴿یہاں حضور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خطاب فرمایا گیا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ پچھلی امتوں کی ہلاکت پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائیں اور اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام بھیجیں۔ چنے ہوئے بندوں سے مراد انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے

ہیں کہ چنے ہوئے بندوں سے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ مراد ہیں۔^(۱)

﴿اللَّهُ حَبِيبٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ کیا اللہ بہتر یا ان کے خود ساختہ شریک؟ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا بتوں کے عبادت کرنے والے کے لئے بت بہتر ہیں۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اس نے خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کیونکہ وہ انہیں عذاب اور ہلاکت سے بچاتا ہے جبکہ عذاب نازل ہونے کے وقت بت اپنے عبادت گزاروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔^(۲) اس لئے بتوں کو پوجنا اور معبود ماننا انتہائی بے جا ہے۔



①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۵۹، ص ۸۵۱-۸۵۲، خازن، النمل، تحت الآية: ۵۹، ۳/ ۴۱۶، ملقطاً.

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۵۹، ۳/ ۴۱۶.

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً
فَاَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُشْتَوْا شَجَرَهَا
عَالَهُ مَعَ اللّٰهِ ۖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُوْنَ ۝۶۰

ترجمہ کنزالایمان: یا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس پانی سے بارونق باغ اگائے۔ تمہارے لئے ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درخت اگادیتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (ہرگز نہیں)، بلکہ وہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ﴾: یا وہ بہتر ہے جس نے آسمان و زمین بنائے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی 5 آیات کی ابتداء میں مذکور لفظ ”اَمَّنْ“ کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہاں ”اَمَّنْ“ متصل ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں ”اَمَّنْ“ منقطع ہے۔ پہلے قول کے اعتبار سے آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ خدا جس نے..... دوسرے قول کے اعتبار سے اس کا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جس نے آسمان اور زمین جیسی عظیم اور عجیب مخلوق بنائی اور تمہارے فائدے کے لیے آسمان سے پانی اتارا اور اللہ تعالیٰ نے ہی اس پانی سے جدا جدا رنگوں، ذائقوں اور شکلوں والے پھلوں وغیرہ کے باغات اگائے۔ تم اگر چہ ظاہری طور پر بیخ بوتے ہو، ٹھنیاں لگاتے ہو اور ان باغات کو پانی سے سیراب کرتے ہو لیکن اس کے

باوجود ان درختوں کو اگانا تمہارے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ ان درختوں کے اگنے اور ان کی نشوونما کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ جو نظام قائم فرمایا ہے، اگر وہ نظام نہ ہوتا تو درخت کس طرح اگتے۔ کیا قدرت کے یہ دلائل دیکھ کر ایسا کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ ہرگز ایسا نہیں کہا جاسکتا، وہ واحد ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، جبکہ مشرکین ایسے لوگ ہیں جن کی عادت راہِ حق یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے کترانا اور راہِ باطل یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو اختیار کرنا ہے۔^(۱)

اَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَافَهَا أَنْهًا ۖ وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ
وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَالَهُ مَعَ اللَّهِ ۖ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اس کے لیے لنگر بنائے اور دونوں سمندروں میں آڑ رکھی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ بہتر ہے جس نے رہائش کیلئے زمین بنائی اور اس کے درمیان میں نہریں بنائیں اور اس کے لیے لنگر بنائے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ رکھی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بلکہ ان میں اکثر جاہل ہیں۔

﴿اَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا﴾: یا وہ بہتر ہے جس نے رہائش کیلئے زمین بنائی۔ ﴿آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جس نے..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جس نے زمین کو پھیلا کر ہموار کر کے اور اسے سختی اور نرمی کے درمیان متوسط بنا کر، سورج کی شعاعوں کو جذب کرنے کی صلاحیت دے کر اسے رہائش کے قابل بنایا اور زمین کے درمیان میں نہریں بنائیں جن میں پانی جاری ہے اور زمین کیلئے وزنی پہاڑوں کے لنگر بنائے جو اسے جنبش کرنے سے روکتے ہیں اور کھاری اور میٹھے دو

۱.....خازن، النمل، تحت الآية: ۶۰/۳، ۴۱۶، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۶۰/۶، ۳۶۰، مدارك، النمل، تحت الآية: ۶۰، ص ۸۵۲، صاوی، النمل، تحت الآية: ۶۰، ۱۵۰، ۶/۴، ملتقطاً.

سمندروں کے درمیان آڑ رکھی تاکہ ایک کا پانی دوسرے میں داخل نہ ہو۔ ذرا غور کر کے بتاؤ تو سہی کہ کیا کسی انسان، سورج، چاند، درخت، پتھر یا آگ میں سے کوئی اس بات پر قادر ہے کہ وہ زمین میں ان خصوصیات اور ان نعمتوں کو پیدا کر سکے۔ جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ان خصوصیات اور نعمتوں کو پیدا کر ہی نہیں سکتا تو تم صرف اسی کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ اصل معاملہ یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ جاہل ہیں جو اپنے رب غزو جَلَّیٰ کی توحید اور اس کی قدرت و اختیار کو نہیں جانتے اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا رعب

اس سے معلوم ہوا کہ پودوں، سمندروں اور دریاؤں کے بارے میں علم، اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، لہذا جو لوگ ان چیزوں کا علم رکھتے ہیں وہ دلائل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے اکیلا معبود اور یکتا خالق ہونے کے بارے میں جان سکتے ہیں۔

اَمِّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ
الْاَرْضِ ط عَالِهَةٌ مَعَ اللّٰهِ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ط

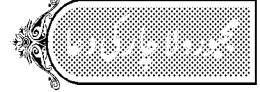
ترجمہ کنزالایمان: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کے وارث کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے جب وہ اسے پکارے اور برائی ٹال دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

﴿اَمِّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ﴾: یا وہ بہتر جو مجبور کی فریاد سنتا ہے۔ ﴿آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمِّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا

۱.....تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیہ: ۶۱، ۵۶۴/۸، خازن، النمل، تحت الآیہ: ۶۱، ۴۱۷/۳، قرطبی، النمل، تحت الآیہ: ۶۱، ۱۶۹/۷، الجزء الثالث عشر، ملقطاً.

بت بہتر ہیں یا وہ جو..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو مجبور و لاچار کے پکارنے پر اس کی فریاد سنتا اور اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور اس سے برائی ٹال دیتا ہے، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور اس بات پر قادر ہی نہیں کہ وہ فقر و در کر کے مال و دولت عطا کر دے، بیماری ختم کر کے صحت دیدے اور شدت و سختی کی حالت کو آسانی میں بدل دے اور وہ تمہیں پہلے لوگوں کی زمینوں کا وارث بناتا ہے، تم ان میں تصرف کرتے ہو اور تمہارے بعد والے تمہاری زمینوں کے وارث ہوں گے اور وہ ان میں تصرف کریں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو تمام مخلوق کو ایسی عظیم نعمتیں عطا کرے؟ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی آسان ترین حجتوں سے بہت ہی کم نصیحت اور عبرت حاصل کرتے ہو، اسی لئے تم اوروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کرتے ہو۔^(۱)



اس آیت میں بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجبوروں اور لاچاروں کی فریاد سنتا اور ان کی داد رسی فرماتا ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کا ایک طریقہ سکھایا ہے، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجبور کی دعا کے بارے میں فرمایا (کہ وہ یوں دعا مانگے): ”اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكْلِنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةً عَيْنٍ وَ اَصْلِحْ لِيْ شَانِي كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ“ یعنی اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا اور میرے سارے کام درست فرما دے، تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔^(۲)

مجبور اور لاچار مسلمان تو خاص طور پر یہ دعا مانگے جبکہ عمومی طور پر ہر مسلمان کو یہ مبارک دعا بکثرت مانگنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اور اپنے نفس کے حوالے نہ ہونے کا ہر مسلمان حاجت مند ہے اور اپنے کام درست ہونے کا ہر مسلمان طلبگار ہے۔

اَمَنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيْحَ بُشْرًا بَيْنَ

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۶۲، ۴۱۷/۳، روح البیان، النمل، تحت الآية: ۶۲، ۳۶۲/۶، طبری، النمل، تحت الآية: ۶۲، ۶/۱۰، ملتقطاً.

②.....مسند ابو داود طرابلسی، ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص ۱۱۷، الحديث: ۸۶۹.

يَدَي رَاحَتِهِ ط ءِ اِلَهٍ مَّعَ اللّٰهِ ط تَعْلٰى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۶۳ ط

ترجمہ کنزالایمان: یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے خشکی اور تری کی اندھیروں میں اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت کے آگے خوشخبری سنا کر کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے شرک سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ بہتر ہے جو تمہیں خشکی اور تری کے اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور وہ جو ہوائیں بھیجتا ہے اس حال میں کہ وہ ہوائیں اللہ کی رحمت سے پہلے خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ اللہ ان کے شرک سے بلند و بالا ہے۔

﴿اَمَّنْ يُّهْدِيْكُمْ﴾: یا وہ بہتر ہے جو تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ ﴿آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جو.....۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو تمہیں خشکی اور تری کے سفر کے دوران اندھیری راتوں میں آسمانی ستاروں کے ذریعے اور دن کے وقت زمینی علامات کے ذریعے تمہاری منزلوں اور مقاصد کی طرف راستے دکھاتا ہے اور وہ جو ہوائیں بھیجتا ہے اس حال میں کہ وہ ہوائیں اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش سے پہلے بارش کے آنے کی خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو ایسی قدرت رکھتا ہو؟ اللہ تعالیٰ خالق اور قادر ہے اور وہ عاجز مخلوق کی شرکت سے بلند و بالا ہے۔^(۱)

اَمَّنْ يَّبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَمَنْ يَّرْزُقْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ط ءِ اِلَهٍ مَّعَ اللّٰهِ ط قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۶۴ ط

ترجمہ کنزالایمان: یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

۱..... جلالین، النمل، تحت الآیة: ۶۳، ص ۳۲۳، روح البیان، النمل، تحت الآیة: ۶۳، ۳۶۳/۶، ملنقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: یا وہ بہتر ہے جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور وہ جو تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم فرماؤ: اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

﴿اَمَّنْ يَبْدُءُ الْخَلْقَ﴾ یا وہ بہتر ہے جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے۔ آیت کے ابتدائی لفظ ”اَمَّنْ“ کا ایک معنی یہ ہے کہ کیا بت بہتر ہیں یا وہ جو..... دوسرا معنی یہ ہے کہ مشرکین جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ ہرگز بہتر نہیں بلکہ وہ بہتر ہے جو مخلوق کو بغیر کسی مثال کے ابتداء پیدا فرماتا ہے، پھر مخلوق کی موت کے بعد اسے دوبارہ بنائے گا۔ کفار اگرچہ موت کے بعد زندہ کئے جانے کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتے تھے، اس کے باوجود ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہونے والی دلیل اس لئے بیان کی گئی کہ جب دوبارہ زندہ کئے جانے پر ناقابل تردید دلائل قائم ہیں تو ان کا اقرار نہ کرنا کچھ بھی قابل لحاظ نہیں، بلکہ جب کفار ابتدائی پیدائش کے قائل ہیں تو انہیں دوبارہ پیدا کئے جانے کا قائل ہونا پڑے گا کیونکہ ابتدائی پیدائش دوبارہ پیدا کئے جانے کی انتہائی مضبوط دلیل ہے، تو اب ان کے لئے اس سے عذرو انکار کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔^(۱)

مزید ارشاد فرمایا کہ اور وہ جو تمہیں آسمانوں سے بارش کے ذریعے اور زمین سے نباتات کے ذریعے روزی دیتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جس نے یہ کام کئے ہوں؟ ہرگز اس کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں کہ: اگر تم اپنے اس دعوے میں کہ ”اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہیں“ سچے ہو تو بتاؤ جو صفات اور کمالات (اوپر) بیان کئے گئے وہ کس میں ہیں؟ اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا ایسا کوئی نہیں تو پھر کسی دوسرے کو کس طرح معبود ٹھہراتے ہو۔ ”ہَاتُوا بُرْہَانَكُمْ“ فرما کر ان کے عاجز اور بے بس ہونے کا اظہار مقصود ہے۔^(۲)

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَمَا يَشْعُرُوْنَ

①..... تفسیر کبیر، النمل، تحت الآیۃ: ۶۴، ۵۶۷/۸، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۶۴، ص ۳۲۳، مدارک، النمل، تحت الآیۃ:

۶۴، ص ۸۵۳، ملقطاً.

②..... جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۶۴، ص ۳۲۳، تفسیر ابو سعود، النمل، تحت الآیۃ: ۶۴، ۲۱۱/۴، ملقطاً.

آيَانِ يُبْعَثُونَ ﴿٢٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا اور لوگ نہیں جانتے کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا؟

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ ﴿اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا تھا، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور آیت کا معنی یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی غیب جانتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی غیب نہیں جانتا اور قیامت قائم ہونے کا وقت بھی اسے ہی معلوم ہے اور آسمانوں میں جتنے فرشتے ہیں اور زمین میں جتنے انسان ہیں وہ نہیں جانتے کہ انہیں دوبارہ کب اٹھایا جائے گا۔^(۱)

غیب، علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق اہم کلام

اس آیت میں اور اس کے علاوہ کئی آیات میں غیب کے علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے، اسی مناسبت سے یہاں ہم علم غیب سے متعلق ایک خلاصہ ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ آیات، احادیث اور اقوال علماء جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے ان کا اصل مفہوم واضح ہو اور علم غیب سے متعلق اہل حق کے اصل عقیدے کی وضاحت ہو۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہونا بے شک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

تم فرماؤ کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔“

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی اور علم محیط (یعنی ہر چیز کا علم) ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت اور اس سے مخصوص

①.....خازن، النمل، تحت الآیۃ: ۶۵، ۴۱۷/۳، مدارك، النمل، تحت الآیۃ: ۶۵، ص ۸۵۳، ملقطاً.

ہیں۔ علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا اور علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع ہوا اور بعض سے ناواقف ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ (۱)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے
ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے:

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝
إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (۲)

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا
اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (۳)

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ اِلَيْكَ (۴)

یعنی اے نبی! یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔
حتیٰ کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے:

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (۵)

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق (کا نام) ہے اور تصدیق علم ہے، (تو) جس شے کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیونکر ممکن (لہذا ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو غیب کا علم حاصل ہے)، تفسیر کبیر میں ہے: ”لَا يَمْتَنِعُ اَنْ نَّقُوْلَ نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ مَا لَنَا عَلَيْهِ دَلِيْلٌ“ یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس میں ہمارے لیے دلیل ہے۔ (۶)

نسیم الریاض میں ہے: ”لَمْ يُكَلِّفْنَا اللّٰهُ الْاِيْمَانَ بِالْغَيْبِ اِلَّا وَ قَدْ فَتَحَ لَنَا بَابَ غَيْبِهِ“ ہمیں اللہ تعالیٰ

①..... آل عمران: ۱۷۹.

②..... الحن: ۲۶، ۲۷.

③..... التکویر: ۲۴.

④..... یوسف: ۱۰۲.

⑤..... بقرہ: ۳.

⑥..... تفسیر کبیر، البقرہ، تحت الآیۃ: ۳، ۲۷۴/۱.

نے ایمان بالغیب کا جہی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔^(۱)

علم غیب سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِیْہِ سَلَامٌ کتاب ”الدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَّةِ الْعُيُوبِيَّةِ“ (علم غیب کے مسئلے کا دلائل کے ساتھ تفصیلی بیان) اور فتاویٰ رضویہ کی ۲۹ ویں جلد میں موجود رسائل ”إِزَاحَةُ الْعَيْبِ بِسَيْفِ الْعَيْبِ“ (علم غیب کے مسئلے سے متعلق دلائل اور بدند ہوں کا رد) اور ”خَالِصُ الْإِعْتِقَادِ“ (علم غیب سے متعلق ۱۲۰ دلائل پر مشتمل ایک عظیم کتاب) کا مطالعہ فرمائیں۔

بَلِ ادْرَاكُ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ ۖ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۚ بَلْ هُمْ
مِنْهَا عَمُونَ ۖ

ترجمہ کنزالایمان: کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جانے تک پہنچ گیا کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا ہے؟ بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔

﴿بَلِ ادْرَاكُ عَلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ﴾: کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا ہے؟ ﴿آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا کافروں کا علم آخرت کے بارے میں مکمل ہو چکا اور انہیں قیامت قائم ہونے کا علم یقین حاصل ہو گیا جو وہ اس کا وقت دریافت کرتے ہیں؟ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اس کی طرف سے شک میں ہیں، انہیں ابھی تک قیامت کے آنے کا یقین نہیں ہے بلکہ وہ اس سے جاہل ہیں اور بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے قیامت کے دلائل کو سمجھ نہیں سکتے۔^(۲)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَا وَنَا إِنَّا بُخْرَجُونَ ۖ لَقَدْ

۱..... نسیم الریاض، فصل و من ذلك ما اطلع عليه من الغيوب... الخ، ص ۱۵۱، فتاویٰ رضویہ، ۴۳۸/۲۹-۴۳۹، ملخصاً۔

۲..... جلالین، النمل، تحت الآیة: ۶۶، ص ۳۲۳، بیضاوی، النمل، تحت الآیة: ۶۶، ۲۷۵/۴، ملقطاً۔

وَعِدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کافرو بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔ بیشک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافروں نے کہا: کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے؟ بیشک یہ وعدہ ہمیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ داداؤں کو دیا گیا تھا، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا: اور کافروں نے کہا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں نے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ جب مرنے کے بعد ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے؟ بیشک مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا جو وعدہ ہمیں دیا گیا ہے، پچھلے زمانوں میں یہی وعدہ ہمارے باپ داداؤں کو بھی دیا گیا تھا لیکن وہ تو دوبارہ زندہ نہیں ہوئے اور نہ ہرگز ہوں گے، یہ تو صرف پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں جنہیں رستم و اسفندیار کے قصوں کی طرح ان لوگوں نے لکھا ہے۔^(۱)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو، مجرموں کا انجام کیسا ہوا؟

﴿قُلْ: تم فرماؤ۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرنے اور اسے جھٹلانے والے ان کافروں سے فرمادیں کہ (اگر تمہارے گمان کے مطابق یہ وعدہ جھوٹی کہانی ہے تو) تم جھٹلانے والوں

①.....جلالین، النمل، تحت الآیة: ۶۷، ص ۳۲۳، خازن، النمل، تحت الآیة: ۶۷، ۴/ ۱۸، روح البیان، النمل، تحت الآیة: ۶۷، ۳۶۶/ ۶، ملتقطاً.

کی سر زمین جیسے حجر اور آتخاف وغیرہ میں چل کر دیکھ لو کہ ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا، وہ لوگ اپنے انکار کے سبب طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیئے گئے اور اگر تم بھی ان جیسی روش سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی ان لوگوں جیسا ہو سکتا ہے اور تم پر بھی ان کی طرح کا کوئی عذاب نازل ہو سکتا ہے۔^(۱)

پرغمی پرستوں کی عبرت کے نشان ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیاں لوگوں کے لئے عبرت کے نشان ہیں اور لوگوں کو چاہئے کہ جن مقامات پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا وہاں کے رہنے والوں کے احوال اور ان کے دردناک انجام پر غور کریں اور ان کی اجڑی ہوئی اور ویران بستیوں کو دیکھ کر عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنی نافرمانی کرنے سے محفوظ فرمائے، آمین۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَكْمُرُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم ان پر غم نہ کھاؤ اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (اے حبیب!) تم ان پر غم نہ کرو اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔

﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ اور تم ان پر غم نہ کرو۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان کافروں کے اعراض کرنے، آپ کو جھٹلانے اور اسلام سے محروم رہنے کے سبب ان پر غم نہ کھائیں (کیونکہ ان کے برے اختیار کی وجہ سے ان کی قسمت میں ہی کفر کرنا لکھا ہے) اور آپ ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمانے والا اور آپ کا مددگار ہے۔^(۲)



۱.....روح البیان، النمل، تحت الآية: ۶۹، ۳۶۶/۶، ملخصاً.

۲.....جلالین، النمل، تحت الآية: ۷۰، ص ۳۲۳، حازن، النمل، تحت الآية: ۷۰، ۴۱۸/۳، ملنقطاً.

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ
رَافِدٌ لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٤٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔ تم فرماؤ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آگئی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافر کہتے ہیں: یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ)۔ تم فرماؤ: ہو سکتا ہے کہ جس (عذاب) کی تم جلدی مچا رہے ہو اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آگیا ہو۔

﴿وَيَقُولُونَ﴾ اور کافر کہتے ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر یہ کہتے ہیں: اگر آپ عذاب نازل ہونے کے وعدے میں سچے ہیں تو آپ بتائیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان سے فرمادیں کہ جس عذاب کے نازل ہونے کی تم جلدی مچا رہے ہو، ہو سکتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آگیا ہو اور تمہارے قریب پہنچ چکا ہو۔ چنانچہ وہ عذاب بدر کے دن اُن پر آ ہی گیا اور باقی عذاب وہ موت کے بعد پائیں گے۔^(۱)

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾
وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٤٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر لیکن اکثر آدمی حق نہیں مانتے۔ اور بیشک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپی ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

①..... جلالین، النمل، تحت الآية: ۷۱-۷۲، ص ۳۲۳.

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک تیرا رب لوگوں پر فضل والا ہے لیکن ان میں اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور بیشک تمہارا رب یقیناً جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تیرا رب۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بیشک تیرا رب عَزَّوَجَلَّ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے، اسی لئے عذاب میں تاخیر فرماتا ہے، لیکن ان میں اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا حق نہیں مانتے اور شکر گزاری نہیں کرتے اور اپنی جہالت کی وجہ سے عذاب نازل ہونے کی جلدی کرتے ہیں۔^(۱)

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ: اور بیشک تمہارا رب۔﴾ آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ پوشیدہ اور اعلانیہ عداوت رکھنا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت میں مکاریاں کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، وہ انہیں اس کی سزا دے گا۔^(۲)

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿۴۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جتنے غیب ہیں آسمان اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور آسمانوں اور زمین میں جتنے غیب ہیں سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

﴿وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ: اور جتنے غیب ہیں۔﴾ یعنی آسمانوں اور زمین میں جتنے غیب ہیں سب ایک بتانے والی کتاب لوح محفوظ میں ثبت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنہیں ان کا دیکھنا میسر ہے اُن کے لئے ظاہر ہیں۔^(۳)

گناہ چھپانے اور دل کو باطنی امراض سے پاک رکھنے کی مہربانی

اس آیت اور اس سے اوپر والی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر انسان کو چاہئے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ اُسے جانتا اور اس کے تمام افعال پر مطلع ہے اگرچہ وہ اپنے افعال کو مخلوق سے چھپانے کی انتہائی کوشش کر لے، نیز

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۷۳، ص ۸۵۵.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۷۴، ص ۸۵۵.

③.....تفسیر کبیر، النمل، تحت الآية: ۷۵، ۵۷۰/۸، ملخصاً.

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کا دل کسی کے بارے میں بغض، حسد، کینہ اور عداوت وغیرہ سے صاف ہو کیونکہ اس کے دل میں چھپی ہوئی ان چیزوں کو بھی اس کا رب تعالیٰ جانتا ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَعْلَمُ مَا فِي السُّبُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو، اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے، بیشک وہ تو دلوں کی بات جانتا ہے۔

اور قیامت کے دن کے بارے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۚ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (۳)

ترجمہ کنز العرفان: جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔ مگر وہ جو اللہ کے حضور سلامت دل کے ساتھ حاضر ہوگا۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی امت کو اسی چیز کی تعلیم دی ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں مجھ سے شکایت نہ کرے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ (اپنے گھر سے) ان کی طرف اس طرح نکلوں کہ میرا دل صاف ہو (اور میرے دل میں کسی کے بارے میں کوئی رنجش نہ ہو)۔“ (۴)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گناہوں سے بچنے اور اپنے دلوں کو باطنی امراض سے پاک صاف رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ

①.....التغابن: ۴.

②.....الملک: ۱۳.

③.....الشعراء: ۸۸، ۸۹.

④.....ترمذی، کتاب المناقب، باب: فضل ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ۴۷۵/۵، الحدیث: ۲۲۳۹.

يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک وہ ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں ذکر فرماتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور بیشک یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ﴾ بیشک یہ قرآن۔ اہل کتاب نے دینی امور میں آپس میں اختلاف کیا جس کی وجہ سے اُن کے بہت سے فرقے بن گئے اور آپس میں لعن طعن کرنے لگے تو قرآن کریم نے ان کے اختلافی امور کو حقیقت کے مطابق ایسے شاندار انداز میں بیان کیا کہ اگر اہل کتاب انصاف کریں اور اسے قبول کریں اور اسلام لائیں تو ان میں یہ باہمی اختلاف باقی نہ رہے۔^(۱)

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٤٨﴾ فَتَوَكَّلْ

عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٤٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارا رب ان کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا علم والا۔ تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بیشک تم روشن حق پر ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک تمہارا رب اپنے حکم سے ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا اور وہی عزت والا علم والا ہے۔ تو تم اللہ پر بھروسہ کرو بیشک تم روشن حق پر ہو۔

①.....حازن، النمل، تحت الآية: ۷۶، ۴۱۹/۳، مدارك، النمل، تحت الآية: ۷۶، ص ۸۵۵، ملقطاً.

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِشَيْءٍ تَهَارَرُ بِهِ رَبُّكَ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بنی اسرائیل کے جو لوگ دینی اُمور میں باہم اختلاف کر رہے ہیں، آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ اپنے حکم سے قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا اور آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی عزت والا اور غلبے والا ہے، اس لئے کوئی اس کے حکم اور فیصلے کو رد نہیں کر سکتا اور آپ کا رب عَزَّوَجَلَّ ہی تمام اشیاء کا علم رکھنے والا ہے، لہذا اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور ان کی عداوت و دشمنی کی پرواہ نہ کریں، بے شک آپ روشن حق پر ہیں۔^(۱)

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مُردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سُنیں جب پھریں پیٹھ دے کر۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھر رہے ہوں۔

﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ بیشک تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یعنی جن لوگوں کے دل مردہ ہیں آپ انہیں نہیں سنا سکتے اور وہ لوگ کفار ہیں۔^(۲) اور ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نَسَفِی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت میں کفار کو زندہ ہونے اور حواس درست ہونے کے باوجود مُردوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔“^(۳)

آیت: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنے والوں کا رد

بعض حضرات اس آیت سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں، ان کا استدلال غلط ہے۔ اس کی وجہ

①..... روح البیان، النمل، تحت الآية: ۷۸، ۳۶۹/۶۔

②..... خازن، النمل، تحت الآية: ۸۰، ۴۱۹/۳۔

③..... مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۰، ص ۸۵۶۔

یہ ہے کہ یہاں کفار کو مُردہ فرمایا گیا اور اُن سے بھی مُطلقاً ہر کلام سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ وعظ و نصیحت اور کلام ہدایت قبول کرنے کیلئے سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ حضرت ملا علی قاری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”مردوں سے مراد کفار ہیں اور (یہاں) مطلق سننے کی نفی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ان کا سننا نفع بخش نہیں ہوتا۔“ (۱)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں سننے کی نفی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے اور اگر سننے کی نفی مان لی جائے تو یہاں یقیناً ”سننا“ قبول کرنے کے لئے سننے اور نفع بخش سننے کے معنی میں ہے۔ باپ اپنے عاقل بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے: وہ میری نہیں سنتا۔ کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتہً کان تک آواز نہیں جاتی۔ بلکہ صاف یہی کہ سنتا تو ہے، مانتا نہیں، اور سننے سے اسے نفع نہیں ہوتا، آیہ کریمہ میں اسی معنی کے ارادہ پر ”ہدایت“ شہد کہ کفار سے نفع اٹھانے ہی کی نفی ہے نہ کہ اصل سننے کی نفی۔ خود اسی آیہ کریمہ ”إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى“ کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے: ”إِنْ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ“ تم نہیں سنا تے مگر انھیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرماں بردار ہیں۔ اور پُر ظاہر کہ وعظ و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے۔ مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل، قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں گے، پھر اس سے کیا کام، تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح مردوں کو وعظ سے کوئی فائدہ نہیں، یہی حال کافروں کا ہے کہ لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔“ (۲)

مردوں کے سننے کا حوالہ

کثیر احادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے، یہاں ہم بخاری شریف اور مسلم شریف سے دو احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں مردوں کے سننے کا ذکر ہے۔ چنانچہ

حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب بندے کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں تو بیشک وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔“ (۳)

①..... مرقاة المفاتیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، الفصل الاول، ۵۱۹/۷، تحت الحدیث: ۳۹۶۷۔

②..... فتاویٰ رضویہ، ۷۰/۱۹، ملخصاً۔

③..... بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ۴۵۰/۱، الحدیث: ۱۳۳۸۔

حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ”رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں کفارِ بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے ان کی لاشیں ایک کنویں میں بھردی گئیں۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں تشریف لے گئے اور ان کفار کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا اور فرمایا: جو سچا وعدہ خدا اور رسول نے تمہیں دیا تھا وہ تم نے بھی پالیا؟ کیونکہ جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا، میں نے تو اسے پالیا۔ حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ ارشاد فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے لیکن انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔^(۱)

نوٹ: مُردوں کے سننے سے متعلق مسئلے کی مزید تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 9 ویں جلد میں موجود رسالہ ”حَيَاتُ الْمَوْتِ فِي بَيَانِ سَمَاعِ الْأَمْوَاتِ“ (مردوں کی سماعت کے بیان میں مفید رسالہ) کا مطالعہ فرمائیں۔
﴿وَلَا تُسْمِعُ الصَّمَّ الدُّعَاءَ﴾ اور نہ تم بہروں کو پکار سنا سکتے ہو۔ ﴿﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ کفار کو جس چیز کی دعوت دی جا رہی ہے اس سے انتہادر جے کے اعراض اور روگردانی کی وجہ سے وہ مُردے اور بہرے کی طرح ہو گئے ہیں تو جس طرح مُردے اور سننے سمجھنے سے قاصر بہرے کو حق کی دعوت دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا اسی طرح ان کافروں کو حق کی دعوت دینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔^(۲)

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنَّ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ
بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اندھوں کو ان کی گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری

①.....مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه... الخ، ص ۱۵۳۶، الحديث:

۷۶ (۲۸۷۳)۔

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۰، ۴۱۹/۳، ملخصاً۔

آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے (نکال کر) ہدایت دینے والے نہیں۔ تم تو اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔

﴿وَمَا أَنْتَ بِهْدَى الْعُصْبَى﴾: اور تم اندھوں کو ہدایت دینے والے نہیں۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے اور اس کے دل کو ایمان سے اندھا کر دیا آپ اسے گمراہی سے نکال کر ہدایت نہیں دے سکتے۔﴾^(۱)

﴿إِنْ شِئْنَا لَا مَنِ يُوْمِنُ بِآيَاتِنَا﴾: تم تو اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ﴿یعنی آپ صرف انہی کو سنا سکتے ہیں جن کے پاس سمجھنے والے دل ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ایمان کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے والے ہیں اور وہ مخلص مسلمان ہیں۔﴾^(۲)

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ
أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝۸۲

ترجمہ کنزالایمان: اور جب بات ان پر آپڑے گی ہم زمین سے ان کے لیے ایک چوپایہ نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان پر بات آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ﴾: اور جب ان پر بات آپڑے گی۔ ﴿مفسرین نے ”بات آپڑنے“ کے مختلف معنی بیان کئے

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۱، ۴۱۹/۳۔

②.....بیضاوی، النمل، تحت الآية: ۸۱، ۲۷۸/۴، تفسیر کبیر، النمل، تحت الآية: ۸۱، ۵۷۱/۸، تفسیر ابو سعود، النمل، تحت الآية: ۸۱، ۲۱۵/۴، مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۱، ص ۸۵۶۔

ہیں۔ (۱) جب کفار پر عذاب آنا واجب ہو جائے گا۔ (۲) جب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب (کا وقوع لازم) ہو جائے گا۔ (۳) جب ان پر رحمت پوری ہو جائے گی۔ یہ اس وقت ہوگا جب لوگ نیک کاموں کی دعوت دینا اور برے کاموں سے منع کرنا ترک کر دیں گے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ اس وقت ہوگا جب کفار کی اصلاح کی کوئی امید باقی نہ رہے گی اور یہ امید قیامت قائم ہونے سے پہلے آخری زمانے میں ختم ہوگی۔^(۱)

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد شفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”بات سے مراد وہ ہے جس کا کفار سے وعدہ کیا گیا یعنی قیامت قائم ہونا اور عذاب لازم ہونا اور بات آپڑنے سے مراد اس کا حاصل ہونا ہے۔ آیت سے مراد یہ ہے کہ قیامت قریب ہو جائے گی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت تو بہ نفع نہ دے گی۔“^(۲)

﴿اٰخْرَجْنٰهُمْ دَاۤءِبَةً مِّنَ الْاَرْضِ﴾: ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے۔ یعنی جب کفار پر بات آپڑے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک عجیب و غریب جسم والا جانور نکالیں گے جو لوگوں سے فصیح و بلیغ کلام کرے گا اور کہے گا: ”هٰذَا مُؤْمِنٌ وَ هٰذَا کَافِرٌ“ یعنی یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔^(۳)

دَاۤءِبَةً مِّنَ الْاَرْضِ

اس جانور کو ”دَاۤءِبَةُ الْاَرْضِ“ کہتے ہیں۔ اس جانور کے بارے میں صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ عجیب و غریب شکل کا جانور ہوگا۔ کوہ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عصا سے نورانی خط کھینچے گا اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگائے گا۔

﴿اِنَّ النَّاسَ کَاۡثِرُوۡاۤلْاٰیٰتِیۡنَ لَا یُؤْتُوۡنَ﴾: اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔ اس آیت کے بارے میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ کلام ”دَاۤءِبَةُ الْاَرْضِ“ کا ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ جانور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے لوگوں سے یہ کہے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ کرتے تھے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ہم یہ جانور اس لئے نکالیں گے کہ لوگ قرآن پاک

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۲، ۴۱۹/۳.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۲، ص ۸۵۶.

③.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۲، ص ۸۵۶.

پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور حساب و عذاب کا بیان ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ
يُوزَعُونَ ﴿۸۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ وَقَالَ أَكْذَبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِطُوا بِهَا
عَلِمَّا أَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے اگلے
رو کے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آلیں۔ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوں گے فرمائے گا کیا تم نے میری آیتیں
جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا یا کیا کام کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس دن کو یاد کرو جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ کو اٹھائیں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتا
ہے تو ان کے پہلے لوگوں کو روکا جائے گا تا کہ ان کے بعد والے ان سے آلیں۔ یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو جائیں
گے تو اللہ فرمائے گا: کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا یا تم کیا کام کرتے تھے؟

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُ﴾ اور جس دن ہم اٹھائیں گے۔ ﴿یہاں سے قیامت کے بارے میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔ اس آیت
اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ کو اٹھائیں گے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام پر نازل کردہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتا ہے تو ان کے پہلے لوگوں کو روکا جائے گا تا کہ ان کے بعد والے ان سے آلیں،
پھر انہیں حساب کی جگہ کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب سب حساب کی جگہ میں حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ
ان سے فرمائے گا: کیا تم نے میرے رسولوں پر نازل کردہ میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا اور
تم نے ان کی معرفت حاصل نہ کی تھی اور بغیر سوچے سمجھے ہی ان آیتوں کا انکار کر دیا۔ جب تم ان آیتوں میں غور و فکر کرنے
کے اہم ترین کام میں مشغول نہ ہوئے تو تم کیا کام کرتے تھے؟ تم بے کار تو نہیں پیدا کئے گئے تھے۔ (۱)

۱.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۳-۸۴، ص ۸۵۷، خازن، النمل، تحت الآية: ۸۳-۸۴، ۳/۴۲۰، تفسیر کبیر، النمل،
تحت الآية: ۸۳-۸۴، ۵۷۳/۸، ملقطاً.

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ لَا يَنْظُرُونَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بات پڑ چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان پر ان کے ظلم کے سبب بات واقع ہو چکی تو وہ اب کچھ نہیں بولتے۔

﴿وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ﴾ اور ان پر بات واقع ہو چکی۔ ﴿لَعَنَىٰ﴾ یعنی ان کے شرک کے سبب ان پر عذاب ثابت ہو چکا تو وہ اب کچھ نہیں بولتے کیونکہ ان کے لئے کوئی حجت اور کوئی گفتگو باقی نہیں ہے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ان پر عذاب اس طرح چھا جائے گا کہ وہ بول نہ سکیں گے۔^(۱) اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کفار پر ایک وقت ایسا آئے گا جب وہ بول نہ سکیں گے۔

أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنَا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۖ إِنَّا فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں اور دن کو بنایا سو جھانے والا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے کہ ایمان رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو آنکھیں کھولنے والا بنایا بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿أَلَمْ يَرَوْا﴾ کیا انہوں نے نہ دیکھا۔ ﴿اس آیت میں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر دلیل ہے، کیونکہ جودن کی روشنی کو رات کی تاریکی سے اور رات کی تاریکی کو دن کی روشنی سے بدلنے پر قادر ہے وہ مردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر

۱..... جلالین، النمل، تحت الآية: ۸۵، ص ۳۲۴، مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۵، ص ۸۵۷، ملتقطاً.

ہے۔ نیز لیل و نہار کے انقلاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لوگوں کی دُنوی زندگی کا انتظام ہے۔ تو یہ عبث نہیں کیا گیا بلکہ اس زندگی کے اعمال پر عذاب و ثواب کا ترتیب مُقتضائے حکمت ہے اور جب دنیا دارِ العمل ہے تو ضروری ہے کہ ایک دارِ آخرت بھی ہوتا کہ وہاں کی زندگی میں یہاں کے اعمال کی جزا ملے۔^(۱)

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾: اس میں ان لوگوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی رات کو آرام کے لئے اور دن کو کام کاج کے لئے بنانے میں ان لوگوں کیلئے ضرور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ دن اور رات کے بنانے میں اگرچہ تمام مخلوق کے لئے نشانیاں ہیں لیکن یہاں ایمان والوں کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا گیا کہ صرف ایمان والے ہی ان نشانیوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔^(۲)

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۖ وَكُلُّ أَتَوْهُ دَخِرِينَ ۝۸۷

توحید کنز الایمان: اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے۔

توحید کنز العوفان: اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے مگر وہ جنہیں اللہ چاہے اور سب اس کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔

﴿وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ﴾: اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ یعنی جس دن اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور میں پھونکیں گے تو اس کی آواز سن کر زمین و آسمان کے تمام جاندار خوف زدہ ہو جائیں گے اور اسی خوف کی وجہ سے مرجائیں گے۔^(۳)

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۶، ۴۲۰/۳، مدارك، النمل، تحت الآية: ۸۶، ص ۸۵۷، ملقطاً.

②.....روح البیان، النمل، تحت الآية: ۸۶، ۳۷۳/۶، جلالین، النمل، تحت الآية: ۸۶، ص ۳۲۴، تفسیر کبیر، النمل، تحت الآية: ۸۶، ۵۷۳/۸، ملقطاً.

③.....تفسیر کبیر، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۵۷۴/۸، حمل، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۴۷۷/۵، ملقطاً.

﴿اَلَا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ: مگر وہ جنہیں اللہ چاہے۔﴾ یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا اور جن کے دل کو اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائے گا انہیں یہ گھبراہٹ نہ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں جو اپنی تلواریں گلوں میں جمائل کئے عرش کے گرد حاضر ہوں گے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”وہ لوگ شہداء ہیں، اس لئے کہ وہ اپنے رب عزّ وّجلّ کے نزدیک زندہ ہیں، انہیں اس وقت گھبراہٹ نہ پہنچے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ صور پھونکنے کے بعد حضرت جبریل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام ہی باقی رہیں گے۔“ (۱)

﴿وَكُلُّ اَنْفُوْكَ ذٰخِرِيْنَ: اور سب اس کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔﴾ یعنی قیامت کے دن سب لوگ موت کے بعد زندہ کئے جائیں گے اور حساب کی جگہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے حاضر ہوں گے۔“ (۲)

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِي
اَتَّقْنَ كُلَّ شَيْءٍ ط اِنَّهٗ خَيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝۸۸

ترجمہ کنزالایمان: اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے چلتے ہوں گے بادل کی چال یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز بیشک اسے خبر ہے تمہارے کاموں کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا انہیں جمے ہوئے خیال کرے گا حالانکہ وہ بادل کے چلنے کی طرح چل رہے ہوں گے۔ یہ اس اللہ کی کارگیری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط کیا بیشک وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

﴿وَتَرَى الْجِبَالَ: اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا۔﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ صور پھونکنے کے وقت پہاڑ اپنی بڑی جسامت کی وجہ سے دیکھنے میں تو اپنی جگہ ثابت اور قائم معلوم ہوں گے اور حقیقت میں وہ بادلوں کی طرح انتہائی تیز چلتے ہوں گے،

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۷، ص ۸۵۷، حازن، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۴۲۱/۳، ملقطاً.

②.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۷، ص ۸۵۷، حازن، النمل، تحت الآية: ۸۷، ۴۲۱/۳، ملقطاً.

جیسا کہ بادل وغیرہ بڑے جسم چلتے تو ہیں لیکن حرکت کرتے ہوئے معلوم نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ پہاڑ زمین پر گر کر اس کے برابر ہو جائیں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گے۔^(۱)

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يُّومِئِذٍ اٰمِنُونَ ﴿۸۹﴾
وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ ۖ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے۔ اور جو بدی لائے تو ان کے منہ اوندھائے گئے آگ میں تمہیں کیا بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ ہے اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے۔ اور جو برائی لائے گا تو ان کے چہرے آگ میں الٹے کر دیے جائیں گے۔ (اے لوگو!) تمہیں تمہارے اعمال ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ: جو نیکی لائے﴾۔ نیکی سے مراد کلمہ توحید کی شہادت ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد عمل میں اخلاص ہے اور بعض نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ نیکی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر صلہ یعنی جنت اور ثواب ہے اور وہ نیک لوگ قیامت کے دن کی اس گھبراہٹ سے امن و چین میں ہوں گے جو عذاب کے خوف کی وجہ سے ہوگی۔ یاد رہے کہ یہاں جس گھبراہٹ کا ذکر ہے وہ اس گھبراہٹ کے علاوہ ہے جس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہوا ہے۔^(۲)

﴿وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ: اور جو برائی لائے گا﴾۔ یہاں برائی سے مراد شرک ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شرک لائیں

①.....مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۸، ص ۸۵۸، خازن، النمل، تحت الآية: ۸۸، ۴۲۱/۳، ملقطاً.

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۸۹، ۴۲۲/۳، مدارک، النمل، تحت الآية: ۸۹، ص ۸۵۸، ملقطاً.

گے وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور جہنم کے خازن اُن سے کہیں گے ”تمہیں تمہارے شرک اور گناہوں ہی کا بدلہ دیا جائے گا۔“ (۱)

إِنَّمَا أَمَرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَ مَعَاوِلَهُ كُلِّ شَيْءٍ
وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۙ (۹۱)

ترجمہ کنزالایمان: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ پوجوں اس شہر کے رب کو جس نے اسے حرمت والا کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی عبادت کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے اور ہر شے اسی کی ملکیت ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے رہوں۔

﴿إِنَّمَا أَمَرْتُ﴾ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے۔ ﴿قیامت کے ابتدائی واقعات اور قیامت قائم ہونے کے بعد کے چند احوال بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرمادیجئے: مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب عزوجل کی عبادت کروں اور اپنی عبادت اس رب عزوجل کے ساتھ خاص کروں جس نے اسے حرمت والا بنایا ہے کہ وہاں نہ کسی انسان کا خون بہایا جائے، نہ کوئی شکار مارا جائے اور نہ وہاں کی گھاس کاٹی جائے اور ہر شے حقیقی طور پر اسی کی ملکیت ہے اور اس ملکیت میں اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں سے رہوں۔ آیت میں مکہ مکرمہ کا ذکر اس لئے ہوا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وطن اور وحی نازل ہونے کی جگہ ہے۔ (۲)

وَأَنْ أَتْلُو الْقُرْآنَ ۚ فَمِنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ

①.....خازن، النمل، تحت الآية: ۹۰، ۴۲۲/۳

②.....خازن، النمل، تحت الآية: ۹۱، ۴۲۲/۳

صَلَّ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ
اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو راہ پائی اور جو بھلے تو فرما دو کہ میں تو یہی ڈرسانے والا ہوں۔ اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو انہیں پہچان لو گے اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں تو جس نے ہدایت پائی تو اس نے اپنی ذات کیلئے ہی ہدایت پائی اور جو گمراہ ہو تو تم فرما دو کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ اور تم فرماؤ: سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں، عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم انہیں پہچان لو گے اور (اے حبیب!) تمہارا رب، (اے لوگو!) تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

﴿وَاَنْ تَكُوْنُوا الْقُرْاٰنَ﴾ اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔ ﴿یعنی اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں مخلوق خدا کو ایمان کی دعوت دینے کے لئے قرآن کی تلاوت کرتا رہوں تاکہ اس کے حقائق مجھ پر ظاہر ہوتے رہیں تو جس نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر کے ہدایت پائی تو اس نے اپنی ذات کیلئے ہی ہدایت پائی کیونکہ اس کا نفع اور ثواب وہی پائے گا اور جو گمراہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرے اور ایمان نہ لائے تو تم فرما دو کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والوں میں سے ہوں اور میری ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینا تھا وہ میں نے انجام دے دی۔^(۱)

﴿سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ﴾ عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا۔ ﴿ان نشانوں سے مراد چاند کا دو ٹکڑے ہونا وغیرہ معجزات اور وہ سزائیں ہیں جو دنیا میں آئیں جیسا کہ بدر میں کفار کا قتل ہونا، قید ہونا اور فرشتوں کا انہیں مارنا۔^(۲)

①.....جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ص ۳۲۵، حازن، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ۴۲۲/۳، روح البیان، النمل، تحت الآیۃ: ۹۲، ۳۷۸/۶، ملتقطاً.

②.....مدارک، النمل، تحت الآیۃ: ۹۳، ص ۸۵۹، جلالین، النمل، تحت الآیۃ: ۹۳، ص ۳۲۵، ملتقطاً.

سُورَةُ الْقَصَصِ

سورہ قصص کا تعارف

مقامِ نزول

سورہ قصص چار آیتوں کے علاوہ مکہ ہے اور وہ چار آیتیں ”الَّذِينَ آمَنُوا بِالْكِتَابِ“ سے شروع ہو کر ”لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ“ پر ختم ہوتی ہیں اور اس سورت میں ایک آیت ”إِنَّ الَّذِي فَرَضَ“ ایسی ہے جو مکہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی۔^(۱)

آیاتِ کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ۹ رکوع، ۸۸ آیتیں، ۴۴۱ کلمے اور ۵۸۰۰ حروف ہیں۔^(۲)

موضوع و مہم رکھنے کی وجہ

قصص کا معنی ہے واقعات اور قصے، اور چونکہ اس سورت میں مختلف قصے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور قارون کا قصہ وغیرہ بیان کیے گئے ہیں، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ القصص“ رکھا گیا ہے۔

سورہ قصص کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں بیان کئے گئے واقعات کے ضمن میں اسلام کے بنیادی عقائد جیسے توحید و رسالت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کیا گیا ہے اور اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔

(۱)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے لے کر تورات عطا کئے جانے تک کے تمام واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ان واقعات کی ابتداء فرعون کے ان مظالم سے کی گئی جو وہ بنی اسرائیل پر ڈھاتا تھا، پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور فرعون کے گھر میں ان کی پرورش کا واقعہ بیان کیا گیا، پھر قبطی قتل کرنے، مصر سے

①..... بغوی، سورۃ القصص، ۳/۳۷۲۔

②..... خازن، القصص، تفسیر سورۃ القصص، ۳/۴۲۳۔

مدین کی طرف ہجرت کرنے، حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی سے شادی ہونے اور اس کے بعد کے چند واقعات ذکر کئے گئے۔

(2)..... کفار مکہ کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ جیسے معجزات حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کئے تھے ویسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیوں نہیں کئے۔

(3)..... پہلے تورات وانجیل پر اور پھر قرآن پاک پر ایمان لانے والوں کی جزاء بیان کی گئی۔

(4)..... سابقہ امتوں پر آنے والے عذابات سے کفار مکہ کو ڈرایا گیا کہ اگر انہوں نے اپنی روش نہ چھوڑی تو ان پر بھی ویسا ہی عذاب آسکتا ہے۔

(5)..... قیامت کے دن مشرکین اور ان کے شریکوں کا جو حال ہوگا وہ بیان کیا گیا۔

(6)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قارون کا واقعہ بیان کیا گیا کہ اس نے کس طرح سرکشی کی اور اس کا کیسا دردناک انجام ہوا۔ ان دونوں واقعات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ جب یہ واقعات رونما ہوئے تو اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہاں پر موجود نہیں تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص سے یہ واقعات سنے تھے۔

سورہ نمل کے ساتھ مناسبت

سورہ قصص کی اپنے سے ماقبل سورت ”نمل“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورہ نمل اور سورہ شعراء میں بیان کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعے میں جو چیزیں اجمالی طور پر بیان کی گئیں وہ سورہ قصص میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

①..... تناسق الدرر، سورة القصص، ص ۱۰۸۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

طَسَمَ ۱ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲

ترجمہ کنزالایمان: یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں۔

﴿طَسَمَ﴾ یہ حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔
﴿تِلْكَ آيَاتُ﴾ یہ آیتیں ہیں۔ یعنی اس سورت کی آیتیں اس روشن کتاب کی آیتیں ہیں جس میں حلال و حرام کے احکام، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صداقت، پہلوں اور بعد والوں کی خبروں کا بیان ہے اور اس کتاب کی شان یہ ہے کہ وہ حق و باطل میں فرق کر دیتی ہے۔ یہاں روشن کتاب سے مراد قرآن مجید ہے یا اس سے لوح محفوظ مراد ہے۔^(۱)

لوح محفوظ اور قرآن مجید کے درمیان کتاب و سنت میں فرق

یاد رہے کہ لوح محفوظ کو بھی کتابِ مبین فرمایا جاتا ہے، اور قرآن کریم کو بھی، البتہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لوح محفوظ اللہ عزوجل کے خاص مقبول بندوں پر ہی ظاہر ہے جبکہ قرآن کریم ہر مومن کے لئے ظاہر ہے اگرچہ اس کے اسرار و رموز کی معرفت بھی خاص بندوں کے ساتھ خاص ہے۔

نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَّبَأِ مُوسَى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۳

ترجمہ کنزالایمان: ہم تم پر پڑھیں موسیٰ اور فرعون کی سچی خبر ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

①..... تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیة: ۲، ۵۷۷/۸، جلالین، القصص، تحت الآیة: ۲، ص ۳۲۶، ملقطاً.

تَرْجُمَةُ كُنْزِ الْعَرَفَانِ: ہم تمہارے سامنے حق کے ساتھ موسیٰ اور فرعون کی خبر پڑھتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

﴿نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَا: ہم تمہارے سامنے خبر پڑھتے ہیں۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم آپ کے سامنے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کی سچی خبر ان لوگوں کے لئے پڑھتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ یہاں ایمان والوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہی ان واقعات سے حاصل ہونے والی نصیحت کو قبول کرتے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ اس سورت سے پہلے 19 سورتوں میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ ذکر ہو چکا ہے اور اس سورت کے بعد مزید 17 سورتوں میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا واقعہ مذکور ہے۔ اتنی کثرت سے آپ کا واقعہ ذکر کرنے کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی خاص دلیل تھی کیونکہ آپ بغیر پڑھے اور تاریخ دانوں کے پاس بیٹھے بغیر ایسے سچے واقعات بیان کر رہے تھے اور یہ وحی کے بغیر ممکن نہیں۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عرب میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرعون کے واقعات خاص و عام میں بہت مشہور تھے، اور ان واقعات میں بنی اسرائیل نے بہت سی غلط باتیں ملا دی تھیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ واقعات قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے بیان کئے تاکہ اس کے غلط اور صحیح پہلو ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلٰی فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اٰهْلًا شَبِیْعًا یَّسْتَضْعِفُ
طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یَذَبِّحْ اَبْنَاءَهُمْ وَیَسْتَحِیْ نِسَاءَهُمْ ۚ اِنَّہٗ كَانَ مِنَ
الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴۷﴾

تَرْجُمَةُ كُنْزِ الْاِيْمَانِ: بیشک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع بنا لیا ان میں ایک گروہ کو کمزور دیکھتا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا بیشک وہ فسادی تھا۔

ترجہ: کنزُ العرفان: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اس کے لوگوں کے مختلف گروہ بنادیئے تھے ان میں ایک گروہ (بنی اسرائیل) کو کمزور کر رکھا تھا، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، بیشک وہ فساد یوں میں سے تھا۔

﴿إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ﴾: بیشک فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا۔ یعنی مصر کی سرزمین میں فرعون کا غلبہ تھا اور وہ ظلم و تکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی عہدیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ فرعون نے مصر میں رہنے والے لوگوں کے مختلف گروہ بنادیئے تھے اور ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا تاکہ وہ کسی ایک بات پر جمع نہ ہو سکیں اور اس نے ان گروہوں میں سے بنی اسرائیل کو کمزور اور اپنا خادم بنا کر رکھا ہوا تھا۔ بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا سلوک یہ تھا کہ وہ ان کے ہاں پیدا ہونے والے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور ان کی لڑکیوں کو خدمت گاری کے لئے زندہ چھوڑ دیتا تھا۔ بیٹوں کو ذبح کرنے کا سبب یہ تھا کہ کاہنوں نے اس سے یہ کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کے زوال کا باعث ہوگا، اس لئے وہ ایسا کرتا تھا اور یہ اس کی انتہائی حماقت تھی کیونکہ اگر وہ اپنے خیال میں کاہنوں کو سچا سمجھتا تھا تو یہ بات ہونی ہی تھی، لڑکوں کو قتل کر دینے سے کوئی نتیجہ نہ ملتا اور اگر وہ انہیں سچا نہیں جانتا تھا تو یہ اس کے نزدیک ایک لغو بات تھی اور لغو بات کا لحاظ کرنا اور بیٹوں کو قتل کرنا کسی طرح درست نہ تھا۔ بیشک وہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کر کے فساد کرنے والوں میں سے تھا۔^(۱)

حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور کے حکمرانوں کا طریقہ عمل

حکمرانی قائم رکھنے کے لئے رعایا کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دینا اور ان میں باہم بغض و عداوت ڈال دینا فرعون جیسے بدترین کافر کا طریقہ ہے اور دیکھا جائے تو یہی طریقہ ہمارے دور میں بھی رائج ہے، مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے حکمران لوگوں کو مختلف مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں تاکہ لوگ ان مسائل ہی سے نہ نکل پائیں اور ان کی حکمرانی قائم رہے اور اس طرزِ عمل کے نتیجے میں ان حکمرانوں کا جو حال ہوتا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ

①..... مدارك، القصص، تحت الآية: ۴، ص ۸۶۰، تفسير ابو سعود، القصص، تحت الآية: ۴، ۲۲۳/۴-۲۲۴، ملقطاً.

اٰیۃً وَنَجَعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ ۝۵ وَنَبِّئْ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیْ
فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ ۝۶

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر احسان فرمائیں اور ان کو پیشوا بنائیں اور ان کے ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں۔ اور انھیں زمین میں قبضہ دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جنہیں زمین میں کمزور بنایا گیا تھا اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک و مال کا) وارث بنائیں۔ اور انہیں زمین میں اقتدار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں ان کی طرف سے خطرہ تھا۔

﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ﴾ اور ہم چاہتے تھے کہ احسان فرمائیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون نے تو بنی اسرائیل کو کمزور بنا کر رکھا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو فرعون کی سختی سے نجات دے کر ان پر احسان فرمائے اور انہیں پیشوا بنائے کہ وہ لوگوں کو نیکی کی راہ بتائیں اور لوگ نیکی میں ان کی اقتدار کریں اور اللہ تعالیٰ وہ تمام املاک و اموال ان کمزور بنی اسرائیل کو دیدے جو فرعون اور اس کی قوم کی ملکیت میں تھے اور اللہ تعالیٰ انہیں مصر و شام کی سرزمین میں اقتدار دے اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو وہی دکھادے جس کا انہیں بنی اسرائیل کی طرف سے خطرہ تھا اور اس سے بچنے کی وہ بھرپور کوشش کر رہے تھے یعنی بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھ سے ان کی سلطنت کا زوال ہونا اور ان لوگوں کا ہلاک ہو جانا۔^(۱)

یاد رہے کہ آیت نمبر 5 میں وارثت سے مراد شرعی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا بلکہ یہاں وارثت کے وسیع مفہوم میں سے ایک معنی مراد ہے یعنی موت کے بعد اس کی سلطنت کا وارث ہونا۔

۱.....مدارک، القصص، تحت الآیة: ۵-۶، ص ۸۶۰-۸۶۱، روح البیان، القصص، تحت الآیة: ۵-۶، ۳۸۱/۶، ملقطاً.

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى اِمْرٍ مُّوَسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خَفَتْ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ
وَلَا تَخَافِ وَلَا تَحْزَنِ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكَ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور خوف نہ کر اور غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

﴿وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى اِمْرٍ مُّوَسٰى﴾ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا۔ ﴿حَضَرَتْ مُوسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾ کی والدہ کا نام یوحنا نہ ہے اور آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب یا فرشتے کے ذریعے یا ان کے دل میں یہ بات ڈال کر الہام فرمایا کہ تم حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو دودھ پلاؤ، پھر جب تجھے اس پر خوف ہو کہ ہمسائے واقف ہو گئے ہیں، وہ شکایت کریں گے اور فرعون اس فرزندِ آرمیند کو قتل کرنے کے درپے ہو جائے گا تو بے خوف و خطر اسے مصر کے دریا نیل میں ڈال دے اور اس کے غرق ہوجانے اور ہلاک ہوجانے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔ چنانچہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا چند روز حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو دودھ پلاتی رہیں، اس عرصے میں نہ آپ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام روتے تھے، نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ آپ کی بہن کے سوا اور کسی کو آپ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی ولادت کی اطلاع تھی اور جب آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کو ایک صندوق میں رکھ کر جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا، رات کے وقت دریا نیل میں بہا دیا۔^(۱)

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۷، ۴۲۳/۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۷، ص ۸۶۱، جلالین، القصص، تحت الآية: ۷، ص ۳۲۶، ملتقطاً.

اللہ تعالیٰ کے ولی کو بھی غیب کا علم ملتا رہے

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحنا زحی اللہ تعالیٰ عنہا کو حسب ذیل باتیں بتائی گئی تھیں،

(1)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی وفات نہ پائیں گے۔

(2)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش وہ خود کریں گی۔

(3)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بنائے جائیں گے۔

یہ سب مستقبل کی خبریں غیب کے علوم میں سے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے۔

فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۖ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ
وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: تو اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھالیا تاکہ وہ ان کیلئے دشمن اور غم بنے، بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے۔

﴿فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ﴾: تو اسے فرعون کے گھر والوں نے اٹھالیا۔ ﴿یعنی جس رات حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ نے آپ کو دریا میں ڈالا اس کی صبح کو فرعون کے گھر والوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صندوق کو دریائے نیل سے اپنے محل میں آنے والی نہر سے اٹھالیا اور اس صندوق کو فرعون کے سامنے رکھا، جب اسے کھولا گیا تو اس میں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام برآمد ہوئے جو اپنے انگوٹھے سے دودھ چوس رہے تھے۔ فرعون کے گھر والوں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھایا۔ (اٹھانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کیلئے دشمن اور غم کا باعث بنیں لیکن اس

اٹھانے کا انجام و نتیجہ بنا۔ عربی زبان میں آیت میں مذکور ”لام“ کو ”لام عاقبت“ کہتے ہیں۔) فرعون، اس کا وزیر ہامان اور ان کے لشکرنا فرمان تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ انہیں ہلاک کرنے والے دشمن کی انہی سے پرورش کرائی۔^(۱)

وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ
أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور فرعون کی بیوی نے فرمایا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ بے خبر تھے۔

﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ: اور فرعون کی بیوی نے فرمایا۔﴾ جب فرعون نے اپنی قوم کے لوگوں کی طرف سے ورغلائے جانے کی بنا پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو فرعون کی بیوی نے اس سے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تم اسے قتل نہ کرو، شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں کیونکہ یہ اسی قابل ہے۔ فرعون کی بیوی آسیہ بہت نیک خاتون تھیں، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھیں، غریبوں اور مسکینوں پر رحم و کرم کرتی تھیں، انہوں نے فرعون سے یہ بھی کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے، اس کے علاوہ معلوم نہیں یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے یہاں آیا ہے اور تجھے جس بچے سے اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے، لہذا تم اسے قتل نہ کرو۔ آسیہ کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی حالانکہ وہ اس انجام سے بے خبر تھے جو ان کا ہونے والا تھا۔^(۲)

①..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۸، ص ۳۲۶، مدارك، القصص، تحت الآية: ۸، ص ۸۶۲، ملتقطاً.

②..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۹، ص ۳۲۶، حازن، القصص، تحت الآية: ۹، ص ۴۲۵/۳، ملتقطاً.

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرِغًا ۚ إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَن رَّبَطْنَا
عَلَىٰ قُلُوبِهَا أَنْ يَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول دیتی اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور صبح کے وقت موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، بیشک قریب تھا کہ وہ اسے ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے کہ وہ (ہمارے وعدے پر) یقین رکھنے والوں میں سے رہے۔

﴿وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَرِغًا ۚ﴾ اور صبح کے وقت موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سنا کہ ان کے فرزند فرعون کے ہاتھ میں پہنچ گئے ہیں تو یہ سن کر آپ کا دل بے قرار ہو گیا اور بیشک قریب تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر کر دیتیں اور ممتا کی محبت کے جوش میں ہائے میرے بیٹا! ہائے میرے بیٹا! پکار اُٹھتیں۔ اگر ہم اس بات کا الہام کر کے اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے کہ وہ ہمارے اس وعدے پر یقین رکھنے والوں میں سے رہے جو ہم کر چکے ہیں کہ تیرے اس فرزند کو تیری طرف پھیر لائیں گے تو اس سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راز ظاہر ہو جاتا۔^(۱)

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ ۖ فَبَصَّرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ②

ترجمہ کنزالایمان: اور (اس کی ماں نے) اس کی بہن سے کہا اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی اور ان کو خبر نہ تھی۔

①.....حازن، القصص، تحت الآیة: ۱۰، ۳/۴۲۵-۴۲۶، مدارك، القصص، تحت الآیة: ۱۰، ص ۸۶۲-۸۶۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا: اس کے پیچھے چلی جا تو وہ بہن اسے دور سے دیکھتی رہی اور ان (فرعونیوں) کو خبر نہ تھی۔

﴿وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ﴾ اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا۔ ﴿حَضَرَتْ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ کی والدہ نے آپ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی بہن مریم سے کہا: تم حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پیچھے چلی جاؤ، چنانچہ آپ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی بہن آپ کے پیچھے چلتی رہی اور آپ کو دور سے دیکھتی رہی اور ان فرعونیوں کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ اس بچے کی بہن ہے اور اس کی نگرانی کر رہی ہے۔^(۱)

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصْحُونَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے پہلے ہی سب دایاں اس پر حرام کر دی تھیں تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے پہلے ہی سب دایاں اس پر حرام کر دی تھیں تو موسیٰ کی بہن نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتا دوں جو تمہارے اس بچہ کی ذمہ داری لے لیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں؟

﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾ اور ہم نے پہلے ہی سب دایاں اس پر حرام کر دی تھیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو منع کر دیا تھا کہ وہ اپنی والدہ کے علاوہ کسی اور کا دودھ نوش نہ فرمائیں۔ چنانچہ جس قدر دایاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے منہ میں نہ لی، اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دای مئیئر آئے جس کا دودھ آپ پی لیں۔ دایوں کے ساتھ آپ علیہ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی ہمشیرہ بھی یہ حال دیکھنے چلی گئی تھیں اور صورت حال دیکھ کر انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتا دوں جو

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۱۱، ۴۶۶/۳.

تمہارے اس بچے کی ذمہ داری لے لیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں؟ فرعونیوں نے یہ بات منظور کر لی، چنانچہ آپ اپنی والدہ کو بلالائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے اور دودھ کے لئے رورہے تھے اور فرعون آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفقت کے ساتھ بہلا رہا تھا۔ جب آپ کی والدہ تشریف لائیں اور آپ نے اُن کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آ گیا اور آپ نے ان کا دودھ نوش فرمایا۔ فرعون نے کہا: تم اس بچے کی کیا لگتی ہو کہ اُس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا؟ انہوں نے کہا: میں ایک عورت ہوں، پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے، اس لئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں جبکہ میرا دودھ پی لیتے ہیں۔ فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر انہیں مقرر کر کے فرزند کو اپنے گھر لے جانے کی اجازت دی، چنانچہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مکان پر لے آئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اس وقت انہیں اطمینانِ کامل ہو گیا کہ یہ فرزند ازجند ضرور نبی ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس وعدہ کا ذکر فرماتا ہے۔^(۱)

فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ﴾: تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ بچے کو پاکر ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ اپنے فرزند کی جدائی کا غم نہ کھائے اور وہ جان

①..... حازن، القصص، تحت الآية: ۱۲، ۴۶۶/۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۱۲، ص ۸۶۳، ملقطاً.

لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے اور اس سے متعلق شک میں رہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے اور اس عرصے میں فرعون انہیں ایک اشرفی روز دیتا رہا۔ دودھ چھوٹنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ آپ کو فرعون کے پاس لے آئیں اور اس کے بعد آپ وہاں پرورش پاتے رہے۔^(۱)

وَلَمَّا بَدَغْ أَسَدُهُ وَاسْتَوَىٰ اِتْيَانُهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْبَحْسَيْنِ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب موسیٰ اپنی جوانی کو پہنچے اور بھرپور ہو گئے تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔

﴿وَلَمَّا بَدَغْ أَسَدُهُ وَاسْتَوَىٰ﴾ اور جب اپنی جوانی کو پہنچے اور بھرپور ہو گئے۔ ﴿كَذٰلِكَ﴾ گزشتہ آیات میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور ان کی غیبی حفاظت کا بیان تھا اب اس آیت مبارکہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوانی کے کچھ احوال بیان کیے جا رہے ہیں کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف 30 سال سے زیادہ ہو گئی تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم و حکمت سے نوازا۔

یہاں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم لدنی ملا تھا جو استاد کے واسطے کے بغیر آپ کو عطا ہوا، جیسا کہ ”اِتْيَانُهُ“ فرمانے سے معلوم ہوا اور یہ علم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا کئے جانے سے پہلے دیا گیا، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حکم اور علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت تو مدین سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطا

①..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۱۳، ص ۳۲۷، مدارك، القصص، تحت الآية: ۱۳، ص ۸۶۳، ملتقطاً.

ہوئی۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شروع سے ہی صالح، نیک، متقی، پرہیزگار تھے۔

آیت: وَكَذَٰلِكَ نَرْسِخُ الْوَحْيَ الْمُبِينِ ۚ اے رسول! جو اے وہی کے واسطے

اس آیت مبارکہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

(1)..... انبیاء کرام علیہم السلام ظہور نبوت اور کتاب الہی ملنے سے پہلے ہی متقی، صالح اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہوتے ہیں۔ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جب قرآن کی پہلی آیت اتری تو اس وقت آپ غار حراء میں اعتکاف اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔

(2)..... نیک اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامل علم ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے۔ لہذا علماء کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال بکثرت کیا کریں۔

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ ۚ هَٰذَا مِنْ شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۚ فَاسْتَعَاثَ ٱلَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى ٱلَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۚ فَوَكَّزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۚ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ۝۱۵

ترجمہ کنز الایمان: اور اس شہر میں داخل ہوا جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے تو اس میں دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا کہایہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بیشک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور (ایک دن موسیٰ) شہر والوں کی (دوپہر کی) نیند کے وقت شہر میں داخل ہوئے تو اس میں دو مردوں

کو لڑتے ہوئے پایا۔ ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا تو وہ جو موسیٰ کے گروہ میں سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔ (پھر) فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے ہوا ہے۔ بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔

﴿وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينٍ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا﴾ اور شہر والوں کی نیند کے وقت شہر میں داخل ہوئے۔ ﴿آیت کے اس حصے سے متعلق یہاں دو باتیں ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شہر میں داخل ہوئے اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ شہر ”مَنْف“ تھا جو کہ مصر کی حدود میں واقع ہے۔ اس لفظ کی اصل مَافَہ ہے، قطعی زبان میں اس لفظ کے معنی ہیں 30۔ یہ وہ پہلا شہر ہے جو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر طوفان کا عذاب آنے کے بعد آباد ہوا۔ اس سر زمین میں مصر بن حام نے اقامت کی، یہ اقامت کرنے والے کل 30 افراد تھے اس لئے اس شہر کا نام مافہ ہوا، پھر عربی زبان میں اسے ”مَنْف“ پکارا جانے لگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ شہر حابین تھا جو مصر سے دو فرسنگ (یعنی 6 میل) کے فاصلہ پر واقع تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ شہر عین شمس تھا۔ (1)

(2)..... شہر میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوشیدہ طور پر داخل ہونے کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جوان ہوئے تو آپ نے حق کا بیان اور فرعون اور فرعونین کی گمراہی کا رد شروع کیا اور فرعونین کے دین کی ممانعت فرمائی۔ بنی اسرائیل کے لوگ آپ کی بات سنتے اور آپ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ اس بات کا چرچا ہوا اور فرعونین نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش شرع کر دی، اس لئے آپ جس بستی میں داخل ہوتے تو ایسے وقت داخل ہوتے جب وہاں کے لوگ غفلت میں ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ (جس دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہر میں داخل ہوئے) وہ دن عید کا تھا اور لوگ اپنے لہو ولعب میں مشغول تھے۔ (یعنی غفلت سے مراد سونا نہیں بلکہ ان کا کھیل تماشے میں مشغول ہونا تھا۔) (2)

﴿فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يُقَاتِلَنِ﴾ تو اس میں دو مردوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ﴿یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

①..... حمل، القصص، تحت الآیة: ۱۵، ۱۳/۶، خازن، القصص، تحت الآیة: ۱۵، ۴۲۷/۳، ملقطاً.

②..... مدارك، القصص، تحت الآیة: ۱۵، ص ۸۶۴، خازن، القصص، تحت الآیة: ۱۵، ۴۲۷/۳، ملقطاً.

شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے اس میں دو مردوں کو لڑتے ہوئے پایا۔ ان میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گروہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں یعنی فرعون کی قوم قبطیوں میں سے تھا، یہ اسرائیلی پر جبر کر رہا تھا تا کہ وہ اس پر لکڑیوں کا انبار لا دکر فرعون کے بچن میں لے جائے، چنانچہ جو مرد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گروہ میں سے تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں سے تھا، تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اس قبطی سے کہا: تو اسرائیلی پر ظلم نہ کر اور اس کو چھوڑ دے، لیکن وہ باز نہ آیا اور بدزبانی کرنے لگا تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اس ظلم سے روکنے کے لئے گھونسا مارا تو وہ گھونسا کھاتے ہی مر گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ریت میں دفن کر دیا اور آپ کا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اس قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوا، یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے اور بیشک وہ کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں ”هَذَا“ سے اس قتل کی طرف اشارہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلا ارادہ ہوا، یعنی قتل کو قتل کرنے کا کام (درحقیقت) شیطان کی طرف سے ہوا۔^(۱) اس بات کی مزید وضاحت اگلی آیت کی تفسیر میں موجود ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَعَفَرَلَهٗ ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو مجھے بخش دے تو رب نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی تو تو مجھے بخش دے تو اللہ نے اسے بخش دیا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۱.....حازن، القصص، تحت الآية: ۱۵، مدارك، القصص، تحت الآية: ۱۵، ص ۸۶۴.

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي﴾: عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر زیادتی کی۔ ﴿حَضَرْتُ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ کا یہ کلام عاجزی اور انکساری کے طور پر ہے کیونکہ آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے کوئی مَعْصِيَت سرزد نہیں ہوئی۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام عَلَيْهِم الصَّلَاةُ وَالسَّلَام معصوم ہیں، ان سے گناہ نہیں ہوتے اور حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کا قبطی کو مارنا دراصل ظلم وور کرنا اور مظلوم کی امداد کرنا تھا اور یہ کسی دین میں بھی گناہ نہیں، پھر بھی اپنی طرف تفسیر کی نسبت کرنا اور استغفار چاہنا یہ اللہ تعالیٰ کے مُقَرَّب بندوں کا دستور ہی ہے۔^(۱)

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْجَاحِدِينَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: عرض کی: اے میرے رب! تو نے میرے اوپر جو احسان کیا ہے اس کی قسم کہ اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔

﴿قَالَ رَبِّ﴾: عرض کی: اے میرے رب! ﴿حَضَرْتُ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام﴾ نے عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، جیسا کہ میری تفسیر کی بخشش فرما کر تو نے میرے اوپر احسان کیا ہے تو اب مجھ پر یہ کرم بھی فرما کہ مجھے فرعون کی صحبت اور اس کے یہاں رہنے سے بھی بچا کیونکہ اس کے ہمراہ رہنے والوں میں شمار کیا جانا بھی ایک طرح کا مددگار ہونا ہے اور میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔^(۲)

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ
يَسْتَصْرِحُهُ ۖ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَعَوِيُّ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ

①.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیة: ۱۶، ۵۸۵/۸، ابو سعود، القصص، تحت الآیة: ۱۶، ۲۲۸/۴، قرطبی، القصص،

تحت الآیة: ۱۶، ۱۹۸/۷، الجزء الثالث عشر، ملقطاً.

②.....مدارك، القصص، تحت الآیة: ۱۷، ص ۸۶۴.

اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لِّهَآ اَقَالَ يُمُوْسٰى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ
كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۚ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى
الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے جیسی دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو کھلا گمراہ ہے۔ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ بولا اے موسیٰ! کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ہوئے، انتظار میں صبح کی تو اچانک دیکھا کہ وہ جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی فریاد کر رہا ہے تو موسیٰ نے اس سے فرمایا بیشک تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس (قبلی) کو پکڑ لیں جو ان دونوں کا دشمن تھا تو وہ بولا: اے موسیٰ! کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ زمین میں زبردستی کرنے والے بن جاؤ اور تم اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔

﴿فَاصْبِرْ فِي الْمَدِيْنَةِ خَافِيًا تَرْتَوِّبُ﴾: پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ہوئے، انتظار میں صبح کی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دعا مانگنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہر میں ڈرتے ہوئے اور اس انتظار میں صبح کی کہ خدا جانے اس قبلی کے مارے جانے کا کیا نتیجہ نکلے اور اس کی قوم کے لوگ کیا کریں۔ جب صبح ہوئی تو اچانک آپ نے دیکھا کہ وہ مرد جس نے کل ان سے مدد مانگی تھی، آج پھر فریاد کر رہا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ فرعون کی قوم کے لوگوں نے فرعون کو اطلاع دی کہ بنی اسرائیل کے کسی شخص نے ہمارے ایک آدمی کو مار ڈالا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کہ قاتل اور گواہوں کو تلاش کرو۔ چنانچہ فرعون کی گشت کرتے پھرتے تھے

اور انہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا۔ دوسرے دن جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر ایسا اتفاق پیش آیا کہ بنی اسرائیل کا وہی مرد جس نے ایک روز پہلے ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے، وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر ان سے فریاد کرنے لگا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمایا: ”بیشک تو ضرور کھلا گمراہ ہے۔ اس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ تھی کہ تو روز لوگوں سے لڑتا ہے، اپنے آپ کو بھی مصیبت پریشانی میں ڈالتا ہے اور اپنے مددگاروں کو بھی، تو کیوں ایسے موقعوں سے نہیں بچتا اور کیوں احتیاط نہیں کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحم آیا اور آپ نے چاہا کہ اس کو فرعونی کے پنجہ ظلم سے رہائی دلائیں۔ تو جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ اس فرعونی کو پکڑ لیں اور اس پر گرفت فرمائیں جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اسرائیلی مرد غلطی سے یہ سمجھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے خفا ہیں اور مجھے پکڑنا چاہتے ہیں، یہ سمجھ کر وہ بولا: اے موسیٰ! علیہ الصلوٰۃ والسلام، کیا تم مجھے ویسے ہی قتل کرنا چاہتے ہو جیسے تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، تم تو یہی چاہتے ہو کہ مصر کی سرزمین میں زبردستی کرنے والے بن جاؤ اور تم اصلاح کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔ فرعونی نے یہ بات سنی اور جا کر فرعون کو اطلاع دی کہ کل کے فرعونی مقتول کے قاتل حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا حکم دیا اور لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈھونڈنے نکل گئے۔^(۱)

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَمُوسَىٰ إِنَّ الْمَلَأَ
يَأْتِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ! بیشک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں تو نکل جائیے میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک (مومن) شخص دوڑتا ہوا آیا، کہا: اے موسیٰ! بیشک دربار والے

۱.....خازن، القصص، تحت الآیة: ۱۸-۱۹، ۴۲۸/۳، مدارك، القصص، تحت الآیة: ۱۸-۱۹، ص ۸۶۴-۸۶۵، ملتقطاً.

آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں تو آپ نکل جائیں۔ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

﴿وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدْيَنَةِ يُسَلِّیْ: اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔﴾ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا اور فرعونی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکل پڑے تو یہ خبر سن کر شہر کے پرلے کنارے کی طرف سے قریبی راستے پر ایک شخص جسے ال فرعون کا مومن کہتے ہیں، دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا: اے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، بیشک فرعون کے دربار والے آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں تو آپ جلد از جلد شہر سے نکل جائیں۔ بیشک میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں اور یہ بات خیر خواہی اور مصلحت اندیشی سے کہتا ہوں۔^(۱)

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب مجھے ستم گاروں سے بچالے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر موسیٰ شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے۔ موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے ظالموں سے نجات دیدے۔

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ: پھر شہر سے ڈرتے ہوئے انتظار کرتے ہوئے نکلے۔﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ نے اس شہر سے ہجرت کرنے کا ارادہ کر لیا اور یہاں سے مدین کی طرف رخصت سفر باندھا کیونکہ مدین ایسا علاقہ تھا جو فرعون کی مملکت سے باہر تھا اور اس کے علاوہ آباد بھی تھا اور قریب بھی تھا۔

آیت ۲۱: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ اے سلیم مرتبہ دہلے سال

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

①..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۲۰، ص ۳۲۸، مدارك، القصص، تحت الآية: ۲۰، ص ۸۶۵، ملقطاً.

(1)..... خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

(2)..... اسباب پر عمل کرنا اور تدبیر اختیار کرنا تو کُل کے خلاف نہیں۔

(3)..... حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی مار سے قبطی کا مرجانا ایسا فعل نہیں تھا جس کی وجہ سے قصاص لازم ہوتا اور اگر وہ صورت ایسی ہوتی جس میں قصاص لازم ہوتا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام شہر سے نکلنے کی بجائے خود اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔

(4)..... کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ بظاہر فرعون کی وجہ سے شہر چھوڑ رہے تھے مگر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف جارہے تھے۔ آپ کا یہ سفر بہت فتح اور کامیابی کا پیش خیمہ ہوا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی صحبت، نیک بیوی اور نبوت کا عطا ہونا سب اسی سفر میں آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو مہمِ رحمت ہوا۔

وَلَبَّاتُوجَةً تَلْقَاءُ مَدِينَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ
السَّبِيلِ ۝۲۲

ترجہ کنز الایمان: اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے۔

توجہ کُنْا العِرفان: اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا: عنقریب میرا رب مجھے سیدھا راستہ بتائے گا۔

﴿وَلَبَّاتُ جَهَنَّمَ لَمَّا دُخِلَ:﴾ اور جب وہ مدین کی طرف متوجہ ہوئے۔ ﴿مَدِينٍ﴾ وہ مقام ہے جہاں حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے، اس کو مدین ابن ابراہیم کہتے ہیں، مصر سے یہاں تک آٹھ روز کی مسافت ہے، یہ شہر فرعون کی سلطنت کی حدود سے باہر تھا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا رستہ بھی نہ دیکھا تھا، نہ کوئی سواری ساتھ تھی، نہ توشہ نہ کوئی ہمراہی، راستے میں درختوں کے پتوں اور زمین کے سبزے کے سوا خوراک کی اور کوئی چیز نہ ملتی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدین کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو یوں کہا: عنقریب میرا رب عزوجل مجھے مدین تک پہنچے گا سیدھا راستہ بتائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدین تک

لے گیا۔ (۱)

وَلَبَّاءُ رَدَمَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْكُونُ وَوَجَدَ
 مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى
 يُصَدِّرَ الرَّعَاءُ ۖ وَابْنُ نَاشِيخٍ كَبِيرٌ ۝ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ
 فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جب مدین کے پانی پر آیا وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سایہ کی طرف پھر عرض کی اے میرے رب میں اس کھانے کا جو تو میرے لیے اتارے محتاج ہوں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے تو وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان کے دوسری طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا: تم دونوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولیں: ہم پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف پھرے اور عرض کی: اے میرے رب! میں اس خیر (کھانے) کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔

﴿وَلَبَّاءُ رَدَمَاءَ مَدْيَنَ﴾ اور جب وہ مدین کے پانی پر تشریف لائے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ﴾

۱..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۲۲، ص ۳۲۸، خازن، القصص، تحت الآية: ۲۲، ۳/۴۲۸-۴۲۹، ملنقطاً.

یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مدین پہنچے تو شہر کے کنارے پر موجود ایک کنوئیں پر تشریف لائے جس سے وہاں کے لوگ پانی لیتے اور اپنے جانوروں کو سیراب کرتے تھے۔ وہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان لوگوں سے علیحدہ دوسری طرف دو عورتیں کھڑی ہیں جو اپنے جانوروں کو اس انتظار میں روک رہی ہیں کہ لوگ پانی پلا کر فارغ ہو جائیں اور کنواں خالی ہو کیونکہ کنوئیں کو مضبوط اور طاقتور لوگوں نے گھیر رکھا تھا اور ان کے ہجوم میں عورتوں سے ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا سکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: تم دونوں اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا: جب تک سب چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہیں لے جاتے تب تک ہم پانی نہیں پلاتیں کیونکہ نہ ہم مردوں کے مجمع میں جا سکتی ہیں نہ پانی کھینچ سکتی ہیں اور جب یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس ہو جاتے ہیں تو حوض میں جو پانی بچ جاتا ہے وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیتی ہیں اور ہمارے باپ بہت ضعیف ہیں، وہ خود یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کی ضرورت ہمیں پیش آئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی باتیں سنیں تو آپ کو رحم آیا اور وہیں دوسرا کنواں جو اس کے قریب تھا اور ایک بہت بھاری پتھر اس پر رکھا ہوا تھا جسے بہت سے آدمی مل کر ہٹا سکتے تھے، آپ نے تنہا اسے ہٹا دیا اور ان دونوں خواتین کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ اس وقت دھوپ اور گرمی کی شدت تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے بھوک کا غلبہ تھا، اس لئے جانوروں کو پانی پلانے کے بعد آرام حاصل کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں اس کھانے کی طرف محتاج ہوں جو تو میرے لیے اتارے۔^(۱)

فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَتَشْتَّى عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۖ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَصَ ۖ قَالَ لَا تَخَفْ ۚ وَقَفَّ ۚ نَجَوْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۲۵

①.....حازن، القصص، تحت الآیة: ۲۳-۲۴، ۴۲۹/۳، مدارك، القصص، تحت الآیة: ۲۳-۲۴، ص ۸۶۵-۸۶۶، ملقطاً.

تَرْجُمَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے جب موسیٰ اس کے پاس آیا اور اسے باتیں کہہ سنائیں اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے ظالموں سے۔

تَرْجُمَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: تو ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی (اور) کہا: میرے والد آپ کو بلارہے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ تو جب موسیٰ اس (والد) کے پاس آئے اور اسے (اپنے) واقعات سنائے تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔

﴿فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَتَشَتَّى عَلَى اسْتِحْيَاءٍ﴾: تو ان دونوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ ﴿حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو باقاعدہ کھانا تناول فرمائے پورا ہفتہ گزر چکا تھا، اس عرصے میں کھانے کا ایک لقمہ تک نہ کھایا اور شکم مبارک پُشتِ اقدس سے مل گیا تھا، اس حالت میں آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنے ربِّ عَزَّوَجَلَّ سے غذا طلب کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت قرب و منزلت رکھنے کے باوجود انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا طلب کیا اور جب وہ دونوں صاحب زادیاں اس دن بہت جلد اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئیں تو ان کے والد ماجد نے فرمایا ”آج اس قدر جلد واپس آجانے کا کیا سبب ہوا؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے کنویں کے پاس ایک نیک مرد پایا، اس نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے جانوروں کو سیراب کر دیا اس پر ان کے والد صاحب نے ایک صاحبزادی سے فرمایا کہ جاؤ اور اس نیک مرد کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ ان دونوں میں سے ایک صاحبزادی حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس چہرہ آستین سے ڈھکے، جسم چھپائے، شرم سے چلتی ہوئی آئی۔ یہ بڑی صاحبزادی تھیں، ان کا نام صفوراء ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے پاس پہنچ کر انہوں نے کہا: میرے والد آپ کو بلارہے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اجرت لینے پر تو راضی نہ ہوئے لیکن حضرت شعیب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی زیارت اور ان سے ملاقات کرنے کے ارادے سے چلے اور ان صاحبزادی صاحبہ سے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے رہ کر رستہ بتاتی

جائیے۔ یہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے پردہ کے اہتمام کے لئے فرمایا اور اس طرح تشریف لائے۔ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا، حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے فرمایا: ”بیٹھے کھانا کھائیے۔“ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے ان کی یہ بات منظور نہ کی اور فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔“ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے فرمایا: ”کھانا نہ کھانے کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟“ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے فرمایا ”مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اُس عمل کا عوض نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نیک عمل پر عوض لینا قبول نہیں کرتے۔“ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے فرمایا: ”اے جوان! ایسا نہیں ہے، یہ کھانا آپ کے عمل کے عوض میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباؤ اجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کیا کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔“ یہ سن کر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام بیٹھ گئے اور آپ نے کھانا تناول فرمایا اور اس کے بعد تمام واقعات و احوال جو فرعون کے ساتھ گزرے تھے، اپنی ولادت شریف سے لے کر قبطی کے قتل اور فرعونوں کے آپ کے درپے جان ہونے تک، سب حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام سے بیان کر دیئے۔ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے فرمایا: ”فرعون اور فرعونوں سے ڈریں نہیں، اب آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہیں کیونکہ یہاں مدین میں فرعون کی حکومت و سلطنت نہیں۔“ (۱)

قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يَابَتْ اُسْتَا جِرُهُ ۚ اِنَّ خَيْرَ مِّنْ اُسْتَا جَرْتَ الْقَوِيُّ
الْاَمِينُ ۝۳۶ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدٰی ابْنَتَیْ هٰتَیْنِ عَلٰی
اَنْ تَاْجُرْنِیْ ثَمَنِیْ حَجَجٌ ۚ فَاِنْ اَتَمَمْتَ عَشْرًا فِیْنِ عِنْدِكَ ۚ وَمَا اُرِیْدُ
اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ۖ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۳۷

ترجمہ کنزالایمان: ان میں کی ایک بولی اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقور امانت دار ہو۔ کہا

①.....حازن، القصص، تحت الآیة: ۲۵، ۴۲۹/۳-۴۳۰، مدارك، القصص، تحت الآیة: ۲۴-۲۵، ص ۸۶۶-۸۶۷، ملقطاً.

میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو پھر اگر پورے دس برس کر لو تو تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا قریب ہے اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو بیشک آپ کا بہتر نوکر وہ ہوگا جو طاقور اور امانتدار ہو۔ (انہوں نے) فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو وہ (اضافہ) تمہاری طرف سے ہوگا اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے۔

﴿قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اسْتَاْجِرْ﴾: ان میں سے ایک نے کہا: اے میرے باپ! ان کو ملازم رکھ لو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا وغیرہ کھا چکے اور گفتگو بھی کر لی تو حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک بیٹی نے عرض کی، ابا جان آپ انہیں اجرت پر ملازم رکھ لیں کہ یہ ہماری بکریاں چرایا کریں اور یہ کام ہمیں نہ کرنا پڑے، بے شک اچھا ملازم وہی ہوتا ہے جو طاقور بھی ہو اور امانتدار بھی ہو۔ اس پر حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحب زادی سے دریافت کیا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کا کیسے علم ہوا؟ صاحب زادی نے عرض کی: قوت تو اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے تنہا کنوئیں پر سے وہ پتھر اٹھالیا جس کو دس سے کم آدمی نہیں اٹھا سکتے اور امانت اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ہمیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور نظر نہ اٹھائی اور ہم سے کہا کہ تم پیچھے چلو ایسا نہ ہو کہ ہوا سے تمہارا کپڑا اڑے اور بدن کا کوئی حصہ نمودار ہو۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: ”میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ اضافہ تمہاری طرف سے مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا اور میں تم پر کوئی اضافی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ اِنْ شَاءَ اللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے تو میری طرف سے معاملے میں اچھائی اور عہد کو پورا کرنا ہی ہوگا۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد

پر بھروسہ کرنے کے لئے اِنْ شَاءَ اللہ فرمایا۔^(۱)

سورہ قصص کی اس آیت سے چند چیزیں معلوم ہوں گی، یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغام نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ مزید یہ کہ لڑکی کے لئے مالدار لڑکا تلاش کرنے کی بجائے دیندار اور شریف لڑکا تلاش کیا جائے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسافر تھے، مالدار نہ تھے، مگر آپ کی دینداری اور شرافت ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بکریاں چروانا تھا، مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبت پاک میں رکھ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا، لہذا یہ آیت صوفیاء کرام کے چٹوں اور مرشد کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی دلیل ہے۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ اَيُّهَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ
وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: موسیٰ نے جواب دیا: یہ میرے اور آپ کے درمیان (معاہدہ طے) ہے۔ میں ان دونوں میں سے جو بھی مدت پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور ہماری اس گفتگو پر اللہ نگہبان ہے۔

﴿قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ﴾: حضرت موسیٰ نے جواب دیا: یہ میرے اور آپ کے درمیان ہے۔ ﴿حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا ”میرے اور آپ کے درمیان یہ معاہدہ طے ہے اور ہم دونوں اس معاہدے کی پوری طرح پاسداری کریں گے البتہ جب میں 8 یا 10 سال دونوں میں سے

①..... بغوی، القصص، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ۳/۳۸۰، مدارک، القصص، تحت الآیة: ۲۶-۲۷، ص ۸۶۷-۸۶۸، ملتقطاً.

ملازمت کی جو مدت پوری کردوں تو اس سے زیادہ مدت تک ملازمت کرنے کا مجھ سے کوئی مطالبہ نہ ہوگا، اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے لہذا ہم میں سے کسی ایک کے لئے بھی اس معاہدے سے پھرنے کی کوئی راہ نہیں۔ جب معاہدہ مکمل ہو چکا تو حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عصا دیدیں جس سے وہ بکریوں کی نگہبانی کریں اور درندوں کو ان سے دور کریں۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کئی عصا موجود تھے، صاحبزادی صاحبہ کا ہاتھ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا پر پڑا جو آپ جنت سے لائے تھے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے وارث ہوتے چلے آئے تھے، یہاں تک کہ وہ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا تھا۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا۔^(۱)

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا
قَالَ لَا هِلَآءُ لَكُمْ هَآؤَ إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا عَلَيَّ أَتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ
مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب موسیٰ نے اپنی مدت پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے تو وہ طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔ آپ نے اپنی گھر والی سے فرمایا: تم ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۲۸، ۴۳۱/۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۲۸، ص ۸۶۸، روح البیان، القصص، تحت الآية: ۲۸، ۳۹۹/۶، جلالین، القصص، تحت الآية: ۲۸، ص ۳۲۹، ملنقطاً.

یاتہمارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں تاکہ تم گرمی حاصل کرو۔

﴿فَلَمَّا أَقْبَضَىٰ مُوسَىٰ الْأَجَلَ وَسَاءَ لِأَهْلِهِ: پھر جب موسیٰ نے اپنی مدت پوری کر دی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے۔﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملازمت کی مدت پوری کر دی تو حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نکاح اپنی بڑی صاحبزادی صفورا سے کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس سال کی میعاد پوری فرمائی تھی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی میعاد یعنی دس سال پورے کئے۔ پھر آپ نے حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصر کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دیدی، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زوجہ کو ان کے والد کی اجازت سے مصر کی طرف لے کر چلے۔ سفر کے دوران جب آپ ایک جنگل میں تھے، اندھیری رات تھی، سردی شدت کی پڑ رہی تھی اور راستہ گم ہو گیا تھا تو اس وقت آپ نے کوہ طور کی طرف ایک آگ دیکھی، اسے دیکھ کر آپ نے اپنی گھر والی سے فرمایا ”تم یہاں ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے راستے کی کچھ خبر لاؤں کہ کدھر جانا ہے یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لے آؤں تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کر سکو۔“^(۱)

نوٹ: اس واقعے سے متعلق بعض تفصیلات سورۃ طہ، رکوع نمبر 10 میں گزر چکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ
مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُّوَسِّلِي إِيَّيَّ أَنْ أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں بیڑ سے کدے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب آگ کے پاس آئے تو برکت والی جگہ میں میدان کے دائیں کنارے سے ایک درخت

①.....خازن، القصص، تحت الآیة: ۲۹، ۴۳۱/۳، جلالین مع جمل، القصص، تحت الآیة: ۲۹، ۲۴/۶، ملنقطاً.

سے انہیں ندا کی گئی: اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔

﴿فَلَمَّا آتَتْهَا﴾ پھر جب آگ کے پاس آئے۔ ﴿﴾ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زوجہ محترمہ کو اس جگہ چھوڑ کر آگ کے پاس آئے تو برکت والی جگہ میں میدان کے اس کنارے سے جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں ہاتھ کی طرف تھا، ایک درخت سے انہیں ندا کی گئی: اے موسیٰ! بیشک میں ہی اللہ ہوں، سارے جہانوں کا پالنے والا ہوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرسبز درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کسی کی قدرت نہیں اور بے شک جو کلام انہوں نے سنا ہے اس کا مُتَكَلِّم اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف اپنے مبارک کانوں ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسم اقدس کے ہر ہر جُزْء سے سنا، اور جس درخت سے انہیں ندا کی گئی وہ عتاب کا درخت تھا یا عوج کا (جو کہ ایک خاردار درخت ہے اور اکثر جنگلوں میں ہوتا ہے۔) ^(۱)

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا ۖ وَلَمْ يُعَقِّبْ ۖ يَمُوسَىٰ أَقْبَلَ وَلَا تَخَفْ ۚ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا پھر جب موسیٰ نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بیشک تجھے امان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو تو جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا کہ سانپ ہے تو حضرت موسیٰ پیٹھ پھیر کر چلے اور مڑ کر نہ دیکھا۔ (ہم نے فرمایا: اے موسیٰ! سامنے آ اور نہ ڈرو، بیشک تم امن والوں میں سے ہو۔

﴿وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ﴾ اور یہ کہ تم اپنا عصا ڈال دو۔ ﴿﴾ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ فرمایا گیا کہ تم اپنا عصا نیچے رکھ دو، چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا نیچے رکھ دیا تو وہ سانپ بن گیا اور جب اسے لہراتا ہوا دیکھا گویا کہ سانپ ہے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے خوفزدہ ہوئے اور اس طرح پیٹھ پھیر کر چلے کہ آپ نے پیچھے مڑ کر

①.....حازن، القصص، تحت الآية: ۳۰، ۴۳۱/۳-۴۳۲، مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۰، ص ۸۶۹، ملقطاً.

ندیکھا۔ تب انہیں ندا کی گئی ”اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، بیشک تم امن والوں میں سے ہو اور تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔“ (۱)

اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجَ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۚ وَاَضْمُ إِلَيْكَ
جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذُنُوكَ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكَ ۚ اِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَٓئِهِ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فَسِقِيْنَ ۝۳۲

ترجمہ کنز الایمان: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا ہے عیب اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لے خوف دور کرنے کو تو یہ دو جہتیں ہیں تیرے رب کی فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بیشک وہ بے حکم لوگ ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو تو وہ بغیر کسی مرض کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملاو تو تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف یہ دو بڑی دلیلیں ہیں، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔

﴿اُسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ﴾: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو۔ ﴿حَضَرْتُ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ سے مزید فرمایا گیا کہ اپنا ہاتھ اپنی قمیص کے گریبان میں ڈال کر نکالو تو وہ کسی مرض کے بغیر سفید اور سورج کی شعاع کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے اپنا دست مبارک گریبان میں ڈال کر نکالا تو اس میں ایسی تیز چمک تھی جس سے نگاہیں جھپک گئیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”اور خوف دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ اپنے ساتھ ملاو تا کہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آئے اور خوف دور ہو جائے۔ یہاں جس خوف کا ذکر ہوا اس کے سبب کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ہاتھ کی چمک دیکھ کر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے دل میں خوف پیدا ہوا اور اس خوف کو دور کرنے کے لئے یہ طریقہ ارشاد فرمایا گیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے وہی خوف مراد ہے جو سانپ کو دیکھنے سے پیدا ہوا تھا، اسے آیت میں بیان کئے گئے

①..... مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۱، ص ۸۶۹، حازن، القصص، تحت الآية: ۳۱، ۳۲/۳، ملقطاً.

طریقے سے دور کیا گیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ عصا اور روشن ہاتھ تیرے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تمہاری رسالت کی دو بڑی دلیلیں ہیں، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں اور وہ ظلم و سرکشی کی حد پار کر چکے ہیں۔^(۱)

قَالَ رَبِّ اِنِّی قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝۳۳ وَاَخِی
هَارُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّی لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِی رِدْءًا یَصْدِیْقُنِیْ ۝ اِنِّی
اَخَافُ اَنْ یُّكْذِبُوْنِ ۝۳۴

ترجمہ کنزالایمان: عرض کی اے میرے رب میں نے ان میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں۔ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اسے میری مدد کے لیے رسول بنا تاکہ وہ میری تصدیق کرے، بیشک مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔

﴿قَالَ رَبِّ: موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب!﴾ جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو عصا اور روشن نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی قوم کی طرف رسول بن کر جانے کا حکم ہوا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، فرعونوں میں سے ایک شخص میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا، تو مجھے ڈر ہے کہ اس کے بدلے میں وہ مجھے قتل کر دیں گے۔^(۲)

①.....مدارک، القصص، تحت الآية: ۳۲، ص ۸۶۹، حازن، القصص، تحت الآية: ۳۲، ۳/ ۴۳۲، جلالین، القصص، تحت الآية: ۳۲، ص ۳۳۰، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآية: ۳۳، ۵۹۶/۸، جلالین، القصص، تحت الآية: ۳۳، ص ۳۳۰، ملقطاً.

﴿وَإِخْوَهُمْ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّْي لِسَانًا﴾ اور میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے۔ ﴿حضرت ہارون عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بڑے بھائی تھے اور بچپن میں فرعون کے ہاں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی زبان شریف میں لکنت آگئی تھی اس لئے آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت ہارون عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے تو اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، اسے میری مدد کے لئے فرعون اور اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیج تاکہ وہ حق بات کو مزید واضح کر کے اور حق کے دلائل بیان کر کے میری تصدیق کرے، بے شک مجھے ڈر ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کے لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور میری دعوت کو قبول نہیں کریں گے۔^(۱)

سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فصاحت

اس آیت میں حضرت ہارون عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی فصاحت اور زبان کی صفائی کا ذکر ہوا، اگرچہ اس سے مراد زبان میں لکنت نہ ہونا اور صحیح بات کرنا ہے لیکن لفظ فصاحت کی مناسبت سے یہاں تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان اقدس کی فصاحت کا بیان کیا جاتا ہے، چنانچہ علامہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان مبارک کی فصاحت، کلام میں جامع الفاظ، انوکھا اظہار بیان، حیرت انگیز احکامات اور فیصلے اتنے زیادہ ہیں کہ شاید ہی کوئی غور و فکر کرنے والا شخص ان کا احاطہ کر سکے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف کا بیان اور ان کے بیان کا زبان کے ساتھ اظہار ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ فصیح اور شیریں بیان دوسرا پیدا ہی نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، نہ تو آپ کہیں باہر تشریف لے گئے اور نہ آپ نے لوگوں میں نشست و برخاست رکھی، پھر آپ ایسی فصاحت کہاں سے لائے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”حضرت اسماعیل عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی لغت اور اصطلاح جو نابید اور فنا ہو چکی تھی، اسے حضرت جبریل عَلَيْهِ الصَّلَامُ میرے پاس لے کر آئے، جسے میں نے یاد کر لیا ہے۔ نیز آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ادب سکھایا تو میرے ادب کو بہت اچھا کر دیا۔



①.....روح البیان، القصص، تحت الآية: ۳۴، ۴۰/۶، ملتقطاً.

عربیت کا وہ علم جو عربی زبان اور اس کی فصاحت و بلاغت سے تعلق رکھتا ہے اسے ادب کہتے ہیں۔^(۱)
 اور علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبان اقدس وحی الہی کی ترجمان اور سرچشمہ آیات و مخزن معجزات ہے، اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حدِ اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں):
 ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
 آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مُقَدَّس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرما دیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا۔ (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں):

وہ زباں جس کو سب گُن کی گُن گئی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
 اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام^(۲)

آیت ذی الحِجْوٰی سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

- (۱)..... اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کی مدد لینا انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد لی۔
- (۲)..... بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت ملی سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی، جیسے حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نبوت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا سے ہے۔

یاد رہے کہ نبوت اللّٰہ تعالیٰ کی عطا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے یہ عطا فرماتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے بعد اب قیامت تک کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم آخری نبی ہیں اور آپ کی آمد پر اللّٰہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے، البتہ اب بھی اللّٰہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرَّب بندوں کی دعا سے ولایت، علم، اولاد اور سلطنت مل سکتی ہے۔

①..... مدارج النبوة، باب اول در بیان حسن و خلقت و جمال، بیان فصاحت شریف، ۱۰/۱۔

②..... سیرت مصطفیٰ، شمائل و خصائل، زبان اقدس، ص ۵۷۵-۵۷۶۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ
إِلَيْكُمَا بِآيَتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغُلُوبُونَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کریں گے غالب آؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے فرمایا: عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے قوت دیں گے اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے تو وہ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے۔ تم دونوں اور تمہاری پیروی کرنے والے غالب آئیں گے۔

﴿قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ﴾ فرمایا: عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے قوت دیں گے۔ ﴿اللَّهُ تَعَالَى﴾ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول فرمائی اور ان سے ارشاد فرمایا ”ہم تیرے بھائی کے ذریعے تمہیں قوت دیں گے اور تمہاری مدد کریں گے اور ہم تم دونوں کو غلبہ و تسلط عطا فرمائیں گے اور دشمنوں کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھا دیں گے، لہذا تم فرعون اور اس کی قوم کے پاس جاؤ، وہ لوگ ہماری نشانیوں کے سبب تم دونوں کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے بلکہ تم دونوں اور تمہاری پیروی کرنے والے ہی ان پر غالب آئیں گے۔“ (۱)

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيَّنَّتْ قَالُوْا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى
وَمَا سِعْنَا بِهَٰذَا إِلَّا بَآيَاتِنَا الْاُولٰٓئِیْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو اور ہم نے

۱..... تفسیر طبری، القصص، تحت الآية: ۳۵، ۷۳/۱۰، مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۵، ص ۸۷۰، ملقطاً.

اپنے اگلے باپ داداؤں میں ایسا نہ بنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے تو (فرعونیوں نے) کہا: یہ تو صرف ایک بناوٹی جادو ہے اور ہم نے اپنے اگلے باپ داداؤں میں یہ (بات کبھی) نہیں سنی۔

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا: پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر آئے تو ان نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان لوگوں نے کہا: یہ تو صرف ایک بناوٹی جادو ہے۔ ان بدنصیبوں نے معجزات کا انکار کر دیا اور ان کو جادو بتا دیا اور ان کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح جادو کی تمام اقسام باطل ہوتی ہیں اسی طرح (مَعَاذَ اللہ) یہ معجزات بھی ہیں۔ فرعونیوں نے مزید یہ کہا کہ جو دعوت آپ ہمیں دے رہے ہیں وہ ایسی نئی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد میں بھی ایسی نہیں سنی گئی تھی۔^(۱)

وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّيٰٓ اَعْلَمُ بِمَنۡ جَاءَ بِالْهُدٰى مِّنۡ عِنۡدِہٖ وَمَنۡ تَكُوْنُ
لَہٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۚ اِنَّہٗ لَا یُعۡلِمُ الظَّالِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور موسیٰ نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا بیشک ظالم مراد کو نہیں پہنچتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور موسیٰ نے فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لائے اور جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا۔ بیشک ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ: اور موسیٰ نے فرمایا۔﴾ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میرا رب

①..... مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۶، ص ۸۷۰، تفسیر طبری، القصص، تحت الآية: ۳۶، ۷۳/۱۰، ملقطاً.

عَزَّوَجَلَّ اسے خوب جانتا ہے جو ہم میں سے حق پر ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا اور وہ وہاں کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ نوازا جائے گا، اگر تمہارے گمان کے مطابق میرے دکھائے ہوئے معجزات جادو ہیں اور میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے یہ کبھی عطا نہ فرماتا کیونکہ وہ غنی اور حکمت والا ہے اور اس کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی جھوٹے اور جادوگر کو رسول بنا کر بھیجے۔ بے شک کفر کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے کامیاب نہیں ہوں گے اور کافروں کو آخرت کی کامیابی مُیَسَّر نہیں۔^(۱)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي
فَأَوْقَدُ لِي لَهَا مِنْ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَمًّا حَلَعَلِّي أَطْلِعُ إِلَى إِلَه
مُوسَى وَإِنِّي لَا ظَنُّهُ مِنَ الْكَذِبِينَ ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور فرعون بولا اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لیے گارا کا ایک کرا ایک محل بنا کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں اور بیشک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا تو اے ہامان! میرے لیے گارے پر آگ جلا پھر میرے لئے ایک اونچا محل بناؤ، شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور بیشک میں تو اسے جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں۔

﴿وَقَالَ فِرْعَوْنُ: اور فرعون نے کہا﴾ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام نے فرعون کو جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی تھی، اس کا انکار کرتے ہوئے فرعون نے اپنے دربار میں موجود لوگوں سے کہا: اے درباریو! میں تمہارے لیے اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا جس کی تم عبادت کرو۔ پھر اس نے اپنے وزیر ہامان

①.....مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۷، ص ۸۷۰.

سے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے گارے پر آگ جلا کر اینٹ تیار کرو، پھر میرے لئے ایک انتہائی اونچا محل بناؤ، شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک لوں اور بیشک میں تو موسیٰ کو اپنے اس دعوے میں جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک معبود ہے جس نے اسے اپنا رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے۔

فرعون نے یہ گمان کیا تھا کہ (مَعَاذَ اللَّهِ) اللہ تعالیٰ کے لئے بھی مکان ہے اور وہ جسم ہے کہ اس تک پہنچنا اس کے لئے ممکن ہوگا، اس لئے اس نے ہامان کو عمارت بنانے کا حکم دیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا، چنانچہ ہامان نے فرعون کے حکم پر عمل کرنے کے لئے ہزار ہا کاریگر اور مزدور جمع کئے، اینٹیں بنوائیں اور تعمیراتی سامان جمع کر کے اتنی بلند عمارت بنوائی کہ دنیا میں اس کے برابر کوئی عمارت بلند نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے اینٹ بنانے والا ہامان ہے، یہ صنعت اس سے پہلے نہ تھی۔^(۱)

وَاسْتَكْبَرَهُوْ وَجُوْدُهُ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُوْا اَنَّهُمُ الْيَنَّا
لَا يُرْجَعُوْنَ ۝۳۹ فَاَخَذْنَاهُ وَجُوْدُهُ فَغَبَدْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِيْنَ ۝۴۰

ترجمہ کنزالایمان: اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستم گاروں کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا تکبر کیا اور وہ سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں۔ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟

﴿وَاسْتَكْبَرَهُوْ وَجُوْدُهُ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے زمین میں تکبر کیا۔ ﴿اس آیت اور اس

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۳۸، ۴۳۳/۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۸، ص ۸۷۱، ملقطاً.

کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ فرعون اور اس کے لشکریوں نے مصر کی سر زمین میں بے جا تکبر کیا اور حق کو نہ مانا اور باطل پر رہے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انہیں اپنے اعمال کے حساب اور ان کی جزا کے لئے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا تو ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا اور وہ سب غرق ہو گئے، تو اے قرآن پڑھنے والو! دیکھو ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟ اور ان کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو۔^(۱)

یہ وہ بنیادی مقصد ہے جس کیلئے یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا کہ گزشتہ قوموں کے واقعات اور ان کے عروج و زوال سے عبرت حاصل کی جائے اور اپنی حالت کو سدھارا جائے۔ افسوس! فی زمانہ لوگ اس مقصد سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور سابقہ قوموں کی عملی حالت اور ان کے عبرت ناک انجام سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى التَّائِبِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يُنْصَرُونَ ﴿٣١﴾
وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۚ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ ہوگی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے دن ان کا بُرا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہیں ہم نے پیشوا بنادیا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگادی اور قیامت کے دن وہ قبیح (بُری) حالت والوں میں سے ہوں گے۔

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يُدْعَوْنَ إِلَى التَّائِبِ﴾ اور انہیں ہم نے پیشوا بنادیا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو دنیا میں لوگوں کا پیشوا بنادیا کہ وہ کفر اور گناہوں کی دعوت دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ

①.....حازن، القصص، تحت الآية: ۳۹-۴۰، ۴۳۳/۳-۴۳۴، مدارك، القصص، تحت الآية: ۳۹-۴۰، ص ۸۷۱-۸۷۲، ملقطاً.

عذابِ جہنم کے مستحق ہوں اور جو ان کی اطاعت کرے وہ بھی جہنمی ہو جائے اور قیامت کے دن کسی بھی طرح ان سے عذاب دور کر کے ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔^(۱)

لوگوں کو تمہاری اور تمہاری مملکت کی رحمت دینے والوں کا انتہام

اس آیت کے مصداق آج کل کے وہ لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو کفر و گمراہی اور بد عملی کی طرف بلاتے ہیں، ان پر اپنے اس عمل کا گناہ ہوگا اور جو لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں وہ بھی گناہگار ہوں گے اور دعوت دینے والوں کے کندھوں پر اپنے عمل کے گناہ کے علاوہ ان کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کا بوجھ الگ ہوگا۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کے بارے میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لِيَحْسَبُوا أَوْذَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ
وَمِنْ أَوْذَارِ الْإِنِّينَ يُضْلَوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ
الْأَسَاءَ مَا يَنْزُرُونَ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اس لئے کہ قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اور کچھ ان لوگوں کے گناہوں کے بوجھ اٹھائیں جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں۔ سن لو! یہ کیا ہی بُرا

بوجھ اٹھاتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے ہدایت کی دعوت دی اسے اس ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی اور جس شخص نے کسی گمراہی کی دعوت دی اسے اس گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے حال پر رحم کھانے اور اپنے اس برے عمل سے باز آ جانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ﴿وَاتَّبِعْنَاهُمْ﴾ اور ہم نے ان کے پیچھے (لعت) لگا دی۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس دنیا میں فرعون اور اس کی قوم پر رسوائی اور رحمت سے دوری لازم کر دی اور قیامت کے دن وہ لوگ بری حالت والوں میں سے ہوں گے۔^(۴)

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۴۱، ۴۳/۳.

②.....نحل: ۲۵.

③.....مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة... الخ، ص ۱۴۳۹، الحديث: ۱۶ (۲۶۷۴).

④.....مدارك، القصص، تحت الآية: ۴۲، ص ۸۷۲.

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ
بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اس کے بعد کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک فرمادیا تھا (موسیٰ کو وہ کتاب دی) جس میں لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیات میں فرعون اور اس کی قوم کا انجام اور ان پر اللہ تعالیٰ کا ہونے والا غضب بیان کیا گیا اور اب یہاں وہ احسان اور انعام بیان کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمایا۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ بے شک پہلی قوموں جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم، قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب تورات عطا فرمائی جس میں لوگوں کے دلوں کی آنکھیں کھولنے والی باتیں ہیں تاکہ وہ بصیرت کی نگاہ سے انہیں پڑھ کر ہدایت حاصل کریں اور یہ اس کے لئے گمراہی سے ہدایت ہے جو اس کے احکامات پر عمل کرے اور اس کے لئے رحمت ہے جو اس پر ایمان لائے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کتاب اس لئے عطا فرمائی تاکہ لوگ اس کے مواظف سے نصیحت حاصل کریں۔ (۱)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ
مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۳۴﴾ وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ

①..... البحر المحيط، القصص، تحت الآية: ۴۳، ۱۱۵/۷، حازن، القصص، تحت الآية: ۴۳، ۴۳/۳، ملتقطاً.

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم حاضر نہ تھے۔ مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز گزرا اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم اس وقت طور کی مغربی جانب میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا اور اس وقت تم موجود نہ تھے۔ لیکن (ہوا یہ) کہ ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں تو ان کی عمریں لمبی ہو گئیں اور نہ تم اہل مدین میں ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے مقیم تھے لیکن ہم رسول بھیجنے والے ہیں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعَرَبِ﴾: اور تم اس وقت طور کی مغربی جانب میں نہ تھے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کے حیرت انگیز واقعات بیان ہوئے اور اب یہاں سے وہ انعام بیان کیا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے ان واقعات کی وحی فرمائی اور ان غیبی علوم کے ساتھ خاص فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے انبیاء کے سردار! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جب ہم نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی طرف رسالت کا پیغام بھیجا، ان سے کلام فرمایا اور انہیں اپنی بارگاہ میں قرب عنایت کیا تھا، اس وقت آپ وہاں حاضر نہ تھے، لیکن ہوا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے بعد بہت سی امتیں پیدا کیں اور جب ان کی عمریں لمبی ہو گئیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا عہد بھول گئے اور انہوں نے اس کی فرمانبرداری ترک کر دی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم سے عالم کے سردار، حبیب خدا، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں اور آپ پر ایمان لانے کے متعلق عہد لئے تھے اور جب طویل زمانہ گزرا اور امتوں کے بعد امتیں گزرتی چلی گئیں تو وہ لوگ ان

عہدوں کو بھول گئے اور انہیں پورا کرنا ترک کر دیا، اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، نہ ہی آپ مَدِیْنَتِنِ والوں میں ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے مقیم تھے، تو ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا، آپ کو علم دیا اور پہلوں کے حالات پر مُطَّلَع کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے ان واقعات کو بیان فرمائیں اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی خبر نہ دیتا تو آپ از خود ان واقعات کے بارے میں نہ جان سکتے تھے اور نہ ہی لوگوں کو بتا سکتے تھے۔^(۱)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَكِنْ رَّحِمَةً مِّنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ
قَوْمًا مَّا أَتَتْهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ہاں تمہارے رب کی مہر ہے (کہ تمہیں غیب کے علم دیے) کہ تم ایسی قوم کو ڈرناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرنا نہ والا نہ آیا یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نہ تم اس وقت طور کے کنارے پر تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی، لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے تاکہ تم اس قوم کو ڈراؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

﴿وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ﴾: اور نہ تم اس وقت طور کے کنارے پر تھے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اور نہ آپ اس وقت کوہ طور کے کنارے پر تھے جب ہم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تورات عطا فرمانے کے بعد ندا فرمائی، لیکن یہ آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے رحمت ہے کہ اس نے آپ کو نبی علوم عطا فرمائے جن سے آپ گزشتہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور سابقہ امتوں کے احوال بیان فرما رہے ہیں اور آپ کا ان اُمور کی خبر دینا آپ کی نبوت کی روشن اور ظاہر دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی علوم اس لئے عطا فرمائے تاکہ

①..... البحر المحيط، القصص، تحت الآية: ۴۴- ۴۵، مدارک، القصص، تحت الآية: ۴۴- ۴۵، ص ۸۷۲- ۸۷۳، حازن، القصص، تحت الآية: ۴۴- ۴۵، ۴۳۴/۳.

آپ اس قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور انہیں یہ امید کرتے ہوئے ڈرائیں کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔^(۱)

یاد رہے کہ کفار مکہ کے پاس نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور عرب میں حضرت اسماعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سے لے کر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور اہل کتاب کے پاس حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سے لے کر حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس طرح کفار مکہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں، اسی طرح اہل عرب، اہل کتاب، بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

وَلَوْلَا اَنْ تُصِيبَهُمْ مُّصِیْبَةٌۭ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْہُمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا اُرْسَلَتْ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگوں کو ان کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے (جب جہنم کی) مصیبت پہنچتی تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان والوں میں سے ہو جاتے۔

﴿وَلَوْلَا﴾ اور اگر یہ بات نہ ہوتی۔ ﴿اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی قوم کی طرف رسول بھیجنے سے پہلے ہی ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سختی آجاتی یا ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا تو وہ لوگ

①.....حازن، القصص، تحت الآیة: ۴۶، ۴۳۴/۳-۴۳۵، مدارک، القصص، تحت الآیة: ۴۶، ص ۸۷۳، ملقطاً.

یہ عذر پیش کر سکتے تھے کہ اے اللہ! غزو و جُلّ، ہم پر سختی اور عذاب نازل کرنے سے پہلے تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تا کہ ہم تیری دلیلوں کو ماننے اور اپنے رسول پر جو کتاب تو نازل فرماتا اس کی آیتوں کی پیروی کرتے، صرف تیرے ہی معبود ہونے پر ایمان لاتے اور تیرے رسول کی احکامات اور ممنوعات میں تصدیق اور اطاعت کرتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے عذاب نازل کرنے سے پہلے لوگوں کی طرف اپنے رسول بھیجے تا کہ ان کی تبلیغ اور کوششوں کے بعد جب اپنے کفر اور گناہوں پر قائم رہنے والوں کو ان کے اعمال کی سزا ملے تو وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔

اس کے ہم معنی وہ آیت مبارکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنَاهُمْ بَعْدَ اِيَّاكَ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعُ اٰيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزِيَ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ہم انہیں رسول کے آنے سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو ضرور کہتے: اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے؟

فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا اُوْتِيَ مِثْلُ مَا اُوْتِيَ مُوسٰى ط
اَوْ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَا اُوْتِيَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ج قَالُوا سِحْرَانِ تَظْهَرَا ۚ^{وقفہ}
وَقَالُوا اِنَّا بِكُلِّ كَفْرٍ وَّ ن ۝۳۸

ترجمہ کنز الایمان: پھر جب ان کے پاس حق آیا ہماری طرف سے بولے انہیں کیوں نہ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا کیا اس کے منکر نہ ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا بولے دو جادو ہیں ایک دوسرے کی پشتی پر اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو انہوں نے کہا: اس (نبی) کو اس جیسا کیوں نہ

دیدیا گیا جیسا موسیٰ کو دیا گیا تھا؟ کیا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا تھا جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا؟ انہوں نے کہا: یہ دو جادو ہیں جو ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور انہوں نے کہا: بیشک ہم ان سب کا انکار کرنے والے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا: پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا۔﴾ اس سے پہلی آیت میں بیان کیا گیا کہ خوف کے وقت کافر کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور اس آیت میں رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھیجے جانے کے بعد کفار مکہ کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب کفار مکہ کے پاس ہماری طرف سے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اس نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اس جیسا کیوں نہ دیدیا گیا جیسا (حضرت) موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیا گیا تھا؟ یعنی انہیں قرآن کریم یکبارگی کیوں نہیں دیا گیا جیسا کہ حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو پوری توریت ایک ہی بار میں عطا کی گئی تھی؟ یا اس کے یہ معنی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عصا اور روشن ہاتھ جیسے وہ معجزات کیوں نہ دیئے گئے جو حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیئے گئے تھے؟ اس کا پس منظر یہ ہے کہ یہودیوں نے کفار قریش کو پیغام بھیجا کہ وہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے معجزات طلب کریں۔ جب کفار قریش نے ایسا کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن یہودیوں نے یہ سوال کرنے کا کہا ہے کیا وہ خود روشن نشانیوں کے باوجود حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے اور جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے اس کے منکر نہ ہوئے اور جب یہ خود اس کے منکر ہیں جو حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیا گیا تو کس منہ سے اس کا مطالبہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ کفار قریش تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے منکر تھے اور جب انہوں نے (یہودیوں کے کہنے پر) رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) جیسے معجزات طلب کئے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”کیا کفار مکہ نے اس کا انکار نہیں کیا تھا جو حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیا گیا اور جب یہ حضرت موسیٰ (عَلِیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیئے جانے والے معجزات کے منکر ہیں تو پھر ان جیسے معجزات کا مطالبہ کیوں کر رہے ہیں! (۱)

﴿قَالُوا سِحْرَانِ: انہوں نے کہا تھا کہ یہ دو جادو ہیں۔﴾ مکہ کے مشرکین نے مدینہ کے یہودی سرداروں کے پاس قاصد

①.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۴۸، ۶۰/۸-۶۰/۶، حازن، القصص، تحت الآیۃ: ۴۸، ۴۳/۳، ملقطاً۔

بھیج کر دریافت کیا کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں سابقہ کتابوں میں کوئی خبر ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت و صفت ان کی کتاب توریت میں موجود ہے۔ جب یہ خبر کفار قریش کو پہنچی تو وہ توریت اور قرآن کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ دونوں جادو ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کی مددگار ہے۔ قرآن مجید کی ایک دوسری قراءت کے اعتبار سے معنی یہ ہوں گے کہ کفار نے کہا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں جادوگر ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کا مُعین و مددگار ہے۔ مزید کفار مکہ نے یہ کہا کہ بیشک ہم تورات کے بھی منکر ہیں اور قرآن کے بھی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا بھی انکار کرتے ہیں اور محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھی۔ (۱)

قُلْ فَاتَّبِعُوا بَکِیۡتِیۡ مِّنْ عِنۡدِ اللّٰهِ هُوَ اٰهُدٰی مِنْہَا اَتَّبِعُہٗ اِنۡ کُنۡتُمْ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۹﴾ اِنۡ لَّمْ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ ط
وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ اَتَّبَعَ ہُوَ بِغَیۡرِ ہُدٰی مِّنۡ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی
الْقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بیشک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو۔

ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت

والی ہو میں اس کی پیروی کر لوں گا۔ پھر اگر وہ یہ تمہاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

﴿قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ: تم فرماؤ: تو اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لے آؤ۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ کے انکار کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کافروں سے فرمادیں کہ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ تورات اور قرآن کریم جادو ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت والی ہو، اگر تم ایسی کتاب لے آئے تو میں اس کی پیروی کر لوں گا۔ یہاں یہ تنبیہ فرمائی گئی کہ کفار ایسی کتاب لانے سے بالکل عاجز ہیں، چنانچہ اگلی آیت میں ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، پھر اگر وہ کفار یہ تمہاری بات قبول نہ کریں اور ایسی کتاب نہ لاسکیں تو آپ جان لیں کہ یہ کفر کی جس سواری پر سوار ہیں اس کی ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور بس وہ اپنی خواہشوں ہی کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو خلاف ہدایت اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو اپنے دین کی طرف ہدایت نہیں دیتا۔^(۱)

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان کے لیے بات مسلسل اتاری کہ وہ دھیان کریں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے ان کے لیے کلام مسلسل بھیجا تا کہ وہ نصیحت مانیں۔

﴿وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ: اور بیشک ہم نے ان کے لیے کلام مسلسل بھیجا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم قرآن مجید کو ایک ہی بار میں نازل کرنے پر قادر ہیں لیکن ہم نے کفار قریش کے لیے اپنا کلام مسلسل بھیجا اور قرآن کریم ان کے پاس لگاتار اور مسلسل آیا جس میں جنت کے وعدے، جہنم کے عذاب کی وعید، سابقہ قوموں کے واقعات، عبرتوں اور نصیحتوں

۱.....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۹-۵۰، ۴۳۵/۳-۵۳۶، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۵۹-۵۰، ۴۱۲/۶، ملتقطاً.

پر مشتمل آیات نازل ہوئیں تاکہ یہ لوگ بار بار سن کر سمجھ سکیں اور ایمان لائیں تو ہمارا قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا نازل کرنا ان کی مصلحت کی وجہ سے ہے اور وہ لوگ کس قدر جاہل ہیں جو اپنی مصلحت کی مخالفت کرتے ہوئے قرآن مجید کو ایک ہی بار میں نازل کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

﴿الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ﴾ جن لوگوں کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت اہل کتاب کے مومن حضرات حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ یہ ان انجیل والوں کے حق میں نازل ہوئی جو حبشہ سے آ کر سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے۔ یہ چالیس حضرات تھے جو حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ آئے، جب انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور معاش کی تنگی دیکھی تو بارگاہ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں عرض کی: ہمارے پاس مال ہیں، حضور اجازت دیں تو ہم واپس جا کر اپنے مال لے آئیں اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کریں۔ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت دی اور وہ جا کر اپنے مال لے آئے اور ان سے مسلمانوں کی خدمت کی۔ ان کے حق میں یہ آیات ”مِمَّا مَرَّزْتُمُہُمْ یُفْقُّوْنَ“ تک نازل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ یہ آیتیں 80 اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں 40 نجران کے، 32 حبشہ کے اور 8 شام کے تھے۔^(۱)

وَإِذَا يُتْلٰی عَلَیْہِمْ قَالُوا اَمَّا بَہٗ اِنَّہٗ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان پر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس (قرآن) سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے۔

﴿وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ﴾ اور جب ان پر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ﴿یہاں ان لوگوں کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ جب ان کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی ہمارے رب عزوجل کے پاس سے حق ہے۔ ہم اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی فرمانبردار ہو چکے تھے اور ہم حبیب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برحق نبی ہونے پر ایمان رکھتے تھے کیونکہ توریت و انجیل میں ان کا ذکر موجود ہے۔^(۱)

أُولَٰئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَآوَدُوا سَرَّوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان کو ان کا اجر دو بار دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان کو ان کا اجر دو گنا دیا جائے گا کیونکہ انہوں نے صبر کیا اور یہ برائی کو بھلائی سے دور کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ يُؤْتُونَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ﴾ ان کو ان کا اجر دو گنا دیا جائے گا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کو دو گنا اجر دیا جائے گا کیونکہ وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان لائے اور قرآن پاک پڑھی اور یہ ان کے اس صبر کا بدلہ ہے جو انہوں نے اپنے دین

①.....حازن، القصص، تحت الآية: ۵۳، ۴۳۶/۳.

پر اور مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں پر کیا۔

دُگنا اجر پانے والے لوگ

اس آیت میں دُگنا اجر پانے والے حضرات کا بیان ہوا اور حدیثِ پاک میں ان کے علاوہ مزید ایسے افراد کا بھی ذکر ہے جنہیں دُگنا اجر ملے گا، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جنہیں دواجر ملیں گے، (1) اہل کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا اور سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بھی۔ (2) وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کیا اور اپنے آقا کا بھی۔ (3) وہ شخص جس کے پاس باندی تھی جس سے وہ قربت کرتا تھا، پھر اس کو اچھی طرح ادب سکھایا، اچھی تعلیم دی اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے لئے بھی دواجر ہیں۔“ (1)

﴿وَيَذَرُكَ رَاءُؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ﴾: اور یہ بُرائی کو بھلائی سے دُور کرتے ہیں۔ ﴿یہاں ان اہل کتاب کا ایک وصف یہ بیان کیا گیا کہ وہ بُرائی کو بھلائی سے دُور کرتے ہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ طاعت سے مَعْصِیَّت کو اور حِلْم سے ایذا کو دُور کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وَحْدَانِیَّت کی گواہی دینے سے شرک کو دُور کرتے ہیں۔ آیت کے آخر میں ان کا یہ وصف بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ اس کی راہ میں صدقہ کرتے ہیں۔“ (2)

وَإِذَا سَبَّحُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا إِنَّا عُمَّالٌ لَّكُمْ أَعْمَالُكُمْ
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝۵۵

ترجمہ کنز الایمان: اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں اس سے تغافل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے عمل اور تمہارے لیے تمہارے عمل بس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی نہیں۔

①.....مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، الفصل الاول، ۲۳/۱، الحديث: ۱۰، مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا... الخ، ص ۹۰، الحديث: ۲۴۱ (۱۵۴)۔

②.....مدارك، القصص، تحت الآية: ۵۴، ص ۸۷۴، خازن، القصص، تحت الآية: ۵۴، ۴۳۶/۳، ملقطاً۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب یہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔

﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾ اور جب یہودہ بات سنتے ہیں اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ﴿﴾ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مکہ کے مشرکین اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کو گالیاں دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہارا ستیاناس ہو، تم نے اپنے پرانے دین کو چھوڑ دیا۔ ان کے اس طرز عمل پر ایمان لانے والے اہل کتاب ان سے منہ پھیر لیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ بس تمہیں دُور ہی سے سلام ہے اور ہم جاہلوں کے ساتھ دوستی نہیں کرنا چاہتے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ مشرک لوگ مکہ مکرمہ کے ایمانداروں کو ان کا دین ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے پر گالیاں دیتے اور بُرا کہتے، یہ حضرات ان کی یہودہ باتیں سن کر اعراض فرماتے اور ان سے کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارا دین ہے اور تمہارے لیے تمہارا دین ہے، ہم تمہاری یہودہ باتوں اور گالیوں کے جواب میں گالیاں نہ دیں گے اور ہم جاہلوں کے ساتھ میل جول نشست و برخاست نہیں چاہتے کیونکہ ہمیں جاہلانہ حرکات گوارا نہیں۔^(۱)

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ
أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت

۱..... روح البیان، القصص، تحت الآية: ۵۵، ۴۱/۶، خازن، القصص، تحت الآية: ۵۵، ۴۳۶/۳، ملقطاً.

دیدیتا ہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو۔ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کا شان نزول یوں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے اس کی موت کے وقت فرمایا: اے چچا! ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہو، میں تمہارے لئے قیامت کے دن گواہ ہوں گا۔ اس نے (صاف انکار کر دیا اور) کہا: اگر مجھے قریش کی طرف سے عیب لگائے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا (کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا ہے) تو میں ضرور ایمان لا کر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔^(۱) اور ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ اپنے چچا کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کریں، آپ اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا کر چکے، ہدایت دینا اور دل میں ایمان کا نور پیدا کرنا یہ آپ کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اسے خوب معلوم ہے کہ کسے یہ دولت دے گا اور کسے اس سے محروم رکھے گا۔^(۲)

ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریریں

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ابوطالب کے ایمان سے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ ابوطالب تمام عمر حضور سید المرسلین، سید الاولین والآخرین، سید البر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الی یوم القدر کی حفظ و حمایت و کفالت و نصرت میں مصروف رہے۔ اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اور اس وقت میں ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جاں ہو گیا تھا اور حضور کی محبت میں اپنے تمام عزیزوں و قریبوں سے مخالفت گوارا کی، سب کو چھوڑ دینا قبول کیا، کوئی دقیقہ غمگساری و جاں نثاری کا نامرعی نہ رکھا (یعنی ہر لمحہ غمگساری اور جاں نثاری کی)، اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، ان پر ایمان لانے میں جنت ابدی اور تکذیب میں جہنم دائمی ہے، بنو ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو و فلاح پاؤ گے، نعت شریف میں قصائد ان سے منقول، اور ان میں براہ

①.....مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت... الخ، ص ۳۴، الحدیث: ۴۱-۴۲ (۲۵)۔

②.....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۶، ۴۳۷/۳، تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۵۶، ۵/۹، ملقطاً۔

فراست وہ اُمور ذکر کیے کہ اس وقت تک واقع نہ ہوئے تھے (بلکہ) بعدِ بعثت شریف ان کا ظہور ہوا، یہ سب احوال مطالعہٴ احادیث و مراجعتِ کتبِ سیر (یعنی سیرت کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے) سے ظاہر۔ مگر مجرّد ان اُمور سے ایمان ثابت نہیں ہوتا۔ کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالتِ اسلام میں صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ ظاہر اُسیدنا حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے بھی افضل قرار پاتے اور افضل الاِمام حضور افضل الاِنام عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَافْضَلُ الصَّلٰوۃُ السَّلَام (یعنی تمام انسانوں سے افضل حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب سے افضل بچا) کہلائے جاتے۔ تقدیر الہی نے بر بنائے اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، انہیں گروہِ مسلمین و غلامانِ شفیق المذنبین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا۔ فَاعْتَبِرُوا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔ (تو اے عقل رکھنے والو! ان کے حال سے عبرت حاصل کرو) صرف معرفت گو کسی ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں۔^(۱)

مزید فرماتے ہیں: ”آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صحیحہ، مُتوافرہ، مُستظافرہ (یعنی بکثرت صحیح احادیث) سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپس ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں۔^(۲)

نوٹ: ابوطالب کے ایمان نہ لانے سے متعلق تفصیلی دلائل کی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 29 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کا رسالہ ”شَرْحُ الْمَطَالِبِ فِی مَبْحَثِ اَبِی طَالِب“ (ابوطالب کے ایمان سے متعلق بحث) کا مطالعہ کریں۔

وَقَالُوا اِنْ تَتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نَتَّخِطُ مِنْ اَرْضِنَاۤ اَوْلَمَ
نُمْكِنُ لَهُمْ حَرَمًا اِمْنًا يَّجْبٰى اِلَيْهِ شَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رَّزَقًا مِّنْ لَّدُنَّا
وَلٰكِنَّا كَثَرْتُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾

۱..... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی بحث ابی طالب، ۶۵۸-۶۵۷/۲۹۔

۲..... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: شرح المطالب فی بحث ابی طالب، ۶۶۱/۲۹۔

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اچک لے جائیں گے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (کافر) کہتے ہیں: (اے محمد!) اگر ہم تمہارے ساتھ (مل کر) ہدایت کی پیروی کریں تو ہمیں ہماری سرزمین سے اچک لیا جائے گا۔ کیا ہم نے انہیں امن و امان والی جگہ حرم میں ٹھکانا نہ دیا جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں (جو) ہماری طرف کا رزق ہے لیکن ان میں اکثر جانتے نہیں۔

﴿وَقَالُوا: اور (کافر) کہتے ہیں۔﴾ شان نزول: یہ آیت حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ یہ بات تو ہم یقین سے جانتے ہیں کہ جو آپ فرماتے ہیں وہ حق ہے، لیکن اگر ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے تو ہمیں ڈر ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں شہر بدر کر دیں گے اور ہمیں ہمارے وطن میں نہ رہنے دیں گے اور عرب کی سرزمین سے ایک دم ہمیں نکال دیں گے۔ اس آیت میں اس بات کا جواب دیا گیا کہ کیا ہم نے انہیں امن و امان والی جگہ حرم میں ٹھکانا نہ دیا جہاں کے رہنے والے قتل و غارت گری سے امن میں ہیں اور جہاں جانوروں اور سبزوں تک کو امن ہے اور جس کی طرف مختلف ممالک سے ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری طرف کا رزق ہے، لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے نہیں جانتے کہ یہ روزی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، انہیں اگر یہ سمجھ ہوتی تو یہ بات جان جاتے کہ خوف اور امن بھی اسی کی طرف سے ہے اور ایمان لانے کی صورت میں شہر بدر کئے جانے کا خوف نہ کرتے۔^(۱)

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَبِتُّكَ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ
مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۵۸﴾

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۵۷، ۴۳۷/۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۵۷، ص ۸۷۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اتر گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہمیں وارث ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترانے لگے تھے تو یہ ان کے مکانات ہیں جن میں ان کے بعد بہت کم رہائش رکھی گئی اور ہم ہی وارث ہیں۔

﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾ اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے۔ ﴿یہاں کفار مکہ کو ایسی قوموں کے خراب انجام سے خوف دلایا جا رہا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر کرنے کی بجائے ان نعمتوں پر اترتے تو وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اور یہ ان کے مکان ہیں جن کے آثار اب بھی باقی ہیں اور عرب کے لوگ اپنے سفروں میں انہیں دیکھتے ہیں کہ ان مکانات میں ہلاک ہونے والوں کے بعد بہت کم رہائش رکھی گئی کہ کوئی مسافر یا راہ گزر ان میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جاتا ہے، پھر یہ اسی طرح خالی پڑے رہتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کا کوئی جانشین باقی نہ رہا اور اب اللہ تعالیٰ کے سوا ان مکانوں کا کوئی وارث نہیں کیونکہ مخلوق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔^(۱)

معاشرے کو امن و امان کا تصور دلانے کا طریقہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی اطاعت سے امن نصیب ہوتا اور نبی علیہ السلام کی مخالفت سے ہلاکت ہوتی ہے، جبکہ کفار مکہ نے الٹا سمجھ لیا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے بد امنی ہوگی اور مخالفت سے امن ملے گا حالانکہ تاریخ اس کے برعکس ہے اور تاریخ سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والا شخص بھی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے نبی علیہ السلام کی اطاعت کی انہوں نے دنیا میں امن پایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے اور جو لوگ اپنے نبی علیہ السلام کی اطاعت سے رُوگردانی کرتے رہے اور ان کی مخالفت پر کمر بستہ رہے وہ انتہائی خوفناک عذابوں کے ذریعے ہلاک کر دیئے گئے۔ اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے معاشرے میں

①.....مدارک، القصص، تحت الآیة: ۵۸، ص ۸۷۵، خازن، القصص، تحت الآیة: ۵۸، ۴۳۷/۳، ملقطاً.

پائی جانے والی بد امنی کی وجوہات اور اسباب پر بھی دل سے غور کرنا چاہئے اور بطورِ خاص اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ ہمارا تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیمات اور احکامات پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ تو نہیں، اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اطاعت نہ کرنے کی رُوں کو ترک کر دیں اور سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کامل اطاعت و فرمانبرداری شروع کر دیں، اِنْ شَاءَ اللہ برسوں نہیں، مہینوں میں بلکہ دنوں میں ہمارا معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں لوگوں کی پکڑ اور ان کی سزا سے خوف کھانا جبکہ اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بے خوف ہونا کفار کا طریقہ ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے اور اس سے کسی بھی حال میں بے پروا نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نَصِیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے
ارے او مجرم بے پروا دیکھ سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ
اٰیٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ اِلَّا وَاَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے مگر جبکہ ان کے ساکن ستم گار ہوں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرکزی شہر میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں مگر (اسی وقت) جب ان کے رہنے والے ظالم ہوں۔

﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا: اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرجع شہر میں رسول نہ بھیجے۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ شہروں کو اس وقت تک ہلاک نہیں فرماتا جب تک ان کے مرکزی مقام میں رسول نہ بھیج دے جو ان میں رہنے والوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھے اور انہیں تبلیغ کرے اور اس بات کی خبر دیدے کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب نازل کیا جائے گا تا کہ ان پر حجت لازم ہو جائے اور ان کے لئے عذر کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور ہم شہروں کو اسی وقت ہلاک کرتے ہیں جب ان میں رہنے والے لوگ ظالم ہوں، رسول کو جھٹلاتے ہوں، اپنے کفر پر قائم ہوں اور اس سبب سے وہ عذاب کے مستحق ہوں۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں مرکزی شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور رسول سے مراد نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔^(۱)

مرجعہ رہائش کے کاروبار

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے پہلے کی وہ بستیاں جو اجڑی ہوئی اور ویران نظر آ رہی ہیں اور فی زمانہ بھی ان میں سے کئی بستیوں کے آثار باقی ہیں، یہ بغیر کسی وجہ کے تباہ و برباد نہیں کی گئیں بلکہ ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھیجے جنہوں نے ان میں رہنے والوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور انہیں کفر و شرک چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی، لیکن جب وہاں کے رہنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بات ماننے کی بجائے انہیں جھٹلایا اور اپنے کفر و شرک پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ظلم کی وجہ سے انہیں ہلاک اور ان کے شہروں اور بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَأَبْقٰی ؕ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۰

۱.....مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۵۹، ص ۸۷۵-۵۷۶، حازن، القصص، تحت الآیۃ: ۵۹، ۴۳۷/۳، ملقطاً۔

ترجہ کنزالایمان: اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے وہ دنیوی زندگی کا برتاو اور اس کا سنگار ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ترجہ کنزالعرفان: اور (اے لوگو!) جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے تو وہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان اور اس کی زینت ہے اور جو (ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟

﴿وَمَا أَوْتِيتُمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ اور (اے لوگو!) جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے۔ ﴿یہاں بطور خاص کفار مکہ سے اور عمومی طور پر تمام لوگوں سے فرمایا گیا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے تو وہ دنیوی زندگی کا ساز و سامان اور اس کی زینت ہے جس کی بقا بہت تھوڑی اور جس نے آخر کار فنا ہونا ہے اور جو ثواب اور آخرت کے منافع اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والے ہیں کیونکہ یہ تمام پریشانیوں سے خالی اور کبھی ختم نہ ہونے والے ہیں، تو کیا تم میں عقل نہیں کہ اتنی بات سمجھ سکو کہ جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ فنا ہو جانے والی سے بہتر ہے اور تم بہتر چیز کو اختیار کر سکو اور اسے ترجیح دو جو ہمیشہ باقی رہے گی اور اس کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔^(۱)

آخرت کی دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیوی ساز و سامان، عیش و عشرت اور زیب و زینت کو اخروی نعمتوں اور آسائشوں پر ترجیح دے وہ بے عقل اور نادان ہے کیونکہ وہ عارضی اور ختم ہو جانے والی چیز کو اس پر ترجیح دے رہا ہے جو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی ختم نہ ہونے والی ہے۔ ایسے شخص کے لئے درج ذیل آیات میں بڑی عبرت ہے جو اصل کے اعتبار سے تو کفار کیلئے ہیں لیکن اپنے کئی پہلوؤں کے اعتبار سے مسلمانوں کیلئے بھی درس نصیحت و عبرت ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجہ کنزالعرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت

چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے

مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ

إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿٥﴾

①.....قرطبی، القصص، تحت الآية: ۶۰، ۲۲۷/۷، الجزء الثالث عشر، مدارك، القصص، تحت الآية: ۶۰، ص ۸۷۶، خازن، القصص، تحت الآية: ۶۰، ۴۳۷/۳-۴۳۸، تفسیر قرطبی، القصص، تحت الآية: ۶۰، ۹۱/۱۰، ملقطاً.

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا
النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلَّ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا
نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا
مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ
وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا (۲)

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَإِذَا جَاءَتْ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۖ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ
الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ۖ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ
يَرَىٰ ۖ فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ۖ وَآثَرَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا ۖ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْبَاوِي ۖ وَأَمَّا مَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَعَىٰ النَّفْسَ الْهَوٰى ۖ
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْبَاوِي (۳)

لہذا اے انسان!

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ

①.....ہود: ۱۶، ۱۵

②.....بنی اسرائیل: ۱۸، ۱۹

③.....نازعات: ۴۱-۴۰

اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے
لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں
نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم
جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے
ہیں پھر ہم نے اس کیلئے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ مذموم،
مردود ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کیلئے
ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا بھی ہو
تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

ترجمہ کنز العرفان: پھر جب وہ عام سب سے بڑی مصیبت
آئے گی۔ اس دن آدمی یاد کرے گا جو اس نے کوشش کی تھی۔
اور جہنم ہر دیکھنے والے کیلئے ظاہر کر دی جائے گی۔ تو وہ جس
نے سرکشی کی۔ اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک جہنم ہی اس
کا ٹھکانا ہے۔ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے
ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس

نَصِيْبِكَ مِنَ الدُّنْيَا وَآخِرَتٍ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَتَّبِعِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ (۱)

کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ فساد یوں کو پسند نہیں کرتا۔

افسوس! انی زمانہ مسلمانوں کی اکثریت بھی دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی بے عقلی اور نادانی کا شکار ہے اور ان میں سے بعض کا حال یہ ہو چکا ہے کہ دنیا کا مال حاصل کرنے کیلئے لوگوں کو دھمکیاں دینے، انہیں اغوا کر کے تاوانوں کا مطالبہ کرنے، اسلحے کے زور پر مال چھیننے جیسی کئی طرح کے مال حاصل کرنے کی خاطر لوگوں کو جان تک سے مار دینے میں لگے ہوئے ہیں، الغرض دنیا کا مال اور اس کا عیش و عشرت حاصل کرنا ان کی اولین ترجیح بنا ہوا ہے اور اس کے لئے وہ ہر سطح پر جانے کو تیار ہیں اور اپنی آخرت سے متعلق انہیں ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

أَفَسَنْ وَعَدْنَاهُ وَعَدًا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ لِمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الدُّنْيَا
ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝۶۱

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہوا ہے پھر وہ اس (وعدے) سے ملنے والا (بھی) ہے کیا وہ اس شخص جیسا ہے جسے ہم نے (صرف) دنیوی زندگی کا ساز و سامان فائدہ اٹھانے کو دیا ہو پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہو۔

﴿أَفَسَنْ وَعَدْنَاهُ وَعَدًا حَسَنًا﴾: تو وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ﴿لَمْ يَشَأْ﴾: ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تم اس بات پر غور کرو کہ وہ شخص جس سے ہم نے اس کے ایمان اور طاعت پر جنت کے ثواب کا اچھا وعدہ کیا ہوا ہے، پھر وہ اس

وعدے کو پانے والا بھی ہے، کیا وہ اس شخص جیسا ہے جسے ہم نے صرف دُنئیوی زندگی کا ساز و سامان فائدہ اٹھانے کو دیا ہو اور یہ ساز و سامان عنقریب زائل ہو جانے والا ہو، پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہو! یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ جسے اچھا وعدہ دیا گیا اس سے مراد مومن ہے اور دوسرے شخص سے کافر مراد ہے۔^(۱)

دُنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند اور وہاں کی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صرف دنیا کا طلبگار اور آخرت سے بے پرواہ ہے وہ اس شخص جیسا نہیں جو دنیا کی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر قناعت کرنے کی بجائے آخرت کی اچھی زندگی کا خواہش مند اور وہاں کی عظیم الشان دائمی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کا وہ عیش و عشرت جس کے بعد بندہ عذاب میں مبتلا ہو جائے، کسی طرح بھی اس قابل نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دی جائے اور نہ ہی کوئی عقل مند انسان ایسا کر سکتا ہے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا

أَغْوَيْنَهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم گمان کرتے تھے۔ کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم سمجھتے تھے۔

۱..... روح البیان، القصص، تحت الآیة: ۶۱، ۶۲، ۶۳، جلالین، القصص، تحت الآیة: ۶۱، ۶۲، ۶۳، ص ۳۳۲، ملقطاً.

وہ لوگ جن پر قول ثابت ہو چکا ہے وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہی ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں ایسے ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔ ہم ان سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ﴾ اور یاد کرو جس دن انہیں ندا کرے گا۔ ﴿اِسْ اٰیٰتِ اٰرَاسِ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ڈانٹتے ہوئے ندا کرے گا اور ان سے فرمائے گا ”وہ کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں میرا شریک سمجھتے تھے۔ یہ نداسن کر عام کفار کی بجائے گمراہوں کے سردار اور کفر کے پیشوا جن پر جہنم کا عذاب واجب ہو چکا ہے، کہیں گے: اے ہمارے رب! یہی ہماری پیروی کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے شرک کی طرف بلا کر گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں گمراہ کیا تو یہ اسی طرح گمراہ ہو گئے جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ جیسے ہم اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے اسی طرح یہ بھی اپنے ہی اختیار سے گمراہ ہوئے کیونکہ ہم نے تو صرف انہیں بہکایا تھا گمراہی پر مجبور نہیں کیا تھا اس لئے ہماری اور ان کی گمراہی میں کوئی فرق نہیں۔ ہم ان سے اور جس کفر کو انہوں نے اختیار کیا اس سے بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں، یہ ہماری عبادت نہ کرتے تھے بلکہ یہ اپنی خواہشوں کے پرستار اور اپنی شہوات کے اطاعت گزار تھے۔^(۱)

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَاُولَ الْعَذَابِ
لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان سے فرمایا جائے گا اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ان سے فرمایا جائے گا: اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے تو وہ انہیں جواب نہ دیں گے

۱..... مدارك، القصص، تحت الآية: ۶۲-۶۳، ص ۸۷۶-۸۷۷، روح البيان، القصص، تحت الآية: ۶۲-۶۳، ۴۲۱/۶، ملتقطاً.

اور یہ عذاب دیکھیں گے۔ کیا اچھا ہوتا اگر یہ ہدایت حاصل کر لیتے۔

﴿وَقِيلَ اِذْ عُواثُرْ كَاغَا۟ءَ كُمْ فَدَعَوْهُمْ: اور ان سے فرمایا جائے گا: اپنے شریکوں کو پکارو تو وہ انہیں پکاریں گے۔﴾ یعنی بتوں کے پجاریوں سے فرمایا جائے گا: ان بتوں کو پکارو، جنہیں تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے تاکہ وہ تمہیں جہنم کے عذاب سے بچائیں۔ چنانچہ وہ ان بتوں کو پکاریں گے لیکن وہ انہیں جواب نہ دیں گے اور یہ پجاری عذاب دیکھیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ لوگ دنیا میں گمراہ ہونے کی بجائے ہدایت حاصل کر لیتے تاکہ آخرت میں عذاب نہ دیکھتے۔^(۱)

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الرُّسُلِينَ ۝۲۵ فَعَبَّيْتُ عَلَيْهِمُ
الْاِنْبَاءَ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔ تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی تو وہ کچھ پوچھ گچھ نہ کریں گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جس دن (اللہ) انہیں ندا فرمائے گا تو فرمائے گا: (اے لوگو!) تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی تو وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھیں گے۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ: اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کفار کو ڈانٹتے ہوئے فرمائے گا: ”تم نے ان رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو کیا جواب دیا تھا جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے اور تمہیں حق کی دعوت دیتے تھے؟ تو اس دن کفار کو کچھ یاد نہ رہے گا کہ انہوں نے کیا جواب دیا تھا اور کوئی عذر اور حجت انہیں نظر نہ آئے گی تو وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھیں گے اور انتہائی دہشت کی وجہ سے سہکتے رہ جائیں گے یا کوئی کسی سے اس لئے نہ پوچھے گا کہ جواب سے عاجز ہونے میں سب کے سب برابر ہیں خواہ وہ تابع

①.....مدارک، القصص، تحت الآیۃ: ۶۴، ص ۸۷۷، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۶۴، ۶۵/۶، ۷۲، ملتقطاً.

ہوں یا ممتنع، کافر ہوں یا کافر گر۔ (۱)

ایک دوسری روایت میں ہے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے تنہائی میں بات کرے گا (یعنی بندہ لوگوں سے جدا ہوگا)۔ اللہ عز و جل ارشاد فرمائے گا اے ابنِ آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں ڈالا؟ اے ابنِ آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ اے ابنِ آدم! تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ (۲)

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ اَنْ يَّكُونَ مِنَ
الْمُفْلِحِينَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ راہِ یاب ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا۔

﴿فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں عذاب پانے والے کفار کا حال بیان ہوا اور اب یہاں سے کفار کو دنیا میں توبہ کی ترغیب دی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا جس شخص نے دنیا میں شرک سے توبہ کر لی اور اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آیا اور اس نے نیک کام کیے تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہوگا۔﴾ (۳)

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۶۵-۶۶، ۴۳۸/۳، روح البیان، القصص، تحت الآية: ۵۶-۶۶، ۴۲۱/۶-۴۲۲، ملتقطاً.

②.....حلیۃ الاولیاء، ذکر الصحابة من المهاجرین، عبد اللہ بن مسعود، ۱۸۰/۱، الحدیث: ۴۱۲.

③.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآية: ۶۷، ۱۰/۹، مدارک، القصص، تحت الآية: ۶۷، ص ۸۷۷، ملتقطاً.

وَتَعْلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ان کا کچھ اختیار نہیں پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے شرک سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور (جو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔ ان (مشرکوں) کا کچھ اختیار نہیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿وَمَا بِكَ يَلْبُثُ مَا يَسْأَلُ وَيَخْتَارُ﴾ اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت ان مشرکین کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے لئے کیوں منتخب فرمایا ہے اور یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ اُتارا؟ یہ کلام کرنے والا ولید بن مغیرہ تھا اور بڑے آدمی سے وہ اپنے آپ کو اور عروہ بن مسعود ثقفی کو مراد لیتا تھا۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ رسولوں کا بھیجنا ان لوگوں کے اختیار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے، اپنی حکمت وہی جانتا ہے انہیں اُس کی مرضی میں دخل دینے کی کیا مجال ہے۔^(۱)

وَمَا يَكُنْ صَدُورُهُمْ وَمَا يَعْلَمُونَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

﴿وَمَا بِكَ يَلْبُثُ مَا يَسْأَلُ﴾ اور تمہارا رب جانتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ کا رب ان کے کفر اور ان کی آپ سے عداوت کو جانتا ہے جسے یہ لوگ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور ان کی وہ باتیں بھی

①.....روح البیان، القصص، تحت الآية: ۶۸، ۴۲۳/۶، خازن، القصص، تحت الآية: ۶۸، ۴۳۹/۳، ملتقطاً.

جانتا ہے جو یہ اپنی زبانوں سے ظاہر کرتے ہیں جیسے آپ کی نبوت پر اعتراض کرنا اور قرآن پاک کو جھٹلانا۔^(۱) اور جب اللہ تعالیٰ ان کے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے تو وہی انہیں ان کی حرکتوں کی سزا دے گا۔

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحُكْمُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ
وَالِيهِ تُرْجَعُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ اور وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اسی کیلئے تمام تعریفیں ہیں کہ اس کے اولیاء دنیا میں بھی اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کی حمد سے لذت اٹھائیں گے اور ہر چیز میں اسی کا حکم، فیصلہ اور قضاء نافذ و جاری ہے اور اے لوگو! قیامت کے دن اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔^(۲)

قُلْ أَسَاءَ يُسْمِنُ أَنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ
مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَآءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿۴۱﴾

①.....روح البیان، القصص، تحت الآیة: ۶۹، ۴۲۵/۶، جلالین، القصص، تحت الآیة: ۶۹، ص ۳۳۳، ملقطاً.

②.....خازن، القصص، تحت الآیة: ۷۰، ۴۳۹/۳، جلالین، القصص، تحت الآیة: ۷۰، ص ۳۳۳، تفسیر سمرقندی، القصص، تحت الآیة: ۷۰، ۵۲۴/۲، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک رات رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں روشنی لادے تو کیا تم سنتے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: بھلا دیکھو کہ اگر اللہ تم پر قیامت تک ہمیشہ رات ہی بنا دے تو اللہ کے سوا کون دوسرا معبود ہے جو تمہارے پاس روشنی لائے گا تو کیا تم سنتے نہیں؟

﴿قُلْ اَسْأَلُكُمْۙ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ لَا یُکَلِّفُۙ فِیْہِۙ سُلْکًاۙ مَّکْرُوْہًاۙ اِنْ کُنْتُمْ اَعْبُدُوْۤا اللّٰهَ حَقَّ عِبَادَہٗۚ اِنَّہٗ یُخْرِجُۙ السُّجُوْدَۙ مِّنْۢ بَیْنِۙ اَیْدِیْہِمْۚ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۭ ذِیۡۤ اِنۭۡکَارٍۚ﴾^(۱)
 اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، آپ مکہ والوں سے فرما دیں: تم مجھے اس بات کا جواب دو کہ اگر اللہ تعالیٰ سورج کو طلوع ہونے سے روک کر یا اسے بے نور کر کے تم پر قیامت تک ہمیشہ رات ہی رکھے اور دن نکالے ہی نہیں جس میں تم اپنی معاشی سرگرمیاں انجام دے سکو تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون دوسرا معبود ہے جو یہ قدرت رکھتا ہو کہ تمہارے پاس دن کی روشنی لے آئے، تو کیا تم اس کلام کو ہوش کے کانوں سے سنتے نہیں اور اس میں غور و فکر نہیں کرتے تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہو جائے اور تم شرک سے باز آ کر اس کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ۔^(۱)

قُلْ اَسْأَلُکُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْکُمُ النَّہَارَ سَرْمَدًاۙ اِلَیَّ یَوْمَ الْقِیَمَةِۙ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَاْتِیْکُمْ بِبَلِیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْہِۚ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں رات لادے جس میں آرام کرو تو کیا تمہیں سوچتا نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: بھلا دیکھو کہ اگر اللہ قیامت تک ہمیشہ دن ہی بنا دے تو اللہ کے سوا اور کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کرو تو کیا تم دیکھتے نہیں؟

①.....روح البیان، القصص، تحت الآية: ۷۱، ۴۲۶/۶، جلالین، القصص، تحت الآية: ۷۱، ص ۳۳۳، ملقطاً.

﴿قُلْ اَرَأَيْتُمْ تَمَ فَرَمَاوْ: بھلا دیکھو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ مکہ والوں سے یہ بھی فرمادیں: تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ سورج کو آسمان کے درمیان روک کر قیامت تک ہمیشہ دن ہی رکھے اور رات ہونے ہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون معبود ہے جو یہ قدرت رکھتا ہو کہ وہ تمہارے پاس رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو اور دن میں جو کام اور محنت کی تھی اس کی تھکن دور کر سکو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم کتنی بڑی غلطی میں ہو جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو اور تمہیں چاہئے کہ اپنی اس غلطی کا احساس کر کے اس سے باز آ جاؤ۔^(۱)

وَمِنْ رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۶﴾

توجہ! کنز الایمان: اور اس نے اپنی مہر سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو اور اس لیے کہ تم حق مانو۔

توجہ! کنز العرفان: اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

﴿وَمِنْ رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ﴾: اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو، اپنے بدنوں کو راحت پہنچاؤ اور دن بھر کی محنت و مشقت سے ہونے والی تھکن دور کرو اور دن میں روزی تلاش کرو جو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور تم اپنی معاشی و کاروباری سرگرمیاں انجام دو اور تم پر یہ رحمت فرمانے کی حکمت یہ کہ تم اس کی وجہ سے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا حق مانو، اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اور صرف اسی کی عبادت کر کے اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔^(۲)

①.....جلالین، القصص، تحت الآية: ۷۲، ص ۳۳۳، روح البیان، القصص، تحت الآية: ۷۲، ۴۲۷/۶، ملتقطاً.

②.....تفسیر طبری، القصص، تحت الآية: ۷۳، ۹۸/۱۰.

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تم کہتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یاد کرو جس دن (اللہ) انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) سمجھتے تھے۔

﴿وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ﴾ اور یاد کرو جس دن انہیں ندا کرے گا۔ ﴿﴾ یہاں سے مشرکین کا اُخروی حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیبِ اَصْلٰی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ وہ دن یاد کریں جس دن اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو ندا کرے گا تو فرمائے گا: اے مشرک! جنہیں تم دنیا میں میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں؟ تاکہ آج کے دن وہ تمہیں نجات دیں اور عذاب سے تمہیں چھکارا دلائیں۔ یہ نداء سن کر کفار کے غم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔^(۱)

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ نکال کر فرمائیں گے اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے پھر فرمائیں گے: اپنی دلیل لاؤ تو وہ جان لیں گے کہ حق اللہ ہی کیلئے ہے اور ان سے ان کی بنائی ہوئی جھوٹی باتیں گم ہو جائیں گی۔

﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا﴾ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکال لیں گے۔ ﴿﴾ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

①.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیہ: ۷۴، ۱۳/۹، تفسیر طبری، القصص، تحت الآیہ: ۷۴، ۹۸/۱۰، ملقطاً.

ہر امت میں سے ایک گواہ نکال کر لائے گا جو کہ اس امت کے رسول ہوں گے اور وہ اپنی اپنی امتوں پر اس بات کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے ان لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچائے اور انہیں نصیحتیں کیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر امت سے ارشاد فرمائے گا: دنیا میں شرک اور رسولوں کی مخالفت کرنا جو تمہارا شیوہ تھا، اس کے صحیح ہونے پر تمہارے پاس جو دلیل ہے وہ پیش کرو۔ تو اس دن وہ جان لیں گے کہ اللہ اور معبود ہونے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، اور دنیا میں جو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر اور ان شریکوں کو اپنی شفاعت کرنے والا بتا کر جھوٹی باتیں بناتے تھے، ان کی یہ سب باتیں ضائع ہو جائیں گی۔^(۱)

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ
مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوتُوا بِالْعُصْبَةِ ۚ أُولِيَ الْقُوَّةِ ۚ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۖ

ترجمہ کنز الایمان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے ان پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا اتر انہیں بیشک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمہ کنز العرفان: بیشک قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر اس نے قوم پر زیادتی کی اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں (اٹھانا) ایک طاقتور جماعت پر بھاری تھیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا: اتر انہیں، بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ﴾: بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ ﴿اس سے پہلے آیت نمبر 60 میں کفار

①.....مدارک، القصص، تحت الآية: ۷۵، ص ۸۷۹، جلالین، القصص، تحت الآية: ۷۵، ص ۳۳۳، ملقطاً.

کہ سے فرمایا گیا تھا کہ تمہیں جو چیز دی گئی ہے وہ صرف دُنیوی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور اب یہاں سے بیان فرمایا جا رہا ہے کہ قارون کو بھی دُنیوی زندگی کا سامان دیا گیا اور اُس نے اس پر غرور کیا تو وہ بھی فرعون کی طرح عذاب سے نہ بچ سکا تو اے مشرک! تم قارون اور فرعون سے زیادہ مال اور تعداد نہیں رکھتے اور فرعون کو اس کے لشکر و مال نے عذاب سے بچنے میں کوئی فائدہ نہ دیا اسی طرح قارون کو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوٰۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رشتہ داری اور اس کے کثیر خزانوں نے کوئی نفع نہ دیا تو تم کس چیز کے بھروسے پر رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلا رہے اور ان پر ایمان لانے سے منہ موڑ رہے ہو۔ یاد رکھو! اگر تم بھی اپنی رَوش سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام بھی فرعون اور قارون سے مختلف نہ ہوگا۔ (۱)

قارون کا مختصر تعارف اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوش

یہاں اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کی مناسبت سے قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی رَوش ملاحظہ ہو، چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوٰۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا یصہر کا بیٹا تھا۔ انتہائی خوب صورت اور حسین شکل کا آدمی تھا، اسی لئے اسے مُنُو رکھتے تھے۔ بنی اسرائیل میں توریت کا سب سے بہتر قاری تھا۔ ناداری کے زمانے میں نہایت عاجزی کرنے والا اور بااخلاق تھا۔ دولت ہاتھ آتے ہی اس کا حال تبدیل ہوا اور یہ بھی سامری کی طرح منافق ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ فرعون نے اسے بنی اسرائیل پر حاکم بنادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کی چابیاں اٹھانا ایک طاقتور جماعت پر بھاری پڑتا تھا اور یہ لوگ خزانوں کی وزنی چابیاں اٹھا کر تھک جایا کرتے تھے۔ جب قارون سوار ہو کر نکلتا تو کئی خچروں پر اس کے خزانوں کی چابیاں لادی جاتی تھیں۔ جب اس سے بنی اسرائیل کے مومن حضرات نے کہا: اے قارون! تم اپنے مال کی کثرت پر اتر آؤ نہیں، بیشک اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو مال دیا ہے اس کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کر کے اور مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول بلکہ دنیا میں آخرت کے لئے عمل کرتا کہ تو عذاب سے نجات پائے کیونکہ دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہ ہے کہ وہ صدقہ اور صلہ رحمی وغیرہ کے ذریعے آخرت کے لئے عمل کرے اور تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اسی طرح احسان کر جیسا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا اور گناہوں کا ارتکاب کر کے،

①.....تفسیر قرطبی، القصص، تحت الآیۃ: ۷۶، ۷۷، الجزء الثالث عشر، ملقطاً.

نیز ظلم، بغاوت اور سرکشی کر کے زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ فساد یوں کو پسند نہیں کرتا۔^(۱)

خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق ۳ شرعی احکام

آیت نمبر ۷۶ میں قارون کے اترانے یعنی فخر و تکبر کے طور پر خوش ہونے کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں خوش ہونے اور خوشی منانے سے متعلق ۳ شرعی احکام ملاحظہ ہوں:

(۱)..... شیخی کی خوشی یعنی اترانا حرام ہے، لیکن شکر کی خوشی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: تم فرماؤ: اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی منانی چاہیے۔

(۲)..... جرم کر کے خوش ہونا حرام ہے جبکہ عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔

(۳)..... ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے جیسے خوشی سے ناچنا شروع کر دینا جبکہ جائز طور سے خوشی منانا اچھا ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ۔

تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب

اسی آیت سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی کثرت فخر، غرور اور تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب ہے۔ امام محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَیْہِ تَکْبَرُ کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تکبر کا پانچواں سبب مال ہے اور یہ بادشاہوں کے درمیان ان کے خزانوں اور تاجروں کے درمیان ان کے سامان کے سلسلے میں ہوتا ہے، اسی طرح دیہاتیوں میں زمین اور آرائش والوں میں لباس اور سواری میں ہوتا ہے۔ مالدار آدمی، فقیر کو حقیر سمجھتا اور اس پر تکبر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو مسکین اور فقیر ہے، اگر میں چاہوں تو تیرے جیسے لوگوں کو خرید لوں، میں تو تم سے اچھے لوگوں سے خدمت لیتا ہوں، تو کون ہے؟ اور تیرے ساتھ کیا ہے؟ میرے گھر کا سامان تیرے تمام مال سے بڑھ کر ہے اور میں تو ایک دن میں اتنا خرچ کر دیتا ہوں جتنا تو سال بھر میں نہیں کھاتا۔

①..... مدارك، القصص، تحت الآية: ۷۶-۷۷، ص ۸۷۹، ابو سعود، تحت الآية: ۷۶-۷۷، ۴/۲۴۴-۲۴۵، خازن، القصص،

تحت الآية: ۷۶-۷۷، ۳/۴۴۰، ملقطاً.

②..... یونس: ۵۸.

وہ یہ تمام باتیں اس لیے کرتا ہے کہ مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے جب کہ اس شخص کو فقر کی وجہ سے حقیر جانتا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ فقر کی فضیلت اور مالداری کے فتنے سے بے خبر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَقَالَ لَصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ
مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے فخر و غرور کی باتیں کرتا رہتا تھا۔ (اس سے کہا) میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور افراد کے اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوں۔

حتیٰ کہ دوسرے نے جواب دیا:

إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلُّ مِنْكَ مَالًا وَلَدًا ۖ فَعَسَىٰ
رَبِّي أَن يُؤْتِيَنَّ خَيْرًا مِنْ بَنَاتِكَ ۚ وَيُرْسِلْ عَلَيْهَا
حُمْبًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۖ أَوْ
يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اگر تو مجھے اپنے مقابلے میں مال اور اولاد میں کم دیکھ رہا ہے۔ تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر عطا فرمادے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں گرا دے تو وہ چٹیل میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس باغ کا پانی زمین میں دھنس جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے۔

تو اس پہلے شخص کا قول مال اور اولاد کے ذریعے تکبر کے طور پر تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے انجام کا یوں ذکر فرمایا:

يَلْيَبِئْسَ لِمُ شَرِكٍ بِرَبِّيَ أَحَدًا (۳)

ترجمہ کنزالعرفان: اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔

قارون کا تکبر بھی اسی انداز کا تھا۔ (۴)

مال و دولت کی وجہ سے یہ وہ بڑے بڑے تکبر کا علاج

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”(مال و دولت، پیر و کاروں اور مددگاروں کی کثرت کی وجہ سے تکبر کرنا)

① کہف: ۳۴۔

② کہف: ۳۹-۴۱۔

③ کہف: ۴۲۔

④ احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان ما بہ التکبر، ۴۳۲/۳۔

تکبر کی سب سے بری قسم ہے، کیونکہ مال پر تکبر کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنے گھوڑے اور مکان پر تکبر کرتا ہے اب اگر اس کا گھوڑا مر جائے یا مکان گر جائے تو وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے اور جو شخص بادشاہوں کی طرف سے اختیارات پانے پر تکبر کرتا ہے اپنی کسی ذاتی صفت پر نہیں، تو وہ اپنا معاملہ ایسے دل پر رکھتا ہے جو ہنڈیا سے بھی زیادہ جوش مارتا ہے، اب اگر اس سلسلے میں کچھ تبدیلی آجائے تو وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے اور ہر وہ شخص جو خارجی امور کی وجہ سے تکبر کرتا ہے اس کی جہالت ظاہر ہے کیونکہ مالدار پر تکبر کرنے والا آدمی اگر غور کرے تو دیکھے گا کہ کئی یہودی مال و دولت اور حسن و جمال میں اس سے بڑھے ہوئے ہیں، تو ایسے شرف پر افسوس ہے جس میں یہودی تم سے سبقت لے جائیں اور ایسے شرف پر بھی افسوس ہے جسے چور ایک لمحے میں لے جائیں اور اس کے بعد وہ شخص ذلیل اور مُفلس ہو جائے۔^(۱) اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا
وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْمُسْفِينَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہے شک اللہ فساد یوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ فساد یوں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول۔ ﴿آیت کے اس حصے کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے

۱..... احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان الطريق فی معالجة الکبر واکتساب التواضع له، ۴/۳، ۴۴۴۔

کہ اے قارون! تو اپنی صحت، قوت، جوانی اور دولت کو نہ بھول بلکہ تجھے ان کے ساتھ آخرت طلب کرنی چاہئے۔ (۱)

یاد رکھو! دنیا سے پہلے نعمت نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی صحت، قوت، جوانی اور دولت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کر کے ضائع نہیں کرنی چاہئے بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، (۲) تندرستی کو بیماری سے پہلے، (۳) دولت مندی کو ناداری سے پہلے، (۴) فراغت کو مصروفیت سے پہلے، (۵) زندگی کو موت سے پہلے۔“ (۲)

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيَتْهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۖ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَعًا ۖ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ دُنُوِّيهِمُ الْمَجْرُمُونَ ﴿٤٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں ہلاک فرمادیں جن کی قوتیں اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: (قارون نے) کہا: یہ تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ نے اس سے پہلے وہ قومیں ہلاک فرمادیں جو زیادہ طاقتور اور زیادہ مال جمع کرنے والی تھیں اور مجرموں سے ان کے

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۷۷، ۳/۴۴۰.

②.....مستدرک، کتاب الرقاق، نعمتان مغبون فیہما کثیر من الناس... الخ، ۵/۴۳۵، الحدیث: ۷۹۱۶.

گناہوں کی پوچھ بچھ نہیں کی جاتی۔

﴿قَالَ إِنَّمَا أُذِنَتْهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عَنِّي﴾: کہا: یہ تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ ﴿قَارُونَ﴾ نے نصیحت کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے کہا: یہ مال تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ اس علم سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے تورات کا علم مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے علمِ کیمیا مراد ہے جو قارون نے حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام سے حاصل کیا تھا اور اس کے ذریعے سے وہ (ایک نرم دھات) رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنالیتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے تجارت، زراعت اور پیشوں کا علم مراد ہے۔^(۱)

خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت

قارون کے ان جملوں میں خود پسندی کا عنصر بالکل واضح ہے۔ خود پسندی کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز مثلاً نفس یا مخلوق سے حاصل ہوئی ہے۔ خود پسندی کی ضد احسان ہے اور احسان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے نیک عمل کی توفیق یا نعمت اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے حاصل ہوئی ہے۔^(۲)

یاد رہے کہ خود پسندی ایک ایسی باطنی بیماری ہے جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے محروم ہو جاتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے محروم ہو جائے تو بہت جلد ہلاک و برباد ہو جاتا ہے۔ اس کی مذمت کے حوالے سے یہاں 4 احادیث اور بزرگانِ دین کے 2 اقوال ملاحظہ ہوں۔

(۱)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔ (۱) بخل جس کی پیروی کی جائے۔ (۲) نفسانی خواہشات جن کی اتباع کی جائے۔ (۳) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔“^(۳)

(۲)..... حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کوئی بندہ آسمان و زمین والوں کے عمل کے برابر نیکی اور تقویٰ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

①..... روح البیان، القصص، تحت الآية: ۷۸، ۴۳۱/۶-۴۳۲، خازن، القصص، تحت الآية: ۷۸، ۴۴۱/۳، ملقطاً.

②..... منهاج العابدین، العقبة السادسة، القادح الثاني: العجب، ص ۱۷۹.

③..... شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان... الخ، ۴۷۱/۱، الحديث: ۷۴۵.

میں حاضر ہوا اور اس میں یہ تین برائیاں ہوں (۱) خود پسندی۔ (۲) مومنوں کو ایذا دینا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ تو اس کے اعمال کا وزن ایک ذرے کے برابر بھی نہ ہوگا۔^(۱)

(۳)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خود پسندی اگر کسی مرد کی صورت میں ہوتی تو وہ انتہائی بد صورت مرد ہوتا۔“^(۲)

(۴)..... حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”خود پسندی ستر سال کے اعمال برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔“^(۳)

(۵)..... حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”توفیق بہترین قائد ہے، حسن اخلاق بہترین دوست ہے، عقل بہترین ساتھی ہے، ادب بہترین میراث ہے اور خود پسندی سے زیادہ شدید کوئی وحشت نہیں۔“^(۴)

(۶)..... حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”تم خود پسندی سے بچو کیونکہ یہ خود پسندی کرنے والے کو ہلاک کر دیتی ہے اور بے شک خود پسندی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔“^(۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہلاکت خیز باطنی مرض سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خود پسندی کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے امام غزالی کی مشہور تصنیف ”احیاء العلوم“ کی تیسری جلد اور ”منہاج العابدین“ سے ”عجب کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔^(۶)

﴿أَوَلَمْ يَعْلَمُوا﴾ اور کیا اسے نہیں معلوم۔ ﴿قَارُونَ﴾ قارون کا خیال تھا کہ چونکہ میرے پاس علم، زر، زور، جتھا، جماعت بہت کافی ہے اس لئے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ مجھ پر عذاب الہی آ سکتا ہے۔ اس کے اس خیال کی تردید اس آیت میں فرمائی گئی، کہ تجھ سے پہلے کے کفار تجھ سے زیادہ طاقتور، مالدار، ہنرمند اور جتھے والے تھے۔ مگر نبی کی مخالفت کی وجہ سے جو عذاب آیا تو اسے کوئی دور نہ کر سکا تو تو کیوں اپنی قوت اور مال کی کثرت پر غرور کرتا ہے؟ کیا تو جانتا نہیں کہ اس کا

①..... مسند الفردوس، باب العین، ۳/۳۶۴، الحدیث: ۵۱۰۲.

②..... مسند الفردوس، باب العین، ۳/۳۴۰، الحدیث: ۵۰۲۶.

③..... کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف العین، العجب، ۲/۲۰۵، الحدیث: ۷۶۶۶، الجزء الثالث.

④..... شعب الایمان، الثالث والثلاثون من شعب الایمان... الخ، فصل فی فضل العقل، ۴/۱۶۱، الحدیث: ۴۶۶۱.

⑤..... شعب الایمان، السابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فی الطبع علی القلب، ۵/۵۵۲، روایت نمبر: ۷۲۴۸.

⑥..... دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے بھی یہ دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، وہاں سے بھی خرید کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

انجام ہلاکت ہے؟

﴿وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ﴾ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ گچھ نہیں کی جاتی۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا دیتا ہے تو اسے ان کے گناہ دریافت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ان کا حال جانتا ہے۔ لہذا دوسرے وقت میں ان سے جو پوچھا جائے گا وہ معلومات کیلئے نہیں بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کے لئے ہوگا۔^(۱)

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا لِيَكُنَّا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ ۖ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿۴۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا تو دنیاوی زندگی کے طلبگار کہنے لگے: اے کاش ہمیں بھی ایسا مل جاتا جیسا قارون کو ملا بیشک یہ بڑے نصیب والا ہے۔

﴿فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ﴾: تو وہ اپنی زینت میں اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ ﴿منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہفتے کے دن قارون بہت جاہ و جلال سے اس طرح نکلا کہ خود سونے کی زین ڈالے ہوئے سفید رنگ کے خچر پر ارغوانی جوڑا پہنے سوار تھا اور اس کے ساتھ ہزاروں لونڈی غلام زیوروں سے آراستہ، ریشمی لباس پہنے اور سبجے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھے۔ جب لوگوں نے اس کی اس زینت کو دیکھا تو ان میں سے جو دنیا میں رغبت رکھتے اور دُنیوی زندگی کے طلبگار تھے، وہ کہنے لگے: اے کاش ہمیں بھی ایسی شان و شوکت اور مال و دولت مل جاتی جیسی قارون کو دنیا میں ملی ہے۔ بیشک یہ بڑے نصیب والا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں دنیا میں رغبت رکھنے والوں سے بنی اسرائیل کے مسلمان مراد ہیں۔ ان کی یہ

①.....تفسیر کبیر، القصص، تحت الآية: ۷۸، ۱۶/۹، روح البیان، القصص، تحت الآية: ۷۸، ۴۳۳/۶، ملقطاً.

تمنا بشری تقاضے سے تھی اور یہ کفر یا گناہ کبیرہ نہیں۔^(۱)

شک اور حسد بشری غم

خیال رہے کہ دُنیوی نعمتوں میں غبطہ کرنا یعنی کسی کی دولت وغیرہ پر اس کے زوال کی خواہش کے بغیر رشک کرنا اور اس میں برابری کی تمنا کرنا بھی اس صورت میں منع ہے جب کہ دنیا یا مال کی محبت کے طور پر ہو، اگر ایسا نہیں تو یہ تمنا جائز ہے، البتہ حسد یعنی یہ تمنا کرنا کہ دوسرے سے نعمت زائل ہو کر اسے مل جائے، یہ مطلقاً حرام ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنِ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا اِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے وہ جنہیں علم دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا: تمہاری خرابی ہو، اللہ کا ثواب بہتر ہے اس آدمی کے لیے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو دیا جائے گا جو صبر کرنے والے ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ﴾ اور جنہیں علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا۔ یعنی بنی اسرائیل کے علماء جو کہ آخرت کے احوال کا علم رکھتے اور دنیا سے بے رغبت تھے، انہوں نے تمنا کرنے والوں سے کہا: اے دنیا کے طلبگارو! تمہاری خرابی ہو، جو آدمی ایمان لائے اور اچھے کام کرے اس کے لئے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا ثواب اس دولت سے بہتر ہے جو دنیا میں قارون کو ملی اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔ یعنی نیک عمل کرنا صبر کرنے والوں ہی کا حصہ ہے اور اس کا ثواب وہی پاتے ہیں۔^(۲)

۱.....روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۶/۴۳۳، تفسیر کبیر، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ۹/۱۲، جلالین، القصص، تحت الآیۃ: ۷۹، ص ۳۳۴، ملقطاً۔

۲.....خازن، القصص، تحت الآیۃ: ۸۰، ۳/۴۱۱، روح البیان، القصص، تحت الآیۃ: ۸۰، ۶/۴۳۴، ملقطاً۔

تائیس اور علم، اہل علم کا حال

معلوم ہوا کہ دنیا داروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور انہیں ملنے والی دنیا کی تمنا کرنا غافل لوگوں کا کام ہے جبکہ اہل علم حضرات دنیا سے بے رغبت رہتے، آخرت میں ملنے والے ثواب پر نظر رکھتے اور یہ ثواب پانے کی امید رکھتے ہوئے نیک اعمال کرتے اور گناہوں سے باز رہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی دنیا کے عیش و عشرت کے حصول کی تمنا کرنے کی بجائے اخروی ثواب پانے کے لئے کوششیں کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ لہذا عوام کو چاہئے کہ ایسی غفلت کا شکار ہونے سے بچیں اور اہل علم حضرات کو چاہئے کہ خود بھی زہد و تقویٰ کے پیکر بنیں اور عوام کو بھی اپنی اصلاح کی طرف راغب کرنے کی کوششیں کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۖ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُوهُ
مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝۸۱

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود (اپنی) مدد کر سکا۔

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ﴾: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہم نے قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس سے عذاب دور کر کے اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدلہ لے سکا۔ (۱)

قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس سے عذاب دور کر کے اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدلہ لے سکا۔ (۱)

قارون اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس سے عذاب دور کر کے اس کی مدد کرتی اور نہ ہی وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بدلہ لے سکا۔ (۱)

کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے جانے کے بعد قربانیوں کا انتظام حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا۔ بنی اسرائیل اپنی قربانیاں حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لاتے اور وہ ان قربانیوں کو مذبح میں رکھتے جہاں آسمان سے آگ اتر کر ان کو کھالیتی۔ قارون کو حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس منصب پر حسد ہوا اس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا: رسالت تو آپ کی ہوئی اور قربانی کی سرداری حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، میں کچھ بھی نہ رہا حالانکہ میں توریت کا بہترین قاری ہوں، میں اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”یہ منصب حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے خود سے نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیا ہے۔ قارون نے کہا: خدا کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا جب تک آپ مجھے اس بات کا ثبوت نہ دکھا دیں۔ اس کی بات سن کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: ”اپنی لاٹھیاں لے آؤ۔ وہ لاٹھیاں لے آئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن سب کو اپنے خیمے میں جمع کیا اور رات بھر بنی اسرائیل ان لاٹھیوں کا پہرہ دیتے رہے۔ صبح کو حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس میں پتے نکل آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اے قارون! تو نے یہ دیکھا؟ قارون نے کہا: یہ آپ کے جادو سے کچھ عجیب نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آتے رہے لیکن وہ آپ کو ہر وقت ایذا دیتا تھا اور اس کی سرکشی و تکبر اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت دم بدم ترقی پر تھی۔ ایک مرتبہ اس قارون نے ایک مکان بنایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس کی دیواروں پر سونے کے تختے نصب کئے، بنی اسرائیل صبح و شام اس کے پاس آتے، کھانے کھاتے، باتیں بناتے اور اُسے ہنسایا کرتے تھے۔

جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا تو اُس نے آپ سے طے کیا کہ درہم و دینار اور مویشی وغیرہ میں سے ہزارواں حصہ زکوٰۃ دے گا، لیکن جب گھر جا کر اس نے حساب کیا تو اس کے مال میں سے اتنا بھی بہت کثیر ہوتا تھا، یہ دیکھ کر اس کے نفس نے اتنی بھی ہمت نہ کی اور اس نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو جمع کر کے کہا: تم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات میں اطاعت کی، اب وہ تمہارے مال لینا چاہتے ہیں تو تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: آپ ہمارے بڑے ہیں، جو آپ چاہیں حکم دیجئے۔ قارون نے کہا: فلانی بد چلن عورت کے پاس جاؤ اور اس سے ایک معاوضہ مقرر کرو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمت لگائے،

ایسا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ قارون نے اس عورت کو ہزار دینار، ایک ہزار درہم اور بہت سے وعدے کر کے یہ تہمت لگانے پر تیار کر لیا اور دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہنے لگا: بنی اسرائیل آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور بنی اسرائیل میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: ”اے بنی اسرائیل! جو چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، جو بہتان لگائے گا اسے 80 کوڑے لگائے جائیں گے اور جو زنا کرے گا اور اس کی بیوی نہیں ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر بیوی ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا یہاں تک کہ مرجائے۔ یہ سن کر قارون کہنے لگا: یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ آپ ہی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں۔ قارون نے کہا: بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”اسے بلاؤ۔ وہ آئی تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اس کی قسم جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا پھاڑا اور اس میں راستے بنائے اور توریت نازل کی، تو جو بات سچ ہے وہ کہہ دے۔ وہ عورت ڈر گئی اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر بہتان لگا کر انہیں ایذا دینے کی جرأت اُسے نہ ہوئی اور اُس نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے توبہ کرنا بہتر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ جو کچھ قارون کہلانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جھوٹ ہے اور اُس نے آپ پر تہمت لگانے کے عوض میں میرے لئے کثیر مال مقرر کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب عزوجل کے حضور روتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے اور یہ عرض کرنے لگے: یا رب! عزوجل، اگر میں تیرا رسول ہوں تو میری وجہ سے قارون پر غضب فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی فرمائی کہ میں نے زمین کو آپ کی فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا ہے، آپ اسے جو چاہیں حکم دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا: ”اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے قارون کی طرف بھی اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا فرعون کی طرف بھیجا تھا، لہذا جو قارون کا ساتھی ہو وہ اس کے ساتھ اس کی جگہ ٹھہرا رہے اور جو میرا ساتھی ہو وہ اس سے جدا ہو جائے۔ یہ سن کر سب لوگ قارون سے جدا ہو گئے اور دو شخصوں کے علاوہ کوئی قارون کے ساتھ نہ رہا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے، تو وہ لوگ گھٹنوں تک دھنس گئے۔ پھر آپ نے یہی فرمایا تو وہ کمر تک دھنس گئے۔ آپ یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ گردنوں تک دھنس گئے۔ اب وہ بہت منتیں کرتے تھے اور قارون

آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسمیں اور رشتہ داری کے واسطے دیتا تھا، مگر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے اس طرف توجہ نہ فرمائی یہاں تک کہ وہ لوگ بالکل دھنس گئے اور زمین برابر ہو گئی۔ حضرت قتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قیامت تک دھستے ہی چلے جائیں گے۔ بنی اسرائیل نے قارون اور اس کے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر کہا: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام نے قارون کے مکان، اس کے خزانے اور اموال حاصل کرنے کی وجہ سے اس کے لئے بد دعا کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کا مکان، اس کے خزانے اور اموال سب زمین میں دھنس گئے۔^(۱)

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَسْنُوا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ
بِنَا وَيَكَانَهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ^(۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح کہنے لگے عجب بات ہے اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا اے عجب کافروں کا بھلا نہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور گزشتہ کل جو اس کے مقام و مرتبہ کی آرزو کرنے والے تھے وہ کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کرتا ہے اور تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔

﴿وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَسْنُوا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ﴾ اور گزشتہ کل جو اس کے مقام و مرتبہ کی آرزو کرنے والے تھے۔ یعنی جو لوگ قارون کے مال و دولت دیکھ کر اس کے خواہش مند تھے، جب انہوں نے قارون کا غیر شاک انجام دیکھا تو وہ

①.....خازن، القصص، تحت الآية: ۸۱، ۴۴۲/۳-۴۴۳، مدارك، القصص، تحت الآية: ۸۱، ص ۸۸۱، ملقطاً.

اپنی اس آرزو پر نادم ہو کر کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی دولت عطا فرما کر ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہم بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیئے جاتے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہیں ملتی۔^(۱)

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ
وَلَا فَسَادًا ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ آخرت کا گھر ہم اُن کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پر ہیز گاروں ہی کی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور اچھا انجام پر ہیز گاروں ہی کیلئے ہے۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ﴾: یہ آخرت کا گھر۔ ارشاد فرمایا کہ آخرت کا گھر جنت جس کی خبریں تم نے سنیں اور جس کے اوصاف تم تک پہنچے، اس کا مستحق ہم ان لوگوں کو بناتے ہیں جو زمین میں نہ تو ایمان لانے سے تکبر کرتے ہیں اور نہ ایمان لانے والوں پر بڑائی چاہتے ہیں اور نہ ہی گناہ کر کے فساد چاہتے ہیں اور آخرت کا اچھا انجام پر ہیز گاروں ہی کیلئے ہے۔^(۲)

تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے نہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنا اور فساد پھیلانا اتنے برے کام ہیں کہ ان کی وجہ سے بندہ جنت جیسی عظیم

①.....روح البیان، القصص، تحت الآية: ۸۲، ۴۳۶/۶، حازن، القصص، تحت الآية: ۸۲، ۴۴۳/۳، ملتقطاً.

②.....روح البیان، القصص، تحت الآية: ۸۳، ۴۳۸/۶، قرطبی، القصص، تحت الآية: ۸۳، ۲۴۰/۷، الجزء الثالث عشر، ملتقطاً.

نعمت سے محروم رہ سکتا ہے جبکہ عاجزی و انکساری کرنا اور معاشرے میں امن و سکون کی فضا پیدا کرنا اتنے عظیم کام ہیں کہ ان کی بدولت بندہ جنت جیسی انتہائی عظمت و شان والی نعمت پاسکتا ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے قول اور فعل سے کسی طرح تکبر کا اظہار نہ کرے، یونہی معاشرے میں گناہ اور ظلم و زیادتی کے ذریعے فساد پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔ حضرت عیاض بن حمار رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی (میں تم لوگوں کو حکم دوں) کہ انکساری کرو جتنی کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے۔“ (۱)

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى
الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: جو نیکی لائے اس کے لیے اس سے بہتر ہے اور جو بدی لائے تو بد کام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے اور جو برائی لائے تو برا کام کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا وہ کرتے تھے۔

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا﴾: جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس سے بہتر بدلہ ہے۔ یعنی قیامت کے دن جو شخص ایمان اور نیک اعمال لے کر بارگاہ الہی میں حاضر ہوگا تو اس کے لئے اس نیکی سے بہتر بدلہ ہے کہ اسے ایک نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا ملے گا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، پھر یہ ملنے والا ثواب دائمی ہے، کبھی فنا نہ ہوگا اور یہ ثواب اس کے خیال و گمان سے بالاتر ہوگا اور جو برے اعمال لے کر حاضر ہوگا تو برا کام کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا وہ کرتے

①.....مسلم، کتاب الحنّة و صفة نعيمها و اهلها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة... الخ، ص ۱۵۳۳، الحديث: ۶۴ (۲۸۶۵)۔

تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسے اس کے گناہوں کے مطابق ہی سزا ملے گی، اس میں اضافہ نہ ہوگا۔ (۱)

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَى مَعَادٍ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ
مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۸۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ ضرور واپس لے جائے گا۔ تم فرماؤ: میرا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے۔ ﴿لَعَلِّي﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بے شک جس نے آپ پر قرآن مجید کی تلاوت اور تبلیغ کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا لازم کیا ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ مکہ مکرمہ میں ضرور واپس لے جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑی شان و شوکت، عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا، وہاں کے رہنے والے سب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیر فرمان ہوں گے، شرک اور اس کے حامی ذلیل و رسوا ہوں گے۔

شان نزول: یہ آیت کریمہ جُحْفَہ کے مقام پر اس وقت نازل ہوئی جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کی ولادت گاہ مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو حضرت جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام آئے اور انہوں نے عرض کی: کیا حضور کو اپنے شہر مکہ مکرمہ کا شوق ہے؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ
ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جس نے آپ پر قرآن فرض کیا

إِلَى مَعَادٍ

ہے وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ ضرور واپس لے جائے گا۔

یاد رہے کہ اس آیت میں مذکور لفظ ”مَعَادٍ“ کی ایک تفسیر اور پر بیان ہوئی کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور بعض مفسرین نے اس سے موت، قیامت اور جنت بھی مراد لی ہے۔^(۱)

﴿قُلْ مَا يَئِيَّ أَعْلَمُ﴾ تم فرماؤ: میرا رب خوب جانتا ہے۔ ﴿ثُمَّ نَزَلَ﴾ آیت مبارکہ کا یہ حصہ ان کفار مکہ کے جواب میں نازل ہوا جنہوں نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں مَعَاذَ اللہ یہ کہا: ”اِنَّكَ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ“ یعنی آپ ضرور کھلی گمراہی میں ہیں۔ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں کہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ اسے خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو کھلی گمراہی میں ہے۔ یعنی میرا رب عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے کہ میں ہدایت لایا ہوں اور میرے لئے اس کا اجر و ثواب ہے جبکہ مشرکین کھلی گمراہی میں ہیں اور وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔^(۲)

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوَ اَنْ يُنْفِیْ اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ
فَلَا تَكُوْنَنَّ ظٰهِيْرًا لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کوئی کتاب بھیجی جائے گی لیکن تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے تو تم ہرگز کافروں کا مددگار نہ ہونا۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَرْجُوَ اَنْ يُنْفِیْ اِلَيْكَ الْكِتٰبُ﴾ اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ تمہاری طرف کوئی کتاب بھیجی جائے گی۔ ﴿﴾

①.....مدارک، القصص، تحت الآية: ۸۵، ص ۸۸۲، خازن، القصص، تحت الآية: ۸۵، ۴۴/۳-۴۴-۴۴، ملقطاً.

②.....خازن، القصص، تحت الآية: ۸۵، ۴۴/۳، مدارک، القصص، تحت الآية: ۸۵، ص ۸۸۳، ملقطاً.

ممکن ہے کہ اس آیت کا ظاہری معنی مراد ہو، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے علاوہ کسی اور سبب سے قرآن مجید ملنے کی امید نہ رکھتے تھے، اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ کی طرف قرآن مجید نازل فرمایا ہے تو آپ پہلے کی طرح اب بھی کافروں کے مددگار نہ ہونے پر قائم رہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں بظاہر خطاب حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہو اور مراد آپ کی امت ہو، یعنی نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو یہ توقع نہ تھی کہ انہیں یہ کتاب عطا کی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے ان پر رحمت فرمائی اور ان کی طرف قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب بھیجی، تو اے بندے! جب تمہیں ایسی عظیم نعمت ملی ہے تو تم ہرگز کافروں کے مددگار نہ ہونا بلکہ ان سے جدا رہنا اور ان کی مخالفت کرتے رہنا۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی

یاد رہے کہ اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت سے خبردار نہیں تھے کیونکہ یہاں ظاہری اسباب کے لحاظ سے وحی نازل ہونے کی امید کی نفی ہے اور کثیر دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ وحی نازل ہونے سے پہلے بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی نبوت کی خبر رکھتے تھے، جیسے بحیراراہب نے بچپن ہی میں آپ کی نبوت کی خبر دی تھی، بسطوراراہب نے جوانی میں آپ کی نبوت کی خبر دی اور حضرت جابر بن سمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت (اعلانِ نبوت) سے پہلے مجھ پر سلام عرض کیا کرتا تھا اور میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔“ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ ارشاد فرمایا: ”جس وقت حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام روح اور جسم کے درمیان تھے۔“ (۲)

①.....مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۱۲۴۹، الحدیث: ۲ (۲۲۷۷)۔

②.....ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۳۵۱/۵، الحدیث: ۳۶۲۹۔

ان تمام احادیث میں اس بات کی مضبوط دلیل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنے نبی ہونے کا علم تھا، لہذا یہ نظریہ ہرگز درست نہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی نازل ہونے کے بعد اپنے نبی ہونے کا علم ہوا تھا۔

وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أَنْزِلَتْ إِلَيْكَ وَادْعُ إِلَى سَبِيلِكَ
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں اس کے بعد کہ وہ تمہاری طرف نازل کی جا چکی ہیں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔

﴿وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ﴾ اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں سے نہ روکیں۔ ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِكَ﴾ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں تمہاری طرف نازل ہو چکی ہیں تو اس کے بعد ہرگز تم قرآن مجید کے معاملے میں کفار کی گمراہی کی طرف توجہ نہ کرنا اور انہیں ٹھکرا دینا اور تم مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کی دعوت دواور ہرگز شرک کرنے والوں کی مدد اور موافقت کر کے ان میں سے نہ ہونا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب ظاہر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور اس سے مراد مومنین ہیں۔ (۱)

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط
لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۸﴾

۱..... جلالین، القصص، تحت الآية: ۸۷، ص ۳۳۴، خازن، القصص، تحت الآية: ۸۷، ۴/۴۴، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کی عبادت نہ کر، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم پھرے جاؤ گے۔

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کی عبادت نہ کر۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ جس طرح آپ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کر رہے تھے اسی طرح آئندہ بھی کرتے رہیں اور اسی پر قائم رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے معبود ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی بالذات ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان اسی کا حکم نافذ ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ آخرت میں اسی کی طرف تمام لوگ پھرے جائیں گے اور وہی اعمال کی جزا دے گا۔ یہاں بھی یہ ممکن ہے کہ بظاہر خطاب رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہوا اور سنایا امت کو جا رہا ہو۔

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

سورۃ عنکبوت کا تعارف

مستام خرد دل

سورۃ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 7 رکوع، 69 آیتیں، 980 کلمے اور 4165 حروف ہیں۔^(۲)

مفسرین نام لکھنے کی وجہ

عربی میں مکڑی کو عنکبوت کہتے ہیں اور اس سورت کی آیت نمبر 41 میں اللہ عزوجل نے شرک کے بطلان پر عنکبوت یعنی مکڑی کی مثال دی ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ عنکبوت“ رکھا گیا ہے۔

سورۃ عنکبوت کے مناسبت

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں توحید و رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے پر دلائل دیئے گئے ہیں اور مصیبت و آزمائش وغیرہ ہر حال میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز اس سورت میں یہ مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتدائی آیات میں بتایا گیا کہ دنیا میں مسلمانوں کو سختیوں اور مصیبتوں کے ذریعے آزمایا جائے گا اور ان سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا گیا تھا۔

(2)..... اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنے کا فائدہ اور ایمان قبول کر کے نیک اعمال کرنے کا صلہ بیان کیا گیا۔

(3)..... والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی حد بیان کی گئی۔

(4)..... یہ بتایا گیا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی آزمائش مسلمانوں کے مقابلے میں انتہائی سخت ہوتی ہے اور

①..... خازن، تفسیر سورة العنكبوت، ۴/۴۴۴۔

②..... خازن، تفسیر سورة العنكبوت، ۴/۴۴۴۔

اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں کے سامنے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان فرمائے تاکہ یہ جان جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدد فرمائی اور انہیں جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا۔

(5)..... انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے واقعات بیان کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر دلائل دیئے گئے۔

(6)..... اہل کتاب اور مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔

(7)..... کفار کے ظلم و ستم کا شکار مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی ہدایت دی گئی اور ان کے لئے اجر و ثواب بیان کیا گیا۔

سورہ عنکبوت کے ساتھ مناسبت

سورہ عنکبوت کی اپنے سے ماقبل سورت ”قصص“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ قصص میں عاجزی کرنے والے متقی لوگوں کا اچھا انجام بیان کیا گیا اور سورہ عنکبوت میں نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کا اچھا انجام بیان ہوا ہے۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ قصص میں حشر کا انکار کرنے والوں کے قول کا رد کیا گیا اور سورہ عنکبوت میں بھی حشر کا انکار کرنے والوں کا رد کیا گیا ہے۔ تیسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ قصص میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے اور سورہ عنکبوت میں مسلمانوں کی ہجرت کی طرف اشارہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلَمْۤ اَحْسِبَ النَّاسَ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ”ایمان لائے“ اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا؟

﴿اَلَمْ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿اَحْسِبِ النَّاسُ﴾ کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ ﴿اِرْشَادِ﴾ فرمایا کہ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ”ایمان لائے“ اور انہیں شدید تکالیف، مختلف اقسام کے مصائب، عبادات کے ذوق، شہوات کو ترک کرنے اور جان و مال میں طرح طرح کی مشکلات سے آزمایا نہیں جائے گا؟ انہیں ضرور آزمایا جائے گا تا کہ اُن کے ایمان کی حقیقت خوب ظاہر ہو جائے اور مخلص مومن اور منافق میں امتیاز ظاہر ہو جائے۔

اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے شان نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں،

(1)..... یہ آیت اُن حضرات کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود مکہ مکرمہ میں تھے، صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ نے انہیں لکھا کہ جب تک ہجرت نہ کر لو اس وقت تک محض اقرار کافی نہیں، اس پر اُن صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُمْ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے، مشرکین اُن کے پیچھے لگ گئے اور اُن سے لڑائی کی، ان میں سے بعض حضرات شہید ہو گئے اور بعض بچ کر مدینہ منورہ آئے، اُن کے حق میں یہ دو آیتیں نازل ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ولید اور عمار بن یاسر وغیرہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے۔

(2)..... یہ آیتیں حضرت عمار رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ستائے جاتے تھے اور کفار انہیں سخت ایذائیں پہنچاتے تھے۔

(3)..... یہ آیتیں حضرت عمر فاروق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے غلام حضرت مہجع بن عبد اللہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں نازل ہوئیں، یہ بدر میں سب سے پہلے شہید ہوئے اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”مہجع شہداء کے سردار ہیں اور اس اُمت میں سے جنت کے دروازے کی طرف پہلے وہ پکارے جائیں گے۔“ ان کے والدین اور ان کی بیوی کو ان کی شہادت کا بہت صدمہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی، پھر ان کی تسلی فرمائی۔^(۱)

ہر مسلمان ہوا اس کی ایمانی قوت کے حساب سے اگر کم ہو جائے

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ان کی ایمانی قوت کے مطابق امتحان لینا، اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ بیماری، ناداری، غربت، مصیبت، یہ سب رب تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائشیں ہیں جن سے مخلص اور منافق ممتاز ہو جاتے ہیں۔ یہاں آزمائشوں سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں،

(1)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بڑا ثواب، بڑی مصیبت کے ساتھ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، پس جو اس پر راضی ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضگی ہے۔“^(۲)

(2)..... حضرت سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی، پھر درجہ بدرجہ مقرب بندوں کی، آدمی کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر دین میں مضبوط ہو تو سخت آزمائش ہوتی ہے اور اگر دین میں کمزور ہو تو اس کے دین کے حساب سے آزمائش کی جاتی ہے۔ بندے کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔“^(۳) اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں پر صبر کرنے اور اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ

①..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲، ص ۸۸۴، حازن، العنكبوت، تحت الآية: ۲، ۴۴/۳-۴۴۵، ملقطاً.

②..... ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، ۱۷۸/۴، الحدیث: ۲۴۰۴.

③..... ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، ۱۷۹/۴، الحدیث: ۲۴۰۶.

الْكَذِبِينَ ۲

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ بچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا تو ضرور ضرور اللہ انہیں دیکھے گا جو سچے ہیں اور ضرور ضرور جھوٹوں کو (بھی) دیکھے گا۔

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ اور بیشک ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک ہم نے اس امت سے پہلے لوگوں کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا لیکن وہ صدق و وفا کے مقام میں ثابت اور قائم رہے، تو ضرور ضرور اللہ تعالیٰ انہیں دیکھے گا جو اپنے ایمان میں سچے ہیں اور ضرور ضرور ایمان میں جھوٹوں کو بھی دیکھے گا اور ان میں سے ہر ایک کا حال ظاہر فرمادے گا۔^(۱)

مُصِيبَتِیْ بِمِیْرَاسِیْ بِرَضِیْبِ

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امتوں میں کئی حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ جاری رہا ہے کہ وہ ایمان والوں کو آزمائشوں میں مبتلا فرماتا ہے، لہذا اس کے برخلاف ہونے کی توقع رکھنا جائز نہیں اور یاد رہے کہ اس امت سے پہلے لوگوں پر انتہائی سخت آزمائشیں اور مصیبتیں آئی ہیں، لیکن پہلے لوگوں نے ان مصیبتوں اور آزمائشوں پر صبر کیا اور اپنے دین پر استقامت کے ساتھ قائم رہے، یونہی ہم پر بھی آزمائشیں اور مصیبتیں آئیں گی تو ہمیں بھی چاہئے کہ سابقہ لوگوں کی طرح صبر و ہمت سے کام لیں اور اپنے دین کے احکامات پر مضبوطی سے عمل کرتے رہیں۔ اسی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں جیسی حالت نہ آئی۔ انہیں سختی اور شدت پہنچی اور انہیں زور سے بلا ڈالا گیا

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَسَا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ

۱.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۳، ص ۸۸۴-۸۸۵.

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرَ اللَّهُ ۚ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ^(۱)

یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اُٹھے:
اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَكَايِنٍ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ
فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ
الصَّابِرِينَ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور کتنے ہی انبیاء نے جہاد کیا، ان
کے ساتھ بہت سے اللہ والے تھے تو انہوں نے اللہ کی راہ
میں پہنچنے والی تکلیفوں کی وجہ سے نہ تو ہمت ہاری اور نہ کمزوری
دکھائی اور نہ (دوسروں سے) دبے اور اللہ صبر کرنے والوں
سے محبت فرماتا ہے۔

اور صحیح بخاری شریف میں ہے، حضرت خباب بن الارت رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کعبہ شریف کے سائے میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے تشریف فرماتھے کہ ہم نے حاضر خدمت
ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، (ہم پر مصائب کی حد ہو گئی)، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے
مدد کیوں طلب نہیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے؟ تا جدار رسالت صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”(یہ مصیبتیں صرف تم ہی برداشت نہیں کر رہے ہو بلکہ) تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی شخص کے لیے
گڑھا کھودا جاتا، پھر اس گڑھے میں اسے کمر تک گاڑ دیتے، پھر آری لا کر اس کے سر پر چلائی جاتی اور کاٹ کر اس کے
دو حصے کر دیئے جاتے، بعض پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جن سے ان کے گوشت اور ہڈیوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا جاتا،
اس کے باوجود وہ مومن اپنے دین پر ثابت قدم رہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ دین مکمل ہو کر رہے گا، یہاں تک کہ اگر کوئی سوار
صنعا سے حَضْرَتِ مَوْت تک سفر کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا خوف ہو
گا، لیکن تم جلد بازی سے کام لیتے ہو۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت عطا فرمائے اور اگر مصائب و آلام آئیں تو ان پر صبر کرنے اور دین اسلام کے احکامات

①..... بقرہ: ۲۱۴.

②..... آل عمران: ۱۴۶.

③..... بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، ۵۰۳/۲، الحدیث: ۳۶۱۲.

پر مضبوطی سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۖ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: یا یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یا (کیا) بُرے اعمال کرنے والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے؟ وہ کیا ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا﴾: یا برے اعمال کرنے والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے؟ ﴿﴾ ارشاد فرمایا: جو لوگ شرک اور گناہوں میں مبتلا ہیں کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے بچ کر کہیں نکل جائیں گے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا نہ دے سکیں گے، ایسا ہرگز نہ ہوگا اور وہ یہ سمجھ کر کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔ (۱)

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۴۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو تو بیشک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے اور وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو تو بیشک اللہ کا مقرر کیا ہوا وعدہ ضرور آنے والا ہے اور وہی سننے

۱..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیة: ۴، ۴۷/۶۔

والا، جاننے والا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ﴾ جو اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہو۔ ﴿اس کا معنی یہ ہے کہ جو شخص دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب لئے جانے سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب ملنے کی امید رکھتا ہے تو وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے ثواب اور عذاب کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہونے والا ہے، لہذا اسے چاہیے کہ اس کے لئے تیار رہے اور نیک اعمال کرنے میں جلدی کرے اور اللہ تعالیٰ ہی بندوں کے اقوال کو سننے والا اور ان کے افعال کو جاننے والا ہے۔^(۱)

وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝۶

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کوشش کرے تو اپنے ہی فائدے کیلئے کوشش کرتا ہے، بیشک اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

﴿وَمَنْ جَاهِدْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ﴾ اور جو کوشش کرے تو اپنے ہی فائدے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جنگ کرے یا نفس و شیطان کی مخالفت کرے یا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صابر اور قائم رہ کر اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کا نفع اور ثواب اسے ہی ملے گا، بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں، جنوں اور فرشتوں کے اعمال اور عبادات سے بے پرواہ ہے اور اس کا بندوں کو کوئی حکم دینا اور کسی چیز سے منع فرمانا محض ان پر رحمت و کرم فرمانے کے لئے ہے۔^(۲)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

①.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۵، ۴۴۵/۳.

②.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۶، ۴۴۵/۳، جلالین، العنکبوت، تحت الآية: ۶، ص ۳۳۵، مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۶، ص ۸۸۵، ملقطاً.

أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ہم ضرور اُن کی برائیاں اُتار دیں گے اور ضرور انہیں اس کام پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں مٹا دیں گے اور ضرور انہیں ان کے اچھے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا کہ جو نیک عمل کرے تو اس کا فائدہ اسے ہی ہوگا اور اب یہاں سے نیک اعمال کرنے کا ایک فائدہ بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ضرور نیکوں کے سب ان سے ان کی برائیاں مٹا دیں گے اور ضرور انہیں ان کے نیک اعمال کا بدلہ دیں گے۔^(۱)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو تاکیدی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہانہ مان میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں بتا دوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے۔

۱.....تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیة: ۷، ۲۹/۹، جلالین، العنکبوت، تحت الآیة: ۷، ص ۳۳۵، ملقطاً.

توجہ کڈنا عرفان: اور ہم نے (ہر) انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی اور (اے بندے!) اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تو ان کی بات نہ مان۔ میری ہی طرف تمہارا پھرنا ہے تو میں تمہیں تمہارے اعمال بتا دوں گا۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا: اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔﴾
 شان نزول: یہ آیت اور سورہ لقمان کی آیت نمبر 14 اور سورہ احقاف کی آیت نمبر 15 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اور دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد بن مالک زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں حمہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابقین اولین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے تھے اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی والدہ نے کہا: تو نے یہ کیا نیا کام کیا! خدا کی قسم اگر تو اس سے باز نہ آیا تو نہ میں کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں اور یوں ہمیشہ کے لئے تیری بدنامی ہو اور تجھے ماں کا قاتل کہا جائے۔ پھر اس بڑھیا نے فاقہ کیا اور ایک دن رات نہ کھایا، نہ پیا اور نہ سائے میں بیٹھی، اس سے کمزور ہو گئی۔ پھر ایک رات دن اور اسی طرح رہی، تب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے پاس آئے اور آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے ماں! اگر تیری 100 جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ہی نکل جائیں تو بھی میں اپنا دین چھوڑنے والا نہیں، تو چاہے کھا، چاہے مت کھا۔ جب وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مایوس ہو گئی کہ یہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں تو کھانے پینے لگی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حکم دیا کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے اور اگر وہ کفر و شرک کا حکم دیں تو نہ مانا جائے۔^(۱)



کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو ماں باپ کا مادری پداری حق ضرور ادا کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ اسی مناسبت سے یہاں کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام ملاحظہ ہوں۔



①.....حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۸، ۴۶/۳۔

(۱).....کافر والدین کا نفقہ بھی مسلمان اولاد پر لازم ہے۔

(۲).....اگر کافر ماں باپ بت خانے وغیرہ سے گھرتک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں گھرتک چھوڑے اور اگر وہ گھر سے بت خانے وغیرہ تک چھوڑنے کا کہیں تو انہیں نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ گھرتک چھوڑنا گناہ نہیں اور بت خانے چھوڑنا گناہ ہے۔^(۱)

شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کے مقابلے میں کسی رشتہ دار کا کوئی حق نہیں، لہذا اولاد پر لازم ہے کہ شریعت کی طرف سے اجازت کے بغیر صرف ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ رکھنا نہ چھوڑے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان دُحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مُرتکِبِ کبیرہ ہوں، ان کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے مگر اس کے سبب یہ اُمور جائزہ میں ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہو سکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں، لَا طَاعَةَ لِّاَحَدٍ فِی مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی بھی شخص کی اطاعت نہیں کی جائے گی)۔“^(۲)

ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں ان سے بد نرمی وادب گزارش کرے، اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کر سکتا بلکہ ان کے لئے دعا کرے، اور ان کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا تو بہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مُطْلَقاً کفر نہیں جب تک کہ حرامِ قطعی کو حلال جاننا یا حکمِ شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو، اس سے بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی ہاں اگر مَعَاذَ اللّٰهِ یہ انکار بروجہ کفر ہو تو وہ مُرتد ہو جائیں گے، اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں۔^(۳) شرعی احکام کے مقابلے میں ماں باپ کی اطاعت کے حوالے سے شرعی حکم اوپر بیان ہوا اور ان کے علاوہ دیگر افراد جیسے سیٹھ، افسر، حاکم وغیرہ سے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا کہے تو اس کی بات ہرگز نہیں مانی جائے گی، یہاں اسی سے متعلق تین احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱).....حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”پسندیدہ اور ناپسندیدہ تمام اُمور میں ہر مسلمان آدمی پر (امیر کی) بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا اس وقت تک

①.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۸، ۶/۴۵۰۔

②.....مسند امام احمد، مسند البصرین، بقیۃ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، ۷/۳۶۳، الحدیث: ۲۰۶۷۹۔

③.....فتاویٰ رضویہ، ۲۵/۲۰۴-۲۰۵۔

- ضروری ہے جب تک وہ گناہ کا حکم نہ دے اور اگر وہ گناہ کا حکم دے تو نہ اس کی سنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔^(۱)
- (۲)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْمُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”گناہ کے کاموں میں کسی کا حکم نہیں مانا جاتا بلکہ اطاعت تو نیک کاموں میں ہے۔“^(۲)
- (۳)..... حضرت عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔“^(۳)

افسوس! فی زمانہ اس حوالے سے مسلمانوں کی صورتِ حال انتہائی نازک ہے اور دُنیوی مَنفَعَت کے حصول اور دنیا کے نقصان سے بچنے کی خاطر اپنے سیٹھ، افسر، حاکم اور دیگر لوگوں کی وہ باتیں بے دھڑک مانتے چلے جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کا حکم دیا گیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل سلیم اور ہدایت عطا فرمائے اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرنے میں مخلوق کی اطاعت کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿وَإِنْ جَاهَدَكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ أَوْرَافُہُ تَجْہُہُ سے کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں۔﴾ اس کا معنی یہ ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اس لئے علم اور تحقیق کی بنا پر تو کوئی بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا شریک ہونا محال ہے اور جہاں تک علم کے بغیر محض کسی کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کا شریک ماننے کا معاملہ ہے تو جس چیز کا علم نہ ہو اسے کسی کے کہنے سے مان لینا تقلید ہے اور توحید کے قطعی دلائل ہوتے ہوئے محض تقلید سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک مان لینا انتہائی مذموم اور فتنہ ہے، لہذا اس میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جائے گی حتیٰ کہ والدین کی بھی اس معاملے میں ہرگز اطاعت نہیں کی جائے گی۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ①

- ①..... بخاری، کتاب الاحکام، باب السمع والطاعة للامام ما لم تکن معصیة، ۴/۵۵۵، الحدیث: ۷۱۴۴۔
- ②..... بخاری، کتاب اخبار الاحاد، باب ما جاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق... الخ، ۴/۹۹۲، الحدیث: ۷۲۵۷۔
- ③..... معجم الکبیر، عمران بن حصین یکنی ابا نجید... الخ، هشام بن حسان عن الحسن عن عمران، ۱۷۰/۱۸، الحدیث: ۳۸۱۔

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کے ضرور ہم انہیں نیکوں میں شامل کریں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ضرور ہم انہیں نیک بندوں میں داخل کریں گے۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے تو ہم انہیں نیک بندوں کے زمرہ میں داخل کریں گے اور ان کا حشر نیک بندوں کے ساتھ فرمائیں گے۔ یہاں صالحین سے مراد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ ہيں۔^(۱)

قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا حشر اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہو اور اس دن اسے نیک بندوں کی معیت نصیب ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے تو حید و رسالت پر ایمان لائے اور پھر نیک اعمال کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن نیک بندوں کے گروہ میں داخل فرمادے گا اور ان کے ساتھ ہی اس کا حشر فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ
كَعَذَابِ اللّٰهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۖ أَوْ
لَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے۔

۱..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیة: ۹، ۵۲/۶۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں: ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ (کی راہ) میں انہیں کوئی تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنے کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور اگر تمہارے رب کے پاس سے کوئی مدد آجائے تو ضرور کہیں گے ہم یقیناً تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ اسے خوب نہیں جانتا جو تمام جہان والوں کے دلوں میں ہے؟

﴿وَمِنَ الثَّالِثِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ﴾ اور لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں مخلص ایمان والوں اور کھلے کافروں کا ذکر ہوا اور ان کے احوال بیان کئے گئے اور اب یہاں سے ان لوگوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے جو نہ مخلص ایمان والے ہیں اور نہ کھلے کافر بلکہ منافق ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، پھر جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے جیسے کفار کا ستانا تو وہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اُذیت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں اور جیسا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہتے تھا ایسا مخلوق کی ایذا سے ڈرتے ہیں، جتنی کہ اس کی وجہ سے ایمان ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے ہیں اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس سے کوئی مدد آجائے مثلاً مسلمانوں کو فتح نصیب ہو یا انہیں دولت ملے تو وہ لوگ ضرور کہیں گے: ہم یقیناً ایمان اور اسلام میں تمہارے ساتھ تھے اور تمہاری طرح دین پر ثابت وقائم تھے تو ہمیں بھی اس میں شریک کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ اسے خوب نہیں جانتا جو کفر یا ایمان تمام جہان والوں کے دلوں میں ہے؟ کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں میں موجود کفر اور ایمان اچھی طرح معلوم ہے اور وہ ان منافقوں کے نفاق کو بھی جانتا ہے۔^(۱)

وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلْيَعْلَمَنَّ السُّفْقِينَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور اللہ ظاہر کر دے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کر دے گا منافقوں کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ضرور اللہ ایمان والوں کو ظاہر کر دے گا اور ضرور منافقوں کو ظاہر کر دے گا۔

﴿وَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اور ضرور اللہ ایمان والوں کو ظاہر کر دے گا۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں

①.....حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۱۰، ۴۶/۳، مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۱۰، ص ۸۸۶، ملقطاً.

کو ظاہر کر دے گا جو صدق اور اخلاص کے ساتھ ایمان لائے اور آزمائش و مصیبت میں اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت و قائم رہے اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کر دے گا جو منافق ہیں اور انہوں نے مصیبت کی وجہ سے اسلام ترک کر دیا اور دونوں فریقوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔^(۱)

مصابیح اللام میں ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب

اس آیت میں ہر مسلمان کے لئے یہ تنبیہ ہے کہ وہ دین کی وجہ سے آنے والی آذیتوں اور تکلیفوں پر صبر کرے اور مصائب و آلام کی وجہ سے سرمایہ آخرت یعنی ایمان کو ہرگز ضائع نہ کر دے بلکہ اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی اس قیمتی ترین دولت کی بھرپور حفاظت کرے۔ ایسی حالت میں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ کائنات کے سردار، دو عالم کے تاجدار، حبیب پروردگار عزَّوَجَلَّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو راہِ خدا میں آنے والی تکلیفوں اور ان پر اُن عظیم ہستیوں کے صبر کرنے کو یاد کرے تاکہ دل کو تسلی ہو، تکلیفوں پر صبر کرنا آسان ہو اور ایمان و اسلام پر ثابت قدمی نصیب ہو۔ ترغیب کے لئے یہاں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے مخلص اور جانثار صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو راہِ خدا میں آنے والی تکالیف کی جھلک اور ان کے صبر کا حال ملاحظہ ہو، چنانچہ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کفار مکہ خاندانِ بنو ہاشم کے انتقام اور لڑائی بھڑک اٹھنے کے خوف سے حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل تو نہیں کر سکے لیکن طرح طرح کی تکلیفوں اور ایذا رسانیوں سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ظلم و ستم کا پہاڑ توڑنے لگے، چنانچہ یہ لوگ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کاہن، جادوگر، شاعر اور مجنون ہونے کا ہر کوچہ و بازار میں زوردار پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے شریر لڑکوں کا غول لگا دیا جو راستوں میں آپ پر پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے اور یہ دیوانہ ہے، یہ دیوانہ ہے، کا شور مچا کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوپر پتھر پھینکتے۔ کبھی کفار مکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے راستوں میں کانٹے بچھاتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک جسم پر نجاست ڈال دیتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دھکا دیتے۔ کبھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔ جب حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قرآن شریف کی تلاوت فرماتے تو یہ کفار قرآن اور قرآن کو لانے

①.....حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۱۱، ۴۶/۳، جلالین، العنکبوت، تحت الآية: ۱۱، ص ۳۳۵، ملقطاً.

والے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور قرآن کو نازل فرمانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے اور گلی کوچوں میں پہرہ بٹھا دیتے تاکہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجا بجا کر اس قدر شور و غل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کہیں کسی عام مجمع میں یا کفار کے میلوں میں قرآن پڑھ کر سناتے یا دعوتِ ایمان کا وعظ فرماتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابوہلب آپ کے پیچھے چلا چلا کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو! یہ میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے، تم لوگ اس کی کوئی بات نہ سنو، (مَعَاذَ اللہ)۔ ایک مرتبہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”ذوالحجاز“ کے بازار میں دعوتِ اسلام کا وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو کلمہ حق کی دعوت دی تو ابوہبل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دھول اڑاتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے لوگو! اس کے فریب میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات و عُزّی کی عبادت چھوڑ دو۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفار مکہ نے ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین بلبل اُٹھی۔ یہ آسان تھا کہ کفار مکہ ان مسلمانوں کو ایک دم قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں کے جوشِ انتقام کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستاؤ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر شرک و بت پرستی کرنے لگیں، اس لئے قتل کر دینے کی بجائے کفار مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور ایذا رسائیوں کے ساتھ ستاتے تھے اور کفار مکہ نے ان غریب مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور ایسے ایسے روح فرسا اور جاں سوز عذابوں میں مبتلا کیا کہ اگر ان مخلص مسلمانوں کی جگہ پہاڑ بھی ہوتا تو شاید ڈم گانے لگتا۔ صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں جب کہ وہاں کی ریت کے ذرات تنور کی طرح گرم ہو جاتے، اس وقت ان مسلمانوں کی پشت کو کوڑوں کی مار سے زخمی کر کے اس جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹاتے اور سینوں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیتے کہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں، لوہے کو آگ میں گرم کر کے ان سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے، پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا، چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو پلیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا اور وہ کرب و بے چینی سے بدحواس ہو جاتے۔ الغرض سنگدل، بے رحم اور درندہ صفت کافروں نے ان غریب و بیکس مسلمانوں پر جبر و اکراہ اور ظلم و ستم کی کوئی صورت باقی نہیں چھوڑی مگر ایک بھی مخلص

مسلمان کے پائے استقامت میں ذرہ برابر تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائشوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے اور اپنے دین پر ثبات قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ
خَطِيئَتَكُمْ وَمَاهُمْ بِخَالِيْنَ مِنْ خَطِيئَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ
لَكَذِبُونَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کافروں نے مسلمانوں سے کہا: ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ بھی نہ اٹھائیں گے، بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا: اور کافروں نے مسلمانوں سے کہا۔﴾ کفار مکہ نے قبیلہ قریش میں سے ایمان لانے والوں سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو، تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم ذمہ دار ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر یعنی اگر ہمارے طریقہ پر رہنے سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری گرفت فرمائی اور عذاب کیا تو تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کی انتہائی نفیس تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ وقت آنے پر وہ لوگ ان کے گناہوں میں سے کچھ بوجھ بھی نہ اٹھائیں گے، بیشک وہ اپنی بات میں جھوٹے ہیں۔^(۱)

وَلِيَحْمِلَنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمَّا

كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اور ضرور قیامت کے دن پوچھے جائیں گے جو کچھ بہتان اٹھاتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ اٹھائیں گے اور ضرور ان سے قیامت کے دن ان کے بہتانوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

﴿وَلِيَحْمِلَنَّ أَثْقَالَهُمْ﴾ اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اٹھائیں گے۔ ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں سے ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کا کہنے والے کفار کا اپنا یہ حال ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اپنے گناہوں اور کفر و گمراہی کا بوجھ اٹھائیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ جن لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا تھا ان کے گناہوں کا بوجھ بھی یہی لوگ اٹھائیں گے اور قیامت کے دن ضرور ان سے ان کے بہتانوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے یہ بہتان کیوں تراشے اور کس دلیل کی وجہ سے انہوں نے بہتان لگائے۔ یاد رہے کہ کافروں کے اعمال اور بہتان سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اس کے باوجود کافروں سے جو سوال ہوگا وہ معلومات حاصل کرنے کے لئے نہ ہوگا بلکہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کیلئے ہوگا۔

دوسرے گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو خود گمراہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اسے اپنی گمراہی کا گناہ اور اس کی سزا تو ملے گی البتہ اس کے ساتھ ان لوگوں کی گمراہی کا گناہ اور سزا بھی اسے ملے گی جنہیں اس نے گمراہ کیا تھا اور گمراہ ہونے والوں کے اپنے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں اور ان عمل

کرنے والوں کے اپنے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔ (۱)

اس سے ان لوگوں کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کی بڑی ضرورت ہے جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گناہوں میں مبتلا ہونے کے مواقع فراہم کرتے اور انہیں طرح طرح کے دنیوی منافع اور فوائد بتا کر گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ
عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ہزار برس رہا تو انہیں طوفان نے آیا اور وہ ظالم تھے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے پھر اس قوم کو طوفان نے پکڑ لیا اور وہ ظالم تھے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ﴾ اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بیان فرمائے ہیں اور ان سے مقصود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان تکلیفوں اور آفتوں پر تسلی دینا ہے جو کفار مکہ کی طرف سے آپ کو پہنچا کرتی تھیں، اس سلسلے میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان فرمایا گیا، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، بیشک ہم نے آپ سے پہلے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار (یعنی ۹۵۰) سال رہے، اس پوری مدت میں انہوں نے قوم کو توحید اور ایمان کی دعوت دینے کا عمل جاری رکھا اور ان کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں اور ایذاؤں پر صبر کیا، جب وہ قوم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی اور مسلسل تکذیب

①.....صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرۃ... الخ، ص ۵۰۸، الحدیث: ۶۹ (۱۰۱۷)۔

کرتی رہی تو اس قوم کو طوفان کے عذاب نے پکڑ لیا اور وہ غرق کر دیئے گئے اور وہ شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ لہذا اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ کچھ غم نہ کریں اور اس بات کو سامنے رکھیں کہ حضرت نوح نے 950 برس تک تبلیغ فرمائی لیکن اس طویل مدت میں ان کی قوم کے بہت کم لوگ ایمان لائے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی کم مدت کی دعوت سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد ایمان سے مشرف ہو چکی ہے۔^(۱)

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو بچا لیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی کیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہم نے نوح اور کشتی والوں کو بچا لیا اور اس کشتی کو سارے جہاں کے لیے نشانی بنا دیا۔

﴿فَأَنجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ السَّفِينَةِ﴾: تو ہم نے نوح اور کشتی والوں کو بچا لیا۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر طوفان کا عذاب آیا تو ہم نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان لوگوں کو ڈوبنے سے بچا لیا جو کشتی میں آپ کے ساتھ سوار تھے اور اس کشتی کو ہم نے سارے جہاں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرنے والی نشانی بنا دیا تاکہ اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال کر سکیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ کشتی طویل عرصے تک جودی پہاڑ پر باقی رہی۔^(۲)

وَابْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ کو پوجو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے۔

①..... البحر المحیط، العنکبوت، تحت الآية: ۱۴، ۱۴۰/۷، حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۱۴، ۴۴۷/۳، ملتقطاً.

②..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآية: ۱۵، ۴۵۶/۶، حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۱۵، ۴۴۷/۳، ملتقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور ابراہیم کو (یا دیکرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

﴿وَابْرَاهِيمَ﴾: اور ابراہیم کو۔ ﴿﴾ یہاں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کریں جنہیں ہم نے آپ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا تھا، جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے معاملے میں اس سے ڈرو، اگر تم اچھے اور برے میں تمیز کرنا جانتے ہو تو سن لو! یہ عبادت اور ڈرنا تمہارے لئے اس کفر سے بہتر ہے جسے تم اختیار کئے ہوئے ہو اور اپنے گمان میں اسے صحیح سمجھ رہے ہو۔^(۱)

اِنَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ اَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ اِفْكًَا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ
وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ
اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلٰی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور زرا جھوٹ گڑھتے ہو بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔

۱..... روح البیان، العنکیوت، تحت الآیة: ۱۶، ۱۷/۶، ۴۵۷.

ترجہ کنز العرفان: تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گھڑتے ہو۔ بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے روزی کے کچھ مالک نہیں تو تم اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزار بنو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں اور رسول کے ذمہ تو صرف صاف پہنچا دینا ہے۔

﴿اِنَّمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا﴾ تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا ”تم تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے بتوں کو پوجتے ہو اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک کہہ کر نرا جھوٹ گھڑتے ہو۔ بے شک تم اللہ تعالیٰ کی بجائے جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے تو تم اللہ تعالیٰ سے اپنا رزق طلب کرو کیونکہ وہی رزق دینے والا اور ہر ایک تک اس کی روزی پہنچانے کی قدرت رکھنے والا ہے اور صرف اسی کی عبادت کرو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کا مستحق نہیں اور اس کے شکر گزار بنو کیونکہ وہی تمہیں رزق عطا فرما کر تم پر احسان فرماتا ہے، اور یاد رکھو کہ آخرت میں اسی کی طرف تم دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کر کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرو اور اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے اور میری بات نہ مانو گے تو اس سے میرا کوئی نقصان نہیں، میں نے راہ دکھادی اور معجزات پیش کر دیئے جس سے میرا فرض ادا ہو گیا، اس پر بھی اگر تم نہ مانو تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ اپنے انبیاء اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلا چکے ہیں جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم اور عاد و ثمود وغیرہ، ان کے جھٹلانے کا انجام یہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا اور اگر تم بھی اُسی روش پر قائم رہے تو تمہارا انجام بھی اُنہی جیسا ہوگا۔^(۱)

اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾

①..... حازن، العنكبوت، تحت الآية: ۱۷-۱۸، ۴۴۷/۳-۴۴۸، مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۱۷-۱۸، ص ۸۸۸، روح البيان، العنكبوت، تحت الآية: ۱۷-۱۸، ۴۵۷/۶، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا بیشک یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ پیدا کرنے کی ابتداء کیسے کرتا ہے؟ پھر وہ اسے دوبارہ بنائے گا بیشک یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔﴾ ممکن ہے کہ اس آیت سے لے کر آیت نمبر 23 تک کا کلام حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے بارے میں ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کرنے کے دوران ان آیات میں کفار مکہ کو نصیحت کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہو۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا ان کافروں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کی ابتداء کیسے کرتا ہے کہ پہلے انسان کو نطفہ بناتا ہے، پھر جمے ہوئے خون کی صورت دیتا ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بناتا ہے اس طرح درجہ بدرجہ اس کی تخلیق کو مکمل کرتا ہے، پھر آخرت میں دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ بنائے گا بیشک پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔^(۱)

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ
النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو اللہ کیونکر پہلے بناتا ہے پھر اللہ دوسری اُٹھان اُٹھاتا ہے بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: زمین میں چل کر دیکھو کہ اللہ نے پہلے کیسے بنایا؟ پھر اللہ دوسری مرتبہ پیدا فرمائے گا۔

①.....حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۱۹، ۴۴۸/۳۔

بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ: تَمَّ فَرَاؤُ: زَمِينَ فِي جِلِّ كَرْدِكِهَو۔﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یا اے حضرت ابراہیم اَعْلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، آپ کافروں سے فرمادیں: تَمَّ زَمِينَ فِي جِلِّ كَرْدِكِهَو قُو مَوں كے شہروں اور آثار كو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پہلے کیسے بناتا، پھر موت دیتا ہے تاکہ تم مشاہدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی فطرت کے عجائبات کی معرفت حاصل کر سکو نیز جب یہ معلوم ہے کہ پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس خالق کا مخلوق کو موت دینے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کچھ بھی دشوار نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو وہ پہلی بار پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کیلئے اس کی قدرت کے نظاروں جیسے دریاؤں، پہاڑوں اور زمین کے دیگر عجائبات کی سیر کرنا بھی عبادت ہے۔

يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿۳۱﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِبُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔ اور نہ تم زمین میں قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لیے اللہ کے سوانہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مددگار۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ اور نہ تم زمین میں (ہمیں) عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں اور تمہارے لیے اللہ کے سوانہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مددگار۔

۱..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۲۰، ص ۸۸۹، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۲۰، ۴۴۸/۳، ملنقطاً.

﴿يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ﴾ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ ﴿يَعْنِي اللَّهُ تَعَالَى﴾ اپنے عدل کی وجہ سے جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور اپنے فضل کی بناء پر جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور اے لوگو! تم قیامت کے دن اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے اعمال کے حساب سے سزایا جزا جو چاہے دے گا۔^(۱)

﴿وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ﴾ اور نہ تم زمین میں (ہمیں) عاجز کرنے والے ہو۔ ﴿اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے کافرو! نہ تم زمین میں اپنے رب غرور و جَل کو عاجز کرنے والے ہو اور نہ آسمان میں، الغرض اس سے بچنے اور بھاگنے کی کہیں کوئی جگہ نہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ نہ زمین والے اللہ تعالیٰ کے حکم اور قضا سے کہیں بھاگ سکتے ہیں اور نہ آسمان والے ایسا کر سکتے ہیں۔﴾^(۲)

﴿وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ اور تمہارے لیے اللہ کے سوانہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ مددگار۔ ﴿اس آیت اور اس جیسی دیگر آیتوں میں خطاب کفار سے ہوتا ہے کہ اے کافرو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوانہ کوئی کام بنانے والا ہے اور نہ کوئی مددگار جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے یا ایسی آیات میں یہ مراد ہوتا ہے کہ اے لوگو! تمہارا کوئی ایسا حمایتی یا مددگار نہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہاری حمایت اور مدد کر سکے۔ ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے مددگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا سے ان کی مدد اور شفاعت فرماتے ہیں۔﴾

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَٰسُوءَٰمِنْ رَّحْمَتِي وَاُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

①.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۲۱، ۴۴۸/۳، روح البیان، العنکبوت، تحت الآية: ۲۱، ۴۵۹/۶، ملقطاً.

②.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۲۲، ص ۸۸۹، خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۲۲، ۴۴۸/۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کیا وہ وہی لوگ ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ﴾: اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کیا۔ ﴿یعنی جو لوگ قرآن مجید اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان نہ لائے وہ وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہیں اور وہ اپنے کسی نیک عمل کی جزاء و ثواب کے قائل نہیں کیونکہ جب وہ قیامت اور جنت کے ہی منکر ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جزاء کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ
مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ بولے انہیں قتل کر دیا جلا دو تو اللہ نے اُسے آگ سے بچا لیا بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا: انہیں قتل کر دیا جلا دو تو اللہ نے انہیں آگ سے بچا لیا۔ بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے ضرور نشانیاں ہیں۔

﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا﴾: تو ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا۔ ﴿جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل قائم کئے اور نصیحتیں فرمائیں تو اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا: انہیں قتل کر دیا جلا دو۔ یہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا سرداروں نے اپنی پیروی کرنے والوں سے کہا، بہر حال کچھ کہنے والے تھے اور کچھ اس پر راضی ہونے والے اس لئے وہ سب کہنے والوں کے حکم میں ہیں۔ ان سب نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جلائے پر اتفاق کر لیا اور جب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈا کر کے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

وَالسَّلَامُ کے لئے سلامتی والی بنا کر انہیں بچالیا۔ بیشک جو اللہ تعالیٰ نے کیا اس میں ایمان والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرنے والی ضرور عجیب عجیب نشانیاں ہیں، جیسے آگ کا اس کثرت کے باوجود اثر نہ کرنا اور سرد ہو جانا اور اس جگہ گشتن پیدا ہو جانا اور یہ سب پہل بھر سے بھی کم وقفے میں ہونا وغیرہ۔^(۱)

وَقَالَ إِنَّا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا
وَمَا لَكُمْ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّصِيرِينَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے سوا یہ بت بنا لیے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی تک ہے پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا اور تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ابراہیم نے فرمایا: تم نے تو دنیاوی زندگی میں اپنی آپس کی دوستی کی وجہ سے اللہ کے سوا یہ بت (معبود) بنائے ہیں پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کا انکار کرے گا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

﴿وَقَالَ﴾ اور ابراہیم نے فرمایا۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سلامتی کے ساتھ آگ سے باہر تشریف لے آئے تو آپ نے کفار سے فرمایا کہ ”تم نے (کسی دلیل کے بغیر صرف) بتوں سے دوستی کی وجہ سے انہیں اپنا معبود تو بنا لیا لیکن یاد رکھو تمہاری یہ محض نام کی ظاہری دوستی بھی صرف دنیا کی زندگی تک رہے گی، پھر قیامت کے دن تمہارا حال یہ ہوگا کہ تم اپنے معبودوں کا انکار کر دو گے اور تمہارے معبود تمہاری عبادت کا انکار کر دیں گے، تم ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرو گے، بت کہیں گے کہ تم لوگوں نے میری

①.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۲۴، ص ۸۸۹، جلالین، العنکبوت، تحت الآية: ۲۴، ص ۳۳۷، ملتنقطاً.

عبادت کر کے مجھے جہنم میں ڈلوادیا اور تم کہو گے کہ ہمیں اپنی عبادت کے ذریعے گمراہ کر کے تم نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا، تم لعن طعن کے ذریعے ایک دوسرے کو دور کرنے کی کوشش کرو گے لیکن دور نہ ہو گے بلکہ جس طرح دنیا میں اکٹھے تھے اسی طرح جہنم میں بھی اکٹھے کر دیئے جاؤ گے اور جہنم کی آگ تمہاری آگ کی طرح نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی اور میری مدد فرمائی بلکہ تم جہنم کی آگ میں ہی رہو گے اور اس میں تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سلامتی کے ساتھ آگ سے باہر تشریف لے آئے تو آپ نے کفار سے فرمایا: ”میں نے تمہارے سامنے تمہارے مذہب کا باطل ہونا بیان کیا اور تم سے اس کا کوئی جواب بھی نہ بن پڑا، پھر بھی تمہارا بتوں کی پوجا پر قائم رہنا صرف اندھی تقلید ہے کیونکہ تم آپس میں ایک دوسرے سے دوستی اور محبت رکھتے ہو اس لئے تم میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ وہ سیرت اور طریقے میں اپنے دوست سے جدا ہو یا تمہاری اور تمہارے آباء و اجداد کے مابین دوستی ہے، تم ان کے وارث ہوئے، تم نے ان کے عقیدے کو اختیار کر لیا اور ان کی جہالت و گمراہی کو مضبوطی سے تھام لیا، لیکن یاد رکھو کہ تمہاری یہ دوستی اس فانی دنیا تک ہی محدود رہے گی پھر قیامت کے دن تمہارا حال یہ ہوگا کہ سردار اپنے پیروکاروں سے کہیں گے کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے اور پیروکار اپنے سرداروں پر لعنت کرنے لگیں گے اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا کہ وہ تمہیں جہنم سے نکال دے جس طرح مجھے تمہاری بھڑکائی ہوئی آگ سے نکالا گیا۔“^(۱)

فَاَمِنْ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ۖ اِنَّهُ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو لوط اس پر ایمان لایا اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں بیشک وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی (سرزمین شام کی) طرف ہجرت کرنے والا ہوں، بیشک وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿فَاَمِنْ لَهُ لُوطٌ﴾: تو ابراہیم کی تصدیق لوط نے کی۔ ﴿اِنَّهُ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ﴾: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

①..... تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیہ: ۲۵، ۴۶/۹، جلالین مع جمل، العنکبوت، تحت الآیہ: ۲۵، ۶۸/۶، ملقطاً۔

آگ سے صحیح سلامت تشریف لائے تو آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی، آپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں ایمان سے رسالت کی تصدیق ہی مراد ہے کیونکہ اصل تو حید کا اعتقاد تو ان کو ہمیشہ سے حاصل ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ہی مومن ہوتے ہیں اور کسی حال میں ان سے کفر کا تصور تک نہیں کیا سکتا۔^(۱)

﴿وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي﴾ اور ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگ سے صحیح سلامت تشریف لانے اور اتنا عظیم الشان معجزہ دیکھنے کے باوجود آپ کی قوم ایمان نہ لائی اور کفر و شرک پر بضد رہی تو آپ نے اس جگہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے عراق سے سرزمین شام کی طرف ہجرت فرمائی، اس ہجرت میں آپ کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔^(۲)

آیت وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي سے معلوم ہونے والے مسائل

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

- (۱)..... بوقتِ حاجت ہجرت کرنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔
- (۲)..... ایسی جگہ چلا جانا جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کوئی روک ٹوک نہ ہو، دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے تو اس کے حق میں یہاں وہاں سب برابر ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ
وَأَتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور

①.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۲۶، ۴۴۹/۳.

②.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۲۶، ۴۴۹/۳.

ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اُسے عطا فرمایا اور بیشک آخرت میں وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے اسے اسحاق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا فرمائے اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا اور بیشک وہ آخرت میں (بھی) ہمارے خاص قرب کے لائق بندوں میں ہوگا۔

﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾ اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے مزید وہ انعامات بیان فرمائے جو اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ آپ کے بیٹے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ آپ کے پوتے ہیں عطا فرمائے اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جتنے حضرات نبوت کے منصب پر فائز ہوئے سب آپ کی نسل سے ہوئے اور کتاب سے توریت، انجیل، زبور اور قرآن شریف مراد ہیں، مزید ارشاد فرمایا کہ ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا کہ انہیں پاکیزہ اولاد عطا فرمائی، نبوت ان کی نسل میں رکھی، کتابیں اُن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیں جو ان کی اولاد میں ہیں اور ان کو مخلوق میں محبوب اور مقبول کیا کہ تمام ملتوں اور دینوں والے ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی طرف نسبت کو فخر جانتے ہیں اور ان کے لئے دنیا کے اختتام تک درود پڑھا جانا مقرر کر دیا، یہ تو وہ ہے جو دنیا میں عطا فرمایا اور بیشک وہ آخرت میں بھی ہمارے خاص قرب کے لائق بندوں میں ہوں گے جن کے درجے بہت بلند ہوں گے۔ (۱)

وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَلَيْسَ لَكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۚ

①.....مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۸۹۰، حازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۷، ۴۴۹/۳، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۲۷، ص ۳۳۷، ملقطاً۔

وَتَاتُونَ فِي نَادِيكُمْ الشُّكْرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا
 ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۚ ۲۹ قَالَ رَبِّ انصُرْنِی
 عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ۚ ۳۰

ترجمہ کنزالایمان: اور لوط کو نجات دی جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا تم بیشک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور راہ مارتے ہو اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے ہو تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو۔ عرض کی اے میرے رب میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور لوط کو (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا: تم بیشک بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام کو آتے ہو تو اس کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا مگر یہ کہا: اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ (لوط نے) عرض کی، اے میرے رب! ان فسادی لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔

﴿وَلُوطًا﴾: اور لوط کو۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یاد کریں، جب انہوں نے اپنی قوم کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا: بیشک تم بے حیائی کا وہ کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور راہ گیروں کو قتل کر کے اور ان کے مال لوٹ کر لوگوں کا راستہ کاٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برے کام اور بری باتیں کرنے کو آتے ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لوگ مسافروں کے ساتھ بد فعلی کرتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے اس طرف گزرنا موقوف کر دیا تھا اور حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لوگ بد فعلی کے علاوہ ایسے ذلیل افعال اور حرکات کے عادی تھے جو عقلی اور عرفی دونوں

طرح سے قبیح اور ممنوع تھے، جیسے گالی دینا، فحش بکنا، تالی اور سیٹی بجانا، ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا، راستہ چلنے والوں پر کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، مذاق اڑانا، گندی باتیں کرنا اور ایک دوسرے پر تھوکتا وغیرہ۔ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر انہیں ملامت کی تو ان کی قوم نے مذاق اڑانے کے طور پر یہ کہا: اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ یہ افعال قبیح ہیں اور ایسا کرنے والے پر عذاب نازل ہوگا تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آؤ۔^(۱)

﴿قَالَ: عَرَضَ لِي﴾ جب حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس قوم کے راہ راست پر آنے کی کچھ امید نہ رہی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، عذاب نازل ہونے کے بارے میں میری بات پوری کر کے ان فسادی لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔^(۲)

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِن فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنَنْجِيَنَّهٗ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٢﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے بیشک اس کے بسنے والے ستم گار ہیں۔ کہا اس میں تو لوط ہے فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ اس میں ہے ضرور ہم اُسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا: ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بیشک اس شہر والے ظالم ہیں۔ فرمایا: اس میں تو لوط (بھی) ہے۔ فرشتوں نے کہا: ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے، ضرور ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے اس کی بیوی

①..... مدارك، العنکبوت، تحت الآية: ۲۸-۲۹، ص ۸۹۱، خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۲۸-۲۹، ۴۵۰-۴۵۱، ملتقطاً.

②..... خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۳۰، ۴۵۰/۳، جلالین، العنکبوت، تحت الآية: ۳۰، ص ۳۳۷، ملتقطاً.

کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔

﴿وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا﴾ اور جب ہمارے فرشتے آئے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے کہا: ہم ضرور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شہر والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ بیشک اس شہر والے کفر اور طرح طرح کے گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اس میں تو حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی موجود ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے مقرب بندے ہیں، پھر تم اس شہر والوں کو کیسے ہلاک کرو گے۔ فرشتوں نے کہا: جو کوئی اس شہر میں ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہے اور ہم حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال سے غافل نہیں، ہم ضرور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے گھر والوں کو نجات دیں گے البتہ ان کی بیوی کو نجات نہیں دیں گے کیونکہ وہ عذاب میں مبتلا ہو جانے والوں میں سے ہے۔^(۱)

یہاں فرشتوں نے نجات دینے کی نسبت اپنی طرف کی، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض کام اس کے خاص بندوں کی طرف منسوب کئے جاسکتے ہیں کیونکہ نجات دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کام ہے مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے، لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوزخ سے نجات دیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت دیتے ہیں اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مشکل کشائی کرتے ہیں۔

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لَوْطًا بِسَيِّءِ بَهْمٍ وَصَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا
قَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنْجُونَكَ ۖ أَهْلَكَ إِلَّا أَمْرًا تَكُنْ
كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ (۳۳) إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ
رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝ (۳۴)

۱.....مدارک، العنکبوت، تحت الآیة: ۳۱-۳۲، ص ۸۹۱، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیة: ۳۱-۳۲، ۴۶۶/۶، ملتقطاً.

توجہ کنزالایمان: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے ان کا آنا اُسے ناگوار ہوا اور اُن کے سبب دل تنگ ہوا اور انھوں نے کہا نہ ڈریئے اور نہ غم کیجئے بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے۔ بیشک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں بدلہ ان کی نافرمانیوں کا۔

توجہ کنزالعرفان: اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انہیں فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا: آپ نہ ڈریں اور نہ غمگین ہوں، بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے کہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ بیشک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ نافرمانی کرتے تھے۔

﴿وَلَمَّا آتُ جَاءَتْ مُسْتَلُوًّا﴾ اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فرشتے خوب صورت مہمانوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو انہیں قوم کے افعال و حرکات اور ان کی نالائقی کا خیال کر کے فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کی حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کر سکنے کے سبب غمزدہ ہوئے، اس وقت فرشتوں نے ظاہر کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور انہوں نے حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ قوم سے نہ ڈریں اور نہ ہمارے بارے میں یہ سوچ کر غمگین ہوں کہ قوم کے لوگ ہمارے ساتھ کوئی بے ادبی یا گستاخی کریں گے، ہم فرشتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو ہلاک کر دیں گے اور بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نازل ہونے والے عذاب سے بچانے والے ہیں البتہ آپ کی بیوی کو نہیں بچائیں گے کیونکہ وہ بھی عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں سے ہے اور اسے بھی لقیہ لوگوں کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ بیشک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تھے اور اسی پر قائم تھے۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اہل خانہ میں سے ان پر ایمان لانے والوں اور دیگر مومنوں کو بچالیا گیا اور باقی لوگوں کو انتہائی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔^(۱)

۱.....خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ۴۵۰/۳، روح البیان، العنكبوت، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ۴۶۶/۶-۴۶۷، جلالین، العنكبوت، تحت الآية: ۳۳-۳۴، ص ۳۳۷-۳۳۸، ملقطاً.

آیت: وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

اس آیت سے تین باتیں معلوم ہوئیں،

- (۱)..... مہمان کی حفاظت اور توقیر میزبان کی ذمہ داری ہوتی ہے۔
- (۲)..... کبھی نبی علیہ السلام فرشتے کو نہیں بھی پہچانتے، البتہ یاد رہے کہ جب وحی نازل ہونے کے وقت فرشتہ حاضر ہوتا ہے تو اس وقت نبی علیہ السلام فرشتے کو ضرور پہچانتے ہیں، اگر اس وقت بھی نہ پہچانیں تو وحی قطعی نہ رہے گی۔
- (۳)..... اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندوں کو آنے والی مصیبتوں سے بچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور بچاتے بھی ہیں۔

وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے عقل والوں کے لیے اس بستی میں روشن نشانی کو باقی رکھا۔

﴿وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً بَيِّنَةً﴾ اور بیشک ہم نے اس بستی میں روشن نشانی کو باقی رکھا۔ بیشک ہم نے اس بستی میں ان لوگوں کے لیے روشن نشانی کو باقی رکھا جو اپنی عقل غور و فکر کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ اس نشانی کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: وہ روشن نشانی حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے ویران مکان ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اس قوم کا عجیب و غریب واقعہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ روشن نشانی سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسے تھے اور ان پتھروں پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے، یہ عرصہ دراز تک باقی رہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انہیں دیکھا تھا۔^(۱)

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ

①..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۵، ۶۷/۴، حازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۵، ۵۰/۳، ملتقطاً.

الْأَخِرَ وَلَا تَعْتَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوا فَأَخَذْتَهُمُ الرَّجْفَةُ
فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّنَ ﴿۳۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور پھیلے دن کی امید رکھو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ تو انہوں نے اُسے جھٹلایا تو انہیں زلزلے نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا، اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں زلزلے نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے۔

﴿وَالِی مَدَیْنٍ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا﴾: مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو یاد کریں جنہیں ہم نے ان کے ہم قوم مَدَیْن والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے دین کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہوئے ایسے افعال بجالاؤ جو آخرت میں ثواب ملنے اور عذاب سے نجات حاصل ہونے کا باعث ہوں اور تم ناپ تول میں کمی کر کے مدین کی سرزمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو، تو ان لوگوں نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلایا اور اپنے فساد سے باز نہ آئے تو انہیں زلزلے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب نے آیا یہاں تک کہ ان کے گھر ان کے اوپر گر گئے اور صبح تک ان کا حال یہ ہو گیا کہ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردے بے جان پڑے رہ گئے۔^(۱)

وَعَادًا وَثُبُودًا وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ قَفَّ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

۱.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ۶/۴۸، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۶-۳۷، ص ۳۳۸، ملقطاً.

اَعْمَالُهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُصْتَبِرِينَ ۝۳۸

ترجمہ کنزالایمان: اور عادات اور شہود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں اور شیطان نے ان کے کو تک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے اور انہیں راہ سے روکا اور انہیں سوچھتا تھا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور (ہم نے) عادات اور شہود کو (ہلاک کیا) اور ان کی رہائش کے مقامات تمہارے لئے ظاہر ہو چکے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کیلئے خوبصورت بنا دیئے اور انہیں (اللہ کے) راستے سے روکا حالانکہ وہ سمجھدار تھے۔

﴿وَعَادًا وَثَمُودًا﴾ اور عادات اور شہود کو۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم عاد اور حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ثمود کو ہلاک کیا اور اے مکہ والو! ان قوموں کا ہمارے عذاب سے ہلاک ہونا تمہارے لئے اس وقت ظاہر ہو چکا جب تم اپنے سفروں کے دوران حجر اور یمن میں موجودان کی رہائش کے مقامات سے گزرے ہو اور شیطان نے ان قوموں کے کفر اور گناہ ان کیلئے خوبصورت بنا دیئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا حالانکہ وہ لوگ سمجھدار تھے، عقل رکھتے تھے اور حق و باطل میں تمیز کر سکتے تھے لیکن انہوں نے عقل و انصاف سے کام نہ لیا اور باطل پر ہی قائم رہے۔ (۱)

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا اسْبِقِينَ ۝۳۹

ترجمہ کنزالایمان: اور قارون اور فرعون اور ہامان کو اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل جانے والے نہ تھے۔

۱.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۸، ۶/۴۶۸، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۸، ص ۸۹۲، ملقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: اور (ہم نے) قارون اور فرعون اور ہامان کو (ہلاک کیا) اور بیشک ان کے پاس موسیٰ روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے۔

﴿وَقَارُونُ وَفِرْعَوْنُ وَهَامَانَ﴾: اور قارون اور فرعون اور ہامان کو۔ یعنی قارون، فرعون اور ہامان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرمایا اور بیشک ان کے پاس حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام روشن نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور حق قبول کرنے سے انکار کیا اور وہ ہم سے نکل کر جانے والے نہ تھے کہ ہمارے عذاب سے بچ سکتے بلکہ ہمارے عذاب کا حکم ان تک پہنچ کر رہا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے۔^(۱)

آیت: قَارُونُ وَفِرْعَوْنُ وَهَامَانُ سَبَّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے،

- (۱)..... یہاں اللہ تعالیٰ نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکار کرتا تھا فرعون اور ہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کا انکار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضروریات دین میں سے ایک چیز کا انکار کرنے والا، ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر کافر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں پر جہاد کا حکم دے دیا اور مُسْلِمٌ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کیونکہ وہ مسلمہ کو نبی مان کر مرتد ہو گئے تھے۔
- (۲)..... یہاں قارون کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو نسب اور خاندانی عزت و شرافت عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس سے کفار قریش کو یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو بلکہ ایمان لاؤ ورنہ عذاب کے لئے تیار ہو۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ
أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۖ وَمِنْهُمْ مَّنْ
أَغْرَقْنَا ۖ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۴۰﴾

۱..... خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۹، ۴۰/۱، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۳۹، ۴۰/۶، ملتقطاً۔

توجہ کنزالایمان: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اُس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور اُن میں کسی کو چنگھاڑنے آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبویا اور اللہ کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

توجہ کنزالعرفان: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے (ہی) پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبویا اور اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذُنُبِهِ﴾: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑا۔ ﴿﴾ اس آیت کی ابتدا میں بیان فرمایا گیا کہ سابقہ قوموں میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کی وجہ سے ہی پکڑا۔ اس کے بعد سابقہ قوموں پر آنے والے مختلف عذابات میں سے چار عذاب بیان کئے گئے،

(۱)..... کسی پر اللہ تعالیٰ نے پتھراؤ بھیجا۔ یہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم تھی جنہیں چھوٹے چھوٹے پتھروں سے ہلاک کیا گیا اور یہ پتھر تیز ہوا سے ان پر لگتے تھے۔

(۲)..... کسی کو خوفناک آواز نے پکڑ لیا۔ یہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم شموذی جو ہولناک آواز کے عذاب سے ہلاک کی گئی۔

(۳)..... کسی کو زمین میں دھنسا دیا۔ اس عذاب میں مبتلا ہونے والے قارون اور اس کے ساتھی تھے۔

(۴)..... کسی کو ڈبویا۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے لوگ اور فرعون اور اس کی قوم کے لوگ اس عذاب کا شکار ہوئے۔

آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان لوگوں پر ظلم کرے کیونکہ وہ کسی کو گناہ کے بغیر عذاب میں گرفتار نہیں کرتا، ہاں وہ خود ہی نافرمانیاں کر کے اور کفر و سرکشی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے اور اسی بنا پر وہ طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کر دیئے گئے۔^(۱)

①..... حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۴۰، ۴۱/۳، مدارك، العنکبوت، تحت الآية: ۴۰، ص ۸۹۲-۸۹۳، ملقطاً.

مَثَلِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعُنْكُبُوتِ
 اتَّخَذَتْ بِئِثًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعُنْكُبُوتِ
 لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ہیں مکڑی کی طرح ہے اس نے جالے کا گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر کیا اچھا ہوتا اگر جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: جنہوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی طرح ہے، جس نے گھر بنایا اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

﴿مَثَلِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ﴾: جنہوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں ان کی مثال۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو واحد معبود ماننے کی بجائے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے اور ان کے ساتھ امیدیں وابستہ کی ہوئی ہیں اور درحقیقت ان بتوں کے عاجز اور بے اختیار ہونے کی مثال مکڑی کی طرح ہے جس نے اپنے رہنے کے لئے جالے سے گھر بنایا جو کہ انتہائی کمزور ہے اور یہ گھر نہ اس سے گرمی دور کر سکتا ہے نہ سردی، نہ گرد و غبار اور بارش وغیرہ کسی چیز سے اس کی حفاظت کر سکتا ہے، ایسے ہی یہ بت ہیں کہ اپنے پیجاریوں کو کوئی نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی دنیا و آخرت میں انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور بیشک سب گھروں میں کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے اور ایسے ہی سب دینوں میں کمزور اور نیکنا دین بت پرستوں کا دین ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ بت پرست یہ بات جانتے کہ ان کا دین اس قدر نکما ہے۔^(۱)



مکڑی کے جالے رت میں لگی کا سب سے بہتر ہیں

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ”اپنے گھروں سے مکڑیوں کے جالے دور کرو کیونکہ

۱.....حازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۱، ۴۵۱/۳، مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۴۱، ص ۸۹۳، ملقطاً.

انہیں (گھروں میں لگا ہوا) چھوڑ دینا ناداری کا باعث ہوتا ہے۔^(۱)

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے جس چیز کی اُس کے سوا پوجا کرتے ہیں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ جانتا ہے اس چیز کو جس کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ﴾: بیشک اللہ جانتا ہے۔ یعنی بت پرست اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جس چیز کی پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے کہ وہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ ہی عزت والا حکمت والا ہے، تو کسی عقل مند انسان کے شایان شان یہ بات کب ہے کہ وہ عزت و حکمت والے، قادر اور مختار رب تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بے علم اور بے اختیار پتھروں کی پوجا کرے۔^(۲)

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں سمجھتے مگر علم والے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں علماء ہی سمجھتے ہیں۔

﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ﴾: اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں۔ ﴿کَفَّارٍ لِّشَيْءٍ﴾: طغ کے طور پر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کبھی اور کڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے اور اس پر انہوں نے مذاق اڑایا تھا۔ اس آیت میں

①.....مدارک، العنكبوت، تحت الآية: ۴۱، ص ۸۹۳.

②.....مدارک، العنكبوت، تحت الآية: ۴۲، ص ۸۹۳، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۲، ۵۱/۳، ملقطاً.

ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں جو مثال بیان کئے جانے کی حکمت کو نہیں جانتے، کیونکہ مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے ویسی ہی مثال بیان کرنا حکمت کے تقاضے کے عین مطابق ہے اور یہاں چونکہ بت پرستوں کے باطل اور کمزور دین کی کمزوری اور بطلان بیان کرنا مقصود ہے لہذا اس کے اظہار کے لئے یہ مثال انتہائی نفع مند ہے اور ان مثالوں کی خوبی، نفاست، عمدگی، ان کے نفع اور فوائد اور ان کی حکمت کو وہ لوگ سمجھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل اور علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ یہاں بیان کی گئی مٹری کی مثال نے مشرک اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے کا حال خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا اور فرق واضح فرمادیا۔^(۱)

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝۴۳

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے بیشک اس میں نشانی ہے مسلمانوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے، بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانی ہے۔

﴿خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ﴾: اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو باطل نہیں بنایا بلکہ حکمت کے تحت بنایا ہے اور بے شک ان دونوں کی تخلیق میں مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت، اس کی وحدانیت اور یکتائی پر دلالت کرنے والی نشانی ضرور موجود ہے۔^(۲)

یاد رہے کہ آسمان و زمین کی پیدائش پر غور کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں اس لئے یہاں انہیں کا ذکر ہوا کہ اس میں مومنوں کیلئے نشانی ہے ورنہ عمومی طور پر یہ سب کے لئے عبرت ہیں۔



①.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۴۳، ص ۸۹۳، ملخصاً.

②.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۴۴، ص ۸۹۴، خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۴۴، ۴۵۲/۳، ملقطاً.

پارہ نمبر..... 21

اَنْتَلْ مَا اَوْحَىٰ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰی
عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرما، بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس کتاب کی تلاوت کرو جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کرو، بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

﴿اَنْتَلْ مَا اَوْحَىٰ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ﴾: اس کتاب کی تلاوت کرو جس کی تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ کی طرف جو قرآن مجید نازل کیا گیا ہے، اس کی تلاوت کرتے رہیں کیونکہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے، اس میں لوگوں کے لئے وعظ و نصیحت بھی ہے اور اس میں احکام، آداب اور اخلاقی اچھائیوں کی تعلیم بھی ہے۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، اگر آپ مکہ والوں کے کفر پر افسردہ ہیں تو آپ اس کتاب کی تلاوت کریں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے تاکہ آپ جان جائیں کہ آپ کی طرح حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی نبوت اور رسالت کی ذمہ داری پر فائز تھے، انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر) دلائل قائم کرنے میں انتہائی کوشش کی لیکن ان کی قومیں گمراہی اور جہالت سے نہ بچ سکیں، یوں آپ کے دل کو تسلی حاصل ہوگی۔^(۱)

قرآن مجید کے کچھ حصے کی تفصیلات اور تفسیر

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا چاہئے۔ یاد رہے کہ (نماز کے

۱..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۴۷۳، تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۶/۶۰، ملقطاً۔

علاوہ) قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ یہ پڑھنا بھی ہے، دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور یہ سب چیزیں عبادت ہیں۔^(۱)

اور اس کی ترغیب کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”تم اپنی آنکھوں کو اس کی عبادت میں سے حصہ دو۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آنکھ کا عبادت میں سے حصہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ”قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا، اس (کی آیات اور معانی میں) میں غور و فکر کرنا اور اس میں بیان کئے گئے عجائبات کی تلاوت کرتے وقت عبرت و نصیحت حاصل کرنا۔“^(۲) اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ کر بھی قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اس کی آیات و معانی میں غور و فکر کرنے اور اس میں ذکر کئے گئے واقعات اور دیگر چیزوں سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ اور نماز قائم کرو۔ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ نماز قائم کرتے رہیں، بیشک نماز بے حیائی اور ان چیزوں سے روکتی ہے جو شرعی طور پر ممنوع ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں نماز قائم کرتے رہنے کا حکم واضح طور پر تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیا گیا ہے اور ضمنی طور پر یہی حکم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت کے لئے بھی ہے۔^(۳)

نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے

آیت میں بیان ہوا کہ نماز بے حیائیوں اور بری باتوں سے روکتی ہے، لہذا جو شخص نماز کا پابند ہوتا ہے اور اسے اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک نہ ایک دن وہ ان برائیوں کو ترک کر دیتا ہے جن میں مبتلا تھا۔ یہاں اسی سے متعلق دو روایات ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا، حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کی شکایت کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا ”اس کی نماز کسی دن اسے ان باتوں سے روک دے گی۔ چنانچہ کچھ ہی عرصے

①..... بہارِ شریعت، حصہ سوم، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، مسائلِ قراءت میں نماز، ۵۵۰/۱، ملخصاً۔

②..... شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی القراءۃ من المصحف، ۴۰۸/۲، الحدیث: ۲۲۲۲۔

③..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۴۷/۶۔

میں اس نے توبہ کر لی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔^(۱)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: فلاں آدمی رات میں نماز پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ”عنقریب نماز اسے اس چیز سے روک دے گی جو تو کہہ رہا ہے۔“^(۲)

ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز پڑھنے کے باوجود گناہوں سے باز نہیں آتے اور بری عادتوں سے نہیں رکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس طرح نماز نہیں پڑھتے جیسے نماز پڑھنے کا حق ہے مثلاً نماز کے ارکان و شرائط کو ان کے حقوق کے ساتھ اور صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے، نماز میں خشوع و خضوع کی کیفیت ان پر طاری نہیں ہوتی اور نماز کی ادائیگی غفلت سے کرتے ہیں، یہ ان کی نماز ہوتی ہے جو ظاہری نماز تو ہے لیکن حقیقی اور کامل نماز نہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔^(۳)

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہ روکے تو اسے اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا (کیونکہ اس کی نماز ایسی نہیں جس پر ثواب ملے بلکہ وہ نماز اس کے حق میں وبال ہے اور اس کی وجہ سے بندہ عذاب کا حق دار ہے)^(۴) لہذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ بے حیائیوں اور برائیوں سے باز آجائے تو اس طرح نماز ادا کیا کرے جیسے نماز ادا کرنے کا حق ہے۔ ترغیب کے لئے یہاں نماز سے متعلق حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر بزرگان دین کے احوال پر مشتمل ۴ واقعات ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم سے اور ہم آپ سے گفتگو کر رہے ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو (آپ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں اس قدر مشغول ہو جاتے کہ) گویا آپ

①..... ابو سعود، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۲۶۱/۴.

②..... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ۴۵۷/۳، الحدیث: ۹۷۸۵.

③..... درمنثور، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۴۶۶/۶.

④..... معجم الکبیر، طاوس عن ابن عباس، ۴۶/۱۱، الحدیث: ۱۱۰۲۵.

ہمیں پہچانتے ہی نہ تھے اور نہ ہم آپ کو پہچان پاتے تھے۔^(۱)

(2)..... جب نماز کا وقت ہو جاتا تو حضرت علی المرتضیٰ عَزَّمَهُ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْمُ پر کپکپا ہٹ طاری ہو جاتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ ایک دن کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا ”اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے معذرت کر لی اور اسے اٹھانے سے ڈر گئے۔“

(3)..... حضرت علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد ہو جاتا، جب گھر والے پوچھتے کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے تو آپ فرماتے ”کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔“

(4)..... حضرت حاتم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ”جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو میں مکمل وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ آ کر بیٹھ جاتا ہوں جہاں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ میرے اعضاء پر سکون ہو جاتے ہیں، پھر میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں، کعبہ شریف کو آنکھوں کے سامنے، پل صراط کو قدموں کے نیچے، جنت کو دائیں اور جہنم کو بائیں طرف اور موت کے فرشتے کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں اور اس نماز کو اپنی آخری نماز سمجھتا ہوں، پھر امید اور خوف کے درمیان جذبات کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرتا ہوں، قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں، رکوع عاجزی کے ساتھ اور سجدہ ڈرتے ہوئے کرتا ہوں، بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتا ہوں، دائیں پاؤں کو انگوٹھے پر کھڑا کرتا ہوں، اس کے بعد اخلاص سے کام لیتا ہوں، پھر مجھے معلوم نہیں کہ میری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں۔“⁽²⁾

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقے سے نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نماز کو ہمارے حق میں برائیوں اور بے حیائیوں سے بچنے کا ذریعہ بنائے، آمین۔

نماز سے قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات

آیت میں تلاوت و نماز دو عبادتوں کا ذکر ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تلاوت قرآن اور نماز کی پابندی ایسی عبادتیں

①..... فیض القدیر، حرف الہمزۃ، ۱۱۴/۳، تحت الحدیث: ۲۸۲۱۔

②..... احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلاۃ و مهماتها، الباب الاول، فضیلة الخشوع، ۲۰۶/۱۔

ہیں جن کے فوائد و برکات شمار نہیں کیے جاسکتے اور جب بندہ اللہ عز و جل کا پاکیزہ کلام پڑھتا ہے تو اس پر انوار و تجلیات کی بارشیں ہوتی ہیں اور بندہ خود اپنے دل میں ایک عجیب لذت محسوس کرتا ہے۔ تلاوت قرآن پاک کی کئی حکمتیں ہیں، اس میں لوگوں کیلئے نصیحتیں بھی ہیں اور احکام بھی، اخلاقیات کی تعلیم بھی ہے اور آداب زندگی بھی۔ یہ اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہے، اس کے اسرار ختم نہیں ہو سکتے اور اس کے عجائبات بے شمار ہیں اور یہ چیزیں دل کی پاکیزگی پر موقوف ہیں۔ ﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ ﴿لَعَنَ اللَّهُ تَعَالٰی کَاذِبًا﴾ کا ذکر سب سے عظیم شے ہے نیز یاد الہی سب سے افضل نیک عمل ہے بلکہ تمام عبادتوں کی اصل ذکر الہی ہی ہے مثلاً نماز اصل میں یاد الہی کیلئے ہے، یہی حال بقیہ تمام عبادات کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے، نیز اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔^(۱)

حضرت اُمّ دردا عَضِی اللہ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اگر تو روزہ رکھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ہر اچھا عمل جو تو کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اور ہر بری چیز سے تمہارا بچنا بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور ان میں سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا ہے۔^(۲)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل

آیت کی مناسبت سے یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل پر مشتمل ۲ احادیث ملاحظہ ہوں،

(۱)..... حضرت ابو دردا عَضِی اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تمہارے رب عز و جل کے نزدیک تمہارا کون سا عمل سب سے اچھا، سب سے پاکیزہ اور سب سے بلند درجے والا ہے اور جو تمہارے سونے اور چاندی کو صدقہ کرنے سے زیادہ اچھا ہے اور اس سے بھی اچھا ہے کہ تمہارا تمہارے دشمنوں سے مقابلہ ہو، تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں شہید ماریں۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی، یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ کون سا عمل ہے؟ ارشاد فرمایا: ”وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔“^(۳)

①.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۴۵، مدارك، العنکبوت، تحت الآية: ۴۵، ص ۸۹۴، ملقطاً.

②.....شعب الایمان، العاشر من شعب الایمان... الخ، فصل فی ذکر اخبار وردت فی ذکر اللہ عز و جل، ۴۵۲/۱، الحدیث: ۶۸۶.

③.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۶-باب منه، ۲۴۶/۵، الحدیث: ۳۳۸۸.

(2)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سے بندے کا درجہ سب سے بلند ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”جو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ان کا درجہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے بھی زیادہ بلند ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ”اگر وہ اپنی تلوار سے کفار اور مشرکین کو قتل کر دے حتیٰ کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے کا درجہ اس سے افضل ہوگا۔“ (1)

اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت کے ساتھ اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
﴿وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْعَعُونَ﴾ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ذکر وغیرہ نیک اعمال کو جانتا ہے، اس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے تو وہ تمہیں ان اعمال پر بہترین جزا دے گا۔ (2)

ظاہر باطن تمام اعمال میں نیک اعمال کرنے کی حُرمت

علم الہی کے متعلق مذکورہ بالا قسم کی آیات عموماً اس مفہوم کیلئے ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ وہ ہر بندے کے ہر ظاہری باطنی عمل کو جانتا ہے، لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے بچے اور اپنے ظاہری باطنی تمام احوال میں نیک اور اچھے اعمال کرنے میں مصروف رہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمام مقامات اور احوال میں تمہارے عملوں کو جانتا ہے تو جسے اس بات کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا عمل جانتا ہے وہ گناہوں اور برے اعمال سے بچے اور تنہائی میں بھی طاعات، عبادات اور بطور خاص نماز کی طرف متوجہ رہے۔“ (3)

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

①.....ترمذی، کتاب الدعوات، ۵-باب منہ، ۲۴۵/۵، الحدیث: ۳۳۸۷.

②.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۴۷۶/۶.

③.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۴۵، ۴۷۶/۶.

وَقُولُوا اٰمَنَّا بِالَّذِي اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ اِلِهٰنَا وَ اِلٰهَكُمْ وَ اٰحَدٌ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اے مسلمانو! کتابوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر مگر وہ جنہوں نے اُن میں سے ظلم کیا اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اُتر اور جو تمہاری طرف اُتر اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اے مسلمانو! اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز پر سوائے ان میں سے ظالموں کے اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

﴿وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾: اور اے مسلمانو! اہل کتاب سے بحث نہ کرو مگر بہترین انداز پر۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تمہاری اہل کتاب سے بحث ہو تو بہترین انداز سے بحث کرو جیسے انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سے دعوت دے کر اور حجوتوں پر آگاہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ، یونہی بحث کے دوران وہ سختی سے پیش آئیں تو تم نرمی سے پیش آؤ، وہ غصہ کریں تو تم حلم اور بردباری کا مظاہرہ کرو البتہ ان میں سے جو ظالم ہیں کہ زیادتی میں حد سے گزر گئے، عناد اختیار کیا، نصیحت نہ مانی، نرمی سے نفع نہ اٹھایا تو ان کے ساتھ سختی اختیار کرو۔ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ وہ اہل کتاب جو ذمی ہیں اور جو یہ ادا کرتے ہیں ان کے ساتھ جب تمہاری بحث ہو تو احسن طریقے سے بحث کرو البتہ ان میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا اور ذمہ سے نکل گئے اور جزیہ دینے سے منع کر دیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے تو ان سے جھگڑنا تلوار کے ساتھ ہے۔^(۱)

۱.....خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۶، ۴۵۳/۳، مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۴۶، ص ۸۹۵، روح البيان، العنكبوت، تحت الآية: ۴۶، ۴۷۷/۶، ملقطاً.

یہودیوں اور عیسائیوں سے دینی امور میں بحث کرنے کا احتیاج کس کا ہے؟

امام عبد اللہ بن احمد سنی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اس آیت سے کفار کے ساتھ دینی امور میں مناظرہ کرنے کا جواز، اور اسی طرح علم کلام سیکھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔“ (۱)

یاد رہے کہ عیسائیوں، یہودیوں اور دیگر کافروں کے ساتھ دینی امور میں بحث اور مناظرہ کرنا ان علماء کا کام ہے جو ان کے باطل عقائد و نظریات کا بہترین اور مضبوط دلائل کے ساتھ رد کر سکتے ہوں اور ان کی طرف سے دین اسلام اور اس کی تعلیمات و احکام پر ہونے والے اعتراضات کا انتہائی تسلی بخش جواب دے سکتے ہوں اور مناظرہ کے فن میں بھی خوب مہارت رکھتے ہوں۔ جو عالم ایسی صلاحیت نہ رکھتا ہو اسے اور بطور خاص عام لوگ جنہیں عقائد و نظریات کی تفصیلی دلائل سے معلومات ہونا تو دور کی بات، فرض عبادات سے متعلق شرعی احکام بھی ٹھیک سے معلوم نہیں ہوتے، انہیں یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر کفار سے دینی امور میں بحث مباحثہ کرنا حرام ہے اور ان لوگوں کا یہ سوچ کر بحث کرنے کی جرأت کرنا کہ ہم اپنے دین، عقیدے اور نظریات میں انتہائی مضبوط ہیں، اس لئے یہودیوں، عیسائیوں یا کسی اور کافر سے دینی امور میں بحث کرنا ہمیں کوئی نقصان نہیں دے سکتا، دین و ایمان کی سلامتی کے حوالے سے انتہائی خطرناک اقدام ہے اور ایسا شخص غیر محسوس انداز میں ایمان کے دشمن شیطان کے انتہائی خوفناک وار کا شکار ہے، اگر یہ شخص اپنے دین و ایمان کی سلامتی چاہتا اور قیامت کے دن جہنم کے ابدی عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو ان سے ہرگز بحث نہ کرے ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں شیطان کے کارندے لوگوں کے دین و ایمان کو برباد کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں اور انتہائی منظم انداز میں مسلمانوں کے دلوں سے دین اسلام کی محبت اور اس دین کی طرف لگاؤ کو ختم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن مسلمان اپنے دین و ایمان کو بچانے کی کوشش کرنے کی بجائے اسے بے دھڑک خطرے پر پیش کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے اور اپنے ایمان کی سلامتی اور حفاظت کی فکر کرنے اور اس کے لئے خوب کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

﴿وَقُلُوا اٰمَنَّا بِالَّذِيۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ اور کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ یعنی جب اہل کتاب تم سے اپنی کتابوں کا کوئی مضمون بیان کریں تو ان سے کہو: ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو

①.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۴۶، ص ۸۹۵.

تمہاری طرف نازل کیا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں۔^(۱)

اہل کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو اسے والے کو کیا کہنا چاہئے؟

جب اہل کتاب کسی شخص سے اپنی کتابوں میں موجود کوئی مضمون بیان کریں تو اسے سننے والے کو کیا کہنا چاہئے وہ اس آیت میں بیان ہوا اور یہی بات حدیث پاک میں ایک اور انداز سے بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو نملہ انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور ایک یہودی شخص بھی وہیں موجود تھا، اس دوران وہاں سے ایک جنازہ گزرا تو یہودی نے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا: کیا یہ مردہ باتیں کرتا ہے؟ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے۔ یہودی کہنے لگا: بے شک یہ باتیں کرتا ہے۔ یہ سن کر سر کا ردو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! جب اہل کتاب تم سے کوئی مضمون بیان کریں تو تم نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لائے، تو (اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) اگر وہ مضمون انہوں نے غلط بیان کیا ہے تو اس کی تصدیق کے گناہ سے تم بچے رہو گے اور اگر مضمون صحیح تھا تو تم اس کی تکذیب سے محفوظ رہو گے۔“^(۲)

یاد رہے کہ ہمارا ایمان قرآن کے علاوہ دیگر کتابوں پر بھی ہے لیکن عمل صرف قرآن پر ہے نیز دیگر کتابوں پر جو ایمان ہے وہ ان پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں، موجودہ تحریف شدہ کتابوں پر نہیں بلکہ ان پر یوں ہے کہ ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ط فَالَّذِيْنَ اَتَيْنَهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِہٖ
وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِہٖ ط وَمَا يَجْحَدُ بِالْاٰتِنَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

①.....خازن، العنکبوت، تحت الآية: ۴۶، ۴۵۳/۳، روح البیان، العنکبوت، تحت الآية: ۴۶، ۴۷۷/۶، ملقطاً.

②.....سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب رواية حديث اهل الكتاب، ۴۵۵/۳، الحديث: ۳۶۴۴، مسند احمد، مسند الشاميين، حديث ابی نملۃ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۱۰۲/۶، الحديث: ۱۷۲۲۵.

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب! یونہی تمہاری طرف کتاب اُتاری تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اے حبیب! یونہی ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور کچھ ان دوسروں میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اور کافر ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ اور اے محبوب! یونہی ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل فرمائی۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ہم نے آپ کی طرف اسی طرح قرآن مجید نازل فرمایا جیسے اہل کتاب کی طرف توریت وغیرہ کتابیں اُتاری تھیں، تو وہ لوگ جنہیں ہم نے توریت عطا فرمائی جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ساتھی، وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں، اور کچھ ان مکہ والوں میں سے بھی ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اور وہی کافر ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں جو کفر میں انتہائی سخت ہیں۔^(۱)

اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ سے متعلق دو باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق دو باتیں ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... یہ سورت مکہ ہے اور حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کے ساتھی مدینہ منورہ میں ایمان لائے، اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کے ایمان لانے سے پہلے ان کی خبر دے دی، تو یہ غیبی خبروں میں سے ہے۔^(۲)
- (۲)..... جُحُود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو یعنی جان بوجھ کر کمر جانا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ یہودی خوب پہچانتے تھے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور قرآن حق ہے، یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے عناد کی وجہ سے انکار کیا۔^(۳)

①..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۴۷، ص ۸۹۵، جلالین، العنكبوت، تحت الآية: ۴۷، ص ۳۳۹، ملقطاً.

②..... حمل، العنكبوت، تحت الآية: ۴۷، ۷۷/۶.

③..... خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۷، ۵۳/۳.

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّ بِيَمِينِكَ إِذَا
لَا رُتَابَ الْمُبِطْلُونَ ﴿۳۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے اسے لکھتے تھے، (اگر ایسا ہوتا) تو اس وقت باطل والے ضرور شک کرتے۔

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ﴾: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے۔ ﴿لَا تَخُطُّ بِيَمِينِكَ﴾: ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے آپ کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے اسے لکھتے تھے، اگر آپ پڑھتے اور لکھتے ہوتے تو اس وقت اہل کتاب ضرور شک کرتے اور یوں کہتے کہ ہماری کتابوں میں آخری زمانے میں تشریف لانے والے نبی کی صفت تو یہ مذکور ہے کہ وہ انہی ہوں گے، نہ لکھتے ہوں گے اور نہ ہی پڑھتے ہوں گے جبکہ یہ تو لکھتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں اس لئے یہ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ مگر انہیں اس شک کا موقع ہی نہ ملا۔ (۱)

غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب

اس آیت مبارکہ میں موجودہ زمانے کے غیر مسلموں کے اس مشہور اعتراض کا بھی جواب ہے کہ مَعَاذَ اللہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گزشتہ کتابوں کو سامنے رکھ کر قرآن لکھا ہے۔ ان کا یہ اعتراض خلافِ حقیقت ہے کیونکہ قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے اور لکھنے کی نفی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور تاریخی حقائق سے یہی ثابت ہے، لہذا غیر مسلموں کا یہ خود ساختہ اعتراض اپنی بنیاد سے

۱..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۴۸، ص ۸۹۵، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۸، ۴۵۳/۳، ملقطاً.

ہی غلط ہے۔

بَلْ هُوَ آيَتٌ بَيِّنَةٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ
بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ وہ ان لوگوں کے سینوں میں روشن نشانیاں ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں۔

﴿بَلْ هُوَ آيَتٌ بَيِّنَةٌ﴾ بلکہ وہ روشن نشانیاں ہیں۔ ﴿اس آیت میں مذکور ضمیر ”هُوَ“ کا اشارہ قرآن مجید کی طرف ہے، اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حُفَّاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ روشن آیت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان کا اپنی مثل لانے سے عاجز کر دینے والا ہونا ظاہر ہے اور یہ دونوں باتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں جو معجزہ ہو اور نہ ہی ایسی ہے کہ ہر زمانے میں سینوں میں محفوظ رہی ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ضمیر ”هُوَ“ کا مرجع سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قرار دے کر اس آیت کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ سرورِ عالم، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان روشن نشانیوں والے ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعت و صفت پاتے ہیں۔^(۱)

﴿وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ﴾ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار صرف ظالم لوگ کرتے ہیں، جیسا کہ یہودی جو کہ معجزات ظاہر ہونے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

۱..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۴۹، ص ۸۹۵، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۴۹، ۴۵۳/۳-۴۵۴، ملقطاً.

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہیں یہ بات کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں ایمان والوں کے لیے رحمت اور نصیحت ہے۔

﴿اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ﴾ اور کیا انہیں یہ بات کافی نہیں۔ ﴿اس آیت میں کفار کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کریم معجزہ ہے، گزشتہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے زیادہ کامل ہے اور حق کے طلبگار کو تمام نشانیوں سے بے نیاز کرنے والا ہے کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی اور ثابت رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا۔ (۱) یعنی دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاگتا معجزہ ہے جو ہمیشہ دیکھا جاتا رہے گا، اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بد نصیبی ہے۔

قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیِّنٰی وَبَیِّنٰتُكُمْ شَہِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِکَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھائے میں ہیں۔

توجہ کنز العرفان: تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور باطل پر ایمان لانے والے اور اللہ کے منکر ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

﴿قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ بَيِّنًا وَبَيِّنٰتُكُمْ شَهِيدًا﴾: تم فرماؤ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔ ﴿یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، اگر آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے لوگ قرآن پاک کے نازل ہونے کے بعد بھی آپ کی رسالت کو تسلیم نہ کریں تو یہ ان کی بدبختی ہے، آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان میری رسالت کے سچے ہونے اور تمہارے جھٹلانے پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے، وہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور جس کا علم جتنا کامل ہو اُس کی گواہی بھی اتنی ہی کامل ہوتی ہے اور یقیناً کامل ترین علم اللہ تعالیٰ کا ہے تو گواہی بھی اسی کی کامل ترین ہے اور یاد رکھو کہ باطل پر ایمان لانے والے اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہی نقصان پانے والے ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۖ
وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۲﴾

توجہ کنز الایمان: اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر ایک ٹھہرائی مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آ جاتا اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے۔

توجہ کنز العرفان: اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آ جاتا اور ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ﴾: اور تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت نصر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جس نے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا تھا کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں

کی بارش کروادو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کافرا آپ سے جلد عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر عذاب نازل ہونے کی ایک مقررہ مدت نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے مُعَیَّن کی ہے اور جو حکمت کے تقاضے کے مطابق ہے تو ان کے مطالبہ کرتے ہی ضرور ان پر عذاب آ جاتا اور اس میں کوئی تاخیر نہ ہوتی لیکن چونکہ اب ان کیلئے ایک مدت مقرر ہے تو جب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔^(۱)

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۖ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَهِيَطَةُ بِالْكَافِرِينَ ۝۵۴
يَعْشَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۵

ترجمہ کنزالایمان: تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔ جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب اُن کے اوپر اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اور فرمائے گا چکھو اپنے کئے کا مزہ۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔ جس دن عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور (اللہ) فرمائے گا: اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔

﴿يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ﴾ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کفار آپ سے جلد عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ جہنم کا عذاب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے اور ان میں سے کوئی بھی جہنم کے عذاب سے نہیں بچے گا! اور جس دن عذاب کافروں کو ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے یعنی ہر طرف سے ڈھانپ لے گا اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے

①.....حازن، العنکبوت، تحت الآية: ۵۳، ۴/۵۴، مدارك، العنکبوت، تحت الآية: ۵۳، ص ۸۹۶، ملقطاً.

گا کہ اے کافرو! اب تم دنیا میں اپنے کئے ہوئے اعمال کی سزا کا مزہ چکھو تو اس دن تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھاگ نہیں سکو گے۔ (۱)

لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اَرْضِیْ وَاَسْعَةً فَاِیَّ اَمِیْ فَاَعْبُدُوْنَ ۝۵۶

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بندو جو ایمان لائے بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے مومن بندو! بیشک میری زمین وسیع ہے تو میری ہی بندگی کرو۔

﴿لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ اے میرے مومن بندو! ﴿اِنَّ اَرْضِیْ وَاَسْعَةً﴾ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب مومن کو کسی سرزمین میں اپنے دین پر قائم رہنا اور عبادت کرنا دشوار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر جائے جہاں آسانی سے عبادت کر سکے اور وہاں دین کی پابندی میں دشواریاں درپیش نہ ہوں۔ شان نزول: یہ آیت مکہ مکرمہ میں موجود ان کمزور مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جنہیں وہاں رہ کر اسلام کو ظاہر کرنے میں خطرے اور تکلیفیں تھیں اور وہ انتہائی تنگی میں تھے، انہیں حکم دیا گیا کہ میری بندگی تو ضروری ہے، یہاں رہ کر نہیں کر سکتے تو مدینہ شریف کی طرف ہجرت کر جاؤ، وہ وسیع ہے اور وہاں امن بھی ہے۔ (۲)

نوٹ: ہجرت سے متعلق احکام کی معلومات حاصل کرنے کے لئے سورہ نساء، آیت نمبر 97 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ الْبُوْتِ ۚ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۵۷

ترجمہ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف پھرو گے۔

①.....تفسیر کبیر، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ۶۸/۹، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ۴۸۵/۶، جلالین، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۴-۵۵، ص ۳۳۹، ملقطاً.

②.....مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۶، ۸۹۷، خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۵۶، ۴۵۴-۴۵۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور اس دارِ فانی کو چھوڑنا ہی ہے، پھر مرنے کے بعد ثواب و عذاب اور اعمال کی جزا کے لئے ہماری ہی طرف تم لوگ پھیرے جاؤ گے تو تم پر لازم ہے کہ ہمارے دین پر قائم رہو اور اپنے دین کی حفاظت کے راستے اختیار کرو۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعَمَ أَجْرَ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾
الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ اُن میں رہیں گے کیا ہی اچھا اجر کام والوں کا۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں جنت کے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے، عمل کرنے والوں کیلئے کیا ہی اچھا اجر ہے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اور بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ ﴿﴾ یہاں سے بطور خاص ہجرت کرنے والوں اور عمومی طور پر ہر نیک کام کرنے والے مسلمان کی جزا بیان کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے جن میں یہ ہجرت کرنا بھی داخل ہے تو ضرور ہم انہیں جنت

کے ایسے بالا خانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ہمیشہ ان بالا خانوں میں رہیں گے اور اچھے عمل کرنے والوں کیلئے یہ کیا ہی اچھا اجر ہے۔

جنتی بالا خانوں کے اوصاف

یہاں جنتی بالا خانوں کے اوصاف سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱)..... حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جس طرح اُنُق میں مشرق یا مغرب کی جانب کسی روشن ستارے کو دیکھتے ہوں کیونکہ ان کے مقامات کے درمیان فرق ہوگا۔ صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ تو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی منزلیں ہیں، دوسرے وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”کیونکہ ان کی ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہ لوگ پہنچ سکیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تصدیق کی۔“ (۱)

(۲)..... حضرت علی المرتضیٰ حَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، سید المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”یہ اس کے لئے ہیں جس نے اچھی گفتگو کی، کھانا کھلایا، ہمیشہ روزہ رکھا اور رات کے وقت جبکہ لوگ سو رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھی۔“ (۲)

﴿اَلَّذِیْنَ صَدُّوْا وَعَلٰی رَءِیْہِمُ یَتَوَكَّلُوْنَ﴾: وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یعنی اچھے عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تکلیفوں، مصیبتوں اور سختیوں پر صبر کیا، مشرکین کی ایذائیں برداشت کیں اور ہجرت کر کے دین کی خاطر وطن بھی چھوڑ دیا مگر دین اسلام کو نہ چھوڑا اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ (۳)

①..... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳۹۳/۲، الحدیث: ۳۲۵۶۔

②..... ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء فی صفة غرف الجنة، ۲۳۶/۴، الحدیث: ۲۵۳۵۔

③..... روح البیان، العنکبوت، تحت الآیة: ۵۹، ۴۸۶/۶، حازن، العنکبوت، تحت الآیة: ۵۹، ۴۵۵/۳، ملقطاً۔

وَكَايْنِ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۗ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں جو اپنی روزی ساتھ اٹھائے نہیں پھرتے (بلکہ) اللہ (ہی) انہیں اور تمہیں روزی دیتا ہے اور وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

﴿وَكَايْنِ مِّنْ دَآبَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۗ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّيِّعُ الْعَلِيمُ﴾ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں جو اپنی روزی نہیں اٹھائے پھرتے۔ ﴿شان نزول: مکہ مکرمہ میں ایمان والوں کو مشرکین دن رات طرح طرح کی ایذائیں دیتے رہتے تھے۔ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو اُن میں سے بعض نے عرض کی: ہم مدینہ شریف کیسے چلے جائیں، نہ وہاں ہمارا گھر ہے نہ مال، وہاں ہمیں کون کھلائے اور پلائے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ اگلے دن کے لئے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسا کہ چوپائے اور پرندے، اللہ تعالیٰ ہی انہیں اور تمہیں روزی دیتا ہے لہذا تم جہاں بھی ہو گے وہی تمہیں روزی دے گا تو پھر یہ کیوں پوچھ رہے ہو کہ ہمیں کون کھلائے اور پلائے گا؟ ساری مخلوق کو رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، کمزور اور طاقتور، مقیم اور مسافر سب کو وہی روزی دیتا ہے اور وہی تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہارے دلوں کی بات کو جاننے والا ہے۔ (۱)

رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر لا کھل کرے کی حقیقت

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے معاملے میں خاص

①.....حازن، العنكبوت، تحت الآية: ۶۰، ۴۵۵/۳، مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۶۰، ص ۸۹۷-۸۹۸، ملقطاً.

طور پر اپنے رزق کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ساری مخلوق کو رزق سے نوازنے والے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، وہی حقیقی طور پر رزق دینے والا ہے اور وہ ہر جگہ اپنی مخلوق کو رزق دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جیسا ہونا چاہیے تو وہ تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔“^(۱)

ہمارے معاشرے میں یہ صورتِ حال انتہائی افسوسناک ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے دین کے احکام پر عمل کرنا شروع کرتے ہیں تو کچھ لوگ اپنی شفقت و نصیحت کے دریا بہاتے ہوئے انہیں سمجھانا شروع کر دیتے ہیں کہ بیٹا اگر تم نمازی اور پرہیزگار بن گئے اور داڑھی رکھ لی تو کمائی کس طرح کرو گے اور کمائے گے نہیں تو اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ کس طرح پالو گے، اسی طرح اگر تم دنیوی علوم چھوڑ کر دین کا علم سیکھنے لگ جاؤ گے تو بھوکے مرو گے اور تمہیں لوگوں کے دیئے ہوئے صدقات و خیرات پر گزارا کرنا پڑے گا۔ اے کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھ سکتے کہ حقیقی طور پر رزق دینے والا کوئی اور نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مخلوق پر اتنا مہربان ہے کہ اپنی نافرمانی کرنے والوں کو بھی رزق سے محروم نہیں کرتا بلکہ انہیں بھی کثیر رزق عطا فرماتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اپنے رزق کے دروازے کیسے بند کر دے گا، ہاں اگر رزق میں تنگی کر کے اس کی آزمائش کرنا مقصود ہو تو یہ دوسری بات ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت رزق کی بندش کا سبب ہرگز نہیں بلکہ رزق ملنے کا عظیم ذریعہ ہے۔

وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَسْحَرَ الشَّمْسِ

وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلَنَّ اللّٰهُ جَآئِیْ یُوفُّکُوْنَ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور

①.....ترمذی، کتاب الزہد، باب فی التوکل علی اللہ، ۱۵۴/۴، الحدیث: ۲۳۵۱.

کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو ضرور کہیں گے: ”اللہ نے“ تو کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں؟

﴿وَلَيَنْ سَأَلْتَهُمْ﴾ اور اگر تم ان سے پوچھو۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، اگر آپ ان کفار مکہ سے پوچھیں کہ اتنے بڑے اور اتنے وسیع آسمان اور زمین کس نے بنائے، سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگایا تو اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے: ”اللہ تعالیٰ نے“ تو پھر یہ لوگ کہاں الٹے پھرے جاتے ہیں اور اس اقرار کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے سے کیوں مُخْرِف ہوتے ہیں۔^(۱)

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۖ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کیلئے چاہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ اللہ اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، جس کے لیے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے تو اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کس چیز میں بندے

①..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۶۱، ص ۸۹۸.

کی بھلائی ہے اور کس میں نقصان ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے اور کون کس وقت غربی کے لائق ہے لہذا وہ حکمت اور مصلحت کے مطابق ہی ہر ایک کے ساتھ معاملہ فرماتا ہے۔^(۱)

نوٹ: مخلوق کے درمیان رزق میں برابری نہ ہونے کی حکمتیں جاننے کے لئے سورہ رعد، آیت نمبر 26 کے تحت مذکور کلام ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ط قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ع

ترجمہ کنزالایمان: اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا؟ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ تم فرماؤ: سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، بلکہ ان میں اکثر نہیں سمجھتے۔

﴿وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ عرب کے مشرکوں سے یہ بات پوچھیں کہ کس نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر اس کے ذریعے خشک زمین سے کھیتی، نباتات اور درخت وغیرہ اُگا کر اسے سرسبز و شاداب کیا؟ تو اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے: اللہ تعالیٰ نے پانی نازل فرمایا اور اسی نے زمین کو سرسبز کیا۔ یعنی وہ لوگ اس کا اعتراف اور اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے ہی کیا ہے۔ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمائیں کہ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے حق کو ایسا بنایا کہ باطل پرست اس کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے، بلکہ ان کافروں میں اکثر بے عقل ہیں کہ اس اقرار اور اعتراف کے باوجود اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منکر ہیں۔^(۲)

①.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۲، ۴۸۹/۶، مدارک، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۲، ص ۸۹۸، ملقطاً.

②.....روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۳، ۴۸۹/۶، حازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۳، ۴۵۶/۳، ملقطاً.

وَمَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَوَلَعِبٌ ۚ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ
لَهِيَ الْحَيٰوةُ اِنْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے۔ کیا ہی اچھا تھا اگر وہ (یہ) جانتے۔

﴿وَمَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَوَلَعِبٌ﴾ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل کود ہے، جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں، کھیل میں دل لگاتے ہیں، پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے کہ انتہائی تیزی کے ساتھ زائل ہونے والی ہے اور موت یہاں سے ایسے ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیلنے والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کہ وہ زندگی پائیدار ہے، دائمی ہے، اس میں موت نہیں اور زندگانی کہلانے کے لائق بھی وہی ہے، کیا ہی اچھا تھا اگر وہ مشرک دنیا اور آخرت کی حقیقت جانتے، اگر ایسا ہوتا تو وہ فانی دنیا کو آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔^(۱)

دنیا کی مذمت پر مشتمل ۳ احادیث

یاد رہے کہ دنیا کی مذمت کے بارے میں قرآن پاک کی بہت سی آیات آئی ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کے مقاصد میں ایک مقصد دنیا کی محبت سے لوگوں کو بچانا بھی تھا، اس لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوموں کے سامنے مختلف انداز میں دنیا کی مذمت بیان فرمائی، ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے کیسے دنیا کی مذمت بیان فرمائی، اس سے متعلق تین احادیث ملاحظہ ہوں،

①.....مدارک، العنكبوت، تحت الآية: ۶۴، ص ۸۹۸، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۶۴، ۴۵۶/۳، ملقطاً.

(۱)..... حضرت سہل بن سعد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک کس قدر حقیر ہے؟ صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: جی ہاں، (اس حقارت کی وجہ سے ہی انہوں نے اس کو پھینکا ہے) ارشاد فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس قدر یہ بکری اپنے گھر والوں کے نزدیک حقیر ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی حقیر اور ہلکی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی مچھر کے برابر بھی حیثیت ہوتی تو وہ اس سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔^(۱)

(۲)..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آدمی اپنی آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والی پر باقی رہنے والی کو ترجیح دو۔“^(۲)

(۳)..... حضرت ابو جعفر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اس آدمی پر انتہائی تعجب ہے جو دائمی زندگی والے گھر (یعنی آخرت) کی تصدیق تو کرتا ہے لیکن کوشش دھوکے والے گھر (یعنی دنیا) کے لیے کرتا ہے۔“^(۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی رغبت سے محفوظ فرمائے اور اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فَاِذَا رَاٰ سُرُكُوبًا فِي الْفُلْكِ دَعَا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا
نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۚ لِيَكْفُرُوْا بِآتِيْنٰهُمْ وَلِيَسْتَعْتَبُوْا ۝۶۵

①..... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب مثل الدنيا، ۴/۲۷، الحديث: ۴۱۱۰، مستدرک، کتاب الرقاق، نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس... الخ، ۵/۴۳۶، الحديث: ۷۹۱۷.

②..... مسند امام احمد، مسند الكوفيين، حديث ابى موسى الاشعري رضى الله تعالى عنه، ۷/۱۶۴، الحديث: ۱۹۷۱۷.

③..... شعب الايمان، الحادى والسبعون من شعب الايمان... الخ، ۷/۳۴۸، الحديث: ۱۰۵۳۹.

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے جہی شرک کرنے لگتے ہیں۔ کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمت کی اور برتیں تو اب جانا چاہتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اس حال میں کہ اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہیں پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا کر لاتا ہے تو اس وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اور تاکہ وہ فائدہ اٹھالیں تو عنقریب جان لیں گے۔

﴿فَإِذَا سَأَلَكَ بِالسُّؤَالِ﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے، دوران سفر جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا تو وہ لوگ بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب! یارب! پکارنے لگتے لیکن امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔ ان کی اس حماقت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ جب کافر لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور سفر کے دوران انہیں ہوا مخالف سمت چلنے کی وجہ سے ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس وقت وہ اپنے شرک اور عناد کے باوجود بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس وقت ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس مصیبت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی نجات دے گا، پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں ڈوبنے سے بچا کر خشکی کی طرف لاتا ہے اور ڈوب جانے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اور انہیں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے تو اس وقت دوبارہ شرک کرنے لگ جاتے ہیں اور نتیجے کے طور پر وہ شرک کی صورت میں ہماری دی ہوئی نجات والی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں تو عنقریب وہ اپنے کردار کا نتیجہ جان لیں گے۔^(۱)

مصیبت کے وقت غم میں اور کار کا حال

یاد رہے کہ مخلص ایمان والوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے

۱.....خازن، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۴۵۶/۳، روح البیان، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۶۵-۶۶، ۴۹۳/۶، ۴۹۴-۴۹۵، ملتقطاً.

ہیں اور جب کوئی پریشان کن صورت حال پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو وہ اس کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں، مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ لیکن افسوس! فی زمانہ مسلمانوں کا حال بھی کافروں کے پیچھے پیچھے ہی چل رہا ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اللہ اللہ کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بڑی عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اس کی بارگاہ میں اس مصیبت سے نجات کی دعائیں کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ وہ مصیبت ان سے دور کر دیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والی اپنی پرانی روش پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا مِّمَّا وُتِّخَفُفَ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ط
اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین، امن وامان والی بنائی اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لیے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ باطل پر یقین کرتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا۔﴾ ارشاد فرمایا کہ کیا مکہ والوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ان کے شہر مکہ کرمہ کی حرمت والی زمین، ان کے لئے امن وامان والی بنائی کہ اس سرزمین میں رہنے والے امن وامان سے رہتے ہیں جبکہ ان کے آس پاس کے لوگ قتل بھی کئے جاتے اور گرفتار بھی ہو جاتے ہیں، اس امن وسکون کی نعمت پر تو انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ بتوں پر یقین رکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اور اسلام سے کفر کر کے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔^(۱)

۱..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۶۷، ص ۸۹۹.

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا وَّكَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ اَلَيْسَ
فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے
کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے؟
کیا کافروں کیلئے جہنم میں ٹھکانہ نہیں؟

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ کَذِبًا﴾: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ ﴿اَلَيْسَ﴾ ارشاد فرمایا
کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور اس کے لئے شریک ٹھہرائے یا جب اس کے پاس حق
آئے تو وہ اس کو جھٹلا دے اور سر کا ردو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے؟ بے شک ایسے ظالموں
اور حق کے منکروں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں

- (۱)..... کافر کا بت پرستی کر کے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔
- (۲)..... نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔
- (۳)..... کتاب اللہ میں اپنی طرف سے خلط ملط کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔
- (۴)..... نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا۔
- (۵)..... جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

①..... مدارك، العنکبوت، تحت الآية: ۶۸، ص ۸۹۹.

اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جائے تو بڑا گناہ ہے، لہذا جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے، سخت جرم ہے۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔ اس آیت کے معنی بہت وسیع ہیں، اس لئے مفسرین نے مختلف انداز میں اسے تعبیر کیا ہے۔ یہاں چار اقوال بیان کئے جاتے ہیں۔

(1)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری اطاعت کرنے میں کوشش کی، ہم ضرور انہیں اپنے ثواب کے راستے دکھادیں گے۔

(2)..... حضرت جنید رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ توبہ کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں اخلاص کے راستے دکھادیں گے۔

(3)..... حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ علم حاصل کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں عمل کی راہیں دکھادیں گے۔

(4)..... حضرت سہل بن عبد اللہ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو سنت کو قائم کرنے میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنت کے راستے دکھادیں گے۔ (1)

①..... مدارك، العنكبوت، تحت الآية: ۶۹، ص ۸۹۹، خازن، العنكبوت، تحت الآية: ۶۹، ۴۵۷/۳، ملنقطاً.

یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی، جو طلبِ علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی، جو اتباعِ سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی راہ دکھادیں گے۔ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس ہیں۔

﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾ اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے کہ دنیا میں ان کی مدد و نصرت فرماتا ہے اور آخرت میں انہیں مغفرت اور ثواب سے سرفراز فرمائے گا۔^(۱)

۱.....مدارک، العنکبوت، تحت الآية: ۶۹، ص ۹۰۰.

سُورَةُ الرُّومِ

سورہ روم کا تحریف

مقامِ مبدل

سورہ روم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیاتِ کلّات و ہر حرف کی تعداد

اس میں 6 رکوع، 60 آیتیں، 819 کلمے اور 3534 حروف ہیں۔^(۲)

سورہ روم نام رکھنے کی وجہ

روم عیسائیوں کی مملکت کا نام ہے جس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا، اور اس سورت کی ابتدائی آیات میں یہ غیبی خبر دی گئی ہے کہ ابھی تو رومی مغلوب ہو گئے ہیں لیکن عنقریب چند سالوں میں وہ مجوسیوں پر غالب آجائیں گے، اس مناسبت سے اس کا نام ”سورہ روم“ رکھا گیا۔

سورہ روم کے مشابہتیں

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفات، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے، قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت میں اعمال کی جزا ملنے کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(۱)..... اس سورت کی ابتدا ایک غیبی خبر سے کی گئی ہے کہ رومی ایرانیوں سے مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ قرآن پاک کی دی ہوئی یہ خبر حرف بہ حرف پوری ہوئی، رومی چند سالوں بعد ایرانیوں پر غالب آگئے اور انہوں نے عراق میں رومی نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ قرآن پاک کی یہ غیبی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر زبردست دلیل ہے۔

①.....خازن، تفسیر سورة الروم، ۴۵۷/۳۔

②.....خازن، تفسیر سورة الروم، ۴۵۷/۳۔

- (2)..... کفار کے علم کی حد بیان کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و قدرت پر دلائل دیئے گئے۔
- (3)..... مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے، قیامت قائم ہونے، نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کی جزا اور آخرت کا انکار کرنے والے کفار کی سزا کا بیان کیا گیا ہے۔
- (4)..... اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں۔
- (5)..... نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں کو دین اسلام پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی گئی۔
- (6)..... یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہے اور جو اس دین سے ہٹے گا وہ فطرت سے ہٹ جائے گا۔
- (7)..... رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں پر صدقہ کرنے اور سود سے بچنے اور حلال طریقوں سے مال میں اضافہ کرنے اور زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مالوں کو پاک کرنے کا حکم دیا گیا۔
- (7)..... کفار کے ایمان لانے سے اعراض کرنے پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تسلی دی گئی۔

سورہ عنکبوت کے ساتھ مناسبت

سورہ روم کی اپنے سے ماقبل سورت ”عنکبوت“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کی ابتداء ”اَلَمْ“ سے کی گئی اور ان حروف کے بعد تنزیل، کتاب اور قرآن میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا گیا اور نہ سورہ قلم کے علاوہ حروفِ مُقَطَّعات سے شروع ہونے والی دیگر سورتوں میں حروفِ مُقَطَّعات کے بعد تنزیل، کتاب یا قرآن میں سے کسی ایک کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ سورہ عنکبوت کے آخر میں جہاد کا ذکر ہے اور سورہ روم کی ابتداء میں رومیوں کے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایرانیوں پر غالب آنے کی خبر دی گئی ہے۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

①..... تناسق الدرر، سورۃ الروم، ص ۱۰۹-۱۱۰، ملتقطاً۔

اَلَمْ ۱ غُلِبَتِ الرُّومُ ۲

ترجمہ کنزالایمان: رومی مغلوب ہوئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: رومی مغلوب ہو گئے۔

﴿اَلَمْ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿غُلِبَتْ﴾: مغلوب ہو گئے۔ ﴿شانِ نزول﴾: ایران اور روم کے درمیان جنگ جاری تھی اور چونکہ ایران کے رہنے والے مجوسی تھے، اس لئے عرب کے مشرکین اُن کا غلبہ پسند کرتے تھے جبکہ رومی اہل کتاب تھے، اس لئے مسلمانوں کو اُن کا غلبہ اچھا معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیجا تو روم کے بادشاہ قیصر نے بھی اس کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ شام کی سرزمین کے قریب جب ان لشکروں کا آپس میں مقابلہ ہوا تو ایرانی لشکر رومی فوجیوں پر غالب آ گیا اور انہیں شکست دے دی۔ مسلمانوں نے جب یہ خبر سنی تو انہیں بہت گراں گزری جبکہ کفار مکہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب ہو اور عیسائی بھی اہل کتاب ہیں اور ہم بھی اُمّی ہیں اور فارس والے بھی اُمّی، ہمارے بھائی یعنی فارس والے تمہارے بھائیوں یعنی رومیوں پر غالب آ گئے ہیں اور جب ہماری تمہاری جنگ ہوگی تو ہم بھی تم پر غالب آ جائیں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی فارس والوں پر غالب آ جائیں گے اور یہ غیبی خبر سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت صحیح ہونے اور قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی روشن دلیل ہے۔



حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو انہیں سن کر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کفارِ مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ اے مکہ والو! تم اس وقت کی جنگ کے نتیجے سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رومیوں کے غلبے کی خبر دے دی ہے، خدا کی قسم! رومی ضرور فارس والوں پر غلبہ پائیں گے۔ اُبی بن خلف کا فر یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے کھڑا ہو گیا، پھر اس کے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے درمیان سوسو اونٹ کی شرط لگ گئی

کہ اگر نو سال میں رومی فارس والوں پر غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُبی بن خلف کو سوانٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آجائیں تو اُبی بن خلف حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سوانٹ دے گا۔ جب یہ شرط لگی اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ سات سال کے بعد اس خبر کی سچائی ظاہر ہوئی اور صلح حدیبیہ یا جنگ بدر کے دن رومی فارس والوں پر غالب آ گئے، رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شرط کے اُونٹ اُبی بن خلف کی اولاد سے وصول کر لئے کیونکہ وہ اس عرصے میں مرچکا تھا اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں۔^(۱)

عربی زبان کے ماہر و فہم حضرت علامہ مولانا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک حربی کفار کے ساتھ عقودِ فاسدہ وغیرہ جائز ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شرط لگانے والا واقعہ ان کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ اس مسئلے کی کچھ تفصیلات ہیں اس لئے عوام الناس کو چاہئے کہ علمائے کرام سے اس مسئلے کی تفصیل معلوم کئے بغیر از خود اس پر عمل نہ کریں۔

فِیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ (۲) فِیۡ بَضْعِ سِنِیْنَ ۙ
لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْۢ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۙ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ (۳)
بِۚصْرِ اللّٰہِ ۙ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ۙ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ (۴)

ترجمہ کنزالایمان: پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔ چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان۔

①.....خازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳، ۴۵۷/۳-۴۵۸، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۴، ص ۹۰۱، منقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: قریب کی زمین میں اور وہ اپنی شکست کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔ چند سالوں میں۔ پہلے اور بعد حکم اللہ ہی کا ہے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے اور وہی غالب، مہربان ہے۔

﴿فَإِذَا دُفِيَ الْأَمْرُضُ: قریب کی زمین میں۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ شام کی اس سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے جو فارس سے قریب تر ہے اور رومی اپنی شکست کے بعد عنقریب چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے جن کی حد 9 سال ہے۔ مشہور روایت کے مطابق رومیوں کے مغلوب ہونے کے سات سال بعد ہی رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تھے۔^(۱)

رومیوں کے غالب آنے کی مدت محکم رکھنے کی حکمت

یہاں آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مُعَيَّن مدت ذکر نہیں کی گئی، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مدت کو اس لئے مُہْمَم رکھا گیا تاکہ کفار ہر وقت رعب میں رہیں اور ان کے دلوں میں خوف بیٹھا رہے۔“^(۲)

مفسر راجعہ کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رومیوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی

یاد رہے کہ آیت میں رومیوں کے غالب آنے کی مُعَيَّن مدت ذکر نہ کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس مدت کا علم نہیں دیا گیا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مدت بتادی گئی تھی البتہ اسے ظاہر کرنے کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے اسے ظاہر نہیں فرمایا تھا، جیسا کہ امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے غالب آنے کا سال، مہینہ، دن اور وقت بھی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا تھا البتہ تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔“^(۳)

﴿لِللّٰهِ الْأَمْرُ: اللہ ہی کا حکم ہے۔﴾ یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چل رہا ہے۔

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۳-۴، ۵۸/۳، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآية: ۴، ۴/۷، الجزء الرابع عشر، ملتقطاً.

②.....صاوی، الروم، تحت الآية: ۴، ۱۵۷۵/۴.

③.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآية: ۴، ۸۰/۹.

مراد یہ ہے کہ پہلے فارس والوں کا غلبہ ہونا اور دوبارہ رومیوں کا غالب ہو جانا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم، ارادے اور اس کی قضا و قدر سے ہے کیونکہ جنگ میں جو مغلوب ہو جائے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے اور کمزوری کے بعد دوبارہ غالب آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا غلبہ اس کی اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ پہلی بار ہی مغلوب نہ ہوتا۔^(۱)

﴿وَيَوْمَئِذٍ يُفْعَرُ السُّمُومُ﴾ اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے۔ ﴿آیت کے اس حصے اور اس کے بعد والی آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے غلبے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہوگا تو اس دن ایمان والے اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہوں گے کہ اُس نے کتابوں کو غیر کتابیوں پر غلبہ دیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے کفار کو رومیوں کے غالب آنے کی جو خبر دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب بدر کے دن مسلمان مشرکوں پر غالب ہوئے تو انہیں خوشی ہوئی اور اسی دن رومیوں کے غالب آنے کی خبر ملنے پر بھی مسلمان خوش ہوئے، اور ایک روایت کے مطابق صلح حدیبیہ کے موقع پر رومی ایرانیوں پر غالب آئے اور بیعت رضوان کے دن جب مسلمانوں کو اس کی خبر ملی تو وہ خوش ہوئے۔^(۲)

وَعَدَ اللَّهُ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶﴾
يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ﴿۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ آنکھوں

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۴، ۵۸/۳، صاوی، الروم، تحت الآية: ۴، ۱۵۷/۴، ملقطاً.

②.....مدارك، الروم، تحت الآية: ۴-۵، ص ۹۰۲، خازن، الروم، تحت الآية: ۴-۵، ۵۸/۳-۴۵۹، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآية: ۳، ۶/۷، الجزء الرابع عشر، ملقطاً.

کے سامنے کی دنیوی زندگی کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ: اللَّهُ کا وعدہ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے فارس والوں پر غالب آنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عزَّوَجَلَّ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے کسی وعدے کے خلاف نہیں کرتا کیونکہ اس کا کلام سچا ہے اور اس کا جھوٹ بولنا قطعی طور پر محال ہے، لیکن اکثر کفار اپنی جہالت کی وجہ سے اس بات سے بے علم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرماتا ہے۔^(۱)

﴿يَعْلَمُونَ﴾: جانتے ہیں۔ اس آیت میں کفار کے علم کی حد بیان کی گئی کہ وہ لوگ بس اپنے معاشی معاملات کے بارے جانتے ہیں کہ کیسے کام کئے جائیں، کس طرح تجارت کی جائے اور کس وقت باغبانی اور کاشتکاری کی جائے اور کب کٹائی کی جائے، جبکہ وہ اپنی آخرت سے بالکل غافل ہیں، نہ اس میں کوئی غور و فکر کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں۔^(۲)

دعوتِ دینی مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت

اس آیت میں کفار کی جو علمی اور عملی حالت بیان کی گئی اسے سامنے رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو فی زمانہ عمومی طور پر مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت بھی ایسی ہی نظر آتی ہے کہ یہ مال کمانے کے نئے طریقے اور ذرائع تو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور اس میں جائز ناجائز کی بھی پروا نہیں کرتے جبکہ اپنی آخرت کے معاملے میں انتہائی غفلت کا شکار نظر آتے ہیں، اپنی موت، قبر اور حشر کے معاملات کے بارے میں غور و فکر نہیں کرتے اور عقائد، عبادات اور معاملات میں سے جن چیزوں کا سیکھنا فرض ہے اس کی معلومات نہیں رکھتے۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حال ہے جبکہ خواص میں شمار کئے جانے والوں میں سے اکثر کا حال بھی کچھ کم افسوس ناک نہیں، علماء کہلانے والوں کی بڑی تعداد حقیقت میں عالم ہی نہیں اور پیر کہلانے والوں کی بڑی تعداد خود محتاج تربیت ہے اور یہ دونوں قسم کے حضرات عوام کو تعلیم و تربیت دینے کی بجائے جہالت و جرات دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور انہیں اپنا اصلی مقصد سمجھنے اور اپنی علمی و عملی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۶، ۴۵۹/۳، تفسیر قرطبی، الروم، تحت الآية: ۶، ۷/۷، الجزء الرابع عشر، روح البیان،

الروم، تحت الآية: ۶، ۷/۷، ملقطاً.

②.....خازن، الروم، تحت الآية: ۷، ۴۵۹/۳.

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ
بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَکٰفِرُوْنَ ۝۸

ترجمہ کنزالایمان: کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا کہ اللہ نے پیرانہ کئے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق اور ایک مقرر معاد سے اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا انہوں نے اپنے دلوں میں غور و فکر نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حق اور ایک مقرر مدت کے ساتھ پیدا کیا اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔

﴿اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا﴾: کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں کفار کے حوالے سے بیان ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کے منکر ہیں اور اب یہاں سے وہ اسباب بیان کئے جا رہے ہیں جن سے بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی طرف راغب ہو سکتا ہے اور اسے آخرت کے بارے میں علم بھی مل سکتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کفار مکہ کی نظر صرف دُنیوی زندگی کی زیب و زینت پر ہے اور وہ اپنے دلوں میں غور و فکر نہیں کرتے، اگر وہ ایسا کرتے تو جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہے، ان سب کو بیکار اور باطل نہیں بنایا بلکہ ان میں بے شمار حکمتیں رکھی ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے انہیں بنانے والے کے وجود اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں اور اس کی قدرت و صفات کو پہچانیں اور اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ہمیشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ ان کے لئے ایک مدت مُعین کر دی ہے اور جب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو یہ چیزیں فنا ہو جائیں گی اور وہ مدت قیامت قائم ہونے کا وقت ہے۔ بیشک بہت سے لوگ آخرت سے غافل ہونے اور آخرت کی معرفت دلانے والی چیزوں میں غور و فکر نہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کے حساب، ان کی جزا اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے منکر ہیں۔^(۱)

①.....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۸، ۹/۷-۱۰، مدارك الروم، تحت الآیة: ۸، ص ۹۰۲-۹۰۳، ملتقطاً.

اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ
 قَبْلِهِمْ ۖ كَانُوا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَشَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوهَا اَكْثَرَ
 مِمَّا عَمَرُوها وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
 وَلَكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے اگلوں کا انجام کیسا ہوا وہ ان سے زیادہ
 زور آور تھے اور زمین جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ اور ان کے رسول ان کے پاس روشن نشانیاں لائے تو اللہ
 کی شان نہ تھی کہ اُن پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ وہ ان سے
 زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین میں ہل چلائے اور انہوں نے زمین کو اُس سے زیادہ آباد کیا جتنا انہوں نے آباد
 کیا ہے اور اُن کے رسول اُن کے پاس روشن نشانیاں لائے تو اللہ کی یہ شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں
 پر ظلم کرتے تھے۔

﴿اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ﴾: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا۔ ﴿یعنی کیا اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے اور آخرت
 سے غافل کفار نے زمین میں سفر نہیں کیا تا کہ وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے رسولوں کو جھٹلانے والے لوگوں کا انجام کیا
 ہوا، رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا گیا اور اب ان کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی ہلاکت و بربادی
 کے آثار، عبرت کا سامان ہیں۔ ان قوموں کا حال یہ تھا کہ وہ لوگ اہل مکہ سے زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین میں
 ہل چلائے اور زمین کو اُس سے زیادہ آباد کیا جتنا ان اہل مکہ نے آباد کیا ہے، لیکن جب اُن کے رسول اُن کے پاس
 روشن نشانیاں لے کر آئے تو وہ اُن پر ایمان نہ لائے، اس کی وجہ سے ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا

اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان کے حقوق کم کر کے اور انہیں جرم کے بغیر ہلاک کر کے ان پر ظلم کرتا، ہاں رسولوں کی تکذیب کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا کر وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔^(۱)

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا السُّوَاۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: پھر برائی کرنے والوں کا انجام سب سے برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا السُّوَاۤى﴾ پھر برائی کرنے والوں کا انجام سب سے برا ہوا۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب کرتے رہنے والوں کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی، جی کہ برے اعمال کی وجہ سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلانے لگے اور ان آیتوں کا مذاق اڑانے لگ گئے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے برے اعمال کئے (یعنی کفر کیا تو) ان کا انجام سب سے برا ہوا کہ دنیا میں انہیں (عذاب نازل کر کے) ہلاک کر دیا گیا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر نازل ہونے والی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔^(۲)

یہ عقیدہ کیلئے لازم ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

اس آیت کی پہلی تفسیر سے معلوم ہوا کہ برے اعمال پر اصرار کی وجہ سے انسان برے عقیدے اختیار کر جاتا ہے۔

①.....تفسیر طبری، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ۱۰/۱۷۰، جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ص ۴۱/۳، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۹، ۴۵۹/۳، ملتقطاً.

②.....بیضاوی، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴/۳۲۹، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴۵۹/۳، ابوسعود، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۴/۲۷۱، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۱۰، ۱۱/۷، ملتقطاً.

لہذا ہر ایک کو برے اعمال سے بچنے کی شدید حاجت ہے تاکہ وہ بدعتیہ کی سے محفوظ رہے۔ کفر سے بچنے کیلئے گناہوں سے بچنا چاہیے اور گناہوں سے بچنے کیلئے مُشتَبَہ چیزوں سے بچنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ حدیث پاک ملاحظہ کریں۔ چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان کے درمیان کچھ مُشتَبَہ چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے، تو جو شبہات سے بچے گا وہ اپنا دین اور اپنی عزت بچالے گا اور جو شبہات میں پڑے گا وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا، جس طرح کوئی شخص کسی چراگاہ کی حدود کے گرد چرائے تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں بھی چر لیں۔ سنو ہر بادشاہ کی چراگاہ کی ایک حد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔^(۱) اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو برے اعمال کرنے اور بدعتیہ کی اختیار کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اللَّهُ يُبْدِءُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اللہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف پھر وگے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ پہلے بناتا ہے پھر وہ دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف تم پھرے جاؤ گے۔

﴿اللَّهُ يُبْدِءُ الْخَلْقَ﴾: اللہ پہلے بناتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک اور مددگار نہیں، بلکہ اس نے اکیلے ہی اپنی قدرتِ کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، پھر وہ اسے فنا اور معدوم کرنے کے بعد (قیامت کے دن) دوبارہ نئے سرے سے اسی طرح درست بنائے گا جیسے پہلی بار بنایا تھا، پھر دوبارہ بننے کے بعد تمام مخلوق اسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور سب کو جمع کیا جائے گا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے گا۔^(۲)

①.....مسلم، کتاب المساقاة، باب اخذ الحلال وترك الشبهات، ص ۸۶۲، الحدیث: ۱۰۷ (۱۵۹۹)۔

②.....تفسیر طبری، الروم، تحت الآیة: ۱۱، ۱۰/۱۷۱۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ
شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءٌ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ
يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿١٤﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی۔ اور ان کے شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم مایوس ہو جائیں گے۔ اور ان کے شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے اور وہ اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ الگ ہو جائیں گے۔

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ ﴿یہاں سے قیامت کے دن مجرموں کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرموں کو کسی نفع اور بھلائی کی امید باقی نہ رہے گی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو مجرموں کا کلام مُنْقَطِع ہو جائے گا اور وہ خاموش رہ جائیں گے، کیونکہ ان کے پاس پیش کرنے کے قابل کوئی حجت نہ ہوگی۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ جس دن قیامت قائم ہوگی تو اس دن مجرم رُسوا ہوں گے۔ یاد رہے کہ یہاں آیت میں مجرموں سے مراد مشرکین ہیں۔^(۱)

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِّنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءٌ﴾ اور ان کے شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے۔ ﴿یعنی سفارش کی امید پر مشرکین جن بتوں کو پوجتے تھے وہ قیامت کے دن ان کی سفارش کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچائیں گے اور مشرکین اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر ان کا انکار کر دیں گے اور ان سے براءت کا اظہار کریں گے۔^(۲)

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۱۲، ۴۶۰/۳، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۱۲، ۱۲/۷، جلالین، الروم، تحت الآية:

۱۲، ص ۳۴۱، مدارك، الروم، تحت الآية: ۱۲، ص ۹۰۳، ملئقطاً.

②.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۱۳، ۱۲/۷، جلالین، الروم، تحت الآية: ۱۳، ص ۳۴۲، ملئقطاً.

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مسلمان اور کافر ایک دوسرے سے ایسے الگ الگ ہو جائیں گے کہ آئندہ پھر کبھی جمع نہ ہوں گے اور یہ اس طرح ہوگا کہ حساب کے بعد اہل جنت کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور کفار کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔^(۱) اس کی مزید تفصیل اگلی آیات میں ہے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۵﴾
وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ
فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی۔ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لادھرے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو وہ (جنت کے) باغ میں خوش رکھے جائیں گے۔ اور جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تو وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ تو وہ جو ایمان لائے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں مومن اور کافر کے الگ الگ ہونے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو جنت کے باغات میں ان کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ خاطر داری جنتی نعمتوں کے ساتھ ہوگی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خاطر داری سے مراد سماع ہے کہ انہیں طرب انگیز یعنی شادمانی کے نعمات سنائے جائیں گے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح پر مشتمل ہوں گے۔^(۲)

①.....جلالین، الروم، تحت الآية: ۱۴، ص ۳۴۲، خازن، الروم، تحت الآية: ۱۴، ۳/۴۶۰، ملقطاً.

②.....مدارك، الروم، تحت الآية: ۱۵، ص ۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآية: ۱۵، ۳/۴۶۰، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۱۵، ۱۳/۷، ملقطاً.

جنت میں رہنا۔ ان کے نعمات کن لوگوں کو سنائے جائیں گے؟

جو لوگ دنیا میں گانے باجے سننے سے بچنے والے اور کھو لعب اور آلاتِ موسیقی سے دور رہنے والے ہوں گے تو ان خوش نصیب حضرات کو جنت میں شادمانی کے نعمات سنائے جائیں گے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ”وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے آلاتِ موسیقی سے بچایا کرتے تھے، انہیں الگ کر دو، چنانچہ انہیں مشک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کر دیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا ”انہیں میری تسبیح تجمید اور تہلیل سناؤ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے جیسی سننے والوں نے نہ سنی ہوگی۔“ (۱)

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا: اور جو کافر ہوئے۔﴾ یعنی جو کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب و جزا کا انکار کیا تو وہ عذاب میں داخل کر دیئے جائیں گے اور اس عذاب میں نہ تخفیف ہوگی اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکلیں گے۔ (۲)

فَسُبْحَنَّ اللَّهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اللہ کی پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔

﴿فَسُبْحَنَّ اللَّهَ: تو اللہ کی پاکی بیان کرو۔﴾ یعنی اے عقل مندو! جب تم نے نیک اعمال کرنے والے مومنوں کو ملنے والا ثواب اور نعمتیں یونہی جھٹلانے والے کفار کو ہونے والے عذاب کے بارے میں جان لیا تو تم صبح شام ہر اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے سے متعلق مفسرین کا ایک

①.....در مشور، الروم، تحت الآية: ۱۵، ۴۸۷/۶.

②.....مدارك، الروم، تحت الآية: ۱۶، ص ۹۰۴.

قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد نماز ادا کرنا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے دریافت کیا گیا کہ کیا پانچ نمازوں کا بیان قرآن پاک میں ہے؟ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ہاں اور یہ آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ ان میں پانچوں نمازیں اور ان کے اوقات مذکور ہیں۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح بیان کرنے کے فضائل

احادیث میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح بیان کرنے کی بہت سی فضیلتیں وارد ہیں، یہاں ان میں سے دو فضائل ملاحظہ ہوں۔

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں، میزانِ عمل میں بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ (وہ دو کلمے یہ ہیں:) ”سُبْحَانَ اللہ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ“۔^(۲)

(۲)..... حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمایا ہے۔ (۱) سُبْحَانَ اللہ، (۲) الْحَمْدُ لِلَّہ، (۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، (۴) اللَّهُ أَكْبَرُ۔ جس نے ”سُبْحَانَ اللہ“ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے بیس گناہ مٹا دیتا ہے۔ جس نے ”الْحَمْدُ لِلَّہ“ کہا تو اس کے لئے بھی اسی کی مثل ہے۔ جس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہا تو اس کے لئے بھی اسی کی مثل ہے اور جس نے اپنی طرف سے ”الْحَمْدُ لِلَّہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ“ کہا تو اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے تیس گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔^(۳)

﴿حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ﴾: جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ دوسرے قول کے مطابق اس آیت میں تین نمازوں کا بیان ہوا، شام میں مغرب اور عشاء کی نمازیں آگئیں جبکہ صبح میں نماز فجر آگئی۔^(۴)

①..... روح البیان، الروم، تحت الآية: ۱۷، ۱۶/۷، مدارك، الروم، تحت الآية: ۱۷، ص ۹۰، خازن، الروم، تحت الآية: ۱۷، ۴۶۰/۳، ملقطاً.

②..... بخاری، کتاب الايمان والنور، باب اذا قال: واللہ لا اتکلم اليوم فصلی... الخ، ۲۹۷/۴، الحديث: ۶۶۸۲.

③..... مسند امام احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ۱۶۶/۳، الحديث: ۸۰۱۸.

④..... خازن، الروم، تحت الآية: ۱۷، ۴۶۰/۳.

وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّلَوتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهَرُونَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اسی کیلئے تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور اس وقت جب دن کا کچھ حصہ باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو۔

﴿وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهَرُونَ﴾: اور جب دن کا کچھ حصہ باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو۔ ﴿اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جب کچھ دن باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو تو اس وقت تسبیح کرو۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ جب کچھ دن باقی ہو اور جب تم دوپہر کرو تو اس وقت نماز ادا کرو۔ اس میں نماز عصر اور نماز ظہر کا بیان ہوا۔

نماز کے لئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت

یاد رہے کہ نماز کے لئے یہ پانچ اوقات اس لئے مقرر فرمائے گئے کہ افضل اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ ہوں اور انسان یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے تمام اوقات نماز میں صرف کرے کیونکہ اس کے ساتھ کھانے پینے وغیرہ کے حوائج و ضروریات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے شروع، درمیان اور آخر میں جبکہ رات کے شروع اور آخر میں نمازیں مقرر کیں تاکہ ان اوقات کے اندر نماز میں مشغول رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہو۔^(۱)

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَبِيتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَمْثَالَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے

①.....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۱۸، ۱۶/۷، مدارك، الروم، تحت الآیة: ۱۸، ص ۹۰۴، حازن، الروم، تحت الآیة: ۱۸، ۴۶۰/۳، ملتقطاً.

پیچھے اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے۔

ترجمہ کنز العرفان: وہ زندہ کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور یوں ہی تم نکالے جاؤ گے۔

﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾: وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے۔ ﴿﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ کو بے جان سے جیسے کہ پرندے کو انڈے سے، انسان کو نطفے سے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے اور بے جان کو زندہ سے جیسے کہ انڈے کو پرندے سے، نطفے کو انسان سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے اور زمین کو خشک ہو جانے کے بعد بارش برسا کر اور اس سے سبزہ اگا کر زندہ کرتا ہے اور ان چیزوں کو نکالنے کی طرح تم بھی (قیامت کے دن) قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے حساب کے لئے نکالے جاؤ گے۔^(۱)

سورہ روم کی آیت نمبر ۱۷، ۱۸، ۱۹ کی تفصیلات

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت یہ کہہ دیا: ”فَسُبْحَنَّ اللّٰهَ حَيِّنْ تُسْبَوْنَ وَحَيِّنْ تُصْبِحُونَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحَيِّنْ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْمَوْتُوتَ بَعْدَ مَوْتِهِمْ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ“ تو اُس دن میں جو نیکی اس سے چھوٹ گئی اس کا ثواب پالے گا اور جو شام کے وقت یہ کہہ دے تو اس رات میں جو نیکی اس سے چھوٹ گئی اس کا ثواب پالے گا۔^(۲)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”نیکی چھوٹ جانے سے مراد نوافل نیکیاں چھوٹ جانا ہیں یا فرائض عبادات میں نقصان (یعنی کمی) رہ جانا ہے، یعنی رب تعالیٰ اس آیت کریمہ کی برکت سے بہت سی نفلی نیکیوں کا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر آج دن رات کے فرائض میں کچھ نقصان واقع ہو گیا ہوگا تو رب تعالیٰ نقصان پورا فرما دے گا۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تمام فرائض و واجبات چھوڑ دو صرف یہی آیت صبح شام پڑھ لیا کرو۔^(۳)

①.....مدارک، الروم، تحت الآية: ۱۹، ص ۹۰۴، خازن، الروم، تحت الآية: ۱۹، ۴/۶۱، ملتقطاً.

②.....ابو داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا أصبح، ۴/۴۱، الحدیث: ۵۰۷۶.

③.....مرآة المناجیح، کتاب الدعوات، باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام، الفصل الاول، ۳۳/۳۳-۳۳.

وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَتَشَرُّوْنَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جمی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر جمی تم انسان ہو جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں سے ہے۔ ﴿اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر انسان کی پیدائش سے استدلال کیا جا رہا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جیتا جاگتا انسان بنایا اور مٹی ایک بے جان چیز ہے جس میں حیات اور حرکت کا کوئی اثر نہیں ہے، پھر یہی نہیں بلکہ تمہارے اندر شعور اور عقل پیدا کی، خیالات، احساسات اور جذبات پیدا کئے، گفتگو کرنے اور چیزوں میں تَصَرُّف کرنے کی قدرت دی اور یہ سب چیزیں مٹی کا بنیادی جزو نہیں ہیں، پھر تم لوگ اپنی اور اپنی صفات کی پیدائش کے بعد مختلف اغراض و مقاصد کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے ہو۔ اگر تم ان چیزوں میں غور کرو گے تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ جس نے انسان کو پیدا کیا وہ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ کامل قدرت رکھتا ہے اور جو مٹی جیسی بے جان چیز سے جیتا جاگتا انسان بنانے کی قدرت رکھتا ہے وہ انسانوں کی موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔^(۱)

نوٹ: آیت میں جو یہ فرمایا گیا ”اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا“ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا کیا اور جب انہیں مٹی سے پیدا کیا گیا ہے تو گویا کہ دیگر انسانوں کو بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان

یہاں آیت کے ابتدائی حصے میں انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا اجمالی بیان ہے، جبکہ اس کا تفصیلی بیان اس آیت

۱.....صاوی، الروم، تحت الآیة: ۲۰، ۱۵۷۸/۴، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیة: ۲۰، ۸۹/۹-۹۰، روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۲۰، ۱۹/۷، ملقطاً.

میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ
فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ
عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ
مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَتُقَرَّفُ فِي الْأَرْحَامِ
مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا
ثُمَّ لِنَبْلُوَكُمْ أَشَدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّن يُّتَوَفَّىٰ
وَمِنْكُمْ مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَآءِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا
يَعْلَمَ مَن بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ^(۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن
اُٹھنے کے بارے میں کچھ شک ہو تو (اس بات پر غور کر لو کہ) ہم
نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر پانی کی ایک بوند سے پھر جے
ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے جس کی شکل بن چکی
ہوتی ہے اور ادھوری بھی ہوتی ہے تاکہ ہم تمہارے لیے اپنی
قدرت کو ظاہر فرمائیں اور ہم ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہتے
ہیں اسے ایک مقرر مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں
بچے کی صورت میں نکالتے ہیں پھر (عمر دیتے ہیں) تاکہ تم اپنی
جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب
سے نئی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے تاکہ (بالآخر) جاننے کے
بعد کچھ نہ جائے۔

تخلیق کے ان مراحل میں غور و فکر کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیّت کی معرفت حاصل کر سکتا
ہے اور کفار میں سے جو شخص انصاف کی نظر سے ان میں غور و فکر کرے گا تو کوئی بعید نہیں کہ وہ ایمان اور ہدایت کی عظیم
سعادت سے سرفراز ہو جائے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَن خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام

پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لئے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں سے ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے عورتیں بنائیں جو (شرعی نکاح کے بعد) تمہاری بیویاں بنتی ہیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں صرف مرد پیدا فرماتا اور عورتوں کو ان کے علاوہ کسی دوسری جنس جیسے جنات یا حیوانات سے پیدا فرماتا تو مردوں کو عورتوں سے سکون حاصل نہ ہوتا بلکہ ان میں نفرت پیدا ہوتی کیونکہ دو مختلف جنسوں کے افراد میں ایک دوسرے کی طرف میلان نہیں ہوتا اور وہ ایک دوسرے سے سکون حاصل نہیں کر سکتے، پھر انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ کمال رحمت ہے کہ مردوں کے لئے ان کی جنس سے عورتیں بنانے کے ساتھ ساتھ شوہر اور بیوی کے درمیان محبت اور رحمت رکھی کہ پہلی کسی معرفت اور کسی قربت کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور ہمدردی ہو جاتی ہے۔ بے شک ان چیزوں میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی نشانیاں ہیں، اگر وہ ان میں غور کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جس نے دنیا کے نظام کو اس احسن انداز میں قائم رکھا ہوا ہے صرف وہی عبادت کا مستحق اور کامل قدرت والا ہے۔^(۱)

اسلامی معاشرے اور صوفی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق

اسلامی معاشرے میں خاندانی نظام قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس نظام کی عمارت چونکہ مرد اور عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کے رشتے کی بنیاد پر ہی کھڑی ہو سکتی ہے، اس لئے اسلامی معاشرے میں اس بنیاد کو مضبوط تر بنانے کے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت اور مرد کے ازدواجی رشتے میں ذہنی اور قلبی سکون اور باہمی ذمہ داریوں کی تقسیم کو اصل بنیاد بنایا اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے

①.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۹۱/۹-۹۲، ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۲۷۸/۶، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ص ۹۰۵، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۱، ۶۶۱/۳، ملقطاً.

کو ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہونے کی حیثیت دی ہے اور جب شوہر کو اپنی بیوی سے ذہنی سکون ملے گا تو ان کی باہمی زندگی پر سکون ہوگی اور جب میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے اطمینان و سکون کا ذریعہ ہوں گے تو ان سے بننے والا خاندان بھی خوشیوں بھرا ہوگا اور جب ہر خاندان اس دولت سے مالا مال ہوگا تو معاشرہ خود ہی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ یہاں ہر صاحب عقل آدمی اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ معاشرے میں جہاں اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے وہاں سکون اور چین نظر آتا ہے اور جہاں عمل نہیں ہوتا وہاں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں جب مغربی معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بسنے والے ذہنی سکون کی دولت سے محروم نظر آتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے دنیوی علوم و فنون اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کوئی کمی باقی ہے جس کی بنا پر وہ بے سکون ہیں یا ان کے پاس مال و دولت کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی پریشانیوں کا شکار ہو کر ذہنی سکون سے محروم ہیں بلکہ تمام تر ترقی، دولت، آسائشوں اور سہولتوں کی بے نیات ہونے کے باوجود مغربی معاشرے میں بسنے والوں کے ذہنی سکون سے محروم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف جنسی تسکین اور شہوت کی آسودگی کو بنیاد بنایا، جس کے لئے انہوں نے عورت کو بے راہ روی کی آزادی دیدی اور مرد کو یہ اختیار دیا کہ وہ کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی رضا مندی سے جنسی تعلقات قائم کر لے، جب مغربی معاشرے میں ذہنی سکون کی بجائے جنسی تسکین کو بنیاد بنایا گیا اور عورت کی حیثیت محض جنسی تسکین کا آلہ ہونے کی رکھی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معاشرے میں عورتوں، کنواری لڑکیوں اور بچیوں کا ناجائز بچوں کی مائیں بننا عام ہو گیا، حرامی بچوں کی پیدائش اور انہیں قتل کر دیئے جانے کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا، طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی، خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، نفسیاتی اور ذہنی امراض میں مبتلا افراد کی تعداد بڑھنا شروع ہو گئی اور آج یہ حال ہے کہ ذہنی اور نفسیاتی امراض کے ہسپتال سب سے زیادہ وہاں ہیں، ذہنی مریضوں اور دماغی سکون کی دوائیں کھانے والوں کی تعداد بھی وہیں سب سے زیادہ ہے اور پاگل خانوں کی زیادہ تعداد بھی وہیں پر ہے۔ لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مغربی معاشرے کی اندھی پیروی کر کے اپنا ذہنی سکون اور خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر لانے کی بجائے ان کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اسلامی معاشرے کے اصول و قوانین پر عمل پیرا ہو کر ذہنی سکون حاصل کرنے اور خاندانی نظام کو تباہ ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محرمات اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا کامیاب ذریعہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو شوہر کے سکون اور آرام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور عورت سے سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شرعی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے، لہذا عورتوں کو چاہئے کہ اگر کوئی شرعی یا طبعی عذر نہ ہو تو اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع نہ کریں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کے شرعی یا طبعی عذر کا لحاظ رکھیں۔ جو عورت کسی عذر کے بغیر اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع کر دیتی ہے اس کے لئے درج ذیل دو احادیث میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ

- (۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جس شخص نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا اور بیوی آنے سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس عورت سے ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔“^(۱)
- (۲)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“^(۲)

لہذا ہر بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا خاص طور پر لحاظ رکھے اور اسے اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ آنے دے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف

①..... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، ص ۷۵۳، الحدیث: ۱۲۱ (۱۴۳۶)۔

②..... مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها، ص ۷۵۳، الحدیث: ۱۲۲ (۱۴۳۶)۔

بے شک اس میں نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف اس کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں علم والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں سے ہے۔ ﴿﴾ اس سے پہلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی وہ نشانیاں بیان فرمائیں جو انسان کی اپنی ذات میں ہیں جبکہ اس آیت میں خارجی کائنات کی تخلیق اور انسان کی لازمی صفات سے اپنی وحدانیت پر استدلال فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم آسمان کی طرف دیکھو کہ وہ انتہائی وسیع اور بلند ہے، اس میں رات کے وقت ستارے روشن ہوتے اور یہ آسمان کی زینت ہیں، اسی طرح زمین کی طرف دیکھو کہ کتنی طویل و عریض ہے، پانی کی طرح نرم نہیں بلکہ سخت ہے، اس پر پربت پہاڑ نصب ہیں، اس میں وسیع و عریض میدان، گھنے جنگلات اور ریت کے ٹیلے ہیں، دریا اور سمندر جاری ہیں، نباتات کا ایک سلسلہ قائم ہے، اہلہاتے ہوئے زرخیز کھیت، پھلوں سے لدے اور پھولوں کے مہکتے ہوئے باغات ہیں۔ یونہی تم اپنی زبانوں کے اختلاف پر غور کرو کہ کوئی عربی بولتا ہے، کوئی فارسی اور کوئی ان کے علاوہ دوسری زبان بولتا ہے۔ ایسے ہی تم اپنے رنگوں پر غور کرو کہ کوئی گورا ہے، کوئی کالا، کوئی گندمی حالانکہ تم سب کی اصل ایک ہے اور تم سب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہو۔ اسی طرح تم اپنی جسمانی ساخت پر غور کرو کہ ہر انسان کی دو آنکھیں، دو ابرو، ایک ناک، ایک پیشانی، ایک منہ اور دو گالیں ہیں اور انسانوں کی تعداد اربوں میں ہونے کے باوجود کسی کا رنگ، چہرہ اور نقش دوسرے سے پورا پورا نہیں ملتا بلکہ ہر ایک دوسرے سے جدا ہی نظر آتا ہے اور اگر ہر ایک کی شکل اور آواز ایک جیسی ہوتی تو ایک دوسرے کی پہچان مشکل ہو جاتی اور بے شمار مصلحتیں ختم ہو کر رہ جاتیں، اچھے اخلاق والے اور برے اخلاق والے میں، دوست اور دشمن میں، قریبی اور دور والے میں امتیاز نہ ہو پاتا۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا یہ سب چیزیں خود ہی وجود میں آگئیں ہیں یا یہ محض اتفاق ہے، یا یہ چند خداؤں نے مل کر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے، اگر ایسا ہے تو پھر آسمان و زمین میں ہزاروں سال سے اس قدر نظم اور تسلسل کیوں قائم ہے اور اس میں کبھی اختلاف کیوں نہیں ہوا، ان زبانوں، رنگوں اور شکلوں کا خالق کون ہے؟ اگر تم علم اور انصاف کی نظر

سے دیکھو گے تو جان لو گے کہ یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہیں۔^(۱)

اس کائنات کا کامل قدرت سے رکھے والا ایک ہی خالق موجود ہے

یاد رہے کہ یہ کائنات نہ تو کسی سبب اور علت کے بغیر اپنے طبعی تقاضوں سے وجود میں آئی ہے اور نہ ہی اس کا انتہائی مَربوط اور مُتَناسِب نظام کسی چلانے والے کے بغیر چل رہا ہے بلکہ ایک ایسی ذات ضرور موجود ہے جس نے اپنی کامل قدرت سے اس کائنات اور اس میں موجود طرح طرح کے عجائبات کو پیدا فرمایا اور وہی ذات انتہائی عالیشان طریقے سے اس کے نظام کو چلا رہی ہے، جیسے ہم ایک دانے یا گٹھلی کو ترز زمین میں دباتے ہیں تو ایک مخصوص مدت کے بعد اس سے کچھ شاخیں نکلتی ہیں، اوپر والی شاخ زمین سے باہر نکل کر ایک تنّا و درخت بن جاتی ہے اور نیچے والی شاخ اس درخت کی جڑیں بن جاتی ہیں، اس درخت کی طرف دیکھیں تو اس کا تنّا بھی لکڑی کا ہے اور جڑیں بھی لکڑی کی ہیں، تنّا اوپر کی طرف جاتا ہے اور جڑیں نیچے کی طرف جارہی ہیں، اب اگر لکڑی کا طبعی تقاضا اوپر کی طرف جانا ہے تو جڑیں نیچے کیوں جاتی ہیں اور اگر اس کا تقاضا نیچے جانا ہے تو تنّا اوپر کیوں جاتا ہے؟ ایک ہی لکڑی ہونے کے باوجود تنے کے اوپر جانے اور جڑوں کے نیچے جانے سے معلوم ہوا کہ لکڑی کا اپنا طبعی تقاضا کچھ نہیں ہے بلکہ درخت کی لکڑی پر کسی اور ذات کا تَصَرُّف ہے جس کی قدرت کامل ہے، اسی نے لکڑی کے جس حصے کو چاہا اوپر اٹھادیا اور جس حصے کو چاہا نیچے جھکا دیا۔^(۲)

یونہی اس کائنات کے نظام کو دیکھیں تو نظر آئے گا کہ روزانہ سورج ایک مقررہ چہت سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مقررہ چہت میں غروب ہو جاتا ہے، دن کے بعد رات آتی اور رات کے بعد دن نکل آتا ہے، ہر سال اپنے اپنے موسموں میں کھیتیاں پروان چڑھتی ہیں، پھول اپنے وقت پر کھلتے ہیں، پھل اپنی مدت پر نکلتے ہیں، پوری دنیا میں ایک خاص طریقے سے ہی انسان پیدا ہو رہا ہے اور مخصوص مدت کے بعد مر رہے ہیں، حشرات الارض سے لے کر درندوں تک، چرندوں سے لے کر پرندوں تک ہر ایک کی ساخت اور تخلیق اس کے حال کے مطابق ہے اور ان کی ضرورت کے تمام اعضاء ان میں موجود ہیں، ہر ایک کی غذا اور اسے حاصل کرنے کا طریقہ مختلف ہے اور ہر علاقے میں رہنے والے کا مزاج اسی علاقے کے ماحول کے مطابق ہے، تو کائنات کا یہ مَربوط اور حسین نظام، حکیمانہ تدبیر اور ہر مخلوق کے حال

①.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ۹۲/۹، ابن کثیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ۲۷۹/۶، خازن، الروم، تحت الآیۃ:

۲۲، ۴۶۱/۳-۴۶۲، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۲، ص ۹۰۵، ملقطاً.

②.....تفسیر کبیر، الانعام، تحت الآیۃ: ۹۵، ۷۱/۵-۷۲، ملخصاً.

کی رعایت دیکھ کر کوئی عقلمند ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی خالق اور انتظام فرمانے والے کے بغیر خود بخود عدم سے وجود میں آگیا اور علم و حکمت کا یہ عجیب و غریب کارخانہ کسی چلانے والے کے بغیر چل رہا ہے بلکہ اسے یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس کائنات کا کوئی ایک خالق موجود ہے اور وہ کامل قدرت، علم اور حکمت والا ہے اور اس عظمت و شان کا مالک اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ سر دست یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے موجود ہونے پر دلالت کرنے والی دو چیزیں ذکر کی ہیں ورنہ کائنات کے ذرے ذرے میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر دلالت کرنے والی علامات اور نشانیاں موجود ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُونَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور رات اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں سننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر انسان کی ان صفات سے استدلال فرمایا ہے جو انسان سے جدا ہو جاتی ہیں، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! رات اور دن میں تمہارا سونا اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں عادت کے مطابق رات میں نیند آتی ہے اور ضرورت کے وقت تم دن میں بھی سو جاتے ہو جس سے تھکن دور ہوتی اور تمہارے بدن کو راحت حاصل ہوتی ہے، یونہی دن میں تم سفر کرتے اور اپنی معیشت کے اسباب کو تلاش کرتے ہو، تو غور کرو کہ تم پر نیند کون طاری کرتا ہے اور نیند کا یہ معمول کس نے بنایا ہے اور تمہیں معیشت کے اسباب تلاش کرنے کی ہمت اور صلاحیت کس نے دی ہے؟ اگر تم

لا پرواہی اور ضد سے کام نہ لو تو تمہیں یہی کہنا پڑے گا کہ ہزاروں برس سے انسانوں کا یہ معمول اور ان کا یہ فطری نظام صرف اسی اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جو یکتا معبود ہے اور اس کی قدرت کامل ہے۔^(۱)

اس آیت میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر بھی دلیل موجود ہے اور وہ یہ کہ سونے والا مردہ کی مانند ہے تو جو ذات سونے والے کو بیدار کرنے پر قادر ہے تو وہ مرنے والے کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
فِيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی اور امید دلاتی اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اُس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں ڈرانے اور (بارش کی) امید دلانے کیلئے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ ﴿اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خارجی کائنات کے عارضی اوصاف سے اپنی قدرت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر استدلال فرمایا ہے، چنانچہ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھانا اور آسمان سے پانی اتار کر بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کر دینا اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ جب بادلوں میں بجلی چمکتی ہے تو بسا اوقات تم خوفزدہ ہو جاتے ہو کہ کہیں یہ گر کر نقصان نہ پہنچا دے اور کبھی تمہیں اس سے یہ امید ہوتی ہے کہ اب بارش برسے گی نیز جب اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے تو اس کے پانی

۱.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۹۳/۹، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۲۱/۷-۲۲، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۳، ۴۶۲/۳، ملقطاً۔

سے بنجر زمین سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگتی ہے، کھیتیاں پھلنے پھولنے لگتی اور باغات میں درخت پھلوں سے بھرنے لگتے ہیں، یہ چیزیں دیکھ کر حقیقی طور پر غور و فکر کرنے والے اس نظام کو چلانے والے کی معرفت حاصل کرتے ہیں کہ برس ہا برس سے زمینوں کی سیرابی اور ان کی سرسبزی و شادابی کا یہی نظام ہے اور اس نظام کے تسلسل اور یکسانیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے بنانے والا اور اسے چلانے والا موجود ہے اور وہ واحد ہے اور اس کی قدرت کامل ہے اور اس میں یہ نشانی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے اسی طرح ایک دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ فرمائے گا۔^(۱)

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهٖ ط ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ
دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَأَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝۳۵ وَلَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ ط كُلُّ لَّهُ قٰنِیْنٌ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جہی تم نکل پڑو گے۔ اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیرِ حکم ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جہی تم نکل پڑو گے۔ اور اسی کی ملکیت میں ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیرِ حکم ہیں۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں سے ہے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خارجی کائنات کے ان اوصاف سے اپنی قدرت اور وحدانیت پر استدلال فرمایا جو جدائیں ہوتے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیامت آنے تک آسمان و زمین کا اسی ہیست پر قائم رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم اور

۱..... ابن کثیر، الروم، تحت الآية: ۲۴، ۲۷۹/۶، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآية: ۲۴، ۹۳/۹، ۹۴، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۲۴، ۲۴/۷، ملنقطاً.

ارادے سے ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان اور زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں۔ یہ معنی حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول ہے۔^(۱)

آسمان و زمین کا اس طرح قائم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں قائم کرنے والا کوئی ایک ہے اور وہ اسباب سے بے نیاز ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے حکم سے یہ دونوں قائم ہیں۔

﴿ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ﴾ پھر جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب تمہیں قبروں سے ایک ندا فرمائے گا تو اسی وقت تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑو گے۔

ندافرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت

ندافرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت یہ ہوگی کہ حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام قبر والوں کو اٹھانے کے لئے (دوسری بار) صور پھونکیں گے اور کہیں گے کہ اے قبر والو! کھڑے ہو جاؤ، تو اولین و آخرین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو نہ اٹھے۔^(۲)

جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخَرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنظُرُوْنَ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر دوسری مرتبہ اس میں پھونک ماری جائے گی تو اسی وقت وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اور فرماتا ہے کہ

①..... تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۹/۹، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۲۵/۷، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ۶۶۲/۳، ملتقطاً.

②..... جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۳۴۲، مدارک، الروم، تحت الآیۃ: ۲۵، ص ۹۰۶، ملتقطاً.

③..... زمر: ۶۸.

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ
إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ (۱)

ترجمہ کنزالعرفان: اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو
اسی وقت وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلے
جائیں گے۔

اور صور کے بارے میں فرماتا ہے:

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ
جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ (۲)

ترجمہ کنزالعرفان: وہ تو صرف ایک چیخ ہوگی تو اسی وقت
وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر کر دیئے جائیں گے۔

اور فرماتا ہے:

فَأَنسَاهُمْ زَجْرَهُ وَاحِدَةً ۚ فَإِذَا هُمْ
بِالسَّاهَةِ (۳)

ترجمہ کنزالعرفان: تو وہ (پھونک) تو ایک جھڑکنا ہی ہے۔
تو فوراً وہ کھلے میدان میں آ پڑے ہوں گے۔

﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: اور اسی کی ملکیت میں ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ ﴿يَعْنٰی آسمانوں
اور زمین میں موجود ہر چیز کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس ملکیت میں کوئی دوسرا کسی طرح بھی اس کا شریک نہیں
اور ان میں موجود ہر چیز اللہ تعالیٰ کے زیرِ حکم ہے۔﴾ (۴)

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ
الْمَثَلُ الْأَعْلٰی فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا
چاہئے اور اُسی کے لئے ہے سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

①.....یس: ۵۱.

②.....یس: ۵۳.

③.....النازعات: ۱۳، ۱۴.

④.....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۲۶، ۲۶/۷.

ترجمہ کنزالعرفان: اور وہی ہے جو اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور (تمہاری عقلوں کے اعتبار سے) دوسری مرتبہ بنانا اللہ پر پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے بلند شان اسی کی ہے اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدُؤُا الْخَلْقَ﴾ اور وہی ہے جو اول بناتا ہے۔ ﴿لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی ہٰی مَخْلُوْقَ کُوْیْہٰی﴾ بار پیدا فرماتا ہے اور اس کے ہلاک ہو جانے کے بعد پھر اسے قیامت کے دن دوبارہ بنائے گا اور تمہاری عقلوں کے اعتبار سے تو دوسری مرتبہ بنانا اللہ تعالیٰ پر پہلی مرتبہ بنانے سے زیادہ آسان ہونا چاہیے اگرچہ اللہ تعالیٰ کیلئے دونوں برابر ہیں کیونکہ انسانوں کا تجربہ اور اُن کی رائے یہی بتاتی ہے کہ کسی چیز کو دوبارہ بنانا اسے پہلی بار بنانے سے سہل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کو دوبارہ بنانا تو کچھ بھی دشوار نہیں، پھر تم دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کیوں کرتے ہو؟ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں سب سے بلند شان اسی کی ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں وہ برحق معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے۔^(۱)

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۖ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مِّنْ شُرَكَاءَ فِيْ مَا رَزَقْتُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸

ترجمہ کنزالایمان: تمہارے لیے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو تم اُن سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لئے۔

①.....حازن، الروم، تحت الآية: ۲۷، ۴۶۲/۳، جلالین، الروم، تحت الآية: ۲۷، ص ۳۴۲-۳۴۳، مدارك، الروم، تحت الآية: ۲۷، ص ۹۰۶-۹۰۷، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے (وہ یہ کہ) ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ تم اور وہ اس رزق میں برابر شریک ہو جاؤ۔ تم ان غلاموں (کی شرکت) سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔ ہم عقل والوں کے لئے اسی طرح مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں۔

﴿صَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ: اللہ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے ایک مثال بیان فرمائی ہے جو مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے مشرک! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے اور وہ مثال یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو مال و دولت اور رزق دیا ہے کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ آقا اور غلام کو اس مال و متاع میں تَصَرُّف کرنے کا یکساں حق حاصل ہو اور ایسا حق ہو کہ تم اپنے مال و متاع میں ان غلاموں کی اجازت کے پابند ہو کہ ان کی اجازت کے بغیر تَصَرُّف کرنے سے اسی طرح ڈرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے (کے مشترکہ مال میں بغیر اجازت تصرف کرنے) سے ڈرتے ہو۔^(۱)

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے خود تمہارے اپنے حال سے ایک مثال بیان فرمائی ہے اور وہ مثال یہ کہ ہم نے تمہیں جو مال و اسباب دیا ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اس میں تمہارا اس طرح شریک ہے کہ تم اور وہ اس مال و اسباب میں برابر کے شریک ہو؟ حالانکہ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم اپنے مال و اسباب میں ان غلاموں کے شریک ہونے سے اسی طرح ڈرتے ہو جیسے تم آزاد لوگوں کے اپنے مال میں شریک ہونے سے ڈرتے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تم کسی بھی صورت میں اپنے غلاموں کو اپنا شریک بنانا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا شریک کیسے قرار دیتے ہو؟ حالانکہ جنہیں تم اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ سب تو اس کے بندے اور مملوک ہیں۔

﴿كَذٰلِكَ: اسی طرح۔﴾ یعنی جس طرح ہم نے یہاں مُفَصَّل نشانی بیان فرمائی اسی طرح ہم ان لوگوں کے لئے مفصل

①.....جلالین، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ص ۳۴۳، مدارك، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ص ۹۰۷، ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۲۸، ۲۷۷/۴، ملتقطاً.

نشانیاں بیان کرتے ہیں جو اشیاء میں غور و فکر کرنے کے لئے اپنی عقل استعمال کرتے ہیں۔ نشانیوں کا تفصیلی بیان عمومی طور پر تو سب کے لئے ہے البتہ عقل استعمال کرنے والوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ یہی لوگ درحقیقت نشانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔^(۱)

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَهُوَآءَهُمْ بَغْيِرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يُهْدِي مَنْ اَضَلَّ
اللَّهُ ۖ وَمَالَهُمْ مِّنْ نُّصْرٍ ۚ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لیے بے جانے تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: بلکہ ظالموں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو جس کو اللہ نے گمراہ کیا ہوا اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَهُوَآءَهُمْ بَغْيِرِ عِلْمٍ﴾: بلکہ ظالموں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ ﴿يَعْنِي﴾ جن ظالموں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا انہوں نے جہالت سے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور کسی دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کے لئے شریک ثابت کر دیا تو جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کر دیا ہوا اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور مشرکوں کے لئے کوئی مددگار نہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے۔^(۲)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَلٰكِنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ

①.....ابو سعود، الروم، تحت الآية: ۲۸، ۴/۲۷۸.

②.....تفسير كبير، الروم، تحت الآية: ۲۹، ۹/۹۸، جلالين، الروم، تحت الآية: ۲۹، ص ۳۴۳، ملنقطاً.

لَا یَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کے بنائے ہوئے میں تبدیلی نہ کرنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

﴿فَاقُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾: تو ہر باطل سے الگ ہو کر اپنا چہرہ اللہ کی اطاعت کیلئے سیدھا رکھو۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ جب معاملہ واضح ہو گیا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (روز روشن کی طرح) عیاں ہو چکی اور بہت سے مشرک اپنے ضد و عداوت کی وجہ سے ہدایت حاصل نہ کریں گے تو آپ ان مشرکوں کی طرف کوئی التفات نہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے دین پر خلوص، استقامت اور استقلال کے ساتھ قائم رہیں۔^(۱)

﴿فَطَرَتِ اللّٰهُ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾: اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ ﴿اس آیت میں فطرت سے مراد دین اسلام ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان پر پیدا کیا، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے ”ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔“^(۲)

یعنی اسی عہد پر پیدا کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ“ فرما کر لیا ہے، تو دنیا میں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اسی اقرار پر پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے لگ جائے۔

بعض مفسرین کے نزدیک فطرت سے مراد خلقت ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تو حید اور دین اسلام قبول کرنے کی صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور فطری طور پر انسان نہ اس دین سے منہ موڑ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا

①.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۹۸/۹، حازن، الروم، تحت الآیۃ: ۳۰، ۴۶۳/۳، ملتقطاً.

②.....بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیہ... الخ، ۵۷/۱، الحدیث: ۱۳۵۸، مسلم، کتاب القدر، باب کل مولود یولد علی الفطرة... الخ، ص ۱۴۲۸، الحدیث: ۲۲ (۲۶۵۸).

انکار کر سکتا ہے کیونکہ یہ دین ہر اعتبار سے عقل سلیم سے ہم آہنگ اور صحیح فہم کے عین مطابق ہے اور لوگوں میں سے جو گمراہ ہوگا وہ جنوں اور انسانوں کے شیاطین کے بہکانے سے گمراہ ہوگا۔^(۱)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں نے اپنے تمام بندوں کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے، بے شک ان کے پاس شیطان آئے اور ان کو دین سے پھیر دیا اور جو چیزیں میں نے ان پر حلال کی تھیں وہ انہوں نے ان پر حرام کر دیں اور ان کو میرے ساتھ شرک کرنے کا حکم دیا حالانکہ میں نے اس شرک پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔“^(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، پھر اس بچے کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔“^(۳)

نوٹ: یاد رہے کہ دُنیوی احکام یا اخروی نجات میں فطری ایمان کا اعتبار نہیں بلکہ صرف شرعی ایمان معتبر ہے۔ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾: اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تبدیلی نہ کرنا۔ ﴿اس کا ایک معنی یہ ہے کہ تم شرک کر کے اللہ تعالیٰ کے دین میں تبدیلی نہ کرو بلکہ اسی دین پر قائم رہو جس پر اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کامل خلقت پر تمہیں پیدا فرمایا ہے تم اس میں تبدیلی نہ کرو۔

﴿ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾: یہی سیدھا دین ہے۔ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ کا دین ہی سیدھا دین ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت کو نہیں جانتے تو اے لوگو! تم اسی دین پر قائم رہو۔

مُتَّبِعِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝۳۱

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۳۰، مدارك، الروم، تحت الآية: ۳۰، روح المعاني، الروم، تحت الآية: ۳۰، ۵۶/۱، ملقطاً.

②.....مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، ص ۱۵۳۲، الحديث: ۲۸۶۵.

③.....بخاری، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه... الخ، ۴۵۷/۱، الحديث: ۱۳۵۸، مسلم، كتاب القدر، باب كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ص ۱۴۲۸، الحديث: ۲۲ (۲۶۵۸).

ترجمہ کنزالایمان: اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا۔

﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ﴾: اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے۔ ﴿اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم رہو اور اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنا چہرہ دین اسلام کیلئے سیدھا رکھو اور اس کی مخالفت کرنے سے ڈرو اور نماز کی شرائط اور حقوق کی رعایت کرتے ہوئے وقت پر اسے ادا کرو اور ایمان قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔^(۱)

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِآلِدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ان لوگوں میں سے (نہ ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود گروہ گروہ بن گئے۔ ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

﴿مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ﴾: ان لوگوں میں سے (نہ ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ﴿یعنی ان مشرک لوگوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے معبود کے بارے میں اختلاف کر کے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود گروہ گروہ بن گئے۔ ان میں سے ہر گروہ اپنے مذہب پر خوش ہے اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔^(۲)

یاد رہے کہ اس آیت کا اسلامی فقہاء کے اختلاف سے کچھ تعلق نہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونا دین میں

①.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۳۱، ۳۲-۳۳، تفسیر کبیر، الروم، تحت الآية: ۳۱، ۹۹/۹، ملقطاً.

②.....جلالین، الروم، تحت الآية: ۳۲، ص ۴۳، مدارک، الروم، تحت الآية: ۳۲، ص ۸۰، ملقطاً.

اختلاف نہیں بلکہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی نفسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ تحقیق کی بنا پر ہے۔
البتہ اس آیت میں گمراہ فرقے ضرور داخل ہیں خواہ وہ پرانے زمانے کے ہوں یا نئے زمانے کے۔

وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَاهُمْ
مِنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۚ لِيَكْفُرُوا بِآ
لَتِهِمْ فَتَتَّبِعُوا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ أَمْ أَنْزَلْنَاهُمْ سُلْطٰنًا
فَهُوَ يَنْكَرُ مَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے
پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔
کہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو۔ یا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری کہ وہ انہیں
ہمارے شریک بتا رہی ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں
پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے
لگتا ہے۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے کی ناشکری کریں تو فائدہ اٹھا لو تو عنقریب تم جان لو گے۔ یا کیا ہم نے ان پر کوئی
دلیل اتاری ہے کہ وہ دلیل انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے۔

﴿وَإِذَا مَسَّ النَّاسُ ضُرٌّ﴾ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے
کہ جب شرک کرنے والوں کو مرض، قحط یا اس کے علاوہ اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف رجوع
کرتے ہوئے اسے ہی پکارتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بت ان کی مصیبت ٹال دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر

جب اللہ تعالیٰ انہیں اس تکلیف سے خلاصی عنایت کر کے اور راحت عطا فرما کر اپنے پاس سے رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت ان میں سے ایک گروہ عبادت میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے اور ہمارے دیئے ہوئے مال اور رزق کی ناشکری کرنے لگتا ہے، تو اسے کافرو! دنیا کی نعمتوں سے چند روز فائدہ اٹھا لو، عنقریب تم جان لو گے کہ آخرت میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے اور اس دنیا طلبی کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں اللہ تعالیٰ کو بھول جانا اور تکلیف میں اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے، لہذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے اور غمی، خوشی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہنا چاہئے۔

﴿أَمْ أُنْزِلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا: یا کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے۔﴾ یعنی کیا ہم نے مشرکوں پر کوئی حجت یا کوئی کتاب اتاری ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے اور شرک کرنے کا حکم دیتی ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے، ان کے پاس اپنے شرک کی نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی سند بلکہ وہ کسی بے سند و دلیل ہی ایسا کر رہے ہیں۔^(۲)

وَ اِذَا آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۭ بِا
قَدَمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے بھیجا جیسی وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو اس وقت وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

﴿وَ اِذَا آذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً: اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں۔﴾ یعنی جب ہم لوگوں کو تندرستی اور وسعت

①.....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۳۳-۳۴، ۳۷/۷، مدارک، الروم، تحت الآیة: ۳۳-۳۴، ص ۹۰۹، خازن، الروم، تحت الآیة: ۳۳-۳۴، ۴۶۴/۳، ملقطاً.

②.....خازن، الروم، تحت الآیة: ۳۵، ۴۶۴/۳، جلالین، الروم، تحت الآیة: ۳۵، ص ۳۴۳، ملقطاً.

رزق کا مزہ دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے اتراتے ہیں اور اگر انہیں ان کی مَعْصِیَت اور ان کے گناہوں کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں اور یہ بات مومن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ مومن کا حال یہ ہے کہ جب اُسے نعمت ملتی ہے تو وہ شکرگزاری کرتا ہے اور جب اسے سختی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار رہتا ہے۔^(۱)

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ مُّؤْمِنُونَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ فرمادیتا ہے، بیشک اس میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا۔ ﴿یعنی﴾ کیا مشرکوں نے اس چیز کا مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرمادیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ فرمادیتا ہے۔ رزق کی وسعت میں حکمت یہ ہے کہ وسیع رزق میں اس شخص کی بھلائی ہوتی ہے یا اس کا امتحان مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں اور رزق کی تنگی میں حکمت یہ ہے کہ اس شخص کے نظام کی درستی تھوڑے رزق میں ہوتی ہے یا اس کا امتحان مقصود ہوتا ہے کہ وہ رزق کی تنگی پر صبر کرتا ہے یا نہیں۔ بے شک رزق کی اس تنگی اور وسعت میں ایمان والوں کیلئے نشانیاں ہیں اور وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور حکمت پر استدلال کرتے ہیں۔^(۲)

①.....مدارک، الروم، تحت الآية: ۳۶، ص ۹۰۹، حازن، الروم، تحت الآية: ۳۶، ۴۶۴/۳، ملقطاً.

②.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۳۷، ۳۸/۷، ملخصاً.

فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ۖ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: تورشتہ دار کو اس کا حق دواور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے اُن کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور اُنہیں کا کام بنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تورشتہ دار کو اس کا حق دواور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ﴾: تورشتہ دار کو اس کا حق دو۔ یعنی اے وہ شخص! جسے اللہ تعالیٰ نے وسیع رزق دیا، تم اپنے رشتہ دار کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کر کے اس کا حق دواور مسکین اور مسافر کو صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے اُن کے حق بھی دو۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرنا ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں اور وہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔^(۱)

آیت: فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ سے متعلق دو باتیں ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... اس آیت سے محرم رشتہ داروں کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے (جبکہ محتاج ہوں)۔^(۲)
- (۲)..... اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص رشتہ داروں سے حسن سلوک اور صدقہ و خیرات، نام و نحو داور رسم کی پابندی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے وہی ثواب کا مستحق ہے۔

①..... مدارك، الروم، تحت الآية: ۳۸، ص ۹۰۹، روح البيان، الروم، تحت الآية: ۳۸، ۳۹/۷، خازن، الروم، تحت الآية:

۳۸، ۴۶۵/۳، ملقطاً.

②..... مدارك، الروم، تحت الآية: ۳۸، ص ۹۰۹.

وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رَّبٍّ بِالْيَرْبُوفِ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرُبُّوا عِنْدَ اللّٰهِ
وَمَا آتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انھیں کے دونے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو مال تم (لوگوں کو) دو تاکہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو تو وہی لوگ (اپنے مال) بڑھانے والے ہیں۔

﴿وَمَا آتَيْتُمْ﴾: اور جو مال تم لوگوں کو دو۔ ﴿اَلَيْسَ﴾: ایک قول یہ ہے کہ اس آیت میں وہی سود مراد ہے جسے سورہ بقرہ کی آیت نمبر 279 میں حرام فرمایا گیا ہے یعنی تم قرض دے کر جو سود لیتے ہو اور اپنے مالوں میں اضافہ کرتے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اضافہ نہیں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں وہ تحفے مراد ہیں جو اس نیت سے دیئے جاتے تھے کہ جسے تحفہ دیا وہ اس سے زیادہ دے گا، چنانچہ مفسرین فرماتے ہیں کہ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور شناسائی رکھنے والوں کو یا اور کسی شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوا۔^(۱)

بہت اور تحفے دینے والوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جو شادی بیاہ وغیرہ پر اپنے عزیز رشتہ داروں یا دوست احباب کو نیوتا اور تحائف وغیرہ دیتے ہیں لیکن اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ یا تو اس لئے دیتے ہیں کہ لوگ زیادہ دینے پر ان کی خوب تعریف کریں، یا اس لئے دیتے ہیں کہ خاندان میں ان کی ناک اونچی رہے، یا صرف اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں پانچ کے دس ہزار ملیں، ایسے لوگ ثواب کے مستحق نہیں ہیں۔

①..... روح البیان، الروم، تحت الآية: ۳۹، ۴۱/۷.

﴿وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ﴾ اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہو۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ اور دیگر صدقات دیتے ہیں کہ اس سے بدلہ لینا مقصود ہوتا ہے نہ نام و نمود تو ان ہی لوگوں کا اجر و ثواب زیادہ ہوگا اور انہیں ایک نیکی کا ثواب دس گنا زیادہ دیا جائے گا۔^(۱)

زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دینے چاہئے

معلوم ہوا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دی جائے یا دیگر نفلی صدقات نکالے جائیں، سب میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہونا چاہئے تاکہ اس پر انہیں کثیر اجر و ثواب ملے اور یہ مقصد نہ ہو کہ اس کے بدلے میں زکوٰۃ لینے والا ان کی خوب آؤ بھگت کرے، ان کا خدمت گار بن کر رہے اور ان کا ہر کام ایک ہی اشارے پر بجالائے، ہر وقت ان کا احسان مند رہے، لوگوں میں ان کے نام کا خوب چرچا ہو اور لوگ ان کے صدقات وغیرہ کی کثرت پر تعریفوں کے پل باندھیں۔ اگر اس مقصد سے زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیئے تو ثواب ملنا تو دور کی بات الٹا اس کے گناہوں کا میٹر تیز ہو جاتا ہے، لہذا زکوٰۃ دی جائے یا صدقات بہر صورت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو۔ نیز جو لوگ زکوٰۃ کے حقداروں کو زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دیتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں، پھر اگر انہیں ان لوگوں سے کوئی ذاتی کام پڑ جائے اور وہ کسی وجہ سے نہ کر پائیں یا کرنے سے انکار کر دیں تو یہ انہیں حق دار ہونے کے باوجود زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ دینا بند کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ان کا ذاتی کام نہیں کر سکے۔ ایسے حضرات اپنے دل کی حالت پر خود ہی غور کر لیں کہ اگر واقعی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات دیئے تھے تو ذاتی کام نہ ہو سکنے کی وجہ سے انہیں زکوٰۃ اور صدقات دینا بند کیوں کر رہے ہیں؟ ریاکاری بڑا نازک معاملہ ہے۔ بہت سے لوگ بے توجہی میں بھی اس کا شکار ہوتے ہیں لہذا ہر شخص کو اپنے حال پر غور کرتے رہنا چاہیے۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ

۱..... روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۳۹، ۴۲/۷، خازن، الروم، تحت الآیة: ۳۹، ۴۶/۳، مدارک، الروم، تحت الآیة: ۳۹، ص ۹۰۹، ملقطاً.

شُرَكَائِكُمْ مِّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۖ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۰

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شرک سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا اور زندہ کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں، تو کیا جن بتوں کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو، اُن میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام کر سکے؟ جب اس کے جواب سے مشرکین عاجز ہو گئے اور انہیں دم مارنے کی مجال نہ ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔^(۱)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا اَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ انہیں ان کے بعض کو تکلیف کا مزہ چکھائے کہیں وہ باز آئیں۔

۱.....مدارک، الروم، تحت الآية: ۴۰، ص ۹۱۰.

ترجمہ کنز العرفان: خُشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا ان برائیوں کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾: خُشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا۔ یعنی شرک اور گناہوں کی وجہ سے خُشکی اور تری میں فساد جیسے قحط سالی، بارش کا رک جانا، پیداوار کی قلت، کھیتیوں کی خرابی، تجارتوں کے نقصان، آدمیوں اور جانوروں میں موت، آتش زدگی کی کثرت، غرق اور ہر شے میں بے برکتی، طرح طرح کی بیماریاں، بے سکونی، وغیرہ ظاہر ہو گئی اور ان پریشانیوں میں مبتلا ہونا اس لئے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرت سے پہلے دنیا میں ہی ان کے بعض برے کاموں کا مزہ چکھائے تاکہ وہ کفر اور گناہوں سے باز آجائیں اور ان سے توبہ کر لیں۔^(۱)

پریشانیوں اور مصیبتوں سے مبتلا ہونے کا سبب

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے لوگ ہزاروں قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے کہ کسی قوم میں اعلانیہ بے حیائی پھیل جانے کی وجہ سے ان میں طاعون اور مختلف امراض عام ہو جاتے ہیں۔ ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے قحط آتا اور ظالم حاکم مقرر ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے بارش رکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد توڑنے کی وجہ سے دشمن مُسلط ہو جاتا ہے۔ لوگوں کے مالوں پر بھری قبضہ کرنے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق حکمرانوں کے فیصلے نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کے درمیان قتل و غارت گری ہوتی ہے اور سود خوری کی وجہ سے زلزلے آتے اور شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔^(۲)

آیت اور احادیث کے خلاصہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ موجودہ صورتِ حال پر غور کر لے کہ فی زمانہ بے حیائی عام ہونا، ناپ تول میں کمی کرنا، لوگوں کے اموال پر جبری قبضہ کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، جو اسود خوری وغیرہ، الغرض وہ کونسا گناہ ہے جو ہم میں عام نہیں اور شاندا نہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ آج کل لوگ ایڈز، کینسر اور دیگر جان لیوا امراض میں مبتلا ہیں، ظالم حکمران ان پر مقرر ہیں، بارش رک جانے یا حد سے زیادہ آنے کی آفت کا یہ شکار ہیں، دشمن ان پر مُسلط ہوتے جا رہے ہیں، قتل و غارت گری ان میں عام ہو چکی ہے، زلزلوں، طوفانوں اور سیلاب کی مصیبتوں

①.....مدارک، الروم، تحت الآية: ۴۱، ص ۹۱۰، جلالین، الروم، تحت الآية: ۴۱، ص ۳۴۴، ملقطاً.

②.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۴۱، ۴۶/۷-۴۷، ملخصاً.

میں یہ پھنسے ہوئے ہیں، تجارتی خسارے اور ہر چیز میں بے برکتی کا رونایہ رور ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا کرے اور اپنی بگڑی عملی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کافروں کے ممالک جہاں کفر و شرک اور زنا و گناہ سب کچھ عام ہے وہاں فساد کیوں نہیں ہے تو اس کے دو جواب ہیں، اول یہ کہ کفار کو دنیا میں کئی اعتبار سے مہلت ملی ہوئی ہے لہذا وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ فساد اور بربادی صرف مال کے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ بیماریوں اور ذہنی پریشانیوں بلکہ اور بھی ہزاروں اعتبار سے بھی ہوتی ہے، اب ذرا کفار کے ممالک میں جنم لینے والی اور پھیلنے والی نئی نئی بیماریوں کی معلومات جمع کر لیں یونہی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ پاگل خانے، ذہنی مریض، دماغی سکون کی دواؤں کا استعمال، دماغی امراض کے مُعالجین، ذہنی مریضوں کے ادارے اور نفسیاتی ہسپتال بھی انہی کفار کے ممالک میں ہیں اور اسی طرح دنیا میں سب سے زیادہ طلاقیں، ناجائز اولادیں، بوڑھے والدین کو اولڈ ہومز میں پھینک کر بھول جانے کے واقعات، یونہی دنیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں بھی انہی ممالک میں ہیں، جو ظاہر تو بڑے خوشحال نظر آتے ہیں لیکن اندر سے گل سڑ رہے ہیں۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ط
كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ۝۳۲

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: زمین پر چل کر دیکھو کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟ ان میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا﴾: تم فرماؤ: زمین پر چل کر دیکھو۔ ﴿لَعَنِيَ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ فرما دیں کہ اے مشرک! تم (اپنے سفر کے دوران) عذاب یافتہ قوموں کی سرزمین پر چل کر عبرت کی نگاہ سے دیکھ لو کہ تم سے پہلے برے لوگوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان میں اکثر لوگ مشرک اور باقی لوگ دیگر گناہوں میں مبتلا تھے تو جب انہیں ان کے

شرک اور گناہوں کی وجہ سے ہلاک اور برباد کر دیا گیا تو کفارِ قریش اور دیگر مشرکوں میں سے جو اُن کے طریقے کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور اپنے کفر پر قائم ہیں، یہ بھی ان کی طرح ہلاک اور برباد کر دیئے جاسکتے ہیں، لہذا انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور اپنے کفر و شرک سے باز آجائیں۔^(۱)

**فَاقُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ
مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿۴۳﴾**

ترجمہ کنزالایمان: تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اس دن الگ بھٹ جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس دن کے آنے سے پہلے اپنا منہ دینِ مستقیم کیلئے سیدھا کر لو جس دن کو اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے۔ اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔

﴿فَاقُمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ﴾: تو اپنا منہ دینِ مستقیم کیلئے سیدھا کر لو۔ ﴿اس آیت میں خطاب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد آپ اور آپ کی امت ہے اور معنی یہ ہیں کہ قیامت کا دن آنے سے پہلے پہلے دینِ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں، دینِ اسلام کو پھیلانے میں مشغول رہیں اور کافروں کے ایمان نہ لانے پر غمزدہ نہ ہوں اور قیامت کا دن ایسا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنا نہیں ہے اور اس دن حساب کے بعد لوگ الگ الگ ہو جائیں گے کہ جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف چلے جائیں گے۔^(۲)

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نُفْسِهِمْ يُهْدُونَ ﴿۴۴﴾



①.....روح البیان، الروم، تحت الآیة: ۴۲، ۴۷/۷، ملخصاً.

②.....مدارک، الروم، تحت الآیة: ۴۳، ص ۹۱۰، جلالین مع صاوی، الروم، تحت الآیة: ۴۳، ۱۵۸۵/۴-۱۵۸۶، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: جو کفر کرے اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری کر رہے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ﴾: جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے۔ یعنی جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے بلکہ خود ہی پکڑا جائے گا اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے فائدے ہی کیلئے تیاری کر رہے ہیں کہ جنت کے درجات میں راحت و آرام پائیں گے۔^(۱)

فائدہ: اعمال کا فائدہ یا نقصان ان کے ہی ہوتا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال سے بے نیاز ہے اور ہم جو اچھا یا برا عمل کریں گے اس کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا، اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا^(۲)

ترجمہ کنزالعرفان: اگر تم بھلائی کرو گے تو تم اپنے لئے ہی بہتر کرو گے اور اگر تم برا کرو گے تو تمہاری جانوں کیلئے ہی ہوگا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ^(۳)

ترجمہ کنزالعرفان: جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے اور جو برائی کرتا ہے تو اپنے خلاف ہی وہ برا عمل کرتا ہے اور تمہارا رب ظالم نہیں کرتا۔

اور جس طرح آخرت میں اچھے عمل کا فائدہ اور برے عمل کا نقصان عمل کرنے والے کو ہوگا اسی طرح قبر میں بھی اچھے برے اعمال کا فائدہ اور نقصان اسے ہی ہوگا۔ جس کے عمل اچھے ہوں گے تو وہ اسے قبر میں اُنسیت پہنچائیں گے، اس کی قبر وسیع اور منور کر دیں گے اور اسے قبر میں دہشتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھیں گے اور جس کے عمل برے



①.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۴۳، ۴۷/۲، ملخصاً.

②.....بنی اسرائیل: ۷.

③.....حم السجدة: ۴۶.

ہوں گے تو وہ اسے قبر میں دہشت زدہ کریں گے، اس کی قبر کو تنگ اور اندھیری کر دیں گے اور اسے دہشتوں، مصیبتوں اور عذاب سے نہ بچائیں گے۔ لہذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے تاکہ یہ قبر کی طویل اور حشر کی نہ ختم ہونے والی زندگی میں اس کے کام آئیں اور وہ خود کو کفر، گمراہی، بد مذہبی اور دیگر گناہوں سے بچائے تاکہ قبر و حشر میں اپنے برے اعمال کے نقصان سے محفوظ رہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اترتے چاند و ہلقتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا گھر، اکیلی جان، دم گھٹتا، دل اُکتاتا
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۵

ترجمہ کنزالایمان: تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تاکہ اللہ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا عطا فرمائے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ بیشک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

﴿لِيَجْزِيَ﴾ تاکہ اللہ جزا عطا فرمائے۔ اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جو لوگ اچھا کام اور نیک عمل کر رہے ہیں وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو جزا عطا فرمائے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اس لئے الگ الگ کر دیا جائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو صلہ عطا فرمائے جنہوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ کافر سے ناراض ہے اور اسے سخت سزا دے گا۔^(۱)

①..... قرطبی، الروم، تحت الآية: ۴۵، ۳۲/۱۴، الجزء الرابع عشر، جلالین، الروم، تحت الآية: ۴۵، ص ۳۴۴، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۴۵، ۴۸/۷، ملتقطاً.

نیک اعمال کی جزا: جس اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو اس کے نیک اعمال کا صلہ دینا اور نیک اعمال کے بدلے اسے ثواب اور جزا دینا اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں اور وہ نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کا جو بھی اجر عطا فرمائے گا وہ صرف اس کا فضل و کرم ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناٹی اور اس لیے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لیے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے اور اس لیے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور اس لیے کہ تم حق مانو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ خوشخبری دیتی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتی چلے اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بارش اور پیداوار کی کثرت کی خوشخبری دیتی ہوئی ہوائیں بھیجتا ہے اور وہ اس لئے ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ تمہیں اپنی رحمت یعنی بارش کا مزہ چکھائے اور وہ اس لئے ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں کشتی چلے اور تم سمندری سفر کے ذریعے اس کا فضل یعنی رزق تلاش کرو اور اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق مانو اور اس کی وحدانیت پر ایمان لا کر شکر گزار بندے بن جاؤ۔^(۱)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۴۶، ۳/ ۴۶۶، جلالین، الروم، تحت الآية: ۴۶، ص ۳۴۴، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۴۶، ۴۹/۷-۵۰، ملقطاً.

فَاتَّقِنَا مِنَ الَّذِينَ اجْرُمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول اُن کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ اُن کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، جس طرح ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے اور جس طرح آپ اپنی قوم کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اسی طرح وہ رسول بھی اپنی قوموں کے پاس کھلی نشانیاں لائے جو اُن رسولوں کی رسالت کی تصدیق پر واضح دلیل تھیں، لیکن ان کی قوم میں سے بعض لوگ ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا۔ پھر ان رسولوں پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہم نے مجرموں سے انتقام لیا کہ دنیا میں انہیں عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مسلمانوں کو نجات دینا اور کافروں کو ہلاک کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ آیت کے آخری حصے میں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخرت کی کامیابی اور دشمنوں پر فتح و نصرت کی بشارت دی گئی ہے۔^(۱)

مسلمان رسول کی آبرو بچانے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا، یہ فرما کر سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

①..... ابو سعود، الروم، تحت الآية: ۴۷، ۲۸۲/۴، حازن، الروم، تحت الآية: ۴۷، ۴۶۶/۳، مدارک، الروم، تحت الآية: ۴۷، ص ۹۱۱، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ
(۱) کرم پر ہے۔

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيْحَ فَتَنُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٢٨﴾ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَكِبْلِسِينَ ﴿٢٩﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اُسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ کرتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اُسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جیسی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے اُس توڑے ہوئے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ ہوائیں بادل ابھارتی ہیں پھر اللہ اس بادل کو آسمان میں جیسا چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور (کبھی) اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس تک وہ بارش پہنچاتا ہے تو جیسی وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ اس بارش کے اتارے جانے سے پہلے وہ بڑے ناامید ہوتے ہیں۔

﴿اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيْحَ﴾: اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی حکمت کے موافق ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ ہوائیں بادل اٹھا کر لاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کبھی اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے کہ ہر طرف بادل چھائے ہوتے ہیں اور کبھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر

دیتا ہے کہ کہیں بادل اور کہیں خالی جگہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس بادل کے بیچ میں سے بارش نکلتی نظر آتی ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے شہروں اور سرزمین کی طرف چاہتا ہے ان تک وہ بارش پہنچاتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو وہ بندے خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس بارش کے نازل کئے جانے سے پہلے وہ لوگ بارش ہونے سے بڑے ناامید ہو چکے ہوتے ہیں۔^(۱)

فَانْظُرْ اِلَىٰ اَشْرَاحَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُعْجِزٌ لِّمُتَّبِعِيْهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

﴿فَانْظُرْ اِلَىٰ اَشْرَاحَتِ اللّٰهِ: تو اللہ کی رحمت کے نشانات دیکھو۔﴾ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش نازل ہونے پر مُرتَّب ہونے والے نشانات دیکھو کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے، پھر اس سے سبزہ نکلتا ہے، سبزے سے پھل پیدا ہوتے ہیں اور پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے جسمانی نظام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کر کے کس طرح خشک ہو جانے والی زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اور جس نے خشک زمین کو سرسبز کر دیا وہ بے شک مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر اس چیز پر قادر ہے جو اس کی قدرت کے تحت آنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔^(۲)

①.....مدارک، الروم، تحت الآية: ۴۸-۴۹، ص ۹۱۱، روح البیان، الروم، تحت الآية: ۴۸-۴۹، ۵۱/۷، ملقطاً.

②.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۵۰، ۵۲/۷، ابو سعود، الروم، تحت الآية: ۵۰، ۲۸۳/۴، مدارک، الروم، تحت الآية: ۵۰، ص ۹۱۲، ملقطاً.

وَلَیْنِ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاوُهُ مُصْفَرًّا اَظْلُوْا مِنْۢ بَعْدِۤهٖ یُكْفَرُوْنَ ۝۵۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے۔

﴿وَلَیْنِ اَرْسَلْنَا رِیْحًا﴾: اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں بیان ہوا کہ بارش رک جانے سے لوگ مایوس ہو جاتے ہیں اور بارش ہوتی دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ ان کی یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ اگر ہم کوئی ایسی ہوا بھیجیں جو کھیتی اور سبزے کے لئے نقصان دہ ہو، پھر وہ کھیتی کو سرسبز و شاداب ہونے کے بعد زرد دیکھیں تو ضرور کھیتی زرد ہونے کے بعد ناشکری کرنے لگیں گے اور پہلی نعمت سے بھی مکر جائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جب انہیں رحمت پہنچتی ہے، رزق ملتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جب کوئی سختی آتی ہے، کھیتی خراب ہوتی ہے تو پہلی نعمتوں سے بھی مکر جاتے ہیں حالانکہ انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے اور جب نعمت پہنچتی تو شکر بجالاتے اور جب بلا آتی تو صبر کرتے اور دعا و استغفار میں مشغول ہو جاتے۔^(۱)

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝۵۲

ترجمہ کنزالایمان: اس لیے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں۔

ترجمہ کنزالعرفان: پس بیشک تم مردوں کو نہیں سناسکتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناسکتے ہو جب وہ پیٹھ دے کر پھریں۔

﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾: پس بیشک تم مردوں کو نہیں سناسکتے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم، سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کافروں کی محرومی

①.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۹/۱۰۹، ابو سعود، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۴/۲۸۳، روح البیان، الروم، تحت الآیۃ: ۵۱، ۵۴/۷، ملنقطاً.

اور ان کے ایمان نہ لانے پر رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ جن کے دل مرچکے اور ان سے کسی طرح حق بات کو قبول کرنے کی توقع نہیں رہی، آپ انہیں حق بات نہیں سنا سکتے، اسی طرح جو لوگ حق بات سننے سے بہرے ہوں اور بہرے بھی ایسے کہ پیٹھ دے کر پھر گئے اور ان سے کسی طرح سمجھنے کی اُمید نہیں تو آپ ان بہروں کو حق کی کوئی پکار نہیں سنا سکتے۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد موت کا شکار ہونے والے لوگ نہیں بلکہ مردہ دل کفار مراد ہیں جن کے دل مرے ہوئے ہیں جو دُنیوی زندگی تو رکھتے ہیں مگر وعظ و نصیحت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے، اس لئے انہیں مُردوں سے تشبیہ دی گئی کیونکہ مردے عمل کے مقام سے گزر گئے ہوتے ہیں اور وہ وعظ و نصیحت سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لہذا اس آیت سے مردوں کے نہ سننے پر دلیل پیش کرنا درست نہیں اور یکثرت احادیث سے مُردوں کا سننا اور اپنی قبروں پر زیارت کیلئے آنے والوں کو پہچانا ثابت ہے۔
نوٹ: اس کے بارے میں مزید تفصیل سورہ نمل کی آیت نمبر 80 اور 81 کے تحت مذکور تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمِّي عَنْ ضَلَّتِهِمْ ۖ إِنَّ تَسْمِعَ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا
فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ۝۵۲

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ تم اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اُسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ گردن رکھے ہوئے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو تو تم اسی کو سناسکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں پھر وہ فرمانبردار ہیں۔

﴿وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمِّي عَنْ ضَلَّتِهِمْ﴾: اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو۔ ﴿یہاں بھی اندھوں سے دل کے اندھے مراد ہیں۔﴾^(۱)

①..... مدارك، الروم، تحت الآية: ۵۳، ص ۹۱۲۔

﴿اِنْ نُّسِمْ اِلٰهًا مِنْ يُّوْمِنٍ بِاٰيٰتِنَا﴾: تو تم اسی کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دل کے مُردوں، بہروں اور اندھوں کو سنا سکنے کی نفی کی گئی جبکہ اس آیت میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان لانے والوں کو سنا سنا ثابت کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن (دل کا) زندہ ہے اور سن سکتا ہے کیونکہ جب مومن کے دل پر دلائل کی بارش ہوتی ہے تو اس میں سچے عقائد پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ وعظ و نصیحت سنتا ہے تو اس سے نیک افعال صادر ہوتے ہیں۔^(۱)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿۵۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے تمہیں ابتدا میں کمزور بنایا پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا بناتا ہے جو چاہے وہی علم و قدرت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہی علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ﴾: اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا۔ ﴿اس آیت میں انسان کے مختلف احوال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلے وہ ماں کے پیٹ میں ایک لوتھڑا تھا، پھر بچہ بن کر پیدا ہوا اور شیر خوار رہا، یہ احوال انتہائی ضعیف اور کمزوری کے ہیں۔ پھر تمہیں بچپن کی کمزوری کے بعد جوانی کی قوت عطا فرمائی، پھر جوانی کی قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے پیدا کرتا ہے اور کمزوری، قوت، جوانی اور بڑھاپا یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے سے ہیں جو ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک طبعی عمل ہے لیکن حقیقت میں ارادہ الہی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور اندازِ تخلیق کو جانتا ہے اور اسے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلنے پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

①.....تفسیر کبیر، الروم، تحت الآية: ۵۳، ۱۱۱/۹، ملخصاً.

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ لَمَالِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۖ كَذَلِكَ
كَانُوا يُفْكَوْنُ ﴿۵۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی وہ ایسے ہی اوندھے جاتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ تو صرف ایک گھڑی ہی رہے ہیں۔ اسی طرح وہ اوندھے جاتے تھے۔

﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ اور جس دن قیامت قائم ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم قسم کھا کر کہیں گے کہ وہ صرف ایک گھڑی ہی ٹھہرے ہیں یعنی آخرت کو دیکھ کر مجرم کو دنیا یا قبر میں رہنے کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوگی، اس لئے وہ اس مدت کو ایک گھڑی سے تعبیر کریں گے۔ مزید فرمایا کہ اسی طرح وہ پھیرے جاتے تھے یعنی ایسے ہی دنیا میں غلط اور باطل باتوں پر جھٹے اور حق سے پھرتے تھے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے تھے جیسا کہ اب قبر یا دنیا میں ٹھہرنے کی مدت کو قسم کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں۔ ان کی اس قسم سے اللہ تعالیٰ انہیں تمام اہل محشر کے سامنے رسوا کرے گا اور سب دیکھیں گے کہ ایسے مجمع عام میں قسم کھا کر ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔^(۱)

وَقَالَ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى
يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بے شک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے۔

۱.....خازن، الروم، تحت الآیة: ۵۵، ۴۶۷/۳، مدارك، الروم، تحت الآیة: ۵۵، ص ۹۱۳، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے: بیشک اللہ کے لکھے ہوئے میں تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک رہے ہو تو یہ مرنے کے بعد اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہ جانتے تھے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ: اور جنہیں علم اور ایمان دیا گیا وہ کہیں گے۔﴾ یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، فرشتے اور مومنین اُن کا رد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم میں لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھنے کے دن تک وہاں ٹھہرے ہو اور اب جہاں تم موجود ہو وہ مرنے کے بعد اٹھنے کا دن یعنی قیامت کا دن ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، اور تم نہ جانتے تھے کہ یہ حق ہے اور ضرور واقع ہوگا۔ اب تم نے جان لیا کہ وہ دن آ گیا اور اس کا آنا حق تھا لیکن اب اس وقت کا جاننا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا۔^(۱)

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۵۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو اُس دن ظالموں کو نفع نہ دے گی اُن کی معذرت اور نہ ان سے کوئی راضی کرنا مانگے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو اس دن ظالموں کو ان کا معافی مانگنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے رجوع کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ ﴿فَيَوْمَئِذٍ: تو اس دن۔﴾ یعنی قیامت کے دن ظالموں کو ان کا معافی مانگنا کوئی نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے یہ کہا جائے گا کہ توبہ کر کے اپنے رب عزوجل کو راضی کر لو جیسا کہ دنیا میں ان سے توبہ طلب کی جاتی تھی کیونکہ اس وقت توبہ اور طاعت مقبول نہیں۔^(۲)



گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت

اس آیت میں ان گناہگار مسلمانوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گناہوں میں صرف کر رہے ہیں اور اُن سے توبہ کی طرف ان کا دل مائل نہیں ہو رہا، انہیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اگر توبہ کئے بغیر مر گئے تو آخرت میں گناہوں پر پکڑ بھی ہو سکتی ہے اور توبہ کا وقت دنیا کی زندگی ہے، آخرت میں توبہ کرنا کچھ کام نہ دے گا، لہذا

①.....خازن، الروم، تحت الآية: ۵۶، ۴/۶۷، مدارك، الروم، تحت الآية: ۵۶، ص ۹۱۳، ملتقطاً.

②.....روح البیان، الروم، تحت الآية: ۵۷، ۷/۵۹.

انہیں چاہئے کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر موت سے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے بچنے کی وجہ سے نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ کثیر احادیث میں اس کی بہت ترغیب دی گئی ہے، یہاں ان میں سے 3 احادیث ملاحظہ ہوں، چنانچہ

- (1)..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر لو اور مشغولیت سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کر لو۔“ (1)
- (2)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ (1) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو۔ (2) بیماری سے پہلے تندرستی کو۔ (3) فقری سے پہلے مالداری کو۔ (4) مشغولیت سے پہلے فرصت کو۔ (5) اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔“ (2)

(3)..... حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عقل مند وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے، جبکہ عاجز وہ ہے جو اپنے آپ کو خواہشات کے پیچھے لگا دے اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھے۔“

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں مذکور الفاظ ”مَنْ دَانَ نَفْسَهُ“ کا مطلب قیامت کے حساب سے پہلے (دنیا ہی میں) نفس کا محاسبہ کرنا ہے۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قیامت کے دن اس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا ہی میں اپنا حساب کر لیا۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک پرہیزگار شمار نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا ایسے محاسبہ نہ کرے جیسے اپنے شریک کا کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے کھایا اور کہاں سے پہنا۔ (3)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے، گناہوں سے بچنے، توبہ کرنے اور نیک اعمال میں مصروف

①..... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنة فیہا، باب فی فرض الجمعة، ۵/۲، الحدیث: ۱۰۸۱.

②..... مستدرک، کتاب الرقاق، نعمتان مغیوبان فیہما کثیر من الناس... الخ، ۴۳۵/۵، الحدیث: ۷۹۱۶.

③..... ترمذی، کتاب صفة القيامة... الخ، ۲۵-باب، ۲۰۷/۴، الحدیث: ۲۴۶۷.

ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ
بِآيَةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿۵۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نہیں مگر باطل پر۔

﴿وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی۔ ﴿یعنی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثال بیان فرمادی جس کی انہیں دین اور دنیا میں حاجت ہے اور اس میں غور و فکر اور تدبّر کرنے والا ہدایت اور نصیحت حاصل کر سکتا ہے اور مثالیں اس لئے بیان فرمائی گئیں کہ کافروں کو تنبیہ ہو اور انہیں عذاب سے ڈرانا اپنے کمال کو پہنچے، لیکن انہوں نے اپنی سیاہ باطنی اور سخت دلی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا بلکہ جب کوئی آیت قرآن آئی اس کو جھٹلایا اور اس کا انکار کر دیا۔^(۱)

گناہ کے تین درجے

صوفیاء فرماتے ہیں کہ گناہ کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ کہ مجرم اپنے آپ کو گنہگار جانتا ہوا گناہ کرے اور سمجھانے پر کم از کم شرمندہ ہو جائے اس کی معافی اِنْ شَاءَ اللہ ہو جائے گی۔ اس سے اوپر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جائے۔ گناہ کرے، نادم نہ ہو، کبھی یہ سوچے بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے۔ اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے، دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے، گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ

۱..... روح البیان، الروم، تحت الآية: ۵۸، ۶۰/۷، مدارك، الروم، تحت الآية: ۵۸، ص ۹۱۳-۹۱۴، ملقطاً.

کرے، یہ دل کی مہر کا باعث ہے۔ یہاں آیت میں کفار کا یہی تیسرا درجہ بیان ہوا ہے۔

كَذٰلِكَ يَظَبِّحُ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۹ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُوْنَ ۝۶۰

ترجمہ کنزالایمان: یوں ہی مہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر۔ تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ تو صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقین نہ کرنے والے تمہیں طیش پر نہ بھاریں۔

﴿كَذٰلِكَ﴾: اسی طرح۔ ﴿يَظَبِّحُ﴾ یعنی جس طرح ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی اسی طرح ان جاہلوں کے دلوں پر بھی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے جن کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ گمراہی اختیار کریں گے اور حق والوں کو باطل پر بتائیں گے۔ (۱)

﴿فَاَصْبِرْ﴾: تو صبر کرو۔ ﴿يَسْتَخِفُّكَ﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کفار کی ایذا اور عداوت پر صبر کریں، بے شک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدد فرمانے کا اور دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا وہ سچا ہے اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اور یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے اور حساب کے منکر ہیں، ان کی شدتیں اور ان کے انکار اور اُن کی نالائقی حرکات آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے طیش اور رنج کا باعث نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن کے حق میں عذاب کی دعا کرنے میں جلدی فرمادیں۔ (۲)

①.....جلالین، الروم، تحت الآية: ۵۹، ص ۳۴۵، مدارك، الروم، تحت الآية: ۵۹، ص ۹۱۴، ملئقطاً.

②.....مدارك، الروم، تحت الآية: ۶۰، ص ۹۱۴، حازن، الروم، تحت الآية: ۶۰، ۴۶۸/۳، ملئقطاً.

سُورَةُ لَقْمَنَ

سورۃ لقمان کا تعارف

مقام نزول

سورۃ لقمان ”وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ“ سے شروع ہونے والی آیت نمبر 27 اور 28 کے علاوہ مکہ ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 4 رکوع، 34 آیتیں، 548 کلمے، 2110 حروف ہیں۔⁽²⁾

”لقمان“ نام رکبے کی وجہ

اس سورۃ مبارکہ کے دوسرے رکوع سے اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے حضرت لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اسی وجہ سے یہ سورت ”سورۃ لقمان“ کے نام سے موسوم ہوئی۔

سورۃ لقمان کے مضامین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنے، موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن کا اقرار کرنے کے بارے میں دلائل کے ساتھ کلام کیا گیا ہے۔ اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

(1)..... اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے دستور اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی معجزے قرآن پاک کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا گروہ قرآن پاک کی تصدیق کرتا ہے اس لئے وہ جنت میں داخل ہو کر کامیاب ہو جائیں گے اور کافروں کا گروہ قرآن پاک کی آیات کا مذاق اڑاتا اور ان کا انکار کرتا ہے اور اس نے اپنی جہالت اور بیوقوفی کی وجہ سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تو وہ جہنم کے دائمی دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر نقصان اٹھائیں گے۔

①..... جلالین، سورۃ لقمان، ص ۳۴۵.

②..... خازن، تفسیر سورۃ لقمان، ۴۶۸/۳.

(2)..... کائنات کی تخلیق بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا بیان فرمایا ہے۔

(3)..... اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت لقمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں کیں، اور اس سے مقصود لوگوں کو ہدایت دینا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا چھوڑ دیں، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کریں، ہر طرح کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بچیں، نماز قائم کریں، نیکی کی دعوت دیں اور برائی سے منع کریں، تکبر سے بچیں اور عاجزی و انکساری اختیار کریں، زمین پر نرمی سے چلیں اور اپنی آوازیں ہلکی رکھیں۔

(4)..... اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اپنے آباء اجداد کی پیروی میں شرک پر قائم رہنے والے مشرکین کی سرزنش کی گئی اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کا انکار کرنے پر ان کی مذمت بیان کی گئی اور مشرکین کو یہ بتایا گیا کہ نجات کا واحد راستہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرنا اور نیک اعمال کرنا ہے۔

(5)..... کفار کے قول اور عمل میں تضاد کو بیان کیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عبادت کا مستحق ہونے میں بتوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ بے شمار دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کئے جانے کا حقدار ہرگز نہیں ہے۔

(6)..... اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دن اور رات کے آنے جانے سے، چاند اور سورج کو مٹا کر جانے سے اور سمندروں میں کشتیوں کی روانی سے استدلال کیا گیا۔

(7)..... اس سورت کے آخر میں تقویٰ و پرہیزگاری کا حکم دیا گیا، قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرایا گیا جو کہ بہر صورت آئے گا اور یہ بتایا گیا کہ مخصوص پانچ غیبی چیزوں کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے۔

سورہ روم کے ساتھ مناسبت

سورہ لقمان کی اپنے سے ماقبل سورت ”روم“ کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورہ روم کے آخر میں اور سورہ لقمان کی ابتداء میں قرآن پاک کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ مسلمان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ تیسری مناسبت یہ ہے کہ

دونوں سورتوں میں متعدد مضامین مشترک ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ کفار و مشرکین پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مضطرب ہو کر دعائیں کرتے ہیں اور جب ان سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنز الایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان:

اَلَمْ ۱ تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۲ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّلْحُسْنِیْنَ ۳

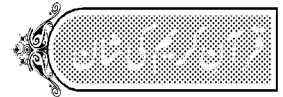
ترجمہ کنز الایمان: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لیے۔

ترجمہ کنز العرفان: اَلَمْ، یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ نیکوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں۔

﴿اَلَمْ﴾ یہ حروف مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ﴾: یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ ﴿﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ

یہ ہے کہ اس سورت کی آیتیں اس کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت والی ہے اور نیک اعمال کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔ (۱)



معلوم ہوا کہ قرآن مجید ایسی عظیم الشان کتاب ہے کہ اس میں فلاح و کامیابی حاصل کرنے کے تمام تر سامان موجود ہیں اور نیک لوگ اس کا دامن مضبوطی سے تھام کر گمراہی اور عذاب سے بچ سکتے ہیں، نیز یہ کتاب حکمت کے

۱..... جلالین، لقمان، تحت الآیة: ۲-۳، ص ۳۴۵، روح البیان، لقمان، تحت الآیة: ۲-۳، ۶۲/۷-۶۳، منقطعاً.

انمول خزانوں سے مالا مال ہے۔ لہذا مومن کو اسی حکمت و دانش میں مشغول ہونا چاہیے اور اسے چھوڑ کر فضول قسم کے قصے کہانیوں میں لگے رہنا مومن کی شان نہیں۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ
يُوقِنُونَ ﴿۳۱﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہیں کام بنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ﴾ وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک لوگ وہ ہیں جو نماز کو اس کی تمام شرائط اور حقوق کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں فرض ہونے والی زکوٰۃ اس کے حقداروں کو دیتے ہیں اور وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے، اعمال کا حساب ہونے اور اعمال کی جزا و سزا میں شک یا انکار نہیں کرتے بلکہ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ جن کے یہ اوصاف ہیں وہی لوگ اپنے رب غزوَجَلَّیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ قیامت کے دن اپنے رب غزوَجَلَّیٰ کی بارگاہ سے ثواب حاصل کر کے حقیقی طور پر کامیاب ہونے والے ہیں۔^(۱)

سورہ لقمان کی آیت نمبر ۱۴ اور ۱۵ سے ”ظہم ہونے والی باتیں“

ان آیات سے دو باتیں معلوم ہوتیں،

(۱)..... ہر عقل مند انسان کو چاہئے کہ وہ نیک لوگوں کے اوصاف اپنا کر حقیقی کامیابی حاصل کرنے والے حضرات میں

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۴-۵، ۶۳/۷-۶۴، تفسیر طبری، لقمان، تحت الآیۃ: ۴-۵، ۲۰/۱۰، ملقطاً.

شامل ہونے کی بھرپور کوشش کرے

(2)..... جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نہ دے تب تک وہ ہدایت نہیں پاسکتا، لہذا ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کرتا رہے اور نیک اعمال کی توفیق مانگتا رہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَيَتَّخِذَ هَاهُنَا ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ①

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ بغیر سمجھے اللہ کی راہ سے بہکادیں اور انہیں ہنسی مذاق بنالیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔ ﴿شان نزول﴾: یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ تجارت کے سلسلے میں دوسرے ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا۔ اس نے عجمی لوگوں کی قصے کہانیوں پر مشتمل کتابیں خریدی ہوئی تھیں اور وہ کہانیاں قریش کو سنا کر کہا کرتا تھا کہ محمد (مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عدا اور شمود کے واقعات سناتے ہیں اور میں تمہیں رستم، اسفندیار اور ایران کے شہنشاہوں کی کہانیاں سناتا ہوں۔ کچھ لوگ اُن کہانیوں میں مشغول ہو گئے اور قرآن پاک سننے سے رہ گئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا: ”کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ جہالت کی بنا پر لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکیں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑائیں، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔“ (1)

لَهْوَ الْحَدِيثِ کی وضاحت

لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔ اس میں

①..... خازن، لقمان، تحت الآية: ۶، ۴۶۸/۳، مدارك، لقمان، تحت الآية: ۶، ص ۹۱۵-۹۱۶، ملقطاً.

بے مقصد و بے اصل اور جھوٹے قصے، کہانیاں اور افسانے، جادو، ناجائز لطیفے اور گانا بجانا وغیرہ سب داخل ہے۔ اس قسم کے آلات لہو و لعب کو بیچنا بھی منع ہے اور خریدنا بھی ناجائز، کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی بیان کرنے کے بارے میں ہی اتری ہے۔ اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لَهَوُ الْحَدِيثِ یا ان کے ذرائع ہیں۔

آیت: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ فَعَلَا مَرَضًا

اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے،

(1)..... قرآن مجید سننے سے اعراض کرنا اور دین اسلام سے روکنے کی خاطر بے فائدہ واقعات، جھوٹی اور بے اصل کہانیاں اور لطیفے وغیرہ سنا کر قرآن مجید سننے سے ہٹا دینا عظیم ترین جرم ہے اور اس جرم کا مرتب دردناک عذاب کا حق دار ہے۔

(2)..... لوگوں کو گمراہ کرنے والے کا عذاب گمراہ ہونے والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے کیونکہ تمام گمراہوں کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔

(3)..... اس آیت سے علماء کرام نے گانے بجانے کی حرمت پر استدلال کیا ہے۔

گانے بجانے کی مذمت

اس آیت میں ”لَهَوُ الْحَدِيثِ“ سے متعلق ممتاز مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد گانا بجانا ہے، اس مناسبت سے یہاں گانے بجانے کی مذمت پر 2 احادیث اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو،

(1)..... حضرت عمران بن حصین رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”اس اُمت میں زمین میں دھنسا، مسخ ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا ہوگا مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کب ہوگا؟ ارشاد فرمایا ”جب گانے والیوں اور موسیقی کے آلات کا ظہور ہوگا اور شرابوں کو (سرعام) پیا جائے گا۔“ (1)

(2)..... حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو

1..... ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة حلول المسخ والخسف، ۹۰/۴، الحدیث: ۲۲۱۹۔

شخص گانا سننے کے لئے کسی باندی کے پاس بیٹھا، اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔^(۱)

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچوں کے استاد کی طرف خط لکھا اور فرمایا: یہ خط اللہ عزوجل کے بندے عمر امیر المؤمنین کی جانب سے سہل کی طرف ہے۔ اَمَّا بَعْدُ! میں نے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے اپنی معلومات کی بنا پر تمہیں منتخب کیا ہے، میں نے اپنے بچوں کو تمہارے سپرد کر دیا ہے کسی اور غلام یا کسی خاص مُعتمد کے سپرد نہیں کیا۔ لہذا تم ان کے ساتھ (مناسب و بقدر ضرورت) سختی کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ یہ ان کے آگے بڑھنے کو زیادہ ممکن بنائے گی، عام لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرنے دو کیونکہ یہ غفلت پیدا کرتی ہے، زیادہ ہنسنے سے روکو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ تمہاری تعلیم سے سب سے پہلے جس چیز کا میرے بچے اعتقاد رکھیں وہ لہو و لعب سے نفرت ہونی چاہیے جس کا آغاز شیطان کی جانب سے ہوتا ہے اور اس کا انجام رحمن کی ناراضگی ہے۔ اصحابِ علم میں سے ثقہ لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لہو و لعب کے آلات کا سننا اور ان کا شیفہ ہونا یہ دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس اگاتا ہے۔ میری زندگی کی قسم، ان مقامات پر حاضر ہونے کو ترک کر کے اپنے آپ کو بچانا دانشمندوں کے لیے زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے دل میں نفاق کو قائم رکھیں۔ جب وہ ان گانوں سے جدا ہوتا ہے تو اسے یقین نہیں ہوتا کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک کو قرآن حکیم کے ایک حصہ سے سبق شروع کراؤ۔ وہ اس کی قراءت میں خوب مضبوط ہو۔^(۲)

گائے کی مختلف صورتیں اور ان کے آلات

فتاویٰ رضویہ کی 24 ویں جلد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گانا سننے اور سنانے سے متعلق انتہائی تحقیقی کلام فرمایا ہے، یہاں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے

مزامیر یعنی لہو و لعب کے آلات لہو و لعب کے طور پر سننا اور سنانا بلاشبہ حرام ہیں، ان کی حرمت اولیاء اور علماء دونوں کے کلماتِ عالیہ میں واضح ہے۔ ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ اصرار کے بعد گناہ کبیرہ ہے۔

مزامیر کے بغیر محض سننے کی چند صورتیں یہ ہیں:

①..... ابن عساکر، حرف المیم، ۶۰۶۴- محمد بن ابراہیم ابوبکر الصوری، ۲۶۳/۵۱.

②..... درمنثور، لقمان، تحت الآية: ۶، ۵۰۶/۶.

(1)..... گانے، بجانے کا پیشہ کرنے والی عورتوں، یابدکار عورتوں اور محلِ فتنہ اُمروں کا گانا۔

(2)..... جو چیز گائی جائے وہ مَحْصِیَّت پر مشتمل ہو، مثلاً فحش یا جھوٹ یا کسی مسلمان یا ذمی کافر کی مذمت یا شراب اور زنا وغیرہ فاسقانہ کاموں کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ اُمَر دے حسن کی یقینی طور پر تعریف یا کسی مُعین عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے قریبی رشتہ داروں کو حیا اور عار آئے۔

(3)..... لہو و لعب کے طور پر سنا جائے اگرچہ اس میں کسی مذموم چیز کا ذکر نہ ہو۔

یہ تین صورتیں ممنوع ہیں اور ایسا ہی گانا ”لہو الخدیث“ ہے اس کے حرام ہونے کی کوئی اور دلیل نہ بھی ہو تو صرف یہ حدیث ”كُلُّ لَعِبِ ابْنِ اٰدَمَ حَرَامٌ اِلَّا ثَلَاثَةٌ“ یعنی ابنِ آدم کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کھیلوں کے۔“ کافی ہے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مَرا میر ہوں، نہ گانے والے محلِ فتنہ ہوں، نہ لہو و لعب مقصود ہو اور نہ کوئی ناجائز کلام ہو اس سے بھی ان لوگوں کو روکا جائے گا جو فاسق و فاجر اور دنیا کی شہوات میں مست ہوں البتہ نفسانی خواہشات و برے خیالات سے پاک دلوں والے وہ لوگ جو اللہ والے ہیں ان کے حق میں یہ بغیر آلاتِ موسیقی والے سادہ اشعار کا سننا جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں کیونکہ گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دینی بات کو ابھارتا ہے، جب دل میں بری خواہش اور بیہودہ آلاشیں ہوں تو وہ انہیں کوترتی دے گا اور جو پاک، مبارک، ستھرے دل، شہوات سے خالی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں ان کے اس شوقِ محمود اور عشقِ مسعود کو افزائش دے گا۔ ان بندگانِ خدا کے حق میں اسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں۔ یہ اس چیز کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر حمد و نعت، منقبت، وعظ و نصیحت اور آخرت کے ذکر پر مشتمل اشعار بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور نیک نیت سے سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع ہونے پر شریعت سے اصلاً دلیل نہیں ہے۔ حضور پُر نور، سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حضرت حسان بن ثابت انصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے خاص مسجدِ اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعتِ اقدس سنانا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا سننا خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے واضح ہے اور عرب میں حدی کی رسم کا صحابہ و تابعین کے زمانے بلکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد میں رائج رہنا مردوں کے خوش الحانی کے جواز پر روشن دلیل ہے، حضرت انجشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حُدی کرنے پر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

منع نہ فرمایا بلکہ عورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے یا اَنْجَشَتْهُ رُوَيْدَ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِیْرَ ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش و دل نواز تھی، عورتیں نرم و نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھٹھیں بہت ہوتی ہے۔ غرض مدارِ کارِ رفتہ کے تحقّق اور توقُّع پر ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حرمت کا حکم ہے اور جہاں فتنے کی توقُّع اور اندیشہ ہے وہاں سِدِّ ذریعہ کے پیشِ نظر ممانعت کا حکم ہے، جہاں نہ فتنہ ثابت نہ فتنے کی توقُّع تو وہاں نہ حرمت کا حکم ہے نہ ممانعت بلکہ اچھی نیت ہو تو مستحب ہو سکتا ہے۔ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی یہ چند سطروں میں تحقیقِ نفیس ہے کہ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ حَقِّ اس سے مُتَجَاوِز نہیں۔^(۱)

نوٹ: یہاں خلاصے میں کچھ چیزیں ترک بھی کر دی ہیں۔

دینِ اسلام سے روکنے اور دور کرنے والوں کے لئے مباداںِ حرمت

ہمارے معاشرے میں غیر مسلموں اور نام نہاد مسلمانوں کی ایک تعداد ایسی ہے جو لوگوں کو دینِ اسلام سے دور رکھنے، مسلمانوں کو دینِ اسلام سے دور کرنے اور اس کا مخالف بنانے کے لئے مُنَظَّم انداز میں کوششیں کرتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کے پاس ایک بڑا ذریعہ عورت ہے۔ ایسے لوگ اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، جبکہ یہ خود وہ ہیں جو عورت کی جسم فروشی پر اطمینان محسوس کرتے ہیں اور ماڈل کا نام دے کر اس کی اداؤں کی قیمت لگانے کو روشن خیالی قرار دیتے ہیں یعنی عورت کی حفاظت کی جائے اور اسے گھر بیٹھے ہر چیز عزت کے ساتھ مہیا کرنے کا کہا جائے جیسے اسلام کا حکم ہے تو روشن خیال کہلانے والوں کی طبیعت خراب ہوتی ہے اور بکری، گائے کی طرح اس کے جسم یا اس کے علاوہ اس کے ناج یا اداؤں کو فروخت کیلئے پیش کیا جائے تو ان لوگوں کی نظر میں یہ عورت کو اس کا صحیح مقام دینا قرار پاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دینِ اسلام جیسا امن و سلامتی کا داعی مذہب دنیا میں نہیں ہے، عورتوں اور بچوں کو جتنے حقوق اس دین میں دیئے گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے جو اقدامات اس دین میں کئے گئے کسی اور دین میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس میں مقرر کی گئی جرموں کی سزائیں انسانوں کی بقا، سلامتی اور معاشرے میں امن و امان کی علمبردار ہیں۔ ایسے تمام لوگوں کے لئے اس آیت میں بڑی عبرت ہے کہ اگر یہ اپنی ان ذلیل حرکات سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ”اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ“ کے مطابق ذلت کے عذاب کے حق دار ہیں۔

①..... فتاویٰ رضویہ، باب وعب، ۸۵/۲۲-۸۵، ملخصاً۔

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلٰی مُسْتَكْبِرًا کَانَ لَمْ یَسْعَهَا کَانَ فِیْ اُذُنَیْهِ وَقَرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ ہے تو اُسے دردناک عذاب کا مشردہ دو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جاتا ہے جیسے اس نے ان (آیات) کو سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو۔

﴿وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا﴾ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ﴿اِنْ شَاءَ اللہ﴾ ارشاد فرمایا کہ جب کھیل کی باتیں خریدنے والے کے سامنے قرآن مجید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اس وقت وہ تکبر کرتے ہوئے ایسی حالت بنا لیتا ہے جیسے اس نے ان آیات کو سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں کوئی بوجھ ہے جس کی وجہ سے وہ سن نہیں سکتا، تو اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔^(۱)

قرآن مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو احکام

یہاں قرآن کریم کی تلاوت سننے سے متعلق دو احکام ملاحظہ ہوں،

(۱)..... قرآن کریم ذوق اور شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دُنیوی کاروبار میں مشغول رہنا اور تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

(۲)..... قرآن عظیم کی تلاوت ہو رہی ہو تو سنا فرض ہے، لہذا جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں، کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ تلاوت قرآن کے احکام اور تعلیم قرآن کے احکام میں فرق ہے، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے فقہ کی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۷، ۶۶/۷.

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّتُ التَّعِيْمِ ۝۸ خُلٰدِيْنَ
فِيْهَا وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لیے جین کے باغ ہیں۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے نعمتوں کے باغات ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے، (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے۔ ﴿کافروں کی سزا ذکر کرنے کے بعد یہاں سے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کی جزایمان کی جارہی ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد فرمایا ”بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتے ہیں ان کے لئے نعمتوں اور جین کے ایسے باغات ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ ان سے اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ کوئی اسے وعدہ پورا کرنے سے روک نہیں سکتا اور اس کا ہر فعل حکمت اور مصلحت کے تمام تر تقاضوں کے عین مطابق ہے۔“ (۱)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَہَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوٰسِیَ اَنْ
تَمِيْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَاۡبِیَّۃٍ ۖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا
فِیْہَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ ۝۱۰

ترجیہ کنز الایمان: اُس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں نظر آئیں اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کاٹنے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارنا تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا۔

ترجیہ کنز العرفان: اس نے آسمانوں کو ان ستونوں کے بغیر بنایا جو تمہیں نظر آئیں اور زمین میں لنگر ڈال دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ہلتی نہ رہے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارنا تو زمین میں ہر نفیس قسم کا جوڑا اگایا۔

﴿حَاقَ السَّيُّوَاتِ بِعَدْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾: اس نے آسمانوں کو ان ستونوں کے بغیر بنایا جو تمہیں نظر آئیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور قدرت پر دلالت کرنے والی 4 چیزیں بیان فرمائی ہیں،

(1)..... اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بنایا۔ انہیں ستونوں کے بغیر بنانے کا ایک معنی یہ ہے کہ کوئی ستون ہے ہی نہیں اور تمہاری نظر خود اس چیز کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آسمانوں کے ستون تو ہیں لیکن وہ ایسے نہیں جنہیں تم دیکھ سکو اس لئے وہ گویا ایسا ہے جیسے ستونوں کے بغیر ہی بنا ہوا ہے۔

(2)..... زمین میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں تاکہ زمین ہلتی نہ رہے۔ اسی لئے اگر پہاڑ نہ ہوں تو زمین تباہ ہو جائے، جدید سائنس سے بھی یہی چیز ثابت ہے۔

(3)..... زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلانے۔ یاد رہے کہ بعض جانور پانی میں ہیں، بعض زمین پر اور بعض ہوا میں ہیں، مگر یہ سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے اور پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ کچھ جانور کسی جگہ اور دوسرے بعض کسی اور جگہ پیدا فرمائے۔

(4)..... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آسمان کی طرف سے بارش کا پانی نازل فرمایا اور اس سے زمین میں عمدہ اقسام کی نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھاس اور درخت وغیرہ سب میں نر اور مادہ ہیں۔ نر درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے تو مادہ درخت حاملہ ہو کر پھل دیتا ہے۔ جدید سائنس سے بھی یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ان عجیب و غریب صنعتوں میں غور و فکر کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت آشکار ہو جائے گی۔

هَذَا خَلَقَ اللهُ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۖ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

ترجمہ کنزالایمان: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو (اے مشرک!) تم مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جو اللہ کے سوا اوروں نے بنائی ہو بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

﴿هَذَا خَلَقَ اللهُ﴾: یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کامل قدرت اور انتہاء کو پہنچی ہوئی حکمت سے یہ تمام چیزیں پیدا فرمائی ہیں جنہیں تم بھی دیکھتے ہو، اب تم بتاؤ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی بجائے جن بتوں کی عبادت کرتے اور انہیں پوجتے ہو، انہوں نے ایسا کونسا کمال دکھایا ہے جس کی وجہ سے تم نے انہیں عبادت کا مستحق سمجھ لیا اور ان کی پوجا کرنے میں مصروف ہو گئے، ان کافروں کا حق سے دور ہونا اور گمراہی میں مبتلا ہونا واضح ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ ۖ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراہا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر ادا کر اور جو شکر ادا کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پروا ہے، حمد کے لائق ہے۔

حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا تعارف

مشہور مورخ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا نسب یہ ہے ”لقمان بن ناعور یا ناعور بن ناعور بن تارخ۔ حضرت وہب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا قول ہے کہ حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم کے بھانجے تھے جبکہ مفسر مقاتل نے کہا کہ حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم کی خالہ کے فرزند تھے۔ آپ نے حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم کا زمانہ پایا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم کے اعلان نبوت سے پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَاٰلِہٖ وَسَلٰم نبوت کے منصب پر فائز ہوئے تو حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فتویٰ دینا بند کر دیا۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نبی ہونے میں اختلاف ہے، اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے۔ (1)

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نبی نہیں تھے بلکہ وہ غور و فکر کرنے والے اور دولت یقین سے مالا مال بندے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ سے محبت تھی اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ دو پہر میں سوتے ہوئے انہیں ندا کی گئی: ”اے لقمان! اگر تم پسند کرو تو تمہیں خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ تم عدل و انصاف کو قائم کرو۔“ انہوں نے ندا کا جواب دیتے ہوئے عرض کی: اگر تو مجھے اختیار کا حق ہے تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور اس آزمائش سے بچوں گا اور اگر منصب خلافت سنبھالنے کے متعلق قطعی حکم ہے تو میں دل و جان سے حاضر ہوں کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم پر یہ بھروسہ ہے کہ وہ مجھے غلطی سے بچائے گا۔ (2)

حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فضائل

یہاں حضرت لقمان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے فضائل پر مشتمل دو احادیث ملاحظہ ہوں،

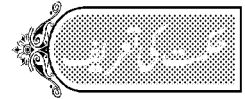
(1)..... حضرت عبد الرحمن بن یزید بن جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

①..... بغوی، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴۲۳/۳، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۹۱۷، ملقطاً.

②..... تفسیر ثعلبی، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۲، ۳۱۲/۷، ابن عساکر، حرف الدال، ذکر من اسمہ داود، داود بن ایشا... الخ، ۸۶-۸۵/۱۷، ملقطاً.

نے ارشاد فرمایا ”سوڈانیوں کے سردار چار ہیں: (۱) حضرت لقمان حبشی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، (۲) حضرت نجاشی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، (۳) حضرت بلال رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، (۴) حضرت مہجع رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (۱)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”سوڈانیوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ان میں سے تین حضرات اہل جنت کے سرداروں میں سے ہیں، (۱) حضرت لقمان حکیم رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، (۲) حضرت نجاشی رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، (۳) مؤذن حضرت بلال رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (۲)



حکمت کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں، ان میں سے چار درج ذیل ہیں۔

- (۱)..... حکمت عقل اور فہم کو کہتے ہیں۔
- (۲)..... حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔
- (۳)..... حکمت معرفت اور کاموں میں پختگی کو کہتے ہیں
- (۴)..... حکمت ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جس کے دل میں رکھتا ہے یہ اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے۔ (۳)



حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ حکمت سے بھرپور گفتگو فرمایا کرتے تھے، یہاں ان کے حکمت بھرے ۳ کلام ملاحظہ ہوں،

- (۱)..... لوگوں پر وہ چیز دراز ہوگئی جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے حالانکہ وہ آخرت کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ بیشک دنیا پیٹھ پھیر رہی ہے تاکہ وہ چلی جائے اور آخرت سامنے آرہی ہے اور وہ گھر جس کی طرف تم جا رہے ہو، اُس سے زیادہ قریب ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔ (۴)



①..... ابن عساکر، حرف الباء، ذکر من اسمہ بلال، بلال بن رباح... الخ، ۱۰/۴۶۲.

②..... معجم الکبیر، عطاء عن ابن عباس، ۱۱/۱۵۸، الحدیث: ۱۱۴۸۲.

③..... خازن، لقمان، تحت الآیة: ۱۲، ۳/۴۷۰.

④..... الزهد الکبیر للبیہقی، الجزء الثانی من کتاب الزهد، فصل آخر فی قصر الامل والمبادرة بالعمل... الخ، ص ۲۰۱،

روایت نمبر: ۵۰۱.

(2)..... علماء کے ساتھ لازمی طور پر بیٹھا کرو اور حکمت والوں کا کلام سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دل کو اسی طرح زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطروں سے۔⁽¹⁾

(3)..... تم اس مرنے سے زیادہ عاجز نہ ہو جاؤ جو صبح سویرے آواز لگاتا ہے جبکہ تم اپنے بستر پر سو رہے ہوتے ہو۔⁽²⁾

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمت بھرے ارشادات

یوں تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ارشاد حکمت کے انمول موتیوں سے بھرا ہوا ہے، البتہ موضوع کی مناسبت سے یہاں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے 4 حکمت بھرے ارشادات ملاحظہ ہوں:

(1)..... حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔⁽³⁾

(2)..... جو تھوڑا ہوا اور کافی ہو وہ اس سے اچھا ہے جو زیادہ ہوا اور غافل کر دے۔⁽⁴⁾

(3)..... تقویٰ اختیار کرو تو لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے اور قناعت اختیار کرو تو سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے۔⁽⁵⁾

(4)..... خوش نصیب وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔⁽⁶⁾

﴿وَمَنْ يَشْكُرْ﴾ اور جو شکر ادا کرے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے بھلے کیلئے ہی شکر کرتا ہے کیونکہ شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور بندے کو ثواب ملتا ہے اور جو اپنے رب عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری کرے تو اس کا وبال اسی پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے شکر سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں حمد کے لائق ہے اگرچہ کوئی اس کی تعریف نہ کرے۔⁽⁷⁾

①..... معجم الكبير، صدى بن عجلان ابو امامة الباهلي ... الخ، عبيد الله بن زحر عن علي بن يزيد ... الخ، ۱۹۹/۸، الحديث: ۷۸۱۰.

②..... شرح السنة، ابواب النوافل، باب احياء آخر الليل وفضله، ۴۸۰/۲.

③..... شعب الايمان، الحادى عشر من شعب الايمان ... الخ، ۴۷۰/۱، الحديث: ۷۴۴.

④..... مسند امام احمد، مسند الانصار، باقى حديث ابى الدرداء رضى الله تعالى عنه، ۱۶۸/۸، الحديث: ۲۱۷۸۰.

⑤..... ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الورع والتقوى، ۴۷۵/۴، الحديث: ۴۲۱۷.

⑥..... مسلم، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الادمي في بطن امه ... الخ، ص ۱۴۲، الحديث: ۲۶۴۵.

⑦..... روح البيان، لقمان، تحت الآية: ۱۲، ۷۵/۷، مدارك، لقمان، تحت الآية: ۱۲، ص ۹۱۷، جلالين، لقمان، تحت الآية: ۱۲، ص ۳۴۶، ملقطاً.

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ يَبْنَىٰ لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا، بیشک شرک یقیناً بڑا ظلم ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ﴾ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے کا نام انعم تھا اور ایک قول کے مطابق اشکم تھا۔ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ خود کامل ہو اور دوسرے کی تکمیل کرے، تو حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کامل ہونا تو ”اتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ“ میں بیان فرمادیا اور دوسرے کی تکمیل کرنا ”وَهُوَ يُعْطِيهِ“ سے ظاہر فرمایا۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ کرنا کیونکہ اس میں جو عبادت کا مستحق نہیں اسے مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا ہے اور یہ دونوں باتیں عظیم ظلم ہیں۔“ (۱)

آیت ”وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ“ کے بارے میں مسائل

اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے،

(۱)..... اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت کرنے میں گھر والوں اور قریب تر لوگوں کو مقدم کرنا چاہئے اور نصیحت کی ابتدا اعتقاد کی اصلاح سے ہونی چاہیے خصوصاً انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں بتانا چاہئے اور سب سے پہلے انہیں شرک سے بچانا چاہیے کہ یہ نہایت اہم ہے۔

①..... حازن، لقمان، تحت الآية: ۱۳، ۴۷۰/۳۔

(2)..... انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو۔

(3)..... نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔ آپ نے اسے ”اے میرے بچے“ فرما کر خطاب فرمایا۔

(4)..... گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا، ان کے اقوال نقل کرنا سنتِ الہیہ ہے۔

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے بڑے پتھر، لوہا اور ہر روزنی چیز اٹھائی ہے لیکن میں نے برے پڑوسی سے بھاری چیز کوئی نہیں اٹھائی۔ میں نے ہر کڑواہٹ دیکھی ہے مگر فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں دیکھی۔ اے میرے بیٹے جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیج، اگر تو کسی صاحبِ حکمت کو نہ پائے تو اپنا قاصد خود بن جا۔۔۔ اے میرے بیٹے جنازوں میں حاضر ہوا کر اور شادیوں میں نہ جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور شادی تجھے دنیا کی خواہش دلاتی ہے۔ اے میرے بیٹے سیر پر سیر ہو کر نہ کھا اگر تو اس کھانے کو کتے کے سامنے پھینک دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو خود اسے کھائے۔ اے میرے بیٹے اتنا میٹھا بھی نہ بن کہ تجھے نگل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے باہر پھینک دیا جائے۔“ (1)

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلُهُ
فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۖ إِلَى الْمَصِيرِ ۝۱۳

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھپٹتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

1..... شعب الایمان، الرابع والثلاثون من شعب الایمان... الخ، آثار وحکایات فی فضل الصدق... الخ، ۴/ ۲۳۱، روایت نمبر: ۴۸۹۱۔

ترجہ: کُنْزُ الْعُرْفَانِ: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانے کی مدت دو سال میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکرا ادا کرو۔ میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾ اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ﴿اس آیت کی ابتدا میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہنے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ پھر اس کا سبب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا، یعنی اس کی ماں کی کمزوری میں ہر وقت اضافہ ہوتا رہتا ہے، جتنا حمل بڑھتا جاتا ہے اور بوجھ زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے، عورت کو حاملہ ہونے کے بعد کمزوری، تھکن اور مشقتیں پہنچتی رہتی ہیں، حمل خود کمزور کرنے والا ہے، درجہ کمزوری پر کمزوری ہے اور وضع حمل اس پر اور مزید شدت ہے اور دودھ پلانا بھی مستقل مشقت کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ بچے کا دودھ چھڑانے کی مدت ولادت کے وقت سے لے کر دو سال تک ہے۔^(۱)

ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے

یہاں ماں کے تین درجے بیان فرمائے گئے ایک یہ کہ اس نے کمزوری پر کمزوری برداشت کی، دوسرا یہ کہ اس نے بچے کو پیٹ میں رکھا، تیسرا یہ کہ اسے دودھ پلایا، اس سے معلوم ہوا کہ ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ماں کی باپ سے تین درجے زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آکر عرض کی: میری اچھی خدمت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہاری ماں۔ اس نے عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا، ”تمہاری ماں“، اس نے دوبارہ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہاری ماں۔ عرض کی: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا ”تمہارا باپ۔“^(۲)

①.....جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۳۴۶-۳۴۷، حازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ۷۰/۳، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۴، ص ۹۱۷، ملقطاً.

②.....صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ۹۳/۴، الحدیث: ۵۹۷۱.

ماں کا حق باپ کے حق پر عظیم ہے

اعلیٰ حضرت، مُجَدِّدِ دین و ملت، شاہِ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: اولاد پر ماں باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اس سے اعظم، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَبَلَتْهُ
أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَبْلُهُ وَفِصْلُهُ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا
ترجمہ: اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ
نیک برتاؤ کی اسے پیٹ میں رکھے رہی اس کی ماں تکلیف
سے اور اسے جنت تکلیف سے اور اس کا پیٹ میں رہنا اور
دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔

اس آئیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کر کے گنا اور اس کی ان نغیوں اور تکلیفوں کو شمار فرمایا جو اسے حمل و ولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اس کا حق بہت اشد و اعظم ہو گیا مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں، دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفصیلِ مادر (یعنی ماں کو فضیلت دینے میں رکاوٹ) نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو کچھتھر، یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو، یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے، وَعَلَىٰ هَذَا الْقِيَاسُ، نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر مَعَاذَ اللّٰہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درستی کرے یا اسے جواب دے یا بے ادبانا آنکھ ملا کر بات کرے، یہ سب باتیں حرام اور اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ کی مَعْصِيَتِ ہیں، (اس میں) نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی، تو اسے ماں باپ میں سے کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا وَالْعِيَاذُ بِاللّٰہِ، مَعْصِيَتِ خالق میں کسی کی اطاعت نہیں، اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے، ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں، ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابلِ لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ ان کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں، اور تعظیم باپ کی

زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے (۱)۔ (۲)

﴿اَنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ﴾ کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ ﴿یہ وہ تاکید ہے جس کا ذکر اوپر فرمایا تھا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ والدین کا مقام انتہائی بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ بندے کے والدین کا ذکر فرمایا اور ایک ساتھ دونوں کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا، اب اگر کوئی بد قسمت اپنے والدین کی خدمت نہ کرے اور انہیں تکلیفیں دے تو یہ اس کی بد نصیبی اور محرومی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَسَآئِتُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس نے بیچ گانہ نمازیں ادا کیں وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور جس نے بیچ گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائیں کیں تو اس نے والدین کی شکرگزاری کی۔ (۳)

وَ اِنْ جَاهَدَكَ عَلٰی اَنْ تَشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِہٖ عِلْمٌ ۚ فَلَا تُطِعْهُمَا
وَصَاحِبُهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوفًا ۚ وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنْابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح اُن کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان

①..... فتاویٰ رضویہ، رسالہ: الحقوق لطرح الحقوق، ۲۲/۳۸۷-۳۹۰، ملخصاً۔

②..... یہ رسالہ تسہیل و تخریج کے ساتھ بنام ”والدین زوجین اور اساتذہ کے حقوق“ مکتبۃ المدینہ سے جداگانہ بھی شائع ہوا ہے، وہاں سے خرید کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔

③..... بغوی، لقمان، تحت الآية: ۴، ۳/۴۲۳۔

کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل پھر میری ہی طرف تمہیں پھر کرا نا ہے تو میں تمہیں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے۔

وَ اِنْ جَاهِلْكَ: اور اگر وہ دونوں تجھ پر کوشش کریں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندے! تم علم سے تو کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتے کیونکہ میرا شریک محال ہے، ہو ہی نہیں سکتا، اب تجھے جو کوئی بھی کسی چیز کو میرے ساتھ شریک ٹھہرانے کا کہے گا تو وہ بے علمی ہی سے کہے گا، لہذا ایسا اگر ماں باپ بھی کہیں تو ان کا کہنا نہ مان، کیونکہ والدین کی اطاعت اگرچہ ضروری ہے لیکن اگر وہ شرک یا گناہ کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، البتہ دنیا میں حسنِ اخلاق، حسنِ سلوک، احسان اور تحمل کے ساتھ اچھی طرح ان کا ساتھ دے لیکن دین میں ان کی پیروی نہ کر بلکہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے راستے پر چل، پھر مرنے کے بعد میری ہی طرف تمہیں اور تمہارے والدین کو لوٹ کرا نا ہے تو میں تمہیں تمہارے ایمان کی جزا دوں گا اور تمہارے والدین کو ان کے کفر کی سزا دوں گا۔^(۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا تھا اور جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میری ماں نے کہا اے سعد! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ تو نے کیا نیا دین اختیار کر لیا ہے، تجھے یہ دین چھوڑنا ہو گا یا میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی، یہاں تک کہ مر جاؤں گی اور یوں میری وجہ سے تمہیں عار دلانی جائے گی اور تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل!۔ یہ سن کر میں نے کہا: اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ ایک دن بغیر کچھ کھائے پئے رہی، اس نے صبح کی تو بڑی مشقت میں مبتلا تھی۔ پھر وہ ایک دن اور رات مزید اسی طرح رہی تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کہا: اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے کہ اگر تیری سو جائیں ہوں اور ایک ایک کر کے تیری سب جائیں نکل جائیں، تب بھی میں تیرے لئے اپنا دین نہیں چھوڑوں گا۔ اب اگر تو چاہے تو کھا ورنہ مت کھا، جب ماں نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھالیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔^(۲)

①.....مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۵، ص ۹۱۸، حازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۱۵، ۴۷۰-۴۷۱، ملتقطاً.

②.....ابن عساکر، حرف السین، ذکر من اسمه سعد، سعد بن مالک بن ابی وقاص بن اہیب... الخ، ۲۰/۳۳۱.

﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنْابَ اِلَیَّ﴾ اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل۔ ﴿﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ دین میں حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے راستے پر چل۔ اسی راہ کو مذہبِ سنت و جماعت کہتے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے آدمی سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ”جب حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرت عثمان، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ آئے اور کہا کہ اے ابوبکر! رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، کیا تم نے اس مرد کی تصدیق کی ہے اور اس پر ایمان لے آئے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ ہاں میں ایمان لے آیا ہوں اور صدقِ دل سے ان کی رسالت کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سن کر وہ سب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔^(۱)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں

والدین کی خدمت اگرچہ عظیم چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے معاملے میں ان کی بات نہیں مانی جائے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا جائے گا اور اسی کی اطاعت کی جائے گی، لہذا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر کرنے کا حکم دیں تو ان کا یہ حکم نہیں مانا جائے گا، اسی طرح اگر وہ کسی فرض چیز کو چھوڑنے کا کہیں مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو اس وقت بھی ان کا حکم ماننا لازم نہیں۔

والدین سے متعلق اسلام کی چند اہم تعلیمات

دین اسلام میں والدین کی خدمت کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو ایک خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس سے متعلق مسلمانوں کو خصوصی احکامات دیئے گئے ہیں حتیٰ کہ کافر والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے، ان کی خدمت کرنے، ان کی طرف سے پہنچنے والی سختیوں اور نازیبا باتوں پر برداشت کا مظاہرہ کرنے اور ان پر احسان کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، یہ دین اسلام ہی کا عظیم کارنامہ ہے جس نے والدین کے ماں باپ ہونے کے حق کو پورا کرنے کا حکم دیا اور انہیں اذیت و تکلیف پہنچانے سے منع کیا۔ فی زمانہ والدین سے متعلق اولاد کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے، آج نازوں سے پلے ہوئے بچے اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے اور انہیں سنبھالنے کو بڑی

①.....حازن، لقمان، تحت الآية: ۱۵، ۴۷۱/۳۔

مصیبت سمجھتے ہیں، انہیں اچھا کھانا کھلانے، اچھی رہائش دینے اور ان کے آرام و سکون کا خیال کرنے کو تیار نہیں اور کئی ملکوں میں تو اولاد کی اسی روش کو دیکھ کر وہاں کے حکمرانوں نے ان بوڑھے والدین کو کچھ سہارا دینے کے لئے اولد ہاؤس قائم کر دیئے ہیں تاکہ یہ اپنی زندگی کے بقیہ دن وہاں کچھ تو چین سے گزار سکیں، ایسے والدین کی حسرت و یاس کا کیا عالم ہوتا ہوگا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ان حالات کے تناظر میں والدین سے متعلق دی ہوئی اسلام کی تعلیمات کو دیکھا جائے تو اس سے صاف واضح ہوتا ہے دین اسلام میں والدین کو جو حق دیئے گئے اور ان کے حقوق کو پورا کرنے کے جو احکام دیئے گئے ان کی مثال دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

يٰۤاَيُّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يٰۤاَتِ بِهَا اللّٰهُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بیٹے! اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اُسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں، اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر بار کی کا جاننے والا خبردار ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا﴾ اے میرے بیٹے! آیت نمبر 14 اور 15 میں جو مضمون بیان ہوا یہ حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے بلکہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا تھا اور شرک کی ممانعت کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا محل بھی ارشاد فرما دیا، اب یہاں سے پھر حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول ذکر کیا جا رہا ہے جو انہوں نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! برائی اگر رائی کے دانے کے برابر ہو اور اتنی چھوٹی ہونے کے ساتھ وہ کیسی ہی جگہ میں ہو اور وہ جگہ کتنی ہی پوشیدہ ہو جیسے پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو، لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے حاضر کر دے گا اور اس کا حساب فرمائے

گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بار کی کو جاننے والا اور اس سے خبردار ہے اور اس کا علم ہر چھوٹی بڑی چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اس شان کو پہچان لے تو وہ برائی کرنے سے ضرور ڈرے گا۔^(۱)

نظام معمولی کیے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا

اس آیت میں ہم سب کیلئے عبرت ہے کہ ہمارا معمولی سے متعلق ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے وہ اسے دیکھے گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَنَصْعَ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ ۖ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۚ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۚ وَكُفًىٰ بِنَا حُسَيْنٍ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: اور ہم قیامت کے دن عدل کے ترازو رکھیں گے تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کیلئے کافی ہیں۔

اور بظاہر چھوٹے سمجھے جانے والے اعمال پر بعض اوقات کس طرح گرفت ہوتی ہے اس سے متعلق یہ حکایات ملاحظہ فرمائیں، حضرت حارث محاسبی رَحِمَهُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں کہ غلہ ماپنے والا ایک شخص اس کام کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بعض احباب نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا ”مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ“ یعنی اللہ عز و جل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: میرا وہ پیانا جس میں غلہ وغیرہ ماپا کرتا تھا، اس میں (میری بے احتیاطی کی وجہ سے) کچھ مٹی سی بیٹھ گئی تھی جس کو میں نے لا پرواہی کے سبب صاف نہ کیا تو ہر مرتبہ ماپنے کے وقت اس مٹی کی مقدار کم ہو جاتا تھا۔ میں اس قصور کے سبب عتاب میں گرفتار ہوں۔^(۴)

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۱۶، ۸۱/۷، خازن، لقمان، تحت الآية: ۱۶، ۷۱/۳، ملقطاً.

②..... زلزال: ۸۰۷.

③..... انبیاء: ۴۷.

④..... تنبیہ المغترین، الباب الاول، ومن اخلاقهم كثرة الخوف من الله تعالى ان يعدّ بهم... الخ، ص ۵۱، ملخصاً.

لہذا ہمیں دنیا میں ہی اپنے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کا بھی محاسبہ کر لینا اور برے اعمال سے سچی توبہ کر لینی چاہئے تاکہ مرنے کے بعد ہونے والی گرفت اور آخرت کے سخت حساب سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

يٰۤاَيُّهَا اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاِنَّهٗ عَنِ الْبُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰى
مَا اَصَابَكَ ۚ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور تجھے جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا اَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ۔ ﴿اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾: اس سے پہلی آیت میں ذکر ہوا کہ حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے کو عقائد کے حوالے سے نصیحت کی اور یہاں سے ان کی وہ نصیحت ذکر کی جا رہی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو ظاہری اعمال کے حوالے سے کی اور جس کا تعلق اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے ساتھ ہے، چنانچہ فرمایا گیا کہ حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ جو کہ کامل ترین عبادت ہے اور لوگوں کو اچھی بات کا حکم دے اور انہیں بُری بات سے منع کر اور یہ کام کرنے کی وجہ سے تم پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کر، بیشک یہ وہ کام ہیں جنہیں کرنا لازم ہے۔^(۱)

آیت: يٰۤاَيُّهَا اَقِمِ الصَّلٰوةَ سے معلوم ہونے والے اہم امور

اس آیت سے 3 باتیں معلوم ہونیں،

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۱۷، ۸۳/۷-۸۲، جلالین، لقمان، تحت الآية: ۱۷، ص ۳۴۷، مدارك، لقمان، تحت الآية: ۱۷، ص ۹۱۸، ملتقطاً.

(1)..... نماز، اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے منع کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا، یہ ایسی عبادات ہیں جن کا تمام اُمتوں میں حکم تھا۔

(2)..... اس میں بڑی پیاری ترتیب فرمائی گئی کہ وعظ کہنے والا عالم پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا اور چونکہ اس راہ میں تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں لہذا صبر کا فرمایا گیا۔ یاد رہے کہ ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہیے اور جو مسئلہ اسے درست معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

(3)..... تبلیغ اور صبر کے اکٹھے بیان کرنے میں ایک اشارہ یہ ہے کہ تبلیغ میں صبر کے مراحل بہت مرتبہ پیش آتے ہیں لہذا تکالیف کی وجہ سے تبلیغ سے باز نہیں آنا چاہیے۔

وَلَا تَصْعُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَتَّبِعْ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتر اتنا نہ چل بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتر اتنا فخر کرتا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھانہ کر اور زمین میں اکڑتے ہوئے نہ چل، بیشک اللہ کو ہر اکڑنے والا، تکبر کرنے والا نا پسند ہے۔

﴿وَلَا تَصْعُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار ٹیڑھانہ کر۔ یہاں سے حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ نصیحت ذکر کی جا رہی ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو باطنی اعمال کے حوالے سے فرمائی، چنانچہ فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب آدمی بات کریں تو تکبر کرنے والوں کی طرح انہیں حقیر جان کر ان کی طرف سے رخ پھیر لینے والا طریقہ اختیار نہ کرنا بلکہ مالدار اور فقیر سبھی کے ساتھ عاجزی و انکساری کے ساتھ پیش آنا اور زمین پر اکڑتے ہوئے نہ

چلنا، بیشک اکڑنے والا اور تکبر کرنے والا کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔^(۱)

غزواتِ حبشہ میں فرق

یاد رہے کہ اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم، حسن، خوش آوازی، نسب، وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال، جائیداد، لشکر، نوکر چاکر وغیرہ، مراد یہ ہے کہ نہ ذاتی کمال پر فخر کرو اور نہ بیرونی فضائل پر اتراؤ، کیونکہ یہ چیزیں تمہاری اپنی نہیں بلکہ رب کریم عَزَّوَجَلَّ کی عطا کی ہوئی ہیں اور وہ جب چاہے واپس لے لے۔

نئی شخصیت اختیار نہیں کرنا چاہیے

اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص امیر ہو یا غریب اسے حقیر نہیں کرنا چاہئے بلکہ جس سے بھی ملاقات ہو تو اس کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہئے اور اچھے انداز میں اس سے بات چیت کرنی چاہئے۔ غریبوں کو حقیر جان کر ان سے منہ موڑنا اور ان سے بات چیت کے دوران ایسا انداز اختیار کرنا جس میں حقارت کا پہلو نمایاں ہو اسی طرح امیر لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا سب تکبر کی علامات ہیں، ان سے ہر ایک کو بچنا چاہئے۔ حدیث پاک میں بھی اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو اور سب اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔“^(۲)

ترغیب کے لئے یہاں لوگوں کے ساتھ سلوک کے حوالے سے سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کے چند پہلو ملاحظہ ہوں، چنانچہ قاضی عیاض مالکی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”تا جدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں سے اُلُفَّت فرماتے اور ان سے نفرت نہ کرتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر قوم کے بااخلاق فرد کی عزت فرماتے اور اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر کر دیتے تھے۔ (بداخلاق) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتے، ان سے احتراز فرماتے، نہ یہ کہ ان سے منہ پھیر لیں اور بداخلاقی سے پیش آئیں۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر کوئی شخص یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ کوئی اور بھی اس سے بڑھ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک عزت والا ہے۔ جو شخص بھی آپ کے

①.....مدارک، لقمان، تحت الآية: ۱۸، ص ۹۱۹، حازن، لقمان، تحت الآية: ۱۸، ۴۷۱/۳، ملتقطاً.

②.....صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابیر، ۱۱۷/۴، الحدیث: ۶۰۶۵.

پاس بیٹھتا یا کسی ضرورت سے زیادہ قریب ہوتا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبر فرماتے یہاں تک کہ وہ شخص خود ہی اٹھ کر چلا جاتا۔ جو شخص بھی اپنی حاجت کے لئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرتا تو اسے دے کر بھیجتے یا اس سے نرم بات کرتے۔ غرض یہ کہ آپ کا اخلاق اس قدر وسیع تھا کہ وہ تمام لوگوں کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔^(۱)

نیز سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے دربار میں سب سے پہلے حاجت مندوں کی طرف توجہ فرماتے اور سب کی درخواستوں کو سن کر ان کی حاجت روائی فرماتے اور قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے اور اس دوران تمام حاضرین کمالِ ادب سے سر جھکائے رہتے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار میں آنے والوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں تھی، امیر و فقیر، شہری اور دیہاتی سب قسم کے لوگ حاضر دربار ہوتے اور اپنے اپنے لہجوں میں سوال و جواب کرتے۔ کوئی شخص اگر بولتا تو خواہ وہ کتنا ہی غریب و مسکین کیوں نہ ہو مگر دوسرا شخص اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا امیر کبیر ہو اس کی بات کاٹ کر بول نہیں سکتا تھا۔ جو لوگ سوال و جواب میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کمالِ حلم سے برداشت فرماتے اور سب کو مسائل اور اسلامی احکام کی تعلیم و تلقین اور وعظ و نصیحت فرماتے رہتے۔ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبائل سے آنے والے وفدوں کے استقبال، اور ان کی ملاقات کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ ہر وفد کے آنے پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہایت ہی عمدہ پوشاک زیب تن فرما کر کا شانہ اقدس سے نکلتے اور اپنے خصوصی اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بھی حکم دیتے تھے کہ بہترین لباس پہن کر آئیں، پھر ان مہمانوں کو اچھے سے اچھے مکانوں میں ٹھہراتے اور ان لوگوں کی مہمان نوازی اور خاطرِ مدارات کا خاص طور پر خیال فرماتے تھے اور ان مہمانوں سے ملاقات کے لئے مسجد نبوی میں ایک ستون سے ٹیک لگا کر نشست فرماتے، پھر ہر ایک وفد سے نہایت ہی خوش روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور ان کی حاجتوں اور حالتوں کو پوری توجہ کے ساتھ سنتے اور پھر ان کو ضروری عقائد و احکامِ اسلام کی تعلیم و تلقین بھی فرماتے اور ہر وفد کو ان کے درجات و مراتب کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ نقد یا سامان بھی تحائف اور انعامات کے طور پر عطا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں لوگوں کو حقیر جاننے اور ان سے حقارت آمیز سلوک کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

①..... الشفاء، القسم الاول، الباب الثانی، فصل واما حسن عشرته... الخ، ص ۲۰، الجزء الاول.

اكر كر چلنے کی مذمت

آیت میں اكر كر چلنے سے منع فرمایا گیا، اس مناسبت سے یہاں اكر كر چلنے کی مذمت پر مشتمل دو احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اكر كر چلتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔“ (۱)

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب میری امت اكر كر چلنے لگے گی اور ایران و روم کے بادشاہوں کے بیٹے ان کی خدمت کرنے لگیں گے تو اس وقت شریلوگ اچھے لوگوں پر مُسَلَّط کر دیئے جائیں گے۔“ (۲)

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مذموم فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُصْ مِنْ صَوْتِكَ ۱۰ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَبِيرِ ۱۱

ترجمہ کنز الایمان: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز، گدھے کی آواز۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ﴾: اور اپنے چلنے میں درمیانی چال سے چل۔ ﴿حَضَرْتُ لِقَمَانَ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ﴾ نے نصیحت کرتے ہوئے مزید فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم چلنے لگو تو نہ بہت تیز چلو اور نہ بہت سست کیونکہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں،

①..... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما، ۴/۶۱، الحدیث: ۶۰۰۲۔

②..... ترمذی، کتاب الفتن، باب- ۷۴، ۱۱۵/۴، الحدیث: ۲۲۶۸۔

ایک میں تکبر کی جھلک ہے اور ایک میں چھپھورا پن ہے بلکہ تم درمیان چال سے چلو نیز شور کرنے اور چیخنے چلانے سے احتراز کرو، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ مقصود یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں، جیسے گدھے کی آواز کہ بلند ہونے کے باوجود مکروہ اور وحشت انگیز ہے۔^(۱)

آہستہ چلنے کی فضیلت اور برکت سے چلنے کی ذمہ داری

اطمینان اور وقار کے ساتھ، عاجز اندہ شان سے زمین پر آہستہ چلنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا^(۲) ترجمہ کنز العرفان: اور رحمن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

اور اتنا تیز چلنا جو بھاگنے کے مشابہ ہو اس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تیز چلنا مومن کا وقار کھودیتا ہے۔“^(۳)

چلنے میں مسرور و اندکس یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسرت سے چلنے کی برکت

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے سے متعلق دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ملاحظہ ہوں:

(۱)..... حضرت علی المرتضیٰ حرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ چلتے وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذرا جھک کر چلتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔^(۴)

(۲)..... حضرت ہند بن ابی بالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے میں اطمینان سے قدم اٹھاتے، وقار کے ساتھ جھک کر چلتے، قدم لمبارکتے اور جب آپ چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ گویا آپ اوپر سے نیچے اتر رہے ہوں۔“^(۵)

①..... حازن، لقمان، تحت الآية: ۱۹، ۴۷۱/۳، مدارك، لقمان، تحت الآية: ۱۹، ص ۹۱۹، ملقطاً.

②..... فرقان: ۶۳.

③..... مسند الفردوس، باب السین، ۳۳۴/۲، الحديث: ۳۵۰۸.

④..... شمائل ترمذی، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۱۹، الحديث: ۶.

⑤..... الشفا، القسم الاول، الباب الثاني، فصل قد اتيناك اكرمك الله من ذكر الاخلاق الحميدة... الخ، ص ۱۵۷، الجزء الاول.

پیشگی سنس اور آداب

آیت کی مناسبت سے یہاں چلنے کی 7 سنس اور آداب ملاحظہ ہوں:

- (1)..... جوتا پہن کر چلیں۔
- (2)..... کوشش کر کے راستے کے کنارے چلیں درمیان میں نہ چلیں۔
- (3)..... درمیانی چال چلیں، نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نظریں اٹھیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ مریض معلوم ہوں۔
- (4)..... احمقوں اور مغروروں کی طرح گریبان کھول کر، سیدہ تان کرنے چلیں بلکہ شریفوں کی طرح چلیں۔
- (5)..... راستے میں دو عورتیں کھڑی ہوں یا جا رہی ہوں تو ان کے بیچ میں سے نہ گزریں بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے گزر جائیں۔
- (6)..... بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں بلکہ بدن گاہی سے بچتے ہوئے نیچی نظریں کر کے چلیں۔
- (7)..... یہ بھی خیال رکھئے کہ چلتے وقت جوتے کی آواز پیدا نہ ہو۔

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چلتے وقت جوتوں کی آواز ناپسند تھی، چنانچہ حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سخت گرمی کے دن بقیع غرقہ کی طرف تشریف لے جاتے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے دوسرے لوگ آتے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے جوتوں کی آواز سنتے تو یہ بات آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوتی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھ جاتے حتیٰ کہ وہ لوگ آگے نکل جاتے اور آپ یہ عمل اس لئے فرماتے تاکہ دل میں فخر پیدا نہ ہو۔^(۱)

شرہ رت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت

ضرورت سے زیادہ آواز بلند کر کے اور چلا چلا کر گفتگو کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے اور اس کی مذمت بیان کرنے کے لئے یہاں اس کی مثال گدھے کی آواز سے دی گئی ہے اور حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ وہ کسی شخص کو بلند اور سخت آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں اور یہ پسند فرماتے تھے کہ وہ اسے نرم آواز سے کلام کرتا ہوا دیکھیں۔^(۲)



①..... سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب من کرہ ان یوطأ عقباء، ۱/۱۶۰، الحدیث: ۲۴۵۔

②..... معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابوامامۃ الباہلی... الخ، القاسم بن عبد الرحمن... الخ، ۱۷۷/۸، الحدیث: ۷۷۳۶۔

اور بلا ضرورت زیادہ باتیں کرنے والے کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور ہونے والے وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ باتیں کرنے والے، لوگوں سے زبان درازی کرنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔^(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں ناپسندیدہ گفتگو سے بچنے اور اچھی گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

گفتگو کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت

سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے اور آپ کا کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے اور اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملے کو کبھی کبھی تین تین مرتبہ فرما دیتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ”جامع کلمات“ کا معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ مختصر سے جملے میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرما دیا کرتے تھے۔

سیرت کرنے کی سنتیں اور آداب

آیت کی مناسبت سے یہاں بات چیت کرنے کی 6 سنتیں اور آداب بھی ملاحظہ ہوں تاکہ ہمارا چلنا پھرنا بھی اور گفتگو کرنا بھی سنت کے مطابق ہو۔

- (۱)..... مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا سنت ہے۔
- (۲)..... چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں رائج ہے، یہ خلاف سنت ہے۔
- (۳)..... گفتگو کرتے وقت چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے سامنے ادب والا لہجہ رکھئے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

①..... ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی معالی الاخلاق، ۴۰۹/۳، الحدیث: ۲۰۲۵۔

- (4)..... جب تک دوسرے بات کر رہا ہو تب تک اطمینان سے سنیں اور اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کر دیں۔
- (5)..... بلا ضرورت زیادہ باتیں نہ کریں اور نہ ہی دوران گفتگو زیادہ تھپتھپے لگائیں کہ زیادہ باتیں کرنے اور تھپتھپے لگانے سے وقار مجروح ہوتا ہے۔
- (6)..... دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پرتالی دینا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ مُعَرَّز و مُہَذَّب لوگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔
- اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ ہمیں سنت کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولاد کی تربیت میں قابلِ لحاظ امور

- حضرت لقمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو کی جانے والی جو نصیحتیں یہاں ذکر ہوئیں، ان سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت کرنے کے معاملے میں والدین کو درج ذیل 4 امور کا بطورِ خاص لحاظ کرنا چاہئے،
- (1)..... ان کے عقائد کی اصلاح پر توجہ دینی چاہئے۔
- (2)..... ان کے ظاہری اعمال درست کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔
- (3)..... ان کے باطن کی اصلاح اور درستی کی جانب توجہ کرنی چاہئے۔
- (4)..... ان کی اخلاقیات بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یہ چاروں چیزیں دنیا اور آخرت کے اعتبار سے انتہائی اہم ہیں، جیسے عقائد کی درستی دنیا میں بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات کا سبب ہے اور عقائد کا بگاڑ آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہے اور عقائد کی درستی آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہونے جنت میں داخلہ نصیب ہونے کا مضبوط ذریعہ ہے اور جس کے عقائد درست نہ ہوئے اور گمراہی کی حالت میں مر گیا تو وہ جہنم میں جانے کا مستحق ہو گیا اور جو کفر کی حالت میں مر گیا وہ تو ضرور ہمیشہ کے لئے جہنم کی سزا پائے گا۔ اسی طرح ظاہری اور باطنی اعمال صحیح ہوں گے تو دنیا میں نیک نامی اور عزت و شہرت کا ذریعہ ہیں اور آخرت میں جنت میں جانے کا وسیلہ ہیں اور اگر درست نہ ہوں گے تو دنیا میں ذلت و رسوائی کا سامان ہیں اور آخرت میں جہنم میں جانے کا ذریعہ ہیں، یونہی اخلاق اچھے ہوں گے تو معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے اور لوگ اس کی عزت کریں گے جبکہ برے اخلاق ہونے کی صورت میں معاشرے میں اس کا جو وقار گرے گا اور بے عزتی ہوگی وہ تو

اپنی جگہ اللہ والدین کی بدنامی اور رسوائی کا سبب ہوگا اور اچھے اخلاق آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہیں جبکہ برے اخلاق اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور لوگوں کی طرف سے اپنے حقوق کے مطالبات کا سامان ہیں۔ افسوس! ہمارے معاشرے میں والدین اپنے بچوں کی تربیت کے معاملے میں یہ تو دیکھتے ہیں کہ ان کا بچہ دنیوی تعلیم اور دنیا داری میں کتنا اچھا اور چالاک، ہوشیار ہے لیکن اس طرف توجہ بہت ہی کم کرتے ہیں کہ اس کے عقائد و نظریات کیا ہیں اور اس کے ظاہری اور باطنی اعمال کس رخ کی طرف جارہے ہیں۔ والدین کی یہ انتہائی دلی خواہش تو ہوتی ہے کہ ان کا بچہ دنیا کی زندگی میں کامیاب انسان بنے، اس کے پاس عہدے اور منصب ہوں، عزت، دولت اور شہرت اس کے گھر کی کنیز بنے لیکن یہ تمنا نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دینی اعتبار سے بھی کامیابی کی راہ پر چلے، مسلمان ماں باپ کی اولاد ہونے کے ناطے اپنے دین و مذہب اور اس کی تعلیمات سے اچھی طرح آشنا ہو، اس کے عقائد اور اعمال درست ہوں اور اس کا طرز زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ والدین کی یہ آرزو تو ہوتی ہے کہ ان کی اولاد دنیا میں خوب ترقی کرے تاکہ اولاد کے ساتھ ساتھ ان کی دنیا بھی سنو ر جائے اور انہیں بھی عیش و آرام نصیب ہو لیکن اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ ان کی اولاد قبر کی زندگی میں ان کے چین کا باعث بنے اور آخرت میں ان کے لئے شفاعت و مغفرت کا ذریعہ بنے۔ جو لوگ صرف اپنی دنیا سنو رانا چاہتے ہیں اور ان کا مقصد صرف دنیا کی زیب و زینت اور اس کی آسائشوں کا حصول ہے، ان کے لئے درج ذیل آیات میں بڑی عبرت اور نصیحت موجود ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجہ کنز العرفان: جو دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہو تو ہم دنیا میں انہیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے اور انہیں دنیا میں کچھ کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور دنیا میں جو کچھ انہوں نے کیا وہ سب برباد ہو گیا اور ان کے اعمال باطل ہیں۔

مَنْ كَانَ يَرْيِدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيِّنٰهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۚ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱)

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ
لِئِنْ تُرِيدُوْهُمْ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ جِصْلَمَهَا
مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ۝۱۸ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ
وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ
سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا (۱)

ترجمہ کنز العرفان: جو جلدی والی (دنیا) چاہتا ہے تو ہم
جسے چاہتے ہیں اس کیلئے دنیا میں جو چاہتے ہیں جلد دیدیتے
ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے جس میں وہ
مذموم، مردود ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس
کیلئے ایسی کوشش کرتا ہے جیسی کرنی چاہیے اور وہ ایمان والا
بھی ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد کی ایسی تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں
میں کامیابی کا ذریعہ بنے اور والدین کے دُنیوی سکون اور اُخروی نجات کا سامان ہو، امین۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ
عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۝۲۰

ترجمہ کنز الایمان: کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں
اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی
روشن کتاب۔

ترجمہ کنز العرفان: کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کو اللہ نے تمہارے لیے کام میں لگا
رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ

(انہیں) نہ علم ہے اور نہ عقل اور نہ کوئی روشن کتاب۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّا كَيَّا تَم نے نہ دیکھا۔﴾ اس سے پہلی آیات میں حضرت لقمان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ کی ان نصیحتوں کا بیان ہوا جو انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمائیں اور اب یہاں سے وہ نعمتیں ذکر کی جا رہی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر استدلال ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم نے نہ دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہیں جیسے سورج، چاند اور ستارے اور جو کچھ زمین میں ہیں جیسے دریا، نہریں، کانیں، پہاڑ، درخت، پھل، چوپائے وغیرہ، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل قدرت سے تمہارے لیے کام میں لگا رکھا ہے جس کے نتیجے میں تم آسمانی چیزوں سے نفع اٹھاتے اور زمینی چیزوں سے فائدے حاصل کرتے ہو۔^(۱)

﴿وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا﴾ اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔﴾ یہاں ظاہری اور باطنی نعمتوں سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں جن میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ مختلف افراد کو مختلف نعمتیں عطا کی گئیں، ان مختلف اقوال میں سے 6 قول درج ذیل ہیں۔

(1)..... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ظاہری نعمت سے مراد اسلام اور قرآن ہے اور باطنی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں پر پردے ڈال دیئے، تمہاری پوشیدہ باتیں نہ کھولیں اور تمہیں سزا دینے میں جلدی نہ فرمائی۔

(2)..... ظاہری نعمت سے مراد اعضاء کی درستی اور صورت کا حسن ہے اور باطنی نعمت سے مراد دل کا اعتقاد ہے۔

(3)..... ظاہری نعمت سے مراد رزق ہے اور باطنی نعمت سے مراد حسنِ خلق ہے۔

(4)..... ظاہری نعمت سے مراد شرعی احکام کا ہلکا ہونا ہے اور باطنی نعمت سے مراد شفاعت ہے۔

(5)..... ظاہری نعمت سے مراد اسلام کا غلبہ اور دشمنوں پر فتیاب ہونا ہے اور باطنی نعمت سے مراد فرشتوں کا امداد کے لئے آنا ہے۔

(6)..... ظاہری نعمت سے مراد رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وَسَلَّم کی پیروی ہے اور باطنی نعمت سے مراد ان کی



①..... تفسیر کبیر، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ۱۲۳/۹-۱۲۴، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ص ۳۴۷، مدارک، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۰، ص ۹۲۱، ملقطاً۔

محبت ہے۔ (۱)

یہ تو چند نعمتیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو اتنی کثیر ہیں کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاللّٰهُمَّ مَنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُكَ وَ إِنْ تَعُدُّوا
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوہَا (۲)
ترجمہ کنز العرفان: اور اس نے تمہیں وہ بھی بہت کچھ
دید یا جو تم نے اس سے مانگا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ
کر سکو گے۔

تو کیا یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ اور کچھ لوگ اللہ کے بارے میں علم کے بغیر جھگڑتے ہیں۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہے، نہ عقل اور نہ ہی کوئی روشن کتاب ہے، اس لئے وہ جو کہیں گے جہالت اور نادانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی شان میں اس طرح کی جرأت اور لب کشائی انتہائی بیجا اور گمراہی ہے۔ شان نزول: یہ آیت نصر بن حارث، ابی بن خلف، امیہ بن خلف اور ان جیسے دیگر کفار کے بارے میں نازل ہوئی جو بے علم اور جاہل ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق جھگڑے کیا کرتے تھے۔ (۳)

نوٹ: اس آیت کی تفسیر سے متعلق مزید کلام سورہ حج کی آیت نمبر 8 کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں جو بات نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ عقائد میں کلام کرنے کو لوگوں نے بہت آسان سمجھ رکھا ہے اور اگر عوام میں بیٹھ کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ میڈیا کی وجہ سے لوگوں نے جیسے سیاست و ریاست کے ہر مسئلے پر کلام کرنے کو اپنا حق سمجھ لیا ہے اسی طرح دین، اسلام، قرآن، ایمان، آخرت اور خدا کے بارے میں بھی بے سوچے سمجھے بس اپنے دماغ میں اپنی کوئی من پسند یا سنی سائی بات بٹھا کر کلام کر لینے کو آسان سمجھ لیا ہے۔ یہ نہایت خطرناک روش ہے۔ سیاست وغیرہ میں لوگ مختلف نکتے ہائے نظر رکھ سکتے ہیں لیکن عقائد اور دین کا معاملہ ایسا نہیں ہے وہاں متعین طور پر وہی

①.....خازن، لقمان، تحت الآية: ۲۰، ۴۷۲/۳۔

②.....ابراہیم: ۳۴۔

③.....خازن، لقمان، تحت الآية: ۲۰، ۴۷۲/۳۔

عقیدہ رکھنا فرض ہے جو قرآن وحدیث میں آیا ہے اور جسے امتِ مسلمہ نے اپنایا ہے۔ اس لئے ایمان کی حفاظت اسی میں ہے کہ عقیدے کے معاملے میں کوئی بھی شخص اپنی ذاتی رائے ہرگز نہ دے بلکہ کوئی بات ہو تو فوراً یہی کہے کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو قرآن وحدیث میں بیان ہوا اور میں اپنی رائے سے نہ کوئی بات کہنا چاہتا ہوں اور نہ امتِ مسلمہ سے ہٹ کر کسی کی رائے سننا چاہتا ہوں۔

سلام اور مسلمان کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم کے بغیر دینی احکام اور مسائل میں بحث نہیں کرنی چاہئے، اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو علماء اور مفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے آتے ہیں اور جب انہیں اپنی پسند اور مراد کے مطابق جواب نہیں ملتا تو وہ جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایک عالم اور مفتی کی ذمہ داری شریعت کے حکم کو بیان کرنا ہے جبکہ عوام کی ذمہ داری اس حکم کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ بحث کرنا اور جاہلوں کی طرح جھگڑا شروع کر دینا تو کسی مسلمان کی شان نہیں بلکہ یہ تو کافروں کا طریقہ ہے، لہذا اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْنَا
آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ ٢١

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اُن سے کہا جائے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اُتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان سے کہا جائے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں: بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو عذابِ دوزخ کی طرف بلاتا ہو۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْنَا آبَاءَنَا﴾ اور جب ان سے کہا جائے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمایا ہے تم اس کی پیروی کرو، تو اس کے جواب میں وہ کہتے

ہیں: ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریقے پر ہی رہیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اگرچہ شیطان انہیں جہنم کے عذاب کی طرف بلارہا ہو جب بھی وہ اپنے باپ دادا ہی کی پیروی کئے جائیں گے۔ یہ کتنے بیوقوف ہیں کہ انہیں معلوم بھی ہے کہ شیطان انہیں گمراہ کر رہا ہے اور دوزخ کی طرف بلارہا ہے مگر پھر بھی شریعت پر چلنے کی بجائے جاہل باپ دادا کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔^(۱)

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَبَسَّ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقَىٰ ۖ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝۲۲

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور ہو نیکو کار تو بیشک اُس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں کی انتہا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ نیک ہو تو بیشک اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔

﴿وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ﴾: تو جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکا دے۔ ﴿یعنی جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کا دین قبول کرے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو، اپنے کام اسی کے سپرد کرے اور اسی پر بھروسہ رکھے اور وہ نیک اعمال کرنے والا بھی ہو تو بیشک اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور اس کے ذریعے وہ اعلیٰ مراتب پر فائز ہو جائے گا اور سب کاموں کی انتہا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے تو وہ ایسے شخص کو اچھی جزا دے گا۔^(۲)

آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے مسرور ہو کر

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے صحیح ایمان اور درست نیک اعمال دونوں کا ہونا



①.....روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۲۱، ۹۱/۷، ملقطاً.

②.....خازن، لقمان، تحت الآية: ۲۲، ۴۷۲/۳، روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۲۲، ۹۲/۷، ملقطاً.

ضروری ہے، یہی چیز قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بَلِّغْ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: ہاں کیوں نہیں؟ جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور وہ نیک کرنے والا بھی ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَأَمَّا مَنْ أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ ۖ الْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: اور بہر حال جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اس کو آسان کام کہیں گے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ أَمِنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ^(۳)

ترجمہ کنز العرفان: جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو عنقریب یہ لوگ ہدایت والوں میں سے ہوں گے۔

چنانچہ جو ایمان والا نہیں اس کا کوئی بھی عمل صالح نہیں اگرچہ وہ ظاہری اعتبار سے کیسے ہی اچھے عمل کر رہا ہو اور صحیح ایمان لانے کے بعد نیک عمل نہیں کر رہا وہ اپنے آپ کو خطرے پر پیش کر رہا ہے کیونکہ برے اعمال اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے رحم نہ کیا تو اسے اس کے برے اعمال کے حساب سے ایک عرصے تک کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ لہذا ضروری ہے کہ پہلے صحیح ایمان لایا جائے اور پھر نیک اعمال کئے جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آخرت میں اچھی جزا نصیب ہو۔



① بقرہ: ۱۷۷

② کہف: ۸۸

③ توبہ: ۱۸

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ ۖ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۲﴾ نُسَبِّحُہُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّہُمْ

اِلٰی عَذَابٍ عَلِيْظٍ ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے ہم اُنہیں بتا دیں گے جو کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ہم اُنہیں کچھ برتنے دیں گے پھر اُنہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔ اُنھیں ہماری ہی طرف پھرنا ہے تو ہم اُنہیں بتا دیں گے جو انہوں نے کیا ہوگا بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ ہم اُنہیں کچھ فائدہ اٹھانے دیں گے پھر اُنہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کریں گے۔

﴿وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ﴾ اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ اے پیارے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم﴾ آپ تسلی رکھیں اور کفر کرنے والے کے کفر پر غمزدہ نہ ہوں کیونکہ اس کا کفر کرنا دنیا و آخرت میں آپ کے لئے کسی طرح نقصان دہ نہیں، ان لوگوں کو مرنے کے بعد ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی سزا دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح ان کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے تو وہ انہیں اس کی بھی سزا دے گا جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔^(۱)

﴿نُسَبِّحُہُمْ قَلِيْلًا﴾ ہم اُنہیں کچھ فائدہ اٹھانے دیں گے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ ہم ان کافروں کو تھوڑی مہلت دیں گے تاکہ وہ اپنی موت تک دنیا کی نعمتوں سے مزے اٹھالیں، پھر انہیں آخرت میں سخت عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دیں

۱..... صاوی، لقمان، تحت الآية: ۲۳، ۵/۱۶۰، روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۲۳، ۷/۹۲، تفسیر کبیر، لقمان، تحت الآية: ۲۳، ۹/۱۲۶، ملقطاً.

گے اور وہ جہنم کا عذاب ہے جس سے یہ لوگ کبھی رہائی نہ پاسکیں گے۔^(۱)

وَلٰٓئِن سَاَلْتَهُمْ مِّنْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ اَللّٰهُ قُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے تم فرماؤ سب
خوبیاں اللہ کو بلکہ اُن میں اکثر جانتے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے؟ تو ضرور کہیں گے: ”اللہ نے“ تم فرماؤ:
تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔

وَلٰٓئِن سَاَلْتَهُمْ: اور اگر تم ان سے پوچھو۔ ﴿﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر اگر کفر اور شرک کی وادیوں میں گھوم
رہے ہیں لیکن اگر ان سے سوال کیا جائے کہ بتاؤ یہ زمین اور آسمان کس نے بنائے ہیں؟ تو ضرور ان کا جواب یہ ہوگا کہ
اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ اُن کے اقرار سے یہ لازم آتا ہے کہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اللہ واحد ہے اور
اس کا کوئی شریک نہیں، تو واجب ہوا کہ اس کی حمد کی جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ
کی جائے جبکہ ان جاہلوں کا حال یہ ہے کہ خالق صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ (مَعَاذَ اللّٰهِ) شرک
اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔^(۲)

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۶

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

①.....خازن، لقمان، تحت الآية: ۲۴، ۴۷۲/۳، جلالین، لقمان، تحت الآية: ۲۴، ص ۳۴۷، ملقطاً.

②.....مدارك، لقمان، تحت الآية: ۲۵، ص ۹۲۰، صاوی، لقمان، تحت الآية: ۲۵، ۱۶۰/۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ ہی بے نیاز، تعریف کے لائق ہے۔

﴿وَاللّٰهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾: اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ﴿ارشاد فرمایا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے تو زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔^(۱)

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ﴾: بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے، تعریف کے لائق ہے۔ ﴿یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات اور صفات میں بے نیاز ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا بے نیاز نہیں بلکہ ساری کائنات اسی کی محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں تعریف کے لائق ہے اگرچہ کوئی بھی اس کی حمد نہ کرے۔^(۲)

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمْدُءُ مِنْ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفَدَتْ كَلِمَتُ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی بیشک اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جاتے اور سمندر (ان کی سیاہی، پھر) اس کے بعد اس (پہلی سیاہی) کو سات سمندر مزید بڑھا دیتے تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوتیں بیشک اللہ عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ﴾: اور زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جاتے ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے اپنی عظمت کا بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ساری زمین میں موجود تمام درختوں

①.....جلالین، لقمان، تحت الآیة: ۲۶، ص ۳۴۸.

②.....روح البیان، لقمان، تحت الآیة: ۲۶، ۷/۹۳.

کی قلمیں بنادی جائیں جو کھربوں سے بھی کھربوں گنا زیادہ ہوں گی اور لکھنے کے لئے سمندر بلکہ سات سمندروں کو سیاہی بنالیا جائے اور ان قلموں اور سیاہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت مثلاً علم، قدرت، صفات کو دکھا جائے تو سارے قلم اور سمندر ختم ہو جائیں لیکن عظمتِ الہی کے کلمات ختم نہ ہوں کیونکہ سمندر سات ہوں یا کروڑوں، جتنے بھی ہوں بہر حال وہ محدود ہیں اور ان کی کوئی نہ کوئی انتہاء ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی کوئی انتہاء نہیں، تو ممتنا ہی چیز غیر ممتنا ہی کا احاطہ کر ہی نہیں سکتی۔

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے دو قول درج ذیل ہیں۔

(1)..... جب تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں کے علماء نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ہم نے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ”وَمَا أَوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیْلًا“، یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“ تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف آپ کی قوم؟ ارشاد فرمایا ”نسب مراد ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کی کتاب میں یہ نہیں ہے کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اور اس میں ہر چیز کا علم ہے؟ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”ہر چیز کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اگر اس پر عمل کرو تو نفع پاؤ گے۔ انہوں نے کہا: آپ کیسے یہ خیال فرماتے ہیں حالانکہ آپ کا قول تو یہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی، تو قلیل علم اور کثیر خیر کس طرح جمع ہو سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس صورت یہ آیت مدنی ہوگی۔

(2)..... یہودیوں نے قریش سے کہا تھا کہ مکہ میں جا کر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس طرح کا کلام کریں۔^(۱)

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بَعَثَكُمْ إِلَّا كَنُفُسٍ وَاحِدَةً ۖ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿٢٨﴾

ترجمہ کنز الایمان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا بیشک اللہ سننا دیکھتا ہے۔

①.....مدارك، لقمان، تحت الآية: ٢٧، ص ٩٢١، جلالين، لقمان، تحت الآية: ٢٧، ص ٤٨٣، خازن، لقمان، تحت الآية: ٢٧، ٤٧٣/٣، ملتقطاً.

ترجمہ کنز العرفان: تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا، بیشک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

﴿ مَا خَلَقْنٰكُمْ وَلَا بَعَثْنٰكُمْ اِلَّا كُنُفٰسٍ وَّ اَحْدَیْۃٍ ۚ ﴾ تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جان کا۔ ﴿ اس سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کے کمال کو بیان فرمایا اور اب یہاں سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے سے متعلق کفار مکہ کو سمجھایا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے اہل مکہ! تم سب کو پیدا کرنا اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا اللہ تعالیٰ کیلئے ایک جان کو پیدا کرنے کے برابر ہے، یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں کیونکہ اس کی قدرت تو یہاں تک ہے کہ اگر وہ چاہے تو ایک لفظ ”کُنْ“ فرما کر سب کو پیدا کر دے۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہارے افعال کو دیکھنے والا ہے تو وہ تمہیں تمہاری باتوں اور عملوں کا بدلہ دے گا۔^(۱)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابی بن خلف اور کفار مکہ کی ایک جماعت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مختلف مراحل سے گزار کر ہمیں پیدا فرمایا، جیسے پہلے ہم نطفہ کی شکل میں تھے، پھر جما ہوا خون بنے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنے، پھر ہماری ہڈیاں اور اعضا وغیرہ بنے۔ تخلیق کے ان مراحل کو جاننے کے باوجود آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کو ایک ہی گھڑی میں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا! اس پر یہ آیت نازل ہوئی^(۲) اور اس میں گویا کہ فرمایا گیا: یہاں بہت آہستگی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بناء پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرت کا ملکہ کا اظہار ہوگا، لہذا غائب کو حاضر پر قیاس نہ کرو۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوَلِّیْ جِبَالًا فِی النَّهَارِ وَاَیُّوَلِّیْجُ النَّهَارَ فِی الْیَلِیِّ وَ سَخَّرَ الشَّیْءَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلُّ یَجْرِیْ اِلَیَّ اَجَلٍ مُّسَمًّیٍّ وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

①.....روح البیان، لقمان، تحت الآیة: ۲۸، ۹۶/۷، حازن، لقمان، تحت الآیة: ۲۸، ۴۷۳/۳، مدارک، لقمان، تحت الآیة: ۲۸، ص ۹۲۱، ملتقطاً.

②.....صاوی، لقمان، تحت الآیة: ۲۸، ۱۶۰۵/۵، ملخصاً.

خَبِيرٌ ۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
الْبَاطِلُ ۚ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۳۰

ترجمہ کنزالایمان: اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں اور اس لیے کہ اللہ ہی بلند بڑا ہی والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگادیا، ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پوجتے ہیں وہ سب باطل ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلندی والا، بڑا ہی والا ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ: اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا۔﴾ یہاں سے ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل بیان کئے جا رہے ہیں، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے ایک موسم میں رات کے کچھ حصے کو کم کر کے دن میں داخل کر دیتا ہے اور ایک موسم میں دن کے کچھ حصے کو بڑھا کر رات میں داخل کر دیتا ہے اور جو وقت ایک میں سے کم کرتا ہے اسے دوسرے میں بڑھا دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو بندوں کے نفع کے لئے کام میں لگادیا ہے اور ان میں سے ہر ایک، مقررہ مدت تک اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہے گا اور کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ جو عجائبات بیان ہوئے ان پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے، اس لئے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پوجتے ہیں وہ سب باطل اور فنا ہونے والے ہیں، لہذا ان میں سے کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت و عظمت اس لئے

ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات و صفات میں بلندی والا اور بڑائی والا ہے۔^(۱)

یاد رہے کہ آیت نمبر 29 میں جو سورج اور چاند کے بارے میں فرمایا گیا کہ ”ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے“ اس میں مقررہ مدت سے مراد قیامت کا دن ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے مُعین اوقات تک چلتے ہیں جیسے سورج سال کے آخر تک اور چاند مہینے کے آخر تک چلتا ہے۔^(۲)

نیز خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پوجتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جاسکتا، وہ بالکل حق ہیں البتہ ان کی عبادت کرنا باطل ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے لفظ ”مما“ ذکر فرمایا ہے اور یہ لفظ عربی زبان میں بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جن پتھروں اور درختوں وغیرہ بے جان چیزوں کو لوگ پوجتے ہیں وہ باطل ہیں۔ یا یہاں یہ لفظ مصدر کے معنی میں ہے یعنی تمہارا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلَّكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ اٰيٰتِهٖ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبّٰرٍ شٰكُوْرٍ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا تو نے نہ دیکھا کہ دریا میں کشتی اللہ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے، بڑے شکر گزار کیلئے نشانیاں ہیں۔

﴿اَلَمْ تَرَ: کیا تو نے نہ دیکھا﴾۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک اور دلیل ذکر کی جا رہی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے سننے والے! کیا تو نے نہ دیکھا کہ دریا میں کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل، اس کی رحمت اور اس کے احسان سے چلتی

①.....روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ۹۸-۹۶/۷، حازن، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ۴۷۳/۳، مدارك، لقمان،

تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ص ۹۲۱، جلالین، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹-۳۰، ص ۴۸۸، ملنقطاً.

②.....مدارك، لقمان، تحت الآیۃ: ۲۹، ص ۹۲۱.

ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزار ہا آفتیں موجود ہیں جو اس کی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل اس لئے فرمایا تاکہ وہ تمہیں اپنی وحدت، قدرت اور علم کے بعض دلائل اور اپنی قدرت کے عجائبات کی کچھ نشانیاں دکھا دے۔ بیشک کشتی کی روانی میں ہر اس شخص کیلئے نشانیاں ہیں جو بلاؤں پر بڑا صبر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار ہو۔ صبر اور شکر یہ دونوں صفتیں مومن کی ہیں تو گویا ارشاد فرمایا ”اس میں ہر مومن کے لئے نشانیاں ہیں۔“ (۱)

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ
فَلَمَّا نَجَّاهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَبِهِمْ مُّقْتَصِدٌ ۖ وَ مَا یَجِدُ بِاِیْتِنَا اِلَّا کُلًّا
خَسَارًا ۝ ۳۲ ۚ

ترجمہ کنزالایمان: اور جب اُن پر آ پڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے پھر جب اُنہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اُن میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفانا شکرا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب پہاڑوں جیسی کوئی موج ان پر آ پڑتی ہے تو اللہ ہی پر اعتقاد رکھتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب (اللہ) انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو ان میں کوئی (ہی) اعتدال پر رہتا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ہر بڑا بے وفا، ناشکرا ہی کرے گا۔

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ: اور جب پہاڑوں جیسی کوئی موج ان پر آ پڑتی ہے۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ جب کفار کو سمندری سفر کے دوران پہاڑوں جیسی موجیں نیست و نابود کرنے لگتی ہیں تو وہ اپنے معبودوں کو چھوڑ کر اللہ وَ خَدَّہ لَا

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۱، ۹۸/۷، مدارك، لقمان، تحت الآیۃ: ۳۱، ص ۹۲۲، ملقطاً.

شَرِیک کو پکارتے، اس کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے اور اسی سے دعا و التجاء کرنے لگتے ہیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک کو بھول جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی شانِ کریبی سے صحیح سلامت ساحل پر پہنچ جاتے تو ان میں سے چند ایک ہی اپنے ایمان اور اخلاص پر قائم رہتے ہیں ورنہ اکثریت پھر کفر کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت عکرمہ بن ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی، جس سال مکہ مکرمہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گیا، وہاں مخالف ہوا نے گھیرا اور خطرے میں پڑ گئے تو عکرمہ نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور دو عالم کے سردار محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا اور ان کی اطاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہوا ٹھہر گئی۔ عکرمہ مکہ مکرمہ کی طرف آ گئے اور اسلام لائے اور بڑا اخلاص والا اسلام لائے تو یہ اعتدال پر رہنے والے تھے اور ان میں سے بعض ایسے تھے جنہوں نے عہد پورا نہ کیا، ان کے بارے میں اگلے جملے میں ارشاد ہوتا ہے کہ اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ہر بڑا بے وفا، ناشکر ہی کرے گا۔^(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور آرام میں بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے کیونکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدُ عَنْ وَلَدِهِ
وَلَا مَوْلُوهُ جَانِرًا عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝۳۳

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حلم پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دینے والا ہوگا۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو دنیا کی زندگی ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے اور ہرگز بڑا دھوکہ دینے والا تمہیں اللہ کے علم پر دھوکے میں نہ ڈالے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔﴾ یعنی اے اہل مکہ! اپنے رب عزوجل سے ڈرو اور قیامت کے دن سے خوف کرو جس دن ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا، نہ کافروں کی مسلمان اولاد انہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ایسا دن ضرور آنا اور دوبارہ زندہ کئے جانے، اعمال کا حساب لئے جانے اور ان کی جزا دیئے جانے کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے تو دنیا کی زندگی جس کی تمام نعمتیں اور لذتیں فانی ہیں وہ تمہیں ہرگز دھوکا نہ دے کہ ان نعمتوں اور لذتوں کے شیفٹ ہو کر ایمان کی نعمت سے محروم رہ جاؤ اور ہرگز بڑا دھوکہ دینے والا شیطان دور دراز کی امیدوں میں ڈال کر تمہیں اللہ تعالیٰ کے علم پر دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں گناہوں میں مبتلا نہ کر دے۔^(۱)

اس آیت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے باطل عقائد کا بھی رد ہے کہ یہودی کہتے تھے: ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لیے ہمیں کوئی عذاب نہ دیا جائے گا، جبکہ عیسائی یہ کہتے تھے: حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سب کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے اس لیے ہمیں بھی کچھ نہیں ہوگا۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ عقیدے کی درستی کے بغیر کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا، ہاں عقیدہ درست ہو تو نیک دوست، نیک والدین، نیک اولاد سب کی طرف سے فائدہ متوقع ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ عِلْمِ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ط
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ
تَمُوتُ ط إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ع

①.....روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۳۳، ۷/ ۱۰۰-۱۰۱، خازن، لقمان، تحت الآية: ۳۳، ۴۷۴/ ۳، مدارك، لقمان، تحت الآية: ۳۳، ص ۹۲۲، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ كِلْمِ السَّاعَةِ﴾: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ ﴿شَانِ نزول﴾: یہ آیت حارث بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے، مجھے خبر دیجئے کہ بارش کب آئے گی؟ اور میری عورت حاملہ ہے، مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی؟ نیز یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا، البتہ مجھے یہ بتائیے کہ آئندہ کل کو میں کیا کروں گا؟ نیز میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا، لیکن مجھے یہ بتائیے کہ میں کہاں مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔^(۱)

آیت: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ كِلْمِ السَّاعَةِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

اس آیت میں پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی اور مخلوق کو علم غیب عطا کئے جانے کے بارے میں سورہ جن کی آیت نمبر 26 اور 27 میں ارشاد ہوا:

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿١﴾
إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ
ترجمہ کنزالعرفان: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ علم غیب آیت میں مذکور پانچ چیزوں سے متعلق ہو یا کسی اور چیز کے بارے میں،

①..... روح البیان، لقمان، تحت الآية: ۳۴، ۷/۱۰۳.

ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے مخلوق بھی غیب جان سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء کرام عَلَیْہِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، اور اولیاء عظام رَحْمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِمْ کَوَغِیْب کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معجزہ اور کرامت کے طور پر عطا ہوتا ہے، یہ اس اختصاص کے منافی نہیں جو آیت میں بیان ہوا بلکہ اس پر کثیر آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان امور کی خبریں انبیاء کرام عَلَیْہِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء عظام رَحْمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِمْ نے بکثرت دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، جیسے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حضرت یحییٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان جملوں (حمل کی جمع) میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاع دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے، تو اس آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنی مراد لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا، محض باطل اور صد ہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔

نوٹ: اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ کی 26 ویں جلد میں موجود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِہِ کا رسالہ ”الصَّمْصَامُ عَلٰی مُشْکِکِ فِیْ اَیۃِ عُلُوْمِ الْاَرْحَامِ“ (علوم ارحام سے تعلق رکھنے والی آیتوں سے متعلق کلام) کا مطالعہ فرمائیں۔

سُورَةُ السَّجْدَةِ

سورۃ سجدہ کا تعارف

مقام برآمد

سورۃ سجدہ آیت نمبر 18 ”اَفَنُكَانَ مُؤْمِنًا“ سے شروع ہونے والی تین آیتوں کے علاوہ مکیہ ہے۔ (1)

آیات کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں 3 رکوع، 30 آیتیں، 380 کلمے اور 1518 حروف ہیں۔ (2)

سورۃ سجدہ نام رکھنے کی وجہ

اس سورت کی آیت نمبر 15 میں ان مسلمانوں کا وصف بیان کیا گیا ہے جو قرآن پاک کی آیات سن کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ سجدہ“ رکھا گیا۔

سورۃ سجدہ کے فضائل

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ سجدہ اور سورۃ دہر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (3)

(2)..... حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک نیند نہ فرماتے جب تک سورۃ سجدہ اور سورۃ ملک کی تلاوت نہ فرمالیتے۔ (4)

(3)..... حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”نجات دلانے والی سورت کو پڑھا کرو اور وہ سورت ”اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ تَوْبِيلٌ“ ہے۔ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص صرف اسی سورت کی تلاوت کیا کرتا تھا اور وہ بکثرت گناہ بھی کرتا تھا۔ (اس شخص کے انتقال کے بعد) اس سورت نے اس کے اوپر اپنے پر پھیلادینے اور کہا ”اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ،

1..... خازن، تفسیر سورۃ السجدہ، ۴/۷۵۳۔

2..... خازن، تفسیر سورۃ السجدہ، ۴/۷۵۳۔

3..... بخاری، کتاب الجمعة، باب ما یقرأ فی صلاة الفجر یوم الجمعة، ۳۰۸/۱، الحدیث: ۸۹۱۔

4..... ترمذی، کتاب الدعوات، ۲۲-باب منه، ۲۵۸/۵، الحدیث: ۳۴۱۵۔

اس کی مغفرت فرمادے، کیونکہ یہ کثرت سے میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں اس سورت کی شفاعت قبول فرمائی اور فرمایا ”اس کے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کا ایک درجہ بلند کر دو۔“^(۱)



اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ مشرکین مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا انکار کرتے تھے اور اس سورت میں بطور خاص مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کو ثابت کیا گیا ہے۔ نیز اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱)..... اس سورت کی ابتداء میں یہ بیان کیا گیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو اس نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل فرمائی اور اس چیز میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۲)..... نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کو ثابت کیا گیا اور مشرکین کے اس نظریے کا رد کیا گیا کہ قرآن حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی طرف سے بنالیا ہے۔

(۳)..... اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلائل ذکر کئے گئے۔

(۴)..... کفار اور فرمانبردار مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا کہ قیامت کے دن کافر ذلت و رسوائی کا سامنا کریں گے، نیک اعمال کرنے کی خاطر دنیا میں لوٹ جانے کی تمنا کریں گے اور وہ دردناک عذاب چکھیں گے جبکہ مسلمان چونکہ دنیا میں راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے، خوف اور امید رکھتے ہوئے اپنے رب غَوَّجَل کو پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کرتے تھے، اس لئے آخرت میں انہیں ان کے اعمال کی جزاء عظیم ثواب کی صورت میں ملے گی، اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور انہیں جنت میں ہمیشہ کے لئے داخلہ نصیب ہوگا۔

(۵)..... یہ بتایا گیا ہے کہ کفار اور مسلمانوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہے۔

(۶)..... تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی رسالت کے درمیان مشابہت بیان کی گئی ہے۔

①..... سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ تنزیل السجدۃ و تبارک، ۵۴۶/۲، الحدیث: ۳۴۰۸.

(7)..... انبیاء کرام عَلَیْهِمُ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ کو جھٹلانے والی سابقہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب کا ذکر کر کے اس امت میں سے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جھٹلانے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔

(8)..... اس سورت کے آخر میں اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور حشر و نشر پر کلام کیا گیا ہے۔

سورۃ لقمان کے ساتھ مہربانیت

سورۃ سجدہ کی اپنے سے ما قبل سورت ”لقمان“ کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ سورۃ لقمان میں جن پانچ مخصوص غیبی چیزوں کے ذاتی علم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا گیا ان پانچ چیزوں کی تشریح سورۃ سجدہ میں کی گئی ہے۔^(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اَلَمْۤ اَنتَۤیۡلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲

ترجمہ کنزالایمان: کتاب کا اتارنا بیشک پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: کتاب کا اتارنا بیشک پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

﴿اَلَمْۤ اَنتَۤیۡلُ﴾ یہ حروفِ مُقَطَّعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

﴿تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ﴾ کتاب کا نازل کرنا۔ ﴿اَسَآیْتِیۡنِیۡلَ﴾ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ قرآن کریم کو مجھ پر بنا کر نازل کرنا رُبُّ الْعَالَمِیْنَ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور اسی وجہ سے اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی عبارت بنانے سے عرب کے تمام فصیح و بلیغ لوگ عاجز رہ گئے۔

①..... تناسق الدرر، سورة السجدة، ص ۱۱۱، ملخصاً.

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اَتَتْهُمْ
مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: کیا کہتے ہیں اُن کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرسانے والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟ بلکہ یہی تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ تم ان لوگوں کو ڈرناؤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرسانے والا نہیں آیا اس امید پر (ڈراؤ) کہ وہ ہدایت پائیں۔

﴿اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ﴾: کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟ جب حضرت جبریل علیہ السلام قرآن پاک کو لے کر نازل ہوئے تو کفار قریش نے اس کا انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ مقدس کتاب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے بنالی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا مشرکین یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قرآن خود بنالیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یہی قرآن تمہارے رب عزوجل کی طرف سے حق ہے اور یہ اس لئے نازل ہوا تھا کہ آپ ان لوگوں کو، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرسانے والا نہیں آیا اس امید پر (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرائیں کہ وہ گمراہی سے ہدایت پا جائیں۔^(۱)

اس آیت میں جو بیان ہوا کہ ”جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرسانے والا نہیں آیا“ ان لوگوں سے مراد زمانہ فترت کے لوگ ہیں۔ اہل عرب کے لئے اس زمانے کی مدت حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک تھی اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے وہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک تھا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔



①.....تفسیر سمرقندی، السجدة، تحت الآية: ۳، ۲۷/۳، ملخصاً.

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دنیا میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کے تشریف نہ لانے کی صراحت اس حدیث پاک میں بھی موجود ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں دنیا اور آخرت میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے زیادہ نزدیک ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کس طرح؟ ارشاد فرمایا: سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علّاتی بھائی ہیں جن کی مائیں (یعنی فروع احکام) الگ الگ ہیں اور ان کا دین (یعنی اصول عقائد) ایک ہے اور میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔^(۱)

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِهِ مَن وَّلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۖ
أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کچھ چھ دن میں بنایا پھر عرش پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اس کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾ اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ ﴿یہاں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور قدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ یاد رہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اسے چھ دن میں بنانے اور اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمانے کی تفصیل سورہ اعراف، آیت نمبر ۵۴ کے تحت

۱.....مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام، ص ۱۲۸۷، الحدیث: ۱۴۵ (۲۳۶۵)۔

تفسیر میں گزر چکی ہے اور جن 6 دنوں میں دنیا بنائی ان کی تفصیل سے متعلق یہاں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور اتوار کے دن زمین میں پہاڑوں کو پیدا کیا اور پیر کے دن درختوں کو پیدا کیا اور منگل کے دن ناپسندیدہ چیزوں کو پیدا کیا اور بدھ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین پر چلنے والے جانداروں کو پیدا کیا اور تمام مخلوق کے آخر میں حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جمعہ کے دن، اس کی ساعات میں سے آخری ساعت میں، عصر کے بعد سے رات کے وقت کے درمیان پیدا کیا۔^(۱)

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ دُونِهِ مِّنْ وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ﴾: اس کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہیں اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے۔ یعنی اے گروہ کفار! اگر تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی راہ یعنی اسلام اختیار نہ کرو گے اور ایمان نہ لاؤ گے تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے، نہ کوئی شفیع جو تمہاری شفاعت کرے تو کیا تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی نصیحتوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتے؟^(۲)

يُدَبِّرُ الْأُمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ
مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے پھر (ہر کام) اُس دن میں اسی کی طرف رجوع کرے گا جس کی مقدار تمہاری گنتی سے ہزار سال ہے۔

﴿يُدَبِّرُ الْأُمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ﴾: وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت

①.....مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب ابتداء الخلق وخلق آدم عليه السلام، ص ۱۵۰۰، الحديث: ۲۷ (۲۷۸۹)۔

②.....جلالین، السجدة، تحت الآية: ۴، ص ۳۴۹، مدارك، السجدة، تحت الآية: ۴، ص ۹۲۴، ملقطاً۔

تک ہونے والے دنیا کے تمام کاموں کی اپنے حکم، امر اور اپنے قضا و قدر سے تدبیر فرماتا ہے۔ پھر دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد اس دن امر و تدبیر یعنی بندوں کو حاصل ظاہری تَصَرُّف بھی اللہ تعالیٰ کے پاس منتقل ہو جائے گا جس کی مقدار دنیا کے ایام کے حساب سے ہزار سال ہے اور وہ دن روزِ قیامت ہے۔^(۱)

قیامت کے دن کی درازی

یاد رہے کہ قیامت کے دن کی درازی بعض کافروں کے لئے ہزار برس کے برابر ہوگی اور بعض کے لئے پچاس ہزار برس کے برابر، جیسا کہ سورۃ معارج میں ہے:

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ^(۲)
ترجمہ کنز العرفان: فرشتے اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف چڑھتے ہیں، وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

اور مومن پر یہ دن ایک فرض نماز کے وقت سے بھی ہلکا ہوگا جو دنیا میں پڑھتا تھا، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! قیامت کا دن مومن پر ہلکا ہوگا جتنی کہ اس فرض نماز سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا جو مومن دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔“^(۳)

ذٰلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۶

ترجمہ کنز الایمان: یہ ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت و رحمت والا۔

ترجمہ کنز العرفان: یہ ہے (اللہ) ہر پوشیدہ اور کھلی ہوئی بات کو جاننے والا، عزت والا، رحمت والا۔

﴿ذٰلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾: یہ ہے (اللہ) ہر پوشیدہ اور کھلی ہوئی بات کو جاننے والا۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ آسمان سے زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے اور اس آیت میں بیان فرمایا کہ اے لوگو!

①.....خازن، السجدة، تحت الآية: ۵، ۴۷۵/۳، صاوی، السجدة، تحت الآية: ۵، ۱۶۱۲/۵، ملتقطاً.

②.....معارج: ۴.

③.....مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ۴/۱۵۱، الحدیث: ۱۱۷۱۷.

اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو جاننے والا ہے جو تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ان چیزوں کو بھی جاننے والا ہے جن کا تم مشاہدہ کر سکتے ہو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور اس کے غیر کو اس کا شریک ٹھہرائے اور اس کے رسولوں کو جھٹلائے تو اللہ تعالیٰ اسے سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور جو اپنی گمراہی سے توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما کر رحمت فرمانے والا ہے۔^(۱)

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۚ ثُمَّ جَعَلَ
نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۚ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ
وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے۔ پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے کیا ہی تھوڑا حق مانتے ہو۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی۔ پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے بنائی۔ پھر اسے ٹھیک بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ تم بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔

﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾: وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مزید صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے جو چیز بھی بنائی وہ حکمت کے تقاضے کے عین مطابق بنائی ہے، ہر جاندار کو وہ صورت دی جو اس کے معاش کے لئے بہتر ہے اور اس کو ایسے اعضاء عطا فرمائے جو اس کے معاش کے لئے مناسب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے بنا کر انسان کی پیدائش کی ابتداء

①.....تفسیر طبری، السجدة، تحت الآية: ۶، ۱۰/۲۳۲-۲۳۳، ملخصاً.

مٹی سے فرمائی، پھر ان کی نسل ایک بے قدر پانی کے خلاصے یعنی نطفے سے بنائی، پھر اسے مکمل درست بنایا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس کو بے حس، بے جان ہونے کے بعد حسّاس اور جاندار کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم سنو، دیکھو اور سمجھو اور تمہارا حال یہ ہے کہ ان عظیم نعمتوں کے مقابلے میں تم رب تعالیٰ کا بہت تھوڑا شکر ادا کرتے ہو۔^(۱)

وَقَالُوا اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ اِنَّآ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍۙ بَلْ هُمْ
بِلِقَآءِ رَبِّہُمْ کَفِرُوْنَ ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور انہوں نے کہا: کیا جب ہم مٹی میں گم ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔

﴿وَقَالُوا: اور انہوں نے کہا۔﴾ قیامت کے بارے میں کفار جس شبہ میں مبتلا تھے یہاں اس کا ذکر کیا جا رہا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مٹی میں مل کر خاک ہو جائیں گے اور ہمارے اجزاء مٹی سے ممتاز نہ رہیں گے تو ہم پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ ان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کفار صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ہی منکر نہیں بلکہ وہ موت کے بعد اٹھنے اور زندہ کئے جانے کا انکار کر کے اس انتہا تک پہنچ گئے ہیں کہ عاقبت کے تمام امور کے منکر ہیں حتیٰ کہ رب عزوجل کے حضور حاضر ہونے کا بھی انکار کرتے ہیں۔^(۲)

①.....خازن، السجدة، تحت الآیة: ۷-۹، ۴۷۶/۳، مدارك، السجدة، تحت الآیة: ۷-۹، ص ۹۲۵، روح البیان، السجدة، تحت الآیة: ۷-۹، ۱۱۱/۷، ملقطاً.

②.....خازن، السجدة، تحت الآیة: ۱۰، ۴۷۶/۳، مدارك، السجدة، تحت الآیة: ۱۰، ص ۹۲۵، تفسیر طبری، السجدة، تحت الآیة: ۱۰، ۲۳۶/۱۰، ملقطاً.

قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

﴿قُلْ يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ﴾: تم فرماؤ: تمہیں موت کا فرشتہ وفات دیتا ہے۔ ﴿اس فرشتہ کا نام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحیں قبض کرنے پر مقرر ہیں۔ اپنے کام میں کچھ غفلت نہیں کرتے اور جس کی موت کا وقت آ جاتا ہے، بلا تاخیر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔ مروی ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کے لئے دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح کردی گئی ہے تو وہ مشارق و مغارب کی مخلوق کی روحیں کسی مشقت کے بغیر اٹھا لیتے ہیں اور رحمت و عذاب کے بہت سے فرشتے اُن کے ماتحت ہیں۔^(۱)

کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی شکل

حضرت عزرائیل علیہ السلام مومن اور کافر ہر انسان کی روح قبض فرماتے ہیں لیکن جب کافر کی روح قبض فرماتے ہیں تو اس وقت انتہائی ڈراؤنی شکل میں اس کے پاس آتے ہیں اور جب مومن کی روح قبض فرماتے ہیں تو انتہائی خوبصورت شکل میں اس کے پاس تشریف لاتے اور اس کے ساتھ نرمی و شفقت بھرا سلوک فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ فرماتے ہیں ”جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنا لیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی خوشخبری دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اجازت دے دی۔ جب حضرت عزرائیل علیہ

①.....حازن، السجدة، تحت الآية: ۱۱، ۴۷۶/۳.

السَّلام حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا: ”اے ملک الموت! علیہ السَّلام، مجھے دکھاؤ کہ تم کافروں کی روحیں کس طرح قبض کرتے ہو؟“ حضرت عزرائیل علیہ السَّلام نے عرض کی: ”اے ابراہیم! علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ اس (وقت کی میری حالت) کو دیکھ نہیں سکیں گے۔“ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”میں دیکھ سکنے کی طاقت رکھتا ہوں۔“ حضرت عزرائیل علیہ السَّلام نے عرض کی: ”آپ اپنا رخ پھیر لیجئے۔“ جب (کچھ دیر بعد) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پلٹ کر ملک الموت علیہ السَّلام کی طرف دیکھا تو وہ سیاہ رنگ کے آدمی کی شکل میں تھے، ان کا سر آسمان تک پہنچ رہا تھا، ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور ان کے جسم کا ہر بال ایک ایسے انسان کی صورت میں تھا جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ (حضرت عزرائیل علیہ السَّلام کی یہ حالت دیکھ کر) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غشی طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا اور اس عرصے میں ملک الموت علیہ السَّلام اپنی پہلی صورت میں آچکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اے ملک الموت! علیہ السَّلام، اگر کافر کو (موت کے وقت) آپ کی یہ صورت دیکھنے کے علاوہ کوئی اور غم یا آزمائش نہ بھی پہنچے تو یہی اس کے لئے کافی ہے۔ اب مجھے دکھاؤ کہ تم مومن کی روح کس طرح قبض کرتے ہو؟“ حضرت عزرائیل علیہ السَّلام نے عرض کی: ”اپنا رخ پھیر لیجئے۔“ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا رخ پھیر لیا اور (کچھ دیر بعد) جب ملک الموت علیہ السَّلام کی طرف دیکھا تو وہ سفید کپڑوں میں ملبوس ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی شکل میں موجود تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”اگر مومن اپنی موت کے وقت آپ کی اس صورت کے علاوہ کوئی اور آنکھوں کی ٹھنڈک یا کرامت نہ بھی دیکھ سکے تو یہی اس کے لئے کافی ہے۔“ (۱)

حضرت خنزرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السَّلام کو کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”اے ملک الموت! علیہ السَّلام، میرے صحابی کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا کیونکہ وہ مومن ہے۔“ حضرت عزرائیل علیہ السَّلام نے عرض کی: ”یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ خوش رہیں اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، میں آپ پر ایمان لانے والے ہر شخص کے ساتھ انتہائی نرمی اور شفقت سے پیش آتا ہوں۔“ (۲)

①در منشور، السجدة، تحت الآية: ۱۱، ۵۴۱/۶.

②معجم الکبیر، خزرج الانصاری، ۴/۲۲۰، الحدیث: ۴۱۸۸.

﴿ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ پھر تم اپنے رب کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔ یعنی موت کے بعد تم اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف واپس کئے جاؤ گے اور حساب و جزا کے لئے زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے۔^(۱)

وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ رَبَّنَا
اَبْصُرْنَا وَاَسْمِعْنَا فَاِنَّا رَجَعْنَا لَعَمَلٍ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کہیں تم دیکھو جب مجرم اپنے رب کے پاس سر نیچے ڈالے ہوں گے اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کسی طرح تم دیکھتے جب مجرم اپنے رب کے پاس اپنے سروں کو نیچے جھکائے ہوں گے (اور کہتے ہوں گے): اے ہمارے رب! ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ نیک کام کریں، بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔

﴿وَلَوْ تَرَىٰ﴾ اور اگر تم دیکھتے۔ یعنی اے حبیبِ اَصْلٰی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اگر آپ (قیامت کے دن کفار کی حالت) دیکھ لیں تو بہت خوفناک منظر دیکھیں گے کہ جب کفار و مشرکین اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر، اپنے سروں کو نیچے جھکائے ہوئے ہوں گے اور عرض کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، اب ہم نے مرنے کے بعد اٹھنے کو اور تیرے وعدہ اور وعید کی سچائی کو دیکھ لیا جن کے ہم دنیا میں منکر تھے اور تجھ سے تیرے رسولوں کی سچائی کو سن لیا تو اب ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک کام کریں۔ بیشک اب ہم یقین کرنے والے ہیں اور اب ہم ایمان لے آئے ہیں۔ لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔^(۲)

اور کفار کا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ اگر انہیں دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ نیک بن جائیں گے کیونکہ ان کا حال یہ

①.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۱۱، ص ۹۲۵.

②.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ص ۹۲۶، خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ۴۷۷/۳، جلالین، السجدة، تحت الآية: ۱۲، ص ۳۴۹، ملتقطاً.

ہے کہ اگر انہیں دنیا میں واپس بھیج بھی دیا جائے تو یہ پھر پہلے کی طرح ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ تَرَىٰ اِذْ دُفِقُوا عَلٰی النَّارِ فَقَالُوْا اِلَيْكُنَا نُرَدُّوْا وَلَا نُكَدِّبُ بِاِلٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِبَاثُهُمْ اَعْنٰهُ وَانَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر آپ دیکھیں جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا پھر یہ کہیں گے اے کاش کہ ہمیں واپس بھیج دیا جائے اور ہم اپنے رب کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں۔ بلکہ پہلے جو یہ چھپا رہے تھے وہ ان پر کھل گیا ہے اور اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو پھر وہی کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور بیشک یہ ضرور جھوٹے ہیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَا تَتٰیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هٰدٍۭا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَا مَلٰکَ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اُس کی ہدایت عطا فرماتے مگر میری بات قرار پانچھی کہ ضرور جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت دیدیتے مگر میری یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔

﴿وَلَوْ شِئْنَا﴾ اور اگر ہم چاہتے۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو ایمان کی ہدایت اور توفیق دیدیتے اور اس پر ایسا لطف و کرم کرتے کہ اگر وہ اس کو اختیار کرتا تو راہ یاب ہوتا، لیکن ہم نے ایسا نہ کیا، کیونکہ ہم کافروں کو جانتے تھے کہ وہ کفر ہی اختیار کریں گے، اور میری یہ بات طے ہو چکی ہے کہ میں ضرور جہنم کو ان جنوں اور

انسانوں سے بھروں گا جنہوں نے کفر اختیار کیا۔^(۱)

جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھردیا جائے گا

معلوم ہوا کہ جہنم کو کافر جنوں اور انسانوں سے بھردیا جائے گا۔ ایک اور مقام پر ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا مُلْكَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
أَجْعِلِينَ^(۲) ترجمہ کنز العرفان: بیشک میں ضرورتاً تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے سب سے جہنم بھروں گا۔

فَذُوقُوا بِأَنسِيَّتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا ۚ إِنَّا نَسِيْلُكُمْ وَذُوقُوا
عَذَابَ الْخُلْدِ بِأَنكُم تَعْمَلُونَ^(۱۳)

ترجمہ کنز الایمان: اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ۔

ترجمہ کنز العرفان: تو اب چکھو اس بات کا بدلہ کہ تم نے اپنے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا، بیشک ہم نے تمہیں چھوڑ دیا اور اپنے اعمال کے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔

﴿فَذُوقُوا﴾ تو چکھو۔ جب کافر جنات اور انسان جہنم میں داخل ہوں گے تو جہنم کے خازن اُن سے کہیں گے ”تو اب عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ تم نے اپنے اس دن کی حاضری کو بھلا دیا تھا اور دنیا میں ایمان نہ لائے تھے، بیشک ہم نے تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا، اب تمہاری طرف کوئی توجہ نہ ہوگی اور تم اپنے کفر و تکذیب کے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔“^(۳)

۱.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۱۳، ص ۹۲۶، خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۳، ۴۷۷/۳، ملقطاً.

۲.....ص: ۸۵.

۳.....خازن، السجدة، تحت الآية: ۱۴، ۴۷۷/۳، ملخصاً.

اٰتٰیُوْ مِنْ بٰیئِنَّا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۱۵

ترجمہ کنزالایمان: ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

ترجمہ کنزالعرفان: ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان آیتوں کے ذریعے انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

﴿اٰتٰیُوْ مِنْ بٰیئِنَّا﴾ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں۔ ﴿اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ غمزدہ نہ ہوں، آپ پر اور قرآن کی آیتوں پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو قرآن میں غور و فکر کرتے اور اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب قرآن کی آیتوں کے ذریعے انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ خشوع و خضوع سے اور اسلام کی نعمت نصیب ہونے پر شکرگزاری کے لئے سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے۔^(۱)

نوٹ: یاد رہے کہ یہ آیت آیات سجدہ میں سے ہے، اسے پڑھنے اور سننے والے پر ”سجدہ تلاوت“ کرنا

واجب ہے۔

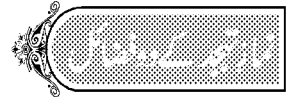
تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضٰجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۱۶

①.....قرطبی، السجدة، تحت الآية: ۷۴/۷، الجزء الرابع عشر، مدارك، السجدة، تحت الآية: ۱۵، ص ۹۲۶، ملتقطاً.

تَجِبَةُ كُنْزِ الْإِيمَانِ: اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔

تَجِبَةُ كُنْزِ الْعِرْفَانِ: ان کی کروٹیں ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں اور وہ ڈرتے اور امید کرتے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خیرات کرتے ہیں۔

﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ: ان کی کروٹیں ان کی خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں۔﴾ اس آیت میں ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ رات کے وقت نوافل پڑھنے کے لئے نرم و گداز بستروں کی راحت کو چھوڑ کر اٹھتے ہیں اور ذکر و عبادتِ الہی میں مشغول ہو جاتے ہیں نیز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے اور اس کی رحمت کی امید کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں۔



اس آیت کے مفہوم میں رات میں عبادت کرنا اور تہجد پڑھنا سب داخل ہیں، اس مناسبت سے یہاں تہجد کی نماز ادا کرنے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں۔

(1)..... حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں بالا خانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، یہ کس کے لئے ہوں گے؟ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھائے، ہمیشہ روزہ رکھے اور رات میں نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔“ (1)

(2)..... حضرت اسماء بنت یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا ”وہ لوگ کہاں ہیں جن

①.....ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی قول المعروف، ۳/۳۹۶، الحدیث: ۱۹۹۱۔

کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے اور وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے، پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی (جگہ کی) طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔^(۱)

﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾: اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ایمان والوں کا ایک وصف یہ ہے کہ ہم نے انہیں جو مال عطا کیا ہے اس میں سے وہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔^(۲)

راہِ مال، راہِ خدا میں خرچ کرنے کی نعمت

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنا زائد مال راہِ خدا میں خرچ کیا تو اس کے لئے سات سو گنا اجر ہے، اور جس نے اپنی جان اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا، یا کسی مریض کی عیادت کی، یا اُذیت دینے والی چیز کو ہٹایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔^(۳)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ اُن کے کاموں کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کسی جان کو معلوم نہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک جو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں چھپا رکھی ہے۔

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾: تو کسی جان کو نہیں معلوم۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں آدمی کے تصور سے بڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے نیک اعمال کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی ہے کسی جان کو اس چیز کا تفصیلی علم نہیں۔

①..... شعب الایمان، باب الحادی والعشرون من شعب الایمان... الخ، تحسین الصلاة والاكتثار منها... الخ، ۱۶۹/۳، الحدیث: ۳۲۴۴۔

②..... روح البیان، السجدة، تحت الآية: ۱۶، ۱۲۱/۷۔

③..... مسند امام احمد، حدیث ابی عبیدہ بن الجراح واسمہ عامر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۴۱۴/۱، الحدیث: ۱۶۹۰۔

جنتی نعمتوں سے متعلق دو احادیث

آیت کی مناسبت سے یہاں جنتی نعمتوں سے متعلق دو احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خطرہ گزرا۔“ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ”فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ“۔ (1)

(2)..... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے دریافت کیا: اے میرے رب! عزوجل، سب سے کم درجے کا جنتی کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ایک آدمی ہوگا جو تمام اہل جنت کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا: داخل ہو جا۔ وہ کہے گا: میں کیسے داخل ہوں حالانکہ تمام لوگ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے لیا۔ اس سے کہا جائے گا ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تجھے اتنا دیا جائے جتنا دنیا میں کسی بادشاہ کے پاس تھا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! عزوجل، ہاں، مجھے یہ پسند ہے۔ اس سے کہا جائے گا: تجھے اتنا دیا گیا اور اس سے تین گنا زیادہ بھی ملے گا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! عزوجل، میں راضی ہوں۔ اس سے کہا جائے گا ”تجھے یہ سب کچھ اور اس سے دس گنا مزید دیا جائے گا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! اللہ عزوجل، میں راضی ہوں۔ اس سے پھر کہا جائے گا کہ ”اس کے علاوہ تجھے وہ کچھ بھی ملے گا جس کا تمہارا جی چاہے اور جس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔“ (2)

اَفَنُكَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ اَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنَّٰتُ الْاَوْٰی ۙ نَزْلًا مِّنْ سَآءٍ ۙ اَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾
وَاَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْۤا مِنْهَا

①..... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، ۳۹۱/۲، الحديث: ۳۲۴۴.

②..... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة السجدة، ۱۳۷/۵، الحديث: ۳۲۰۹.

اُعِدُّوا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۲۰

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری۔ رہے وہ جو بے حکم ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے پھر اُسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور اُن سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو نافرمان ہے؟ یہ برابر نہیں ہیں۔ بہر حال جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ان کے لیے ان کے اعمال کے بدلے میں مہمانی کے طور پر رہنے کے باغات ہیں۔ اور وہ جو نافرمان ہوئے تو ان کا ٹھکانہ آگ ہے، جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے۔

﴿اَفْسَنْ كَانَ مُؤْمِنًا﴾: تو کیا جو ایمان والا ہے۔ یعنی دُنیوی مال و اسباب اور تیزی طرّاری، مال و دولت، قوت و طاقت جن پر لوگ ناز کرتے ہیں حقیقت میں تعریف کے قابل نہیں، انسان کا فضل و شرف ایمان اور تقویٰ میں ہے، جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ انتہا درجے کا ناکارہ ہے لہذا کافر و مومن آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

﴿اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾: بہر حال جو ایمان لائے۔ کافر اور مومن کے دُنیوی احوال بیان کرنے کے بعد اس آیت سے ان دونوں گروہوں کے اُخروی مراتب بیان کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کی جنتِ مادی میں عزت و اکرام کے ساتھ مہمان نوازی کی جائے گی جبکہ دنیا میں کفر کرنے والوں کا قیامت کے دن ٹھکانا آگ ہے اور جہنم میں ان کا حال یہ ہوگا کہ جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے، یعنی وہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اچھلیں گے کہ دوزخ کے منہ پر آجائیں گے، قریب ہوگا کہ ٹپ کر باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گر کر پھر نیچے گرا دیں گے، اور ان سے کہا جائے گا: اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے کہ دوزخ کے عذاب نام کی کوئی

(۱) چیز نہیں۔

وَلَنْذِيْقَهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُوْنَ ۝۲۱

ترجمہ کنزالایمان: اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب کا عذاب چکھائیں گے (جسے دیکھنے والا کہے) امید ہے کہ یہ لوگ باز آجائیں گے۔

﴿وَلَنْذِيْقَهُمْ﴾ اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے۔ ﴿اس سے پہلی آیت میں کفار کو اُخروی عذاب کی وعید سنائی گئی اور یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ جس عذاب کی وعید سنائی وہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن اس سے پہلے ہم کافروں کو دنیا کا عذاب ضرور چکھائیں گے جو آخرت کے مقابلے میں قریب اور اُخروی عذاب سے کم ہے تاکہ اس عذاب کو دیکھ کر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے توبہ کریں اور ایمان لے آئیں۔ (۲)

ادنیٰ یعنی قریبی عذاب سے مراد دنیا کے مصائب، آفات اور بیماریاں ہیں جن میں بندوں کو اس لئے مبتلا کیا جاتا ہے تاکہ وہ توبہ کر لیں۔ کفار مکہ کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا کہ وہ امراض و مصائب میں گرفتار ہوئے، سات برس قحط کی ایسی سخت مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں، مردار اور کتے تک کھا گئے اور غزوہ بدر میں قتل اور گرفتار بھی ہوئے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا اِنَّا مِنَ
الْمُجْرِمِيْنَ مُتَقَبُّوْنَ ۝۲۲

۱۵۲

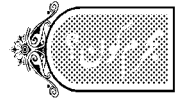
۱.....تفسیر ابو سعود، السجدة، تحت الآية: ۱۹-۲۰، ۳۰۳/۴، روح البیان، السجدة، تحت الآية: ۱۹-۲۰، ۱۲۳/۷، ملقطاً.

۲.....روح المعانی، السجدة، تحت الآية: ۲۱، ۱۸۱/۱۱.

ترجمہ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اُن سے منہ پھیر لیا بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے پھر (بھی) وہ ان سے منہ پھیر لے۔ بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون۔﴾ جھٹلانے والوں کا تفصیلی حال بیان کرنے کے بعد یہاں ان کا اجمالی حال بیان کیا جا رہا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب عَزَّوَجَلَّ کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے پھر بھی وہ ان سے منہ پھیر لے اور آیات میں غور و فکر نہ کرے اور اُن کی وضاحت و ارشاد سے فائدہ نہ اٹھائے اور ایمان قبول نہ کرے، بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں تو اس شخص کا حال کیا ہوگا جو سب سے بڑھ کر ظالم اور سب سے بڑا مجرم ہے۔^(۱)



حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جس نے یہ تین کام کئے وہ مجرم ہے۔ (۱) جس نے ناحق جھنڈا باندھا۔ (یعنی ایسے شخص کے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے جھنڈا باندھا جس کے ساتھ لڑنا اس کے لئے جائز نہ تھا) (۲) جس نے والدین کی نافرمانی کی۔ (۳) جو ظالم کے ساتھ اس لئے چلاتا کہ اس کی مدد کرے تو وہ مجرم ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَصْنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ترجمہ کنزالعرفان: بیشک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔^(۲)

لہذا جو شخص بھی ان تین جرموں میں سے کسی کا مرتکب ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے جرم سے باز آ جائے ورنہ

①..... صاوی، السجدة، تحت الآية: ۲۲، ۱۶۱۶/۵، مدارك، السجدة، تحت الآية: ۲۲، ص ۹۲۷-۹۲۸.

②..... معجم الکبیر، معاذ بن جبل الانصاری عقبی بدری... الخ، جنادة بن ابی امیة عن معاذ، ۶۱/۲۰، الحدیث: ۱۱۲، کنز العمال، کتاب المواعظ والرفائق... الخ، قسم الاقوال، الباب الثانی، الفصل الثالث، ۱۲/۸، الجزء السادس عشر، الحدیث: ۴۳۷۷۴.

یادر رکھے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں سے انتقام لینے والا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ
هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ ﴿٢٣﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کیا۔

ترجمہ کنز العرفان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ﴾ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ ﴿﴾ ارشاد فرمایا کہ بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب تورات عطا فرمائی تو تم اس کے ملنے میں شک نہ کرو۔ یا یہ معنی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کی جو ملاقات ہوئی اس میں شک نہ کرنا، چنانچہ شبِ معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔^(۱)

اور ان میں سے ایک حدیث یہ ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”معراج کی رات میں نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ وہ گندمی رنگ، دراز قد اور گھنگریا لے بالوں والے ہیں، گویا کہ وہ قبیلہ شَمُوۡءَہ کے ایک فرد ہیں۔“^(۲)

﴿وَجَعَلْنَاهُ هُدًى﴾ اور ہم نے اسے ہدایت بنایا۔ ﴿﴾ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم نے تورات کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔^(۳)



①.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ص ۹۲۸، حازن، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ۴۷۹/۳، ملقطاً.

②.....بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم: آمین والملائكة فی السماء... الخ، ۳۸۹/۲، الحدیث: ۳۲۳۹.

③.....جلالین، السجدة، تحت الآية: ۲۳، ص ۳۵۰، ملخصاً.

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰیَةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنا لِّصَّابِرُوْا ۖ وَكَانُوْا بِاٰیَتِنَا
يُوقِنُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِیْ مَا كَانُوْا
فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۳۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اُن میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جب کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری
آیتوں پر یقین لاتے تھے۔ بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے
رہنمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں اس بات کا فیصلہ
کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰیَةً﴾ اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے۔ یعنی جب بنی اسرائیل نے اپنے دین پر اور دشمنوں
کی طرف سے پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو خدا
عَزَّوَجَلَّ کی طاعت، اس کی فرمانبرداری، اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کی پیروی اور تورات کے احکام کی تعمیل کے
بارے میں بتاتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ یہ امام بنی اسرائیل کے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے یا
انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی پیروی کرنے والے۔^(۱)

صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر کا ثمرہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ صبر کرنے والے
کو امامت اور پیشوائی نصیب ہو جاتی ہے۔ صبر کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم

①..... مدارك، السجدة، تحت الآية: ۲۴، ص ۹۲۸، خازن، السجدة، تحت الآية: ۲۴، ۳/۴۷۹-۴۸۰، ملقطاً.

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”بندے کو صبر سے زیادہ کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی۔“ (۱)

لہذا جس پر کوئی آفت یا مصیبت آئی ہو یا وہ کسی پریشانی کا شکار ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ﴾: بیشک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دے گا۔ ﴿لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی قِیَامَتِ كَے دن انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں اور اُن کی اُمتوں میں یا مومنین اور مشرکین کے درمیان دینی اُمور میں سے اس بات کا فیصلہ کر دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور حق و باطل والوں کو جدا جدا ممتاز کر دے گا۔“ (۲)

اَوَلَمْ یَهْدِیْہُمْ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِہُمْ مِّنَ الْقُرُونِ یَیْشُونَ فِیْ مَسٰکِنِہُمْ ط
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ اَفَلَا یَسْمَعُونَ ۝۳۶

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا اُنہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کر دیں کہ آج یہ اُن کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا اس بات نے ان کی رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دیں جن کے رہائشی مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا یہ سنتے نہیں؟

﴿اَوَلَمْ یَهْدِیْہُمْ﴾: اور کیا اس بات نے ان کی رہنمائی نہیں کی۔ ﴿لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی﴾: یعنی کیا اس بات نے اہل مکہ کی رہنمائی نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں جیسے عاد، ثمود اور قوم لوط وغیرہ ہلاک کر دیں اور آج اہل مکہ جب تجارت کے سلسلے میں ملک شام کے سفر کرتے ہیں تو ان لوگوں کے منازل اور شہروں میں گزرتے ہیں اور اُن کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ بیشک اس ہلاکت اور اس سے متعلقہ آثار میں ضرور عبرت کی نشانیاں ہیں تو کیا یہ قرآن کو غور سے نہیں سنتے جو

①.....مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورة السجدة، ما رزق عبد خیر آلہ... الخ، ۱۸۷/۳، الحدیث: ۳۶۰۵.

②.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۲۵، ص ۹۲۸، جلالین، السجدة، تحت الآية: ۲۵، ص ۳۵۰، ملتقطاً.

عبرت اور نصیحت حاصل کریں۔ (۱)

یاد رہے کہ برباد شدہ لوگوں کی بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے اور اسی طرح مقبول بندوں کے آثار یعنی مزارات کی زیارت بھی بہت عمدہ ہے۔ پہلے سے گناہوں کا خوف اور دوسرے سے نیکیوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا
تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے اُن کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوچتا نہیں۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی بھیجتے ہیں پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا وہ دیکھتے نہیں؟

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ یعنی کیا مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرنے والوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف جس میں سبزہ کا نام و نشان نہیں ہوتا، پانی بھیجتے ہیں، پھر اس زمین سے پانی کے ذریعے کھیتی نکالتے ہیں جس میں سے ان کے چوپائے بھوسہ کھاتے ہیں اور یہ لوگ خود غلہ کھاتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے کہ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال پر استدلال کریں اور سمجھیں کہ جو قادر برحق خشک زمین سے کھیتی نکالنے پر قادر ہے تو مَرَدُوں کو زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔ (۲)

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۸﴾

۱.....مدارک، السجدة، تحت الآية: ۲۶، ص ۹۲۸، خازن، السجدة، تحت الآية: ۲۶، ۳/ ۴۸۰، روح البیان، السجدة، تحت الآية: ۲۶، ۱۲۸/۷، ملقطاً.

۲.....تفسیر طبری، السجدة، تحت الآية: ۲۷، ۲۵۱/۱۰، مدارک، السجدة، تحت الآية: ۲۷، ص ۹۲۸، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔

ترجمہ کنز العرفان: اور وہ کہتے ہیں: یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اگر تم سچے ہو۔

﴿يَقُولُونَ: اور وہ کہتے ہیں۔﴾ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کو اُن کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم پر رحمت و کرم کرے گا اور کفار و مشرکین کو عذاب میں مبتلا کرے گا، اس پر کافر مذاق اڑانے کے طور پر کہتے تھے کہ یہ فیصلہ کب ہوگا؟ اس کا وقت کب آئے گا؟ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔^(۱)

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيَّانَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرِ إِنَّهُمْ مُنْتَظَرُونَ ﴿٣٠﴾

تجربہ کنذا الایمان: تم فرماؤ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے۔ تو اُن سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بیشک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

ترجیہ کنز العرفان: تم فرماؤ: فیصلے کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے گی۔ تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بیشک وہ بھی منتظر ہیں۔

﴿قُلْ﴾ تم فرماؤ۔ ﴿اس آیت کی ایک تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾، آپ ان کافروں سے فرما دیں کہ فیصلے کے دن جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا تو نہ ہی انہیں توبہ کرنے یا معذرت کرنے کی مہلت نصیب ہوگی اور نہ اس وقت کافروں کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع دے گا یعنی مرنے کے بعد حق واضح ہو جانے پر اگر وہ ایمان لے بھی آئے تو یہ انہیں نفع نہ دے گا، اس صورت میں فیصلے کے دن سے مراد وہ بدر کا دن ہے جس میں کافر قتل ہوئے۔

1.....ابوسعبد، السجدة، تحت الآية: ٢٨، ٣٠٥/٤، جمل، السجدة، تحت الآية: ٢٨، ١٤٦/٦، ملقطاً.

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان کافروں سے فرمادیں کہ تم جلدی نہ مچاؤ اور نہ ہی اس کا مذاق اڑاؤ کیونکہ جب فیصلے کا دن آئے گا تو اس وقت کافروں کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع نہ دے گا اور نہ انہیں توبہ و معذرت کی مہلت ملے گی۔ اس صورت میں فیصلے کے دن سے مراد ”قیامت کا دن“ ہے۔^(۱)

﴿فَاعْرِضْ عَنْهُمْ﴾: تو ان سے منہ پھیر لو۔ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ فیصلے کے بارے میں جلدی مچانے والے مشرکین سے منہ پھیر لیں اور ان پر عذاب نازل ہونے کا انتظار کریں بیشک وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔^(۲)



۱.....خازن، السجدة، تحت الآية: ۲۹، ۴۸۰/۳، روح البیان، السجدة، تحت الآية: ۲۹، ۱۲۹/۷-۱۳۰، ملتقطاً.

۲.....تفسیر طبری، السجدة، تحت الآية: ۳۰، ۲۵۳/۱۰، جلالین، السجدة، تحت الآية: ۳۰، ص ۳۵۱، ملتقطاً.

سُورَةُ الْاَحْزَابِ

سورۃ احزاب کا تعارف

مقام نزول

سورۃ احزاب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔^(۱)

آیات، کلمات اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ۹ رکوع، ۷۳ آیتیں، ۱۲۸۰ کلمے اور ۵۷۹۰ حروف ہیں۔^(۲)

احزاب کا نام رکشے کی وجہ

احزاب حزب کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے گروہ، جماعت اور لشکر۔ اس سورت کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں غزوہ احزاب کا ذکر کیا گیا ہے اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ احزاب“ رکھا گیا اور چونکہ مشرکین مکہ، یہودی اور منافقین متفق و متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے اس غزوہ کو غزوۃ الاحزاب کہتے ہیں، نیز نبی کریم ﷺ نے اپنے جانشین صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ مل کر مدینہ کے اطراف میں خندق کھود کر مدینہ کا دفاع کیا تھا، اس وجہ سے اس غزوہ کو غزوۃ خندق بھی کہتے ہیں۔

سورۃ احزاب کے مشاہدین

اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لئے شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں اور اس میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں:

- (۱)..... اس سورت کی ابتداء میں حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے خوف رکھنے پر قائم رہنے، کفار و منافقین کی پیروی سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرتے رہنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔
- (۲)..... یہ بتایا گیا کہ دین و دنیا کے تمام امور میں نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حکم سب مسلمانوں پر نافذ ہے

①.....خازن، تفسیر سورۃ الاحزاب، ۴۸۰/۳۔

②.....خازن، تفسیر سورۃ الاحزاب، ۴۸۰/۳۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تعظیم اور حرمت میں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے اسی طرح ان سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔

(3)..... غزوہ احزاب کا واقعہ بیان کیا گیا جس میں غزوہ احزاب کے دن مسلمانوں پر کیا گیا انعام یاد دلایا گیا، منافقوں کا طرزِ عمل بیان کیا گیا اور ان کی سازشوں کو ظاہر کیا گیا۔ اس کے بعد غزوہ بنو قریظہ اور یہودیوں کی عہد شکنی کا ذکر ہے۔

(4)..... حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو چند احکام دیئے گئے ہیں نیز پردے کے متعدد احکام بیان فرمائے گئے۔

(5)..... حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(6)..... مسلمانوں کو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے حکم دیا گیا، ان پر اللہ تعالیٰ کے مہربان ہونے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

(7)..... تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کئے گئے اور ان کی تعظیم کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات دی گئی ہیں۔

(8)..... مزید یہ شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں: (1) بیوی کو ماں جیسا کہہ دینے کا حکم۔ (2) یہ بتایا گیا کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کوئی اجنبی دینی برادری کی وجہ سے کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ (3) کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لینے کا حکم۔ (4) نکاح کے بعد بیوی کو ہاتھ لگائے بغیر طلاق دینے کا حکم۔ (5) مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

ترجمہ کنزالایمان:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

عَلِيًّا حَكِيمًا ۱

ترجمہ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ کا یوں ہی خوف رکھنا اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ سننا۔ بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ: اے نبی!﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کے ساتھ خطاب فرمایا جس کے معنی یہ ہیں ”ہماری طرف سے خبریں دینے والے، ہمارے اسرار کے امین، ہمارا خطاب ہمارے پیارے بندوں کو پہنچانے والے۔ نام پاک کے ساتھ یعنی ”يَا مُحَمَّدُ“ کہہ کر خطاب نہ فرمایا جیسا کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خطاب فرمایا ہے، اس سے مقصود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و تکریم، آپ کا احترام اور آپ کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے۔ (۱)

علامہ اسماعیل حقّی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ”النَّبِيُّ“ کے ساتھ ندا کی ہے، نام کے ساتھ ندا کرتے ہوئے ”یا محمد“ نہیں فرمایا جس طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ندا کرتے ہوئے فرمایا کہ یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا زکریا، اور یاجیج، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس سے مقصود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و وجاہت کو ظاہر کرنا ہے اور ”النَّبِيُّ“ ان القاب میں سے ہے جو نام والے کے شرف اور مرتبے پر دلالت کرتا ہے۔ یاد رہے کہ سورہ فتح میں جو ”مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ“ فرمایا ہے، اس میں آپ کا نام پاک اس لئے ذکر فرمایا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور لوگ آپ کے رسول ہونے کا عقیدہ رکھیں اور اس کو عقائدِ حقہ میں شمار کریں۔ (۲)

①.....مدارک، الاحزاب، تحت الآية: ۱، ص ۹۳۰.

②.....روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۱، ۱۳۱/۷.

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان زحمة اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے، حضور کے اوصافِ جلیلہ والقبابِ جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَمَرْنَا سَلٰتَكَ (۱)

اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّعْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ (۲)

اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔

يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ ۚ لَا تَقِمْ لِلنِّسَاءِ (۳)

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے، رات میں قیام فرما۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۚ قُمْ فَأَنْذِرْ (۴)

اے جھرمٹ مارنے والے، کھڑا ہو لوگوں کو ڈرنا۔

يُسَٰ ۚ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۚ إِنَّكَ لَمِنَ

اے یس، مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک تو

الرُّسُلِ ۚ (۵)

مُرسلوں سے ہے۔

طه ۚ مَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ (۶)

اے طہ، ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت

میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا یا لباہت حضور سید المرسلین و انبیائے سابقین کا فرق جان لے گا۔ امام عز الدین بن عبد السلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں: بادشاہ جب اپنے تمام امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے: اے مقرب حضرت! اے نائب سلطنت! اے صاحب عزت! اے سردار مملکت! تو کیا کسی طرح محلِ ریب و شک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہِ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکارِ سلطانی کو تمام عمائد و اراکین سے بڑھ کر پیارا ہے۔ (۷)

۵..... یس: ۱-۳.

۱..... احزاب: ۴۵.

۶..... طہ: ۲۰۱.

۲..... مائدہ: ۶۷.

۷..... فتاویٰ رضویہ، سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۵۴/۳۰-۱۵۵.

۳..... مزمل: ۲۰۱.

۴..... مدثر: ۲۰۱.

یہاں اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کوئی سوائے والی مدائے معلوم ہوتے، اسے مسائل

اس نداء سے تین مسئلے معلوم ہوئے:

(1)..... حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فقط نام شریف سے پکارنا قرآنی طریقے کے خلاف ہے، لہذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ذاتی نام کی بجائے القاب سے پکارنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: علماء تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے حجاب و ذکرے۔ (1)

(2)..... حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذاتی نام شریف محمد و احمد ہیں جبکہ آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔

(3)..... رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لقب شریف سے یاد فرمایا۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ: اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہنا۔﴾ شان نزول: ابوسفیان بن حرب، عکرمہ بن ابوجہل اور ابو الاعور سُمَیٰ جنگِ اُحد کے بعد مدینہ طیبہ میں آئے اور منافقین کے سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول کے یہاں مقیم ہوئے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کے لئے امان حاصل کر کے انہوں نے یہ کہا کہ آپ لات، عِزّیٰ اور منات وغیرہ بتوں کو جنہیں مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں کچھ نہ فرمائیے اور یہ فرما دیجئے کہ ان کی شفاعت ان کے پجاریوں کے لئے ہے، اس کے بدلے میں ہم لوگ آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے، یعنی آئندہ آپ سے لڑائی وغیرہ نہیں کریں گے۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی یہ گفتگو بہت ناگوار ہوئی اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں اس لئے قتل نہ کرو بلکہ مدینہ شریف سے نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو نکال دیا۔

①..... فتاویٰ رضویہ، سیرت و فضائل و خصائص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۵۷/۳۰۔

دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا ”اے پیارے نبی! آپ ہمیشہ کی طرح استقامت کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر گامزن رہئے اور کافروں اور منافقوں کی شریعت کے برخلاف بات نہ ماننے پر قائم رہئے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس آیت میں خطاب تو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہے اور مقصود آپ کی اُمت سے فرمانا ہے کہ جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امان دیدی تو تم اس کے پابند رہو اور عہد توڑنے کا ارادہ نہ کرو اور کفار و منافقین کی خلاف شرع بات نہ مانو۔“ (۱)

یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت کا حکم

سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود بھی کافروں اور منافقوں کے طریقوں کی مخالفت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے اپنی امت کو بھی ان کے طریقوں کی مخالفت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”بے شک یہودی اور عیسائی (سفید) بالوں کو نہیں رنگتے، سو تم ان کی مخالفت کرو۔“ (۲)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے، حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”موجھیں پست کرو اور وارڈھی بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“ (۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”عاشوراء کے دن روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی اس طرح مخالفت کرو کہ عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔“ (۴)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر تمام کفار کے طریقوں کی مخالفت کرے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور اکابر بزرگان دین کے طریقوں کی پیروی کرے۔

①.....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱/۳۸۱، ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱/۳۰۶، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱/۳۱۷، روح المعانی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱/۱۱۹۲-۱۱۹۳، ملئقطاً.

②.....بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ۴۶۲/۲، الحدیث: ۳۴۶۲.

③.....مسلم، کتاب الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ، ص ۱۵۴، الحدیث: ۵۵ (۲۶۰).

④.....مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس... الخ، ۵۱۸/۱، الحدیث: ۲۱۵۴.

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی پیروی رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اے لوگو! اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کام بنانے والا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اس کی پیروی کرتے رہنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی کی جاتی ہے۔ بیشک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی کام بنانے والا ہے۔

﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ﴾ اور اس کی پیروی کرتے رہنا جو تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے۔ ﴿اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ آپ قرآن مجید پر عمل کرتے رہیں اور کافروں کی رائے کو خاطر میں نہ لائیں اور اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں سے خبردار ہے اور تمہارے جیسے عمل ہوں گے ویسی تمہیں جزا دے گا اور اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم﴾ آپ نے اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ پر جو بھروسہ رکھا ہے اس پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کافی کام بنانے والا ہے۔ (۱)

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ
الَّتِي تُظْهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ
ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری

ماں نہ بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دودل نہ بنائے اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنادیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو اور نہ اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ﴾: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دودل نہ بنائے۔ ﴿اس آیت کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، علامہ ابن عربی دَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: اس آیت کا معنی یہ ہے کہ ایک دل میں کفر اور ایمان، ہدایت اور گمراہی، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے انحراف جمع نہیں ہو سکتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک دل میں دو متضاد چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔^(۱) اور اگر ظاہری دودل مراد ہوں یعنی یہ کہ ایک انسان کے اندر دو ایک قسم کے دل نہیں ہو سکتے تو یہ بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اگر کسی میں بالفرض یہ نظر آئے کہ اس میں دل کی شکل کے دو گوشت کے ٹوٹھڑے ہیں تو ان میں ایک حقیقی دل ہوگا اور دوسرا محض ایک اضافی گوشت ہوگا یعنی اُس آدمی کا نظام بدن صرف ایک حقیقی دل کے ساتھ وابستہ ہوگا۔

﴿وَمَا جَعَلَ اَرْوَاٰجَكُمْ اَلّٰی تُظْهِرُوْنَ مِنْہُمْ اُمَّہْتُکُمْ﴾: اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو تمہاری حقیقی مائیں نہیں بنا دیا جنہیں تم ماں جیسی کہہ دو۔ ﴿زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرتا تھا تو وہ لوگ اس ظہار کو طلاق کہتے اور اس عورت کو اس کی ماں قرار دیتے تھے اور جب کوئی شخص کسی کو بیٹا کہہ دیتا تھا تو اس کو حقیقی بیٹا قرار دے کر میراث میں شریک ٹھہراتے اور اس کی بیوی کو بیٹا کہنے والے کے لئے حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح حرام جانتے تھے۔ ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جن بیویوں کو تم نے ”ماں جیسی“ کہہ دیا ہے تو اس سے وہ تمہاری حقیقی مائیں نہیں بن گئیں اور جنہیں تم نے اپنا بیٹا کہہ دیا ہے تو وہ تمہارے حقیقی بیٹے نہیں بن گئے اگرچہ لوگ انہیں تمہارا بیٹا کہتے ہوں۔ بیوی کو ماں کے مثل کہنا اور لے پالک بچے کو بیٹا کہنا ایسی بات ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، نہ بیوی شوہر کی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کا فرزند اپنا بیٹا اور یا درکھو کہ اللہ تعالیٰ حق بیان فرماتا ہے اور وہی حق کی سیدھی راہ دکھاتا ہے، لہذا

①..... احکام القرآن لابن عربی، سورۃ الاحزاب، ۵۳۷/۳۔

نہ بیوی کو شوہر کی ماں قرار دو اور نہ لے پالکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا ٹھہراؤ۔^(۱)

ظہار سے متعلق شرعی مسائل

اس آیت میں عورت سے ظہار کرنے والوں کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے یہاں ظہار سے متعلق ۳ شرعی مسائل ملاحظہ ہوں،

(۱)..... ظہار کا معنی یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی یا اُس کے کسی جُز و شائع (جیسے نصف، چوتھائی یا تیسرے حصے کو) یا ایسے جز کو جو کُل سے تعبیر کیا جاتا ہو، ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عُضْو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو، مثلاً یوں کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے، یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔^(۲)

(۲)..... ظہار کا حکم یہ ہے کہ (اس سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ عورت بدستور اس کی بیوی ہی ہوتی ہے البتہ) جب تک شوہر کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے میاں بیوی والے تعلقات قائم کرنا حرام ہو جاتا ہے البتہ شہوت کے بغیر چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ شہوت کے بغیر بھی جائز نہیں۔ اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قُربت کرنے دے۔^(۳)

(۳)..... ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو مہینے کے روزے لگا تار رکھے، ان دنوں کے بیچ میں نہ کوئی روزہ چھوٹے دن کو یا رات کو کسی وقت عورت سے صحبت کرے ورنہ پھر سرے سے روزے رکھنے پڑیں گے، اور جو ایسا بیمار یا اتنا بوڑھا ہے کہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔^(۴)

نوٹ: ظہار سے متعلق شرعی مسائل کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳ سے ”ظہار کا بیان“ اور بہار شریعت، جلد ۲ حصہ ۸ سے ”ظہار کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

- ①..... مخازن، الاحزاب، تحت الآية: ۴، ۴۸۲/۳، مدارک، الاحزاب، تحت الآية: ۴، ص ۹۳۱-۹۳۲، ملقطاً.
- ②..... درمختار و ردالمحتار، کتاب الظہار، ۱۲۵-۱۲۹، عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ۵۰۵/۱.
- ③..... جوهرة النيرة، کتاب الظہار، ص ۸۲، الجزء الثاني، درمختار و ردالمحتار، کتاب الظہار، ۱۳۰/۵.
- ④..... فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۲۶۹/۱۳.

بیوی کو ماں بہن کہے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”زوجہ کو ماں بہن کہنا (یعنی تشبیہ نہیں دی، بغیر تشبیہ کے ماں، بہن کہا)، خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے، یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے، سخت گناہ و ناجائز ہے۔
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:)

مَا لَكُمْ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ اِلَّا اَنْثٰی وَلَكِنْهُمْ
وَاِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا (۱)
جو رئیس (یعنی بیویاں) ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی
ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور وہ بے شک بری اور جھوٹی
بات کہتے ہیں۔

مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے، نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو۔ (۲)

اس شرعی مسئلے کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کو اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو تنگ آ کر
یا مذاقِ مسخری میں اپنی بیوی سے یوں کہہ دیتے ہیں کہ ”امو میری ماں! بس کر۔ جا بہن چلی جا وغیرہ۔ انہیں چاہئے کہ
پہلے جتنی بار ایسا کہہ چکے اس سے توبہ کریں اور آئندہ خاص طور پر احتیاط سے کام لیں۔

﴿ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ﴾: یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے۔ ﴿آیت کے اس حصے میں اشارہ بیوی کو ماں کہہ دینے اور
کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے دونوں کی طرف ہے یا صرف کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے کی طرف ہے کیونکہ سابقہ
کلام سے مقصود یہی ہے، یعنی تمہارا کسی کو ”اے میرے بیٹے“ کہنا تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (۳)

مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرت زینب بنت
جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح کیا تو یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ صَلَّی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ کو بچپن میں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں

①.....مجادلہ: ۲۔

②.....فتاویٰ رضویہ، باب الظہار، ۲۸۰/۱۳۔

③.....ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴، ۳۰۷/۴، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴، ۱۳۵/۷، ملقطاً۔

ہبہ کر دیا تھا۔ حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں آزاد کر دیا، تب بھی وہ اپنے باپ کے پاس نہ گئے بلکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی خدمت میں رہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن پر شفقت و کرم فرماتے تھے، اس لئے لوگ انہیں حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرزند کہنے لگے۔ حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پہلے حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں تھیں اور جب حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں طلاق دے دی تو عدت گزرنے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی زوجیت میں آنے کا شرف عطا فرما دیا۔ اس پر یہودیوں اور منافقوں نے اعتراض کیا تو یہاں ان کا رد بھی فرما دیا گیا کہ حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو لوگ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بیٹا کہتے ہیں لیکن اس سے وہ حقیقی طور پر سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بیٹے نہیں ہو گئے، لہذا یہودیوں اور منافقوں کا اعتراض محض غلط ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔^(۱)

أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ
فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۖ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ
وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ⑤

ترجمہ کنزالایمان: انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا ہاں وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو لاعلمی

①..... جلالین، الاحزاب، تحت الآية: ۴، ص ۳۵۱، مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۴، ص ۹۳۱، ملقطاً.

میں غلطی ہوئی لیکن اس میں گناہ ہے جس کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿اُدْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ﴾: انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ ﴿﴾ اس سے پہلی آیت میں لے پا لک بچے کو پالنے والوں کا بیٹا قرار دینے سے منع کیا گیا اور اس آیت میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ تم ان بچوں کو ان کے حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کر کے پکارو، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ کا علم نہ ہو اور اس وجہ سے تم انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب نہ کر سکو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور انسانیت کے ناطے تمہارے چچا زاد ہیں، تو تم انہیں اپنا بھائی یا اے بھائی کہو اور جس کے لے پا لک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو اور ممانعت کا حکم آنے سے پہلے تم نے جو لاعلمی میں لے پا لکوں کو ان کے پالنے والوں کا بیٹا کہا اس پر تمہاری گرفت نہ ہوگی البتہ اس صورت میں تم گناہگار ہو گے جب ممانعت کا حکم آجائے کے بعد تم جان بوجھ کر لے پا لک کو اس کے پالنے والے کا بیٹا کہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ بخشنے والا مہربان ہے، اسی لئے وہ غلطی سے ایسا ہو جانے پر گرفت نہیں فرماتا اور جس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔^(۱)

گود لے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال کرنے کا حتمی حکم

بچہ گود لینا جائز ہے لیکن یہ یاد رہے کہ گود میں لینے والا عام بول چال میں یا کاغذات وغیرہ میں اس کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام استعمال نہیں کر سکتا بلکہ سب جگہ حقیقی باپ کے طور پر اس بچے کے اصلی والد ہی کا نام استعمال کرنا ہوگا اور اگر اصلی باپ کا نام معلوم نہیں تو اس کی معلومات کروا کر باپ کے طور پر حقیقی باپ کا نام لکھنا ہوگا اور اگر کوشش کے باوجود کسی طرح اس کے اصلی باپ کا نام معلوم نہ ہو سکے تو گود لینے والا گفتگو میں حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام ہرگز استعمال نہ کرے اور نہ ہی بچہ اسے حقیقی والد کے طور پر اپنا باپ کہے، اسی طرح کاغذات وغیرہ میں سرپرست کے کالم میں اپنا نام لکھے حقیقی والد کے کالم میں ہرگز نہ لکھے، اگر جان بوجھ کر خود کو حقیقی باپ کہے یا لکھے گا تو یہ بھی درج ذیل دو وعیدوں میں داخل ہے، چنانچہ

(۱)..... حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس کا باپ کوئی اور ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو کسی غیر کی طرف منسوب کرے تو اس پر

①..... حازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵، ۴۸۲/۳، مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۵، ص ۹۳۲.

جنت حرام ہے۔“ (۱)

(۲)..... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا اس پر اللہ عز و جل کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن اللہ عز و جل اس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔“ (۲)

اس سے ان لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ جو اپنے ہاں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے یا ویسے ہی کسی دوسرے کی اولاد و گود میں لیتے ہیں اور اپنے زیر سایہ اس کی پرورش کرتے اور اس کی تعلیم و تربیت کے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل تو جائز ہے لیکن ان کی یہ خواہش اور تمنا ہرگز درست نہیں کہ حقیقی باپ کے طور پر پالنے والے کا نام استعمال ہو اور نہ ہی ان کا یہ عمل جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادیا ہے کہ ”أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ“ (انہیں ان کے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔) اور جب اللہ تعالیٰ نے حقیقی باپ ہی کا کہہ کر پکارنے کا حکم فرمادیا اور احادیث میں ایسا نہ کرنے پر انتہائی سخت وعیدیں بیان ہو گئیں تو کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کے حکم کے برخلاف اپنی خواہشات کو پروان چڑھائے اور خود کو شدید وعیدوں کا مستحق ٹھہرائے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

نوٹ: یاد رہے کہ احادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کا مصداق وہ صورت ہے جس میں بچے کا نسب حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے جبکہ شفقت کے طور پر کسی کو بیٹا یا بیٹی کہہ کر پکارنا یا کوئی معروف ہی کسی اور کے نام سے ہو تو بچان کے لئے اس کا بیٹا یا بیٹی کہنا ان وعیدوں میں داخل نہیں۔

بچہ یا بچی کو اپنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ

بچہ یا بچی گود میں لینا جائز ہے لیکن جب وہ اس عمر تک پہنچ جائیں جس میں ان پر نامحرم مرد یا عورت سے پردہ کرنا لازم ہو جاتا ہے تو اس وقت بچے پر پالنے والی عورت سے اور بچی پر پالنے والے مرد سے پردہ کرنا بھی لازم ہوگا کیونکہ وہ اس بچے کے حقیقی یا رضاعی ماں باپ نہیں اس لئے وہ اُس بچے اور بچی کے حق میں محرم نہیں، لہذا اگر بچہ گود میں لیا جائے

①..... بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعى الى غير ابيه، ۳۲۶/۴، الحديث: ۶۷۶۶۔

②..... مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا بالبرکة... الخ، ص ۷۱۱، الحديث: ۴۶۷۔

تو عورت اسے اپنا یا اپنی بہن کا دودھ پلا دے اور بچی گود میں لی جائے تو مرد اپنی کسی محرم عورت کا دودھ اسے پلوادے، اس صورت میں ان کے درمیان رضاعی رشتہ قائم ہو جائے گا اور محرم ہو جانے کی وجہ سے پردے کی وہ پابندیاں نہ رہیں گی جو نامحرم سے پردہ کرنے کی ہیں، البتہ یہاں مزید دو باتیں ذہن نشین رہیں، پہلی یہ کہ دودھ بچے کی عمر دو سال ہونے سے پہلے پلایا جائے اور اگر دو سال سے لے کر ڈھائی سال کے درمیان دودھ پلایا تو بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی لیکن اس عمر میں دودھ پلانا ناجائز ہے اور ڈھائی سال عمر ہو جانے کے بعد پلایا تو رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

دوسری یہ کہ عورت نے بچے یا بچی کو اپنی بہن کا دودھ پلویا تو وہ اس کی رضاعی خالہ تو بن جائے گی لیکن اس کا شوہر بچی کا محرم نہ بنے گا، لہذا بہتر صورت وہ ہے جو اوپر ذکر کی کہ بچے کو عورت کی محرم رشتہ دار کا دودھ پلویا جائے اور بچی کو شوہر کی محرم رشتہ دار کا تاکہ پرورش کرنے والے پردے کے مسائل میں مشکلات کا شکار نہ ہوں۔ البتہ ان مسائل میں کہیں پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے لہذا ایسا کوئی معاملہ ہو تو کسی قابل مفتی کو پوری تفصیل بتا کر عمل کیا جائے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ
وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَّعْرُوفًا
كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ①

ترجمہ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

ترجہ کنز العرفان: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور مومنوں اور مہاجرین سے زیادہ اللہ کی کتاب میں رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر احسان کرو۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾: یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ ﴿أَوْلَىٰ﴾ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں تینوں معنی درست ہیں اور اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ دنیا اور دین کے تمام امور میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مسلمانوں پر نافذ اور آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ کے حکم کے مقابلے میں نفس کی خواہش کو ترک کر دینا واجب ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ نرمی، رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور انہیں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں، جیسا کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (۱)
ترجہ کنز العرفان: مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔ (۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری مثال اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی، جب اس نے اپنے ماحول کو روشن کیا تو پروانے اور آگ میں گرنے والے کیڑے اس میں گرنا شروع ہو گئے تو وہ آدمی انہیں آگ سے ہٹانے لگا لیکن وہ اس پر غالب آ کر آگ میں ہی گرتے رہے، پس میں کمر سے پکڑ کر تمہیں آگ سے کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرتے ہی جا رہے ہو۔“ (۳)

امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اسی رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کی دینی اولاد ہیں۔“ (۴)

① توبہ: ۱۲۸۔

② خازن، الاحزاب، تحت الآية: ۶، ۴۸۳/۳، مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۶، ص ۹۳۲، ملقطاً۔

③ بخاری، كتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي، ۲۴۲/۴، الحديث: ۶۴۸۳۔

④ مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۶، ص ۹۳۲۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مالکیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فَرَمَاتے ہیں: ”سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے، یعنی اَوَّلٰی بِالتَّصَرُّفِ (تصرف کرنے کا ایسا مالک) ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیت حقہ، صادقہ، محیط، شاملہ، تامہ، کاملہ حضور پر نور مَالِکُ النَّاسِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بخلافت کبرائی حضرت کبریا عَزَّوَعَلَّ تمام جہاں پر حاصل ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

اَلنَّبِیُّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
نبی زیادہ والی و مالک و مختار ہے، تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی (اور اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نے فرمایا):

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضٰی اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیْرَةُ مِنْ
اَمْرِہُمْ وَمَنْ یَّعِصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
صَلَّ صَلًّا مُّبِیْنًا (۱)

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم
کردیں اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار
رہے اپنی جانوں کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح
گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”اَنَا اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ“ میں زیادہ والی
و مالک و مختار ہوں، تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے (۲) - (۳)

تاہم اور مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کے سب سے زیادہ قربانی ہیں

مسلمانوں پر جو حقوق ہیں انہیں ادا کرنے کے حوالے سے دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں رسول کریم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیادہ قریب ہیں، چنانچہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

① احزاب: ۳۶.

② بخاری، کتاب الکفالة، باب الدّین، ۷۷/۲، الحدیث: ۲۲۹۸.

③ فتاویٰ رضویہ، رسالہ: النور والفضیاء فی احکام بعض الاسماء، ۴۰۳/۱۲-۴۰۴.

”میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کا سب سے زیادہ قریبی ہوں، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

اَلَّذِيۡۤ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيۡنَ مِنْۢ اَنْفُسِهِمْ
یہ نبی ایمان والوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ
قریب ہے۔

تو جس مسلمان کا انتقال ہو جائے اور مال چھوڑے تو وہ اس کے عصبہ (یعنی وارثوں) کا ہے اور جو قرض یا بابل بچے چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں کہ میں ان کا مددگار ہوں۔^(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب کسی مومن کا انتقال ہو جاتا تو اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرماتے ”کیا اس کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ اگر لوگ کہتے: ہاں، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دریافت فرماتے ”کیا اس نے مال چھوڑا ہے جو اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو؟ اگر لوگ بتاتے: جی ہاں، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے اور اگر لوگ یہ بتاتے کہ مال نہیں چھوڑا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: ”تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات عطا فرمائیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں مومنوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے اور جس نے مال چھوڑا وہ وارث کے لیے ہے۔“^(۲)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت آپ نفس کی اطاعت پر مقدم ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے تمام امور میں نفس کی اطاعت پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت مقدم ہے کہ اگر کسی مسلمان کو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں اور اس کی خواہش کوئی اور کام کرنے کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ اپنی خواہش کو پورا نہ کرے بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کا حکم دیا ہے اسے ہی کرے۔ یاد رہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

①.....بخاری، کتاب فی الاستقراض واداء الديون... الخ، باب الصلاة علی من ترك ديناً، ۱۰۸/۲، الحدیث: ۲۳۹۹.

②.....بخاری، کتاب الکفالة، باب الدین، ۷۷/۲، الحدیث: ۳۲۹۸، مسند ابو داؤد طیالسی، ما روی ابو سلمة عن عبد الرحمن عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہم، ص ۳۰۷، الحدیث: ۲۳۳۸.

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا اَمْرُ سَلْمِكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا (۱)
ترجمہ کنز العرفان: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں انہیں بچانے کے لئے نہیں بھیجا۔

اور نفس کے مقابلے میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت نجات کا ذریعہ ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس چیز کی طرف بلاتے ہیں جس میں لوگوں کی نجات ہے اور نفس اس چیز کی طرف بلاتا ہے جس میں لوگوں کی ہلاکت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میری اور اس کی مثال جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، اُس آدمی جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا: میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک بہت بڑا شکر دیکھا ہے اور میں واضح طور پر تمہیں اس سے ڈراتا ہوں، لہذا اپنے آپ کو بچالو، اپنے آپ کو بچالو۔ پس ایک گروہ نے اس کی بات مانی اور کسی محفوظ مقام کی طرف چلے گئے، یوں انہوں نے نجات پالی اور دوسرے گروہ نے اسے جھٹلایا تو صبح سویرے وہ بڑا شکر ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو تہ تیغ کر دیا۔ (۲)

لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دینی اور دُنوی تمام اُمور میں اپنے نفس کی اطاعت کرنے کی بجائے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تاکہ ہلاکت سے بچ کر نجات پا جائے۔ ﴿وَازْوَاجَهُنَّ﴾ اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا گیا، لہذا اُمہات المؤمنین کا تعظیم و حرمت میں اور ان سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو سگی ماں کا ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے احکام میں جیسے وراثت اور پردہ وغیرہ، ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا ہے یعنی ان سے پردہ بھی کیا جائے گا اور عام مسلمانوں کی وراثت میں وہ بطور ماں شریک نہ ہوں گی، نیز اہمات المؤمنین کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں، خالہ نہ کہا جائے گا۔ (۳)

یہ حکم حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان تمام ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے لئے ہے جن

۱..... النساء: ۸۰.

۲..... بخاری، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی، ۲/۴۲، الحدیث: ۶۴۸۲.

۳..... بغوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ۳۷/۳، ملخصاً.

سے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نکاح فرمایا، چاہے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائقِ تعظیم و واجبِ الاحترام ہیں۔^(۱)

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔ ﴿نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت کے بعد بعض مہاجرین کو بعض انصار کا بھائی بنا دیا تھا اور اس رشتے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوا کرتے تھے، پھر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ میراث رشتہ داروں کا حق ہے اور انہی کو ملے گی، ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے جو میراث ملتی تھی وہ اب نہیں ملے گی البتہ تم دوستوں پر اس طرح احسان کر سکتے ہو کہ ان میں سے جس کے لئے چاہو کچھ مال کی وصیت کر دو تو وہ وصیت مال کے تیسرے حصے کی مقدار وراثت پر مُقَدَّم کی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں، دینی برادری کے ذریعے کوئی اجنبی اب وارث نہیں ہو سکتا۔^(۲)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ
وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝
لَيَسْأَلَنَّ الصِّدِّيقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔ تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

①.....زرقانی علی المواہب، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاہرات... الخ، ۴/۳۵۶-۳۵۷۔
②.....خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ۳/۴۸، تفسیرات احمدیہ، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۶، ص ۶۱۴، ملقطاً۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے (عہد لیا) اور ہم نے ان (سب) سے بڑا مضبوط عہد لیا۔ تاکہ اللہ بچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ: اور اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے اُن کا عہد لیا۔﴾ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ وقت یاد کرو جب ہم نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے رسالت کی تبلیغ کرنے اور دین حق کی دعوت دینے کا عہد لیا اور خصوصیت کے ساتھ آپ سے اور حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عہد لیا اور ہم نے ان سب سے بڑا مضبوط عہد لیا تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ بچوں سے مراد انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں اور ان سے سچ کا سوال کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور جس کی انہیں تبلیغ کی وہ دریافت فرمائے، یا اس کے یہ معنی ہیں کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان کی امتوں نے جو جواب دیئے وہ دریافت فرمائے اور اس سوال سے مقصود کفار کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بچوں سے مراد مومنین ہیں اور سچ کا سوال کرنے سے مراد ان کی تصدیق کے بارے میں سوال کرنا ہے۔^(۱)

حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی افضلیت کا اظہار

اس آیت میں بالخصوص پانچ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ انبیاء اُولُوا الْعِزْم رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے تھے، اور یہاں نہایت اہم نکتہ ہے کہ تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جن کا اس آیت میں ذکر ہوا، ان کا تذکرہ اسی ترتیب سے ہوا جس ترتیب سے وہ دنیا میں تشریف لائے لیکن حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری اگرچہ تمام نبیوں کے بعد ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر دوسرے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پہلے کیا اور یہ انداز تمام نبیوں پر حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی افضلیت کے اظہار کے لئے ہے۔

۱.....مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷-۸، ص ۹۳۳، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷-۸، ۷/۱۴۱-۱۴۲، ملقطاً.

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝٩

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا: اے ایمان والو!﴾ یہاں سے جنگِ احزاب کے احوال بیان کیے جا رہے ہیں جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں اور یہ واقعہ جنگِ احد کے ایک سال بعد پیش آیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت فرمایا جب تم پر قریش، غطفان، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے لشکر آئے اور انہوں نے تمہارا محاصرہ کر لیا تو ہم نے ان پر آندھی اور فرشتوں کے وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہیں آئے اور تمہارا خندق کھودنا اور میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، اسی لئے اس نے کافروں کے خلاف تمہاری مدد فرمائی اور ان کے شر سے تمہیں محفوظ رکھا، لہذا تم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر اس کا شکر ادا کرو۔ (۱)

غزوہ احزاب کا مختصر بیان

غزوہ احزاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ یہ غزوہ سن 4 یا 5 ہجری، شوال کے مہینے میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ

①.....حازن، الاحزاب، تحت الآية: ۹، ۴/۸۴، مدارک، الاحزاب، تحت الآية: ۹، ص ۹۳۳-۹۳۴، روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۹، ۷/۴۶، ملقطاً.

جب بنی نضیر کے یہودیوں کو جلا وطن کیا گیا تو ان کے سربراہ مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہو جائیں۔ ابوسفیان نے اس تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی دشمنی میں ہمارا ساتھ دے۔ پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو، ہمیں بتاؤ کہ ہم حق پر ہیں یا محمد (مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہودیوں نے کہا: تم ہی حق پر ہو۔ اس پر کفارِ قریش خوش ہوئے اور اسی واقعے سے متعلق سورہ نساء کی آیت نمبر 51 ”اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْحِجْبِ وَالطَّاعُوْتِ“ نازل ہوئی۔ پھر وہ یہودی دیگر قبائل غطفان، قیس اور غیلان وغیرہ میں گئے، وہاں بھی یہی تحریک چلائی تو وہ سب بھی ان کے موافق ہو گئے۔ اس طرح ان یہودیوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کر لیا۔ جب سب لوگ تیار ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کے مشورے سے خندق کھدوانی شروع کر دی۔ اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود بھی کام کیا۔ مسلمان خندق تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار افراد کا بڑا لشکر لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا۔ خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی اور اسے دیکھ کر سب کفار حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ”یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے۔ اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دی۔ جب اس محاصرے کو 15 یا 24 دن گزرے تو مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور کافروں پر تیز ہوا بھیجی، انتہائی سرد اور اندھیری رات میں اُس ہوانے کافروں کے خیمے گرا دیئے، طنائیں توڑ دیں، کھونٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں اور آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے کفار کو لڑا دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں فرشتوں نے لڑائی نہیں کی۔ پھر رسول کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔ اس وقت انتہائی سخت سردی تھی اور یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے۔ حضور پر نور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست مبارک پھیرا جس کی برکت سے ان

پرسردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔ وہاں تیز ہوا چل رہی تھی، سنگریزے اڑاڑ کر لوگوں کو لگ رہے تھے اور آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی، الغرض عجب پریشانی کا عالم تھا۔ کافروں کے لشکر کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اُٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا، ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔ یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹوٹنا شروع کر دیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رَضِيَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ نے دانائی سے اپنے دائیں طرف موجود شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہ قریش! تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں، بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں اُن کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔ ہوانے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو، بس اب یہاں سے کوچ کر دو اور میں کوچ کر رہا ہوں۔ ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں کوچ کوچ کا شور مچ گیا۔ کافروں پر جو ہوا آئی وہ ہر چیز کو الٹ رہی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔ اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا سوار یوں پر لا دکر لے جانا اس کے لئے دشوار ہو گیا، اس لئے کثیر سامان وہیں چھوڑ گیا۔^(۱)

اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا ۝۱۰

ترجمہ کنزالایمان: جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

ترجمہ کنز العرفان: جب کافر تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور جب آنکھیں ٹھٹھک کر رہ گئیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

﴿اِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ﴾ جب کافر تم پر آئے۔ ﴿وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ﴾ غزوہ احزاب کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا



①..... حمل، الاحزاب، تحت الآية: ۹، ۱۵۵/۶-۱۵۶، ملخصاً.

اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر میں سے وادی کے اوپر کی طرف مشرق سے اسداور غطفان قبیلے کے لوگ، مالک بن عوف نصری اور عیینہ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں ایک ہزار کی جمعیت لے کر آئے اور ان کے ساتھ طلحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حُجّی بن اخطب یہودی بنی قریظہ کی جمعیت لے کر آیا اور وادی کی پُلی جانب مغرب سے قریش اور کنانہ قبیلے کے لوگ ابوسفیان بن حرب کی سرکردگی میں آئے۔ اس وقت لوگوں کی آنکھیں ٹھٹک کر رہ گئیں اور رعب و ہیبت کی شدت سے حیرت میں آ گئیں اور خوف و اضطراب اس انتہاء کو پہنچ گیا کہ دل گویا کہ گلوں کے پاس آ گئے اور منافق تو یہ گمان کرنے لگے کہ اب مسلمانوں کا نام و نشان باقی نہ رہے گا کیونکہ کفار کی اتنی بڑی جمعیت سب کو فنا کر ڈالے گی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آنے اور اپنے فتح یاب ہونے کی امید تھی۔^(۱)

هٰذَاكَ ابْتَلَى الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زَلَالًا شَدِيدًا ۱۱

ترجمہ کنزالایمان: وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔

ترجمہ کنزالعرفان: وہیں مسلمانوں کو آزمایا گیا اور انہیں خوب سختی سے جھنجھوڑا گیا۔

﴿هٰذَاكَ ابْتَلَى الْمُؤْمِنُونَ﴾: وہیں مسلمانوں کو آزمایا گیا۔ یعنی اسی دہشت ناک جگہ اور ہولناک حالات میں رعب اور محاصرے کے ذریعے مسلمانوں کے صبر و اخلاص کو آزمایا گیا اور اس جنگ میں ناداری، داخلی دشمنوں یعنی یہود مدینہ کا خطرہ، خارجی دشمنوں کی یلغار، اس کے علاوہ اپنی بے سروسامانی وغیرہ سب مسائل جمع ہو گئے تھے اور یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے بہادر سے بہادر کے دل چھوٹ جاتے ہیں مگر سچے غلامانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی آفات میں بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ثابت قدم رہے۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ

۱..... مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۱۰، ص ۹۳۴، حازن، الاحزاب، تحت الآية: ۱۰، ۴۸۹/۳، ملتقطاً.

وَرَأْسُؤَلَهُ إِلَّا غُرُورًا ۝۱۲

ترجمہ کنزالایمان: اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر فریب کا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا وہ کہنے لگے: اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا۔

﴿وَرَأْسُؤَلُهُ الْمُنَافِقُونَ﴾ اور جب منافق کہنے لگے۔ ﴿خندق کی کھدائی کے دوران نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چٹان پر ضرب لگا کر اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور اس کے بعد یہ بشارت دی کہ فارس، روم، یمن اور حبشہ کے ممالک مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔ جب کافروں نے حملہ کیا تو ان کے لشکر دیکھ کر مغرب بن قثیر کہنے لگا کہ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو ہمیں فارس اور روم کی فتح کا وعدہ دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی یہ مجال بھی نہیں کہ اپنے ڈیرے سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکا ہے۔ اس کے علاوہ منافقوں نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ان کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا یہ عقیدہ مضبوط ہوتا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سچے رسول ہیں تو وہ کبھی یہ بات اپنی زبان پر نہ لاتے۔^(۱)

وَإِذْ قَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا
وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا
هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِنَّ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝۱۳

۱..... البحر المحيط، الاحزاب، تحت الآية: ۱۲، ۲۱۲/۷، مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۱۲، ص ۹۳۵، ملقطاً.

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے مدینہ والو! یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اذن مانگتا تھا یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو! (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں، تو تم واپس چلو اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے یہ کہتے ہوئے اجازت مانگ رہا تھا کہ بیشک ہمارے گھر بے حفاظت ہیں حالانکہ وہ بے حفاظت نہ تھے۔ وہ تو صرف فرار ہونا چاہتے تھے۔

﴿وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ! اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا: اے مدینہ والو!﴾ اس آیت میں ”یثرب“ کا لفظ ذکر ہوا، اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”قرآن عظیم میں کہ لفظ ”یثرب“ آیا وہ رَبُّ الْعِزَّتِ جَلَّ وَعَلَا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے۔ یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا، حضور اقدس، سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ”يَقُولُونَ يَثْرِبٌ وَهِيَ الْمَدِينَةُ“ وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔^(۱)

اور فرماتے ہیں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ”إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمَّى الْمَدِينَةَ طَابَةَ“ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔

مرقاۃ میں ہے: ”الْمَعْنَى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمَّاهَا فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ أَوْ أَمْرَنِيَّهَ أَنْ يُسَمِّيَهَا بِهَا رَدًّا عَلَى الْمُنَافِقِينَ فِي تَسْمِيَّتِهَا بِیَثْرِبَ إِيْمَاءً إِلَى تَثْرِيهِمْ فِي الرُّجُوعِ إِلَيْهَا“ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں مدینہ منورہ کا نام ”طابہ“ رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا رد کرتے ہوئے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ پاک کا نام طابہ رکھیں، کیونکہ منافق مدینہ منورہ کا نام یثرب اس بات

①.....بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب فضل المدینة... الخ، ۶۱۷/۱، الحدیث: ۱۸۷۱، مسلم، کتاب الحج، باب المدینة تنفی شرارہا، ص ۷۱۷، الحدیث: ۴۸۸ (۱۳۸۲)۔

کی جانب اشارہ کرتے ہوئے رکھتے تھے کہ اس کی طرف لوٹنے میں ان کا نقصان ہے۔ (ت) (۱)

اسی میں ہے: ”قَالَ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ حُكِيَ عَنْ عِيْسَى بْنِ دِينَارٍ أَنَّ مَنْ سَمَّاهَا يَثْرِبَ كُتِبَ عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ وَأَمَّا تَسْمِيَتُهَا فِي الْقُرْآنِ يَثْرِبَ فَهِيَ حِكَايَةُ قَوْلِ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ“ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول حکایت کیا گیا ہے کہ جس کسی نے مدینہ طیبہ کا نام ”یثرِب“ رکھا یعنی اس نام سے پکارا تو وہ گناہ گار ہوگا اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن مجید میں مدینہ منورہ کا نام ”یثرِب“ ذکر ہوا، تو اس کے بارے میں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ان منافقین کے قول کی حکایت ہے جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔ (ت) (۲) - (۳)

مدینہ منورہ کو یثرِب کہنے کا شرعی حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کو یثرِب کہنا ناجائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ”مَنْ سَمَّى الْمَدِينَةَ يَثْرِبَ فَلَيْسَتْغْفِرَ اللَّهُ هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ“ جو مدینہ کو یثرِب کہے اس پر توبہ واجب ہے۔ مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ (۴)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: ”فَتَسْمِيَتُهَا بِذَلِكَ حَرَامٌ لِأَنَّ الْإِسْتِغْفَارَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ خَطِيئَةٍ“ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرِب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرِب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔ (۵)

ملا علی قاری رحمۃ الباری مرقاة شریف میں فرماتے ہیں: ”قَدْ حُكِيَ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ تَحْرِيمُ تَسْمِيَةِ الْمَدِينَةِ يَثْرِبَ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ (فَذَكَرَ الْحَدِيثَ الْمَذْكُورَ ثُمَّ قَالَ) قَالَ الطَّبِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: فَظَهَرَ أَنَّ مَنْ يُحَقِّرُ شَأْنَ مَا عَظَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ وَصَفَ مَا سَمَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِيمَانِ بِمَا لَا يَلِيقُ بِهِ يَسْتَحِقُّ

①..... مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب حرم المدينة حرسها الله تعالى، الفصل الاول، ۶۲۲/۵، تحت الحديث: ۲۷۳۸.

②..... مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب حرم المدينة حرسها الله تعالى، الفصل الاول، ۶۲۲/۵، تحت الحديث: ۲۷۳۷.

③..... فتاوى رضوية، كتاب المحظور والباح، ۱۱۷/۲۱، ملقطاً.

④..... مسند امام احمد، مسند الكوفيين، حديث البراء بن عازب رضى الله تعالى عنه، ۴۰۹/۴، الحديث: ۱۸۵۴۴.

⑤..... التيسير شرح جامع الصغير، حرف الميم، ۴۲۴/۲.

اَنْ يُسْمِيَ عَاصِيًا“ ایک بزرگ سے حکایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ کو شرب کہنا حرام ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام احمد نے روایت فرمایا ہے (پھر مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی،) پھر فرمایا: علامہ طیبی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: پس اس سے ظاہر ہوا کہ جو اس کی شان کی تحقیر کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت بخشی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نام دیا اس کا ایسا وصف بیان کرے جو اس کے لائق اور شایانِ شان نہیں تو وہ اس قابل ہے کہ اس کا نام عاصی (گنہگار) رکھا جائے۔ (ت) (۱)۔ (۲)

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: ”بعض اشعار اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اُس وقت اس حدیث و حکم پر اطلاع نہ پائی تھی، جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں، معہذا شرع مطہر شعر و غیر شعر سب پر حجت ہے، شعر شرع پر حجت نہیں ہو سکتا۔ (۳)

﴿لَا مَقَامَ لَكُمْ﴾: (یہاں) تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ ﴿غَزَوْهُ خَنْدَقَ﴾ کے موقع پر کافروں کے لشکر دیکھ کر منافقوں کا حال یہ ہوا کہ ان میں سے ایک گروہ کہنے لگا کہ اے مدینہ والو! رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لشکر میں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں کیونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے لشکر تم پر غالب آجائیں گے، اس لئے عافیت اسی میں ہے کہ تم مدینہ منورہ میں اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جاؤ، اور ان کا دوسرا گروہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ کہہ کر واپسی کی اجازت مانگنے لگا کہ مدینہ منورہ میں ہمارے گھر کمزور ہونے کی وجہ سے محفوظ نہیں اور ہمیں دشمنوں اور چوروں کی طرف سے خطرہ ہے، اس لئے آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں تاکہ ہم ان کی حفاظت کا انتظام کر لیں، اس کے بعد ہم دوبارہ لشکر میں واپس آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ منافقوں کے گھر غیر محفوظ نہ تھے بلکہ وہ لوگ یہ بہانہ بنا کر میدانِ جنگ سے فرار ہونا چاہتے تھے۔ (۴)



①.....مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسہا اللہ تعالیٰ، الفصل الاول، ۶۲۲/۵، تحت الحدیث: ۲۷۳۷.

②.....فتاویٰ رضویہ، کتاب الخطر والاباحۃ، ۱۱۶/۲۱-۱۱۷، ملقطاً۔

③.....فتاویٰ رضویہ، کتاب الخطر والاباحۃ، ۱۱۸/۲۱-۱۱۹.

④.....روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۱۳، ۱۵۱/۷، ملخصاً.

وَلَوْ دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُلِّوا الْفِتْنَةَ لَاتَوْهَا وَمَا
تَلَبَّثُوا بِهَا اِلَّا يَسِيْرًا ۝۳۱

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اگر ان پر مدینہ کی (مختلف) طرفوں سے فوجیں آجائیں پھر ان سے فتنے کا مطالبہ کیا جاتا تو ضرور ان کا مطالبہ دیدیتے اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی سی۔

﴿وَلَوْ دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا﴾ اور اگر ان پر مدینہ کی طرفوں سے فوجیں داخل کر دی جاتیں۔ ﴿اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقوں کا یہ کہنا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، محض ایک بہانہ ہے اور اگر بالفرض مدینہ منورہ کے مختلف اطراف سے فوجیں ان پر حملہ آور ہو جاتیں، پھر ان منافقوں سے یہ مطالبہ کیا جاتا کہ تمہارے بچنے کی صورت یہ ہے کہ تم اسلام سے منحرف ہو جاؤ، تو یہ لوگ ضرور ان کا مطالبہ پورا کر دیتے اور اس مطالبے کو پورا کرنے میں چند لمحوں کی ہی تاخیر کرتے۔

عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا انحصار

معلوم ہوا کہ جب بندہ یقین اور صبر کی کمی کا شکار ہوتا ہے، بزدلی اور انسانوں کا خوف اس پر غالب ہوتا ہے، ہر دینی چیز میں شک کرتا ہے اور کسی دینی حکم پر عمل کرنے کی صورت میں اگر اذیت پہنچنے کا صرف احتمال ہی ہو تو اس سے گھبرانے لگ جاتا ہے، تو اس وقت اس کا دل عقیدے کی کمزوری اور نفاق کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے کے باوجود اگر کسی ہلکی سی تکلیف سے ڈرا کر اس سے کفر و شرک کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس مطالبے کو پورا کرنے میں دیر نہیں لگاتا۔

افسوس! فی زمانہ اسی طرح کی صورت حال مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور ان میں بھی عقیدے کی کمزوری کا مرض عام ہوتا نظر آ رہا ہے اور ان کا حال یہ ہو چکا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے وجود پر کوئی عقلی اعتراضات

کرے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے کے باوجود کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے، قرآن مجید کی حقانیت پر کوئی انگلی اٹھائے اور اسلامی احکام کو اپنی عقل کے ترازو پر تول کر ان کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرے تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے اپنے دین و مذہب سے پھرنے میں دیر نہیں لگاتے اور اگر کسی طرح اپنے دین پر قائم رہیں تو صرف ان اسلامی احکام پر عقل کے لئے تیار ہوتے ہیں جو انہیں اپنی عقل کے مطابق نظر آئیں اور جو ان کی عقل کے برخلاف ہوں تو انہیں جھٹلانے اور دین اسلام کے دامن پر ایک بدنماداغ قرار دینے میں تاخیر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَـلّٰهِ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْتُونَ اِلَّا دُبَارًا ۖ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کے وعدے کا پوچھا جائے گا۔

﴿وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَـلّٰهِ مِنْ قَبْلُ﴾: بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے۔ یعنی جو لوگ مدینہ منورہ میں اپنے گھروں کی طرف لوٹ جانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں، بیشک وہ غزوہ خندق سے پہلے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر چکے تھے کہ وہ دشمنوں کو پیٹھ دکھا کر جنگ سے فرار نہیں ہوں گے، بزدلی کا مظاہرہ نہیں کریں گے اور جو غلطی ہم سے پہلے سرزد ہوئی اسے نہیں دہرائیں گے، لیکن انہوں نے وہ عہد توڑ دیا اور اپنے گھروں میں واپس جانے کی اجازت طلب کرنے لگ گئے۔ یہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اسے پورا نہ کرنے پر سزا دی جائے گی۔^(۱)

①.....روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۱۵، ۱۵۲/۷.

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب عزوجل سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں، لہذا آپ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنا لازم ہے۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذَا لَا تُسْتَعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِيكُمْ مِّنْ اِلٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْعًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۖ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيْرًا ﴿١٧﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی سی۔ تم فرماؤ وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا ابرا چاہے یا تم پر مہر فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار۔

ترجمہ کنزالعرفان: تم فرماؤ: اگر موت یا قتل سے بھاگ رہے ہو تو ہرگز تمہیں یہ بھاگنا نفع نہ دے گا اور اس وقت بھی تمہیں تھوڑی سی دنیا ہی فائدہ اٹھانے کو دی جائے گی۔ تم فرماؤ: وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے گا اگر وہ تمہارا ابرا چاہے یا تم پر رحم فرمانا چاہے اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے اور نہ ہی مددگار۔

﴿قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ﴾ تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا۔ ﴿اِنْ فَرَرْتُمْ﴾ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، آپ ان اجازت طلب کرنے والوں سے فرمادیں کہ اگر تم موت یا قتل ہو جانے کے ڈر سے بھاگ رہے ہو تو اس کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ جو مقدر ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا، اس لئے اگر تمہاری تقدیر میں یہاں موت لکھی ہے تو وہ تمہیں آ ہی جائے گی اور اگر یہاں تمہاری موت کا وقت نہیں آیا ہے تو بھی میدان جنگ سے بھاگ کر صرف اتنے

ہی دن دنیا سے فائدہ اٹھا پاؤ گے جتنے دن تمہاری عمر باقی ہے اور یہ ایک قلیل مدت ہے، تو تم تھوڑی سی مہموم زندگی کیلئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھا رہے ہو۔^(۱)

﴿قُلْ: تَمَّ فَرَاؤُ-﴾ یعنی اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ ان سے فرمادیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہیں قتل اور ہلاک کرنا منظور ہو تو اسے کوئی ٹال ہی نہیں سکتا اور اگر وہ تمہیں امن و عافیت عطا فرما کر تم پر رحم فرمانا چاہے تو کوئی تمہیں قتل اور ہلاک نہیں کر سکتا اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی جانوں کا کوئی حامی نہ پائیں گے اور نہ ہی انہیں کوئی مددگار ملے گا۔^(۲)

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۸

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے۔

ترجمہ کنزالعرفان: بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں: ہماری طرف چلے آؤ اور وہ لڑائی میں تھوڑے ہی آتے ہیں۔

﴿قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ﴾ بیشک اللہ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو دوسروں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ ﴿﴾ شان نزول: یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، اُن کے پاس یہودیوں نے پیغام بھیجا تھا کہ تم کیوں اپنی جانیں ابوسفیان کے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتے ہو، اُس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پاگئے تو تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے، ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ، تم ہمارے بھائی اور ہمسائے ہو اس لئے ہمارے پاس آ جاؤ۔

①.....روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۱۶، ۱۵۳/۷، مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۱۶، ص ۹۳۶، ملقطاً.

②.....مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۱۷، ص ۹۳۶، روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۱۷، ۱۵۳/۷، ملقطاً.

یہ خبر پا کر عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور اس میں انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش کی، مومنین کی ثابت قدمی اور استقلال اور بڑھتا گیا۔^(۱)

اَشْحَۃٌ عَلَیْکُمْؕ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاٰیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ تَدُوْرُ
اَعِیْنُهُمْ کَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِؕ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ
سَلَقُوْکُمْ بِالْاَسِنَّۃِ حِذَا اِشْحَۃٌ عَلٰی الْخَیْرِؕ اُولٰٓئِکَ لَمْ یُؤْمِنُوْا
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْؕ وَكَانَ ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝۱۹

ترجمہ کنزالایمان: تمہاری مدد میں گئی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تمہارے اوپر نکل کرتے ہوئے آتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آتا ہے تو تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہوئی ہو پھر جب ڈر کا وقت نکل جاتا ہے تو مال غنیمت کی لالچ میں تیز زبانوں کے ساتھ تمہیں طعنے دینے لگتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں ہیں تو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿اَشْحَۃٌ عَلَیْکُمْؕ تمہارے اوپر نکل کرتے ہوئے آتے ہیں۔﴾ یعنی منافقوں کا حال یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ

میں ان کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ لوگ بخل کرتے ہیں اور اگر جیسے تیسے لڑائی میں کچھ شرکت کرنا پڑ ہی جائے تو اس وقت ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ خوف سے ان کی آنکھیں ہی گھوم رہی ہوتی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان جنگ میں فتح یاب ہو جاتے ہیں تو پھر مالِ غنیمت لینے کے لیے سب سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جرأت کی جھوٹی داستانیں سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی بہادری دکھائی اور ہماری بہادری کی وجہ سے ہی جنگ میں کامیابی اور غنیمت ملی ہے، لہذا ہمیں غنیمت میں سے زیادہ حصہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اگرچہ اپنی زبانوں سے ایمان کا اقرار کیا ہے لیکن درحقیقت یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں اور چونکہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لئے ان کے تمام ظاہری عمل جہاد وغیرہ سب باطل کر دیئے گئے اور عملوں کو باطل کر دینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

سرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں کا کام ہے

اس سے معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے محبت کا دعویٰ کرنا منافقوں کا کام ہے جبکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ ہر مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائی کا ساتھ دیتا ہے اور زبانی دعوے کرنے کی بجائے عملی مظاہرہ زیادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بولنے کیلئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کیلئے اعضاء دو دودئیے ہیں لہذا آدمی کو چاہیے کہ وہ کلام کم اور کام زیادہ کرے۔

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ
يَوْدُوْنَ ۚ وَالَّذِينَ بَادُوْنَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا
فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۚ

ترجمہ کنزالایمان: وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے۔

ترجہ کنز العرفان: وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر ابھی نہ گئے اور اگر وہ لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کاش، وہ کسی گاؤں میں ہوتے (اور وہیں سے) تمہاری خبروں کے بارے میں پوچھ لیتے اور اگر وہ تم میں رہتے تو جب بھی تھوڑے ہی لڑتے۔

﴿يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا﴾ وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر ابھی نہ گئے۔ ﴿یعنی منافق لوگ اپنی بزدلی اور نامردی کی وجہ سے ابھی تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ کفار قریش، غطفان قبیلے کے لوگ اور یہودی وغیرہ ابھی تک میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں ہیں اگرچہ حقیقت حال یہ ہے کہ وہ بھاگ چکے ہیں اور ان کی بے ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اگر بالفرض کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں تو اب کی بار ان کی آرزو یہ ہوگی کہ یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور مدینہ منورہ آنے جانے والے لوگوں سے تمہاری بارجیت کی خبر پوچھ لیا کریں اور خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں اور اگر انہیں تمہارے درمیان ہی موجود رہنا پڑتا تب بھی ان میں سے تھوڑے لوگ ہی لڑائی کرتے اور وہ بھی صرف ریاکاری یا ذلت کے ڈر سے یا عذر پیش کرنے کے لئے تاکہ انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔^(۱)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝

ترجہ کنز الایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

ترجہ کنز العرفان: بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

۱..... مدارك، الاحزاب، تحت الآية: ۲۰، ص ۹۳۷، حازن، الاحزاب، تحت الآية: ۲۰، ۴۹۱/۳، ملقطاً.

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ عَلَمٌ﴾ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت میں پیروی کیلئے بہترین طریقہ موجود ہے جس کا حق یہ ہے کہ اس کی اقتداء اور پیروی کی جائے، جیسے غزوہ خندق کے موقع پر جن سنگین حالات کا سامنا تھا کہ کفارِ عرب اپنی بھرپور افرادی اور حربی قوت کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے اچانک نکل پڑے تھے اور ان کے حملے کو پسا کرنے کے لئے جس تیاری کی ضرورت تھی اس کے لئے مسلمانوں کے پاس وقت بہت کم تھا اور افرادی قوت بھی اس کے مطابق نہ تھی، خوارک کی اتنی قلت ہو گئی کہ کئی کئی دن فاقہ کرنا پڑتا تھا، پھر عین وقت پر مدینہ منورہ کے یہودیوں نے دوستی کا معاہدہ توڑ دیا اور ان کی غداری کی وجہ سے حالات مزید سنگین ہو گئے، ایسے ہوشِ رُبا حالات میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی کیسی شاندار سیرت پیش فرمائی کہ قدم قدم پر اپنے جانثار صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ ساتھ موجود ہیں، جب خندق کھودنے کا موقع آیا تو اس کی کھدائی میں خود بھی شرکت فرمائی، چٹانوں کو توڑا اور مٹی کو اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا، جب خوارک کی قلت ہوئی تو دوسرے مجاہدین کی طرح خود بھی فاقہ کشی برداشت فرمائی اور اس دوران اگر صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے فاقے کی تکلیف سے پیٹ پر ایک پتھر باندھا تو سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک شکم پر دو پتھر بندھے ہوئے نظر آئے۔ شدید سردی کے باوجود ہفتوں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ساتھ میدانِ جنگ میں قیام فرمایا۔ جب دشمن حملہ آور ہوا تو اس کے لشکر کی تعداد اور حربی طاقت کو دیکھ کر پریشان نہیں ہوئے بلکہ عزم و ہمت کا پیکر بنے رہے اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جب بنو قریظہ کے بارے میں خبر ملی کہ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے تو اسے سن کر مُقَدَّس جبین پر بل نہیں پڑے اور منافق لوگ مختلف حیلوں کے ذریعے میدانِ جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے لگے تب بھی پریشان نہ ہوئے اور استقامت کے ساتھ ان تمام حالات کا مقابلہ فرماتے رہے، جنگ میں ثابت قدمی اور شجاعت دکھائی، اس میں آنے والی سختیوں کا صبر و ہمت سے مقابلہ کیا، اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔ ان تمام چیزوں کے پیشِ نظر مسلمانوں کو فرمایا گیا کہ اے مسلمانو! تمہیں چاہئے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کی پیروی کرو اور یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی یاد، اس سے امید اور قیامت کی دہشت ہوگی۔

نوٹ: یہ آیت مبارکہ اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے اور اس موقع

کے علاوہ بھی سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ کے ان تمام اُمور میں پیروی کا حکم ہے جو آپ کی خصوصیت نہیں ہیں۔

تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی اور اطاعت کا حکم

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت و فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا اَتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَاٰخُذُوْهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (۱)

ترجمہ کنز العرفان: اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲)

ترجمہ کنز العرفان: اے حبیب! افراد کو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جا گنا حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقش قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کامل طریقے سے پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سید رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی

صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سید المرسلین صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی سیرت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کو اپنی زندگی کا اولین مقصد بنایا ہوا تھا اور ان کے نزدیک تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اقوال، افعال اور احوال کی پیروی کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز اور کوئی نہ تھی، یہاں اسی سے متعلق صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے 5 واقعات ملاحظہ ہوں

(1)..... غزوۂ احزاب میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ کفار کی خبر لائیں، لیکن ان سے چھپڑ چھاڑ نہ کریں، وہ آئے تو دیکھا کہ ابوسفیان آگ تاپ رہے ہیں، کمان میں تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا، لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا حکم یاد آ گیا اور رک گئے۔^(۱)

(2)..... پہلے یہ دستور تھا کہ جب صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سفرِ جہاد میں کسی منزل پر قیام فرماتے تھے تو ادھر ادھر پھیل جاتے تھے، ایک بار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ مُتَفَرِّق ہونا شیطان کا کام ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس کی اس شدت سے پابندی کی کہ جب بھی منزل پر اترتے تھے تو اس قدر سمٹ جاتے تھے کہ اگر ایک چادر تان لی جاتی تو سب کے سب اس کے نیچے آ جاتے۔^(۲)

(3)..... حضرت محمد بن اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہایت بڑی عمر کے صحابی تھے، لیکن جب بازار سے پلٹ کر گھر آتے اور چادر اتارنے کے بعد یاد آتا کہ انہوں نے مسجدِ نبوی میں نماز نہیں پڑھی تو کہتے کہ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی مسجد میں نماز نہیں پڑھی، حالانکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو شخص مدینہ میں آئے تو جب تک اس مسجد میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لے گھر واپس نہ جائے، یہ کہہ کر چادر اٹھاتے اور مسجدِ نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کے گھر واپس آتے۔^(۳)

(4)..... حضرت حمران بن ابان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: ہم حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھے، آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور جب وضو کر کے فارغ ہوئے تو مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا؟ پھر (خود ہی جواب دیتے ہوئے) فرمایا: ”جس طرح میں نے وضو کیا اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے وضو فرمایا تھا اور اس کے بعد مسکرائے تھے۔“^(۴)



①..... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۃ الاحزاب، ص ۹۸۸، الحدیث: ۹۹ (۱۷۸۸)۔

②..... ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر وسعته، ۵۸/۳، الحدیث: ۲۶۲۸۔

③..... اسد الغابہ، باب المیم والحاء، محمد بن اسلم، ۵/۸، ملقطاً۔

④..... مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۱۳۴/۱، الحدیث: ۴۳۰۔

(5)..... حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات شریف کس دن ہوئی؟ (1)

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آرزو تھی کہ کفن اور یوم وفات میں حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موافقت ہو۔ زندگی میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع تو کرتے ہی تھے وہ وفات میں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی اتباع چاہتے تھے۔ (2)

حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ہر ایک کے لئے کامل نمونہ ہے۔

یاد رہے کہ عبادات، معاملات، اخلاقیات، سختیوں اور مشقتوں پر صبر کرنے میں اور نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں، الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر پہلو کے اعتبار سے تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی اور سیرت میں ایک کامل نمونہ موجود ہے، لہذا ہر ایک کو اور بطور خاص مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اقوال میں، افعال میں، اخلاق میں اور اپنے دیگر احوال میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سیرت پر عمل پیرا ہوں اور اپنی زندگی کے تمام معمولات میں سید العالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کریں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی کتاب ”شان حبیب الرحمن“ میں اس آیت پر بہت پیارا کلام فرمایا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سرکارِ ابد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک ذات ہر درجے اور ہر مرتبے کے انسان کے لئے نمونہ ہے، جیسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے توکل کا حال یہ تھا کہ دو دو ماہ تک گھر میں آگ نہیں جلتی، صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا، تو امت کے مساکین کو چاہئے کہ ان مبارک حالات کو دیکھیں اور صبر سے کام لیں۔

جو سلطنت اور بادشاہت کی زندگی گزار رہا ہے، تو وہ ان حالات کا ملاحظہ کرے کہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا، تمام وہ کفار سامنے حاضر ہیں جنہوں نے بے انتہا تکلیفیں پہنچائی تھیں، آج موقع تھا کہ ان تمام گستاخوں سے بدلہ لیا جائے مگر ہوا یہ کہ فتح فرماتے ہی عام معافی کا اعلان فرما دیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کو امن ہے، جو اپنا دروازہ

①..... بخاری، کتاب الجنائز، باب موت يوم الاثنين، ۴۶۸/۱، الحدیث: ۱۳۸۷.

②..... عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب موت يوم الاثنين، ۳۰۰/۶، تحت الحدیث: ۱۳۸۷.

بند کر لے اس کو امن ہے، جو ہتھیار ڈال دے اس کو امن ہے، الغرض، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس بھائیوں نے چند گھنٹے ظلم و ستم کیا جس کے نتیجے میں ایک مختصر عرصے تک آپ آزمائشوں میں مبتلا رہے اور جب وہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سلطنت میں غلہ لینے حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ”لَا تَثْرِبَ عَلَیْکُمْ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ“ آج تم پر کوئی سختی نہ ہوگی، اللہ تمہاری مغفرت فرمادے۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے 13 سال تک اپنے اوپر اہل مکہ کی سختیاں برداشت کیں، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ان کے گھر والے اور ان حضرات کی جان و مال، عزت و آبرو سب ہی خطرے میں رہے اور آخر کار دیس کو چھوڑ کر پردیسی ہونا پڑا، مگر جب اپنا موقع آیا تو سب کو معاف فرمادیا، لہذا قیامت تک کے سلاطین اس کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔

اگر کوئی مالدار یا اور خوشحالی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ان حالات کو ملاحظہ کرے کہ ایک شخص کے کھیت میں لمبی مکڑی پیدا ہوئی، تحفہ کے طور پر بارگاہ میں حاضر کی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے عوض میں ایک اپ بھرسونا عنایت فرمایا۔ ایک بار بکریوں سے بھرا ہوا جنگل حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں آیا، کسی نے عرض کی: یا حبیب اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اب اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت ہی مالدار بنادیا۔ ارشاد فرمایا: ”تو نے میری مالدار کیا دیکھی؟ عرض کی: اس قدر بکریاں ملکیت میں ہیں۔ ارشاد فرمایا: جاسب تجھ کو عطا فرمادیں۔ وہ اپنی قوم میں یہ مال لے کر پہنچے اور قوم والوں سے کہا: اے لوگو! ایمان لے آؤ، رب کی قسم! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر کا خوف نہیں فرماتے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بار اتنا دیا کہ وہ اٹھانہ سکے، لہذا مالدار یہ واقعات اپنے خیال میں رکھیں اور زندگی گزاریں۔

اگر کسی کی زندگی اہل و عیال کی زندگی ہے تو وہ یہ خیال کرے کہ میری تو ایک یا دو یا زیادہ سے زیادہ چار بیویاں ہیں اور کچھ اولاد مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی 9 بیویاں ہیں، اولاد اور اولاد کی اولاد، غلام، لونڈیاں، مٹوسلین اور مہمانوں کا ہجوم ہے، پھر کس طرح ان سے برتاؤ فرمایا اور اسی کے ساتھ ساتھ کس طرح رب عز و جل کی یاد فرمائی۔

اگر کوئی تارک الدنیا اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو غارِ حرا کی عبادت، وہاں کی ریاضت، دنیا کی بے رغبتی کو دیکھے۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قوت و طاقت کا یہ حال ہے کہ جنگِ خُنَین میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خنجر پر تہارہ گئے، مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، کفار نے خنجر کو گھیر لیا، حضرت عباس اور ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ

عَنْهُمْ بَاگ پکڑے ہوئے تھے، جب ملاحظہ فرمایا کہ کفار نے یلغار کی ہے تو فخر سے اترے اور فرمایا: ہم جھوٹے نبی نہیں ہیں، ہم عبدالمطلب کے پوتے ہیں، اس پر کسی کی ہمت اور جرأت نہ ہوئی کہ سامنے ٹھہر جاتا۔ ابورکانہ عرب کا مشہور پہلوان تھا، جو کبھی بھی کسی سے مغلوب نہ ہوتا تھا، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار اسے زمین پر دے مارا، وہ اسی پر حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مداح بن گیا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رحم و کرم کا یہ حال کہ نہ کبھی کسی کو برا فرمایا نہ خادم یا اہل خانہ کو ہاتھ سے مارا (لہذا طاقت اور قوت رکھنے والے ان حالات پر غور کریں) غرض کہ ساری قومیں (اور ہر مرتبے کے انسان سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارک کو) اپنے لئے نمونہ بنا کر دنیا میں آرام اور ہدایت سے رہ سکتے ہیں۔^(۱)

وَلَسَّارَ الْمُؤْمِنُونَ الْاَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا ط

ترجمہ کنزالایمان: اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور جب مسلمانوں نے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہ ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس بات نے ان کے ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونے کو اور زیادہ کر دیا۔

﴿وَلَسَّارَ الْمُؤْمِنُونَ الْاَحْزَابَ﴾: اور جب مسلمانوں نے لشکر دیکھے۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں منافقوں کی بزدلی، بے ہمتی اور حیلے بہانوں کا بیان کیا گیا اور اب یہاں سے باہمت مومنوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب غزوہ خندق کے دن مسلمانوں نے کفار کے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہ ہے جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وعدہ دیا تھا کہ تمہیں شدت اور مصیبت پہنچے گی اور تم آ زمائش میں ڈالے جاؤ گے اور پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے لیکن آخر میں تم ہی غالب آؤ گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسْتَهْزِئُونَ ۚ وَالضَّرَآءُ وَرُلُّوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ^(۱)

ترجمہ کنز العرفان: کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تم پر پہلے لوگوں جیسی حالت نہ آئی۔ انہیں سختی اور شدت پہنچی اور انہیں زور سے ہلا ڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے کہہ اٹھے: اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے ارشاد فرمایا: ”آئندہ نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس مدت کے پورا ہونے پر لشکر آ گئے تو کہا: یہ ہے وہ جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وعدہ دیا تھا۔“ اور اس کے تمام وعدے سچے ہیں، سب یقینی طور پر واقع ہوں گے، ہماری مدد بھی ہوگی، ہمیں غلبہ بھی دیا جائے گا اور مکہ مکرمہ، روم اور فارس بھی ہمارے ہاتھوں فتح ہوں گے اور ان لشکروں کے آنے نے ان کے اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے میں اور اضافہ کر دیا۔ ^(۲)

مَنْ الْبُؤْسَيْنِ رَجُلًا صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَبِهِمْ مَن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ^(۲۳)

ترجمہ کنز الایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت

① بقرہ: ۲۱۴.

② مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۲، ص ۹۳۷، حازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۲، ۴۹۲/۳، ملقطاً.

پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بد لے۔

ترجمہ کنزالعرفان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی ابھی انتظار کر رہا ہے اور وہ بالکل نہ بد لے۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا﴾: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا۔ ﴿﴾ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب اور دیگر چند صحابہ کرام رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے نذر مانی تھی کہ وہ جب رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جہاد میں شرکت کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ ان کے بارے میں اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور ان میں سے کوئی ثابت قدمی کے ساتھ جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حضرت حمزہ اور حضرت مصعب رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور کوئی ابھی (جہاد پر ثابت قدمی کے باوجود) شہادت کا انتظار کر رہا ہے، جیسے کہ حضرت عثمان اور حضرت طلحہ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا، اور یہ حضرات بالکل نہ بد لے بلکہ شہید ہو جانے والے بھی اور شہادت کا انتظار کرنے والے بھی دونوں اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے جبکہ منافق اور دل کے بیمار لوگ اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔^(۱)

حضرت انس رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میرے چچا حضرت انس بن نضر رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ بدر کے موقع پر موجود نہ تھے، یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، آپ نے مشرکین کے ساتھ جو پہلی جنگ لڑی تھی میں اس میں موجود نہ تھا، اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے جنگ آزمانی کا پھر موقع دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور دکھادے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کی معرکہ آرائی کا دن آیا اور بعض مسلمان جنگ کے میدان میں ٹھہر نہ سکے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور عرض کی: یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں اُس حرکت سے علیحدگی کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے بعض ساتھیوں سے سرزد ہوئی اور میں اُس فعل سے بیزار ہوں جس کے یہ مشرکین مُرتکب ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے مشرکین کی جانب پیش قدمی فرمائی تو راستے میں حضرت سعد بن معاذ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے فرمایا: اے سعد بن معاذ! رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، نضر کے رب عَزَّوَجَلَّ

①.....مدارک، الاحزاب، تحت الآية: ۲۳، ص ۹۳۷-۹۳۸.

کی قسم! مجھے اُحد کی اس جانب سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں ان کا حال یوں عرض کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جو جو انمردی حضرت انس بن نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دکھائی وہ میری بساط سے باہر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب (جنگ کے بعد) ہم نے حضرت انس بن نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامِ شہادت نوش کئے ہوئے پایا تو ان کے جسم پر 80 سے زیادہ تلواروں، تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔ مشرکین نے ان کے کان اور ناک وغیرہ کاٹ لئے تھے جس کے باعث انہیں کوئی پہچان نہ سکا البتہ صرف ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمارا خیال اور گمان ہے کہ یہ آیت ”مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ“ ان کے بارے میں اور ان جیسے حضرات ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔^(۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لائے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے جو کہ شہید ہو کر راستے میں پڑے ہوئے تھے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
اللَّهُ عَلَيْهِ فَبِئْسَ مَا قَضَىٰ نَجْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّن
يَنْتَظَرُ ۖ وَمَا بَدَلُوا تَبَدُّلًا^(۲)

ترجمہ کنز العرفان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں
نے اس عہد کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان
میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی ابھی انتظار کر رہا ہے
اور وہ بالکل نہ بدلے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہیں، تو تم ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، قیامت تک جو شخص بھی ان کو سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔“^(۳)

①.....بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب قول اللہ تعالیٰ: من المؤمنین رجال صدقوا... الخ، ۲/۲۵۵، الحدیث: ۲۸۰۵.

②.....احزاب: ۲۳.

③.....مستدرک، کتاب التفسیر، زیارة قبور الشهداء ورد السلام منهم الی یوم القیامة، ۲/۶۲۹، الحدیث: ۳۰۳۱.

لَيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ دے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق دے۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿لَيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ﴾: تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے۔ یعنی غزوہ احزاب میں جو امور واقع ہوئے جیسے مخلص ایمان والوں نے اخلاص کے ساتھ عمل کئے اور منافقوں نے نفاق سے متعلق اپنی روایت کو برقرار رکھا، یہ سب اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے، ایمان والوں کو دنیا میں اقتدار عطا فرمائے اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف انہیں فتح نصیب کرے جبکہ آخرت میں انہیں اچھا ثواب دے اور جنت کی دائمی نعمتوں میں ہمیشہ کے لئے رکھے اور منافقوں سے جو اقوال اور افعال سرزد ہوئے ہیں اس پر اگر چاہے تو انہیں عذاب دے یا ان میں سے جو لوگ توبہ کر لیں ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے گناہوں کو چھپانے والا اور اسے جنت و ثواب دے کر اس پر رحم فرمانے والا ہے۔^(۱)

یاد رہے کہ جو منافق دنیا میں اپنے نفاق سے سچی توبہ کر لیں گے ان پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے آخرت میں عذاب نہ فرمائے گا اور جو اپنے کفر و نفاق سے توبہ کئے بغیر مر گیا تو اسے آخرت میں عذاب ضرور ہوگا۔

راہ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قربانیاں دیتے ہیں اور

۱..... ابو سعود، الاحزاب، تحت الآیة: ۲۴، ۳۱۶/۴، روح البیان، الاحزاب، تحت الآیة: ۲۴، ۱۶۰/۷، ملتقطاً.

اس راہ میں آنے والی سختیوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ضائع نہیں فرماتا بلکہ اپنی شانِ کریمی سے اُن ایمان والوں کو دنیا میں بھی بہترین صلہ عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ترین اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ ان کی قربانیوں کا جو صلہ دنیا میں عطا کیا گیا وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ سینکڑوں برس گزر جانے کے باوجود بھی دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے، زمانہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے مگر ان کا ذکر خیر آج تک نہ مٹ سکا اور اِنْ شَاءَ اللہ قیامت تک نہ مٹ سکے گا۔

وَسَادَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۖ وَكَفَى اللَّهُ
الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝۲۵

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت دی اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ واپس لوٹا دیا، انہیں کچھ بھی بھلائی نہ ملی اور اللہ مسلمانوں کیلئے لڑائی میں کافی ہو گیا اور اللہ قوت والا، عزت والا ہے۔

﴿وَسَادَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ﴾ اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ واپس لوٹا دیا۔ یعنی غزوہ احزاب میں جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش اور غطفان وغیرہ کے لشکروں کو ان کے دلوں کی جلن اور حسرت کے ساتھ واپس لوٹا دیا اور ان کا حال یہ ہوا کہ جن ناپاک ارادوں کے ساتھ ان لوگوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی ان میں سے کوئی بھی پورا نہ ہوا اور وہ اپنے مقاصد میں ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹ گئے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے لڑائی میں کافی ہو گیا چنانچہ مسلمانوں کو کافروں کے خلاف باقاعدہ لڑنا نہیں پڑا اور دشمن نصرت الہی اور ہوا کی سختیوں سے بھاگ نکلے اور اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے ہر ارادے کو ظاہر فرمانے پر قوت رکھنے والا اور ہر چیز پر غالب اور عزت والا ہے۔^(۱)

۱..... روح البیان، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۵، ۷/۱۶۰-۱۶۱، حازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۵، ۳/۴۹۳، ملتنقطاً.

اللہ تعالیٰ کی قدرت و شان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں جو واحد ہے، جس کا شکر غالب ہے، جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا کافروں کی جماعتوں کو شکست دی، اس کے سوا کوئی چیز (باقی) نہیں ہے۔“^(۱)

حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دن کفار کے لشکروں کے خلاف یوں دعا فرمائی: اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، کتاب کو نازل کرنے والے، جلد حساب کرنے والے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ان لشکروں کو شکست دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے۔^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب عَزَّوَجَلَّ چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑی کے کزور جالے کے وسیلے سے دشمن سے بچالے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کر دے اور ابابیل جیسے چھوٹے سے پرندوں سے ہاتھیوں کو ہلاک فرما دے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝۲۶

ترجمہ کنز الایمان: اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید۔

ترجمہ کنز العرفان: اور جن اہل کتاب نے اُن (مشرکوں) کی مدد کی تھی (اللہ نے) انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، ان میں ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔

۱.....بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب، ۵۵/۳، الحديث: ۴۱۱۴.

۲.....بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب، ۵۵/۳، الحديث: ۴۱۱۵.

﴿وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی انہیں اتارا۔ ﴿اس سے پہلی آیات میں غزوہ احزاب کے احوال بیان ہوئے اور اب یہاں سے بنو قریظہ کے یہودیوں کے ساتھ ہونے والی جنگ کے حالات بیان کئے جا رہے ہیں جنہوں نے رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقابلے میں قریش اور غطفان وغیرہ کے لشکروں کی مدد کی تھی۔

غزوہ بنو قریظہ کے مختصر احوال

غزوہ بنو قریظہ غزوہ خندق کا ایک قسم کا نتیجہ ہے۔ یہ غزوہ سن 4 یا 5 ہجری، ماہ ذی قعدہ کے آخری دنوں میں واقع ہوا۔ یہاں اس کے کچھ احوال پر مشتمل چار احادیث ملاحظہ ہوں:

(1)..... حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: جب رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگ خندق سے واپس لوٹے تو آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمالیا۔ فوراً حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کا سر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا، انہوں نے عرض کی: آپ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ میں نے ابھی نہیں اتارے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اب کدھر کا ارادہ ہے؟“ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ادھر کا، اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فوراً ہی بنو قریظہ کی طرف تشریف لے گئے۔⁽¹⁾

(2)..... حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگ احزاب کے دن ارشاد فرمایا: ”کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں جا کر۔“ چنانچہ بعض حضرات کوراتے میں عصر کا وقت ہو گیا مگر وہ کہنے لگے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے اور بعض حضرات نے راستے میں ہی نماز پڑھ لی اور فرمایا کہ ہمیں نماز پڑھنے سے تو منع نہیں فرمایا گیا۔ جب نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اس صورت حال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی فریق پر بھی ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔⁽²⁾

(3)..... اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب ہم غزوہ احزاب

1..... بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الغسل بعد الحرب والغبار، ۲/۲۵۸، الحدیث: ۲۸۱۳۔

2..... بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب... الخ، ۳/۵۶، الحدیث: ۴۱۱۹۔

سے واپس لوٹے تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ انداز فرمائی: بنوقریظہ میں پہنچنے سے پہلے کوئی شخص ظہر کی نماز نہ پڑھے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وقت ختم ہونے کے خوف سے بنوقریظہ پہنچنے سے پہلے نماز پڑھ لی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: ہم اسی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نماز پڑھنے کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فریقین میں کسی کو ملامت نہیں کی۔^(۱)

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ یہ واقعہ ظہر کی نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد پیش آیا تھا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ لی تھی اور بعض نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو جنہوں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی ان سے آپ نے فرمایا: تم بنوقریظہ میں جا کر ظہر کی نماز پڑھنا اور جنہوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی، ان سے آپ نے فرمایا: تم بنوقریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھنا۔^(۲)

(۴)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: بنوقریظہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصف بنائے جانے پر قلعے سے نیچے اتر آئے کیونکہ فریقین نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منصف تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان کا یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جو مردار نے کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے، ان کی عورتوں اور بچوں کو لوٹڈی غلام بنالیا جائے اور ان کے مال کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جائے۔^(۳)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کے بازار میں خندق کھودی گئی اور وہاں لاکھ اُن سب یہودیوں کی گردنیں ماری گئیں۔ ان لوگوں میں قبیلہ بنو نضیر کا سردار حیجی بن اخطب اور بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا اور یہ لوگ چھ سو یا سات سو جوان تھے جو گردنیں کاٹ کر خندق میں ڈال دیئے گئے۔^(۴)

محمد بن عبد اللہ بن مسعود کے بارے میں مکتوبہ کا ترجمہ

مذکورہ بالا حدیث پاک نمبر ۲ اور ۳ میں نماز کے مسئلے پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ہونے والے جس

①..... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب المبادرۃ بالغزو... الخ، ص ۹۷۴، الحدیث: ۶۹ (۱۷۷۰)۔

②..... شرح نووی علی المسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب المبادرۃ بالغزو... الخ، ۹۸/۶، الجزء الثانی عشر۔

③..... بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب... الخ، ۵۶/۳، الحدیث: ۴۱۲۲۔

④..... جمل، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۶، ۱۶۴-۱۶۵، ملخصاً۔

اختلاف کا ذکر ہوا اس کی وجہ شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس ممانعت کو حقیقت پر محمول کیا اور اسے اس ممانعت پر ترجیح دی جس میں نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے سے منع کیا گیا تھا اسی لئے انہوں نے وقت نکل جانے کی پرواہ نہ کی اور بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے اس ممانعت کو حقیقت پر محمول نہیں کیا بلکہ مقصود پر نظر کی کہ اس کا مقصد بنو قریظہ میں جلد پہنچنا ہے اس لئے انہوں نے راستے میں نماز ادا کر لی۔ اس سے جمہور علماء کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ مجتہد گناہگار نہیں ہوگا اور اگر کسی ایک مسئلے میں دو مجتہدین کا اختلاف ہو تو دونوں میں سے کسی کو بھی ملامت نہیں کی جائے گی (کیونکہ یہاں گناہ کا پہلو نہیں اور) اگر گناہ کا پہلو ہوتا تو پھر گناہ کی وجہ سے ضرور ملامت کی جاتی۔^(۱)

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّكُمْ تَطْوُهَا
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۚ

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے ان کی زمین اور ان کے مکان اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ترجمہ کنز العرفان: اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے مکانات اور ان کے مالوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ﴾ اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین کا وارث بنا دیا۔ یعنی یہودیوں کو تو سزا ملی اور مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ انہیں بنو قریظہ کی کھیتیوں اور باغات کا، ان کے قلعوں اور مکانات کا، ان کے نقد اموال، اثاثہ جات اور موبیشیوں وغیرہ کا مالک بنا دیا اور مزید یہ احسان فرمایا کہ مسلمانوں کو اس زمین کا بھی وارث بنا دیا جس پر ابھی انہوں نے قدم نہ رکھے تھے۔ اس زمین سے کونسی زمین مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد خیبر کی زمین ہے جو غزوہ بنو قریظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مکہ کی زمین ہے۔ تیسرا

①.....فتح الباری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب... الخ، ۳۴۹/۸، تحت الحديث: ۴۱۱۹.

قول یہ ہے کہ روم و فارس کی زمین مراد ہے، اور چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ زمین ہے جو قیامت تک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والی ہے۔^(۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَبِيلًا ۚ وَإِن
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْحَسَنَاتِ
مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ تاکہ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادو۔ ﴿شان نزول﴾: سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے آپ سے دُنیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، جبکہ یہاں تو دنیا سے بے رغبتی اپنے کمال پر تھی اور دنیا کا سامان اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لئے ان کا یہ مطالبہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا۔ اس وقت

①..... روح البیان، الاحزاب، تحت الآية: ۲۷، ۱۶۱/۷، حازن، الاحزاب، تحت الآية: ۲۷، ۴۹۳/۳، ملقطاً.

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی 9 ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھیں۔ ان میں سے 5 کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (2) حضرت حفصہ بنت فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (3) حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (4) حضرت اُم سلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت اُمیہ۔ (5) حضرت سودہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت زَمْعہ۔

اور 4 ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا تعلق قبیلہ قریش کے علاوہ دیگر قبائل سے تھا، اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت جحش اسدیہ۔ (2) حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت حارث ہلالیہ۔ (3) حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت یحییٰ بن اخطب خیبریہ۔ (4) حضرت جویریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بنت حارث مصطلقیہ۔ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی: حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معاملہ میں مشورہ کیسا، میں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بھی یہی جواب دیا۔^(۱)

فقہی مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے وہ اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو احناف کے نزدیک ایک بائذہ طلاق واقع ہوتی ہے۔

نوٹ: طلاق سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لئے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔ ﴿وَ اِنْ تَنْتَهِنْ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الدّٰ اٰمَ الْاٰخِرَۃَ : اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو۔﴾ معلوم ہوا کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اختیار کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے، جسے حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی اور جو حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی نیکیوں کا اجر و ثواب دوسروں سے زیادہ ہے۔



①.....حازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۹۷/۴، ملخصاً.

يُنْسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ
ضِعْفَيْنِ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۳۰

ترجمہ کنزالایمان: اے نبی کی بیویو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دُونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اے نبی کی بیویو! جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی جرأت کرے تو اسے دوسروں کے مقابلے میں دُگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔

﴿يُنْسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ﴾: اے نبی کی بیویو! جو تم میں حیا کے خلاف کوئی کھلی جرأت کرے۔ یہاں آیت میں ”حیا کے خلاف کھلی جرأت“ سے زنا مراد نہیں بلکہ اس سے مراد شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کرنا اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش نہ آنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیویوں کو بدکاری سے پاک رکھتا ہے اور حیاء کے خلاف کھلی جرأت کرنے پر انہیں دُگنا عذاب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی دوسروں کے قصور سے زیادہ سخت قرار دیا جاتا ہے اسی لئے عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ فضیلت رکھتی ہیں اسی لئے اُن کی ادنیٰ بات سخت گرفت کے قابل ہے۔^(۱)

علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں فاحشہ مُّبَیِّنَہ سے مراد گناہِ کبیرہ ہے اور یہ وہم نہ کیا جائے کہ اس سے زنا مراد ہے کیونکہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے معصوم ہیں کہ آپ کی ازواجِ مطہرات اس بے حیائی کی مرتکب ہوں۔۔۔۔۔ یہاں فاحشہ سے مراد شوہر کی نافرمانی کرنا اور گھریلو معاملات میں بے اعتدالی کرنا ہے اور چونکہ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیر

۱.....مدارک، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ص ۹۴۰، حازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۴۹۷/۳، ملقطاً.

سایہ اور زیرِ تربیت رہتی ہیں، ان کے سامنے وحی اترتی اور احکام نازل ہوتے ہیں اور ان کا رتبہ اور مقام عام عورتوں سے بلند ہے، اس لئے ان پر گرفت بھی بہت سخت ہے اور اگر بالفرض وہ کوئی کبیرہ گناہ کر لیں تو جس طرح نیک اعمال پر انہیں دگنا اجر دیا جاتا ہے اسی طرح گناہ پر دگنا عذاب بھی ہوگا۔^(۱)

علامہ احمد صاوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات سے خطاب فرمایا ہے تاکہ ان کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے رتبے کی عظمت ظاہر ہو کیونکہ عتاب اور خطاب میں سختی ان کے بلند رتبے کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ازواجِ مطہرات کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے انتہائی زیادہ قرب حاصل ہے اور یہ جنت میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج ہوں گی، تو جتنا انہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قرب حاصل ہے اتنا ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل ہوگا۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جن کا گمان یہ ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت، آپ سے قرب اور آپ کے ساتھ تعلق شرک ہے۔ (یعنی قرب رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی باتیں کرتے ہی کئی لوگوں کو شرک کی بو آنا شروع ہو جاتی ہے ان کا یہ اعتقاد باطل ہے۔)^(۲)

①..... البحر المحیط، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۲۰۰/۷، ملخصاً.

②..... صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۰، ۱۶۳۶/۵.

مآخذ ومراجع

کلام الہی	قرآن مجید	نمبر
مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی	کنز الایمان	1
مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی	کنز العرفان	2

کتب التفسیر وعلوم القرآن

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	تفسیر طبری	1
ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی، متوفی ۳۷۵ھ	تفسیر سمرقندی	2
ابو اسحاق احمد بن محمد ثعلبی نساہوری، متوفی ۴۲۷ھ	تفسیر ثعلبی	3
امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	تفسیر بغوی	4
ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن عربی، متوفی ۵۴۳ھ	احکام القرآن	5
امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	تفسیر کبیر	6
ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	تفسیر قرطبی	7
ناصر الدین عبداللہ بن ابوعمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	تفسیر بیضاوی	8
امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	تفسیر مدارک	9
علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	تفسیر حازن	10
ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ	البحر المحيط	11
ابوفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	تفسیر ابن کثیر	12
امام جلال الدین محلی، متوفی ۸۶۳ھ و امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر جلالین	13
امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	تفسیر در منثور	14

15	تناسق الدرر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
16	تفسیر ابو سعود	علامہ ابوسعود محمد بن مصطفیٰ عمادی، متوفی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
17	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون جو نیوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
18	روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ
19	تفسیر جمل	علامہ شیخ سلیمان جمل، متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
20	تفسیر صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۲۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
21	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
22	خزانة العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتاب الحدیث و متعلقاته

1	مسند ابو داؤد طیالسی	سلیمان بن داؤد بن جارود فارسی بصری، متوفی ۲۰۴ھ	دار المعرفہ، بیروت
2	مسند امام احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
3	دارمی	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتب العربی، بیروت ۱۴۰۷ھ
4	ادب المفرد	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
5	بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
6	مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ
7	ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
9	ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
10	سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
11	مسند ابی یعلیٰ	امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن ثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ

12	معجم الكبير	امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
13	معجم الاوسط	امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
14	مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفى ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
15	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفى ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
16	سنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفى ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
17	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفى ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
18	شرح السنۃ	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی، متوفى ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
19	مسند الفردوس	ابو منصور شہر دار بن شہر وہ بن شہر دار ولیمی، متوفى ۵۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۶ھ
20	ابن عساکر	امام ابوقاسم علی بن حسن شافعی، متوفى ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
21	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفى ۷۷۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
22	جامع صغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفى ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
23	کنز العمال	علی قلی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفى ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ

کتب شروح الحدیث

1	شرح نووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا عینی بن شرف نووی، متوفى ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
2	فتح الباری	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفى ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
3	عمدة القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفى ۸۵۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
4	مرقاۃ المفاتیح	علی بن سلطان محمد ہروی قاری حنفی، متوفى ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	فیض القدير	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفى ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
6	التیسیر شرح جامع صغیر	علامہ محمد عبدالرؤف مناوی، متوفى ۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی، ریاض ۱۴۰۸ھ
7	مرآة المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفى ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ اسلامیہ، مرکز الاولیاء لاہور

کتاب الفقہ

۱	الجوہرۃ النیرۃ	امام ابوبکر بن علی حدادی، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
۲	در مختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
۳	عالمگیری	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
۴	رد المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
۵	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
۶	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

کتاب التصوف

۱	الزہد	امام عبداللہ بن مبارک مروزی، متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲	الزہد	امام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر الجدید، ۱۴۲۶ھ
۳	رسائل ابن ابی الدنیا	حافظ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد قرشی، متوفی ۲۸۱ھ	مکتبۃ العصریہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
۴	الزہد الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
۵	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
۶	منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی شافعی، متوفی ۵۰۵ھ	مؤسسۃ السیر دان، بیروت ۱۴۱۶ھ
۷	تنبیہ المغتربین	عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرائی، متوفی ۹۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۵ھ

کتاب السیرۃ

۱	شمائل ترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۲	الشفاء	قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
۳	مدارج النبوت	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا، ہند
۴	نسیم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ

5	شرح الزرقانی علی المواہب	محمد بن عبد الباقی بن یوسف زرقانی، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
6	شان حبیب الرحمن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
7	سیرت مصطفیٰ	مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الکتب المتفرقة

1	عیون الحکایات	ابوالفرج عبدالرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
2	اسد الغابہ	ابوالحسن علی بن محمد جزری، متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
3	روض الریاحین	عبد اللہ بن اسعد بن علی یافعی مالکی، متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ

ضممتی فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
451	دیئے جائیں	37	اللہ عزوجل کی نعمت
385	اللہ عزوجل کا ذکر اور اس کی تسبیح واستغفار		بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے
425	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے فضائل	38	اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے
	انبیاء و سید الانبیاء علی نبینا وعلینہم الصلوٰۃ والسلام	187	حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں
138	خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں		اللہ عزوجل کی مشیت و قدرت
	حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ	35	اشیاء کی طبعی تاثیریں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہیں
180	والہ وسلم کے استاد نہیں	434	اس کائنات کا کامل قدرت رکھنے والا ایک ہی خالق موجود ہے
190	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا ہے	596	اللہ تعالیٰ کی قدرت و شان
	علم غیب		اللہ عزوجل کا فضل و کرم
	غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے سے متعلق		اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا
227	اہم کلام	17	اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی اور شان کرم
255	اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	61	نیک اعمال کی جزا المناحض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وحی نازل ہونے سے پہلے اپنی نبوت کی خبر تھی	458	راہ خدا میں قربانیاں دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم
336	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو رو میوں کے غالب آنے کی مدت معلوم تھی	594	اللہ عزوجل کی اطاعت و رضا
415	آیت ”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ كَلِمَتِ السَّاعَةِ“ سے متعلق	124	اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے
521	اہم کلام		زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
451	زکوٰۃ اور صدقات اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیئے جائیں	14	اسلام و مسلمان
492	والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	17	قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت کر دیئے جائیں گے
497	کسی شخص کو حقیر نہیں جانا چاہئے	110	اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر آسان ہوگا
156	فرشتے	119	آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا
180	حضرت جبریل علیہ السلام کو روح اور امین کہنے کی وجوہات	342	عزت و ذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے
532	حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے استاد نہیں	417	ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا جاتا ہے
428	کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی شکل	430	موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت
536	انسان	430	اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق
478	انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان	459	مسلمان بھائی کی آبرو بچانے کی فضیلت
252	جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دیا جائے گا	478	دین اسلام سے روکنے اور ڈور کرنے والوں کے لئے سامان عبرت
305	کفار	38	اسلامی تعلیمات و احکام
319	حکمرانی قائم رکھنے کیلئے فرعون کا طریقہ اور موجودہ دور کے حکمرانوں کا طرز عمل	124	اللہ تعالیٰ کی نعمت ملنے کو صرف مادی اسباب کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے
328	موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت	432	اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملے میں کسی کی پروا نہیں کرنی چاہئے
	قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس کی روش		عورت اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا لحاظ رکھے
	قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسنائے جانے کا واقعہ		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
65	قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت کیسے سنی چاہئے؟	348	کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی امور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟
157	قرآن مجید کے بارے میں ایک عقیدہ	388	اہل کتاب اپنی کتابوں کا مضمون بیان کریں تو سننے والے کو کیا کہنا چاہئے؟
250	لوح محفوظ اور قرآن مجید کے روشن کتاب ہونے میں فرق	389	غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب
472	قرآن کریم کی شان	391	حربی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ
	تلاوت قرآن پاک	414	یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور دیگر کفار کی مخالفت کا حکم
381	قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب	555	نفاق و منافقین
384	تلاوت قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات	578	عقیدے کی کمزوری اور نفاق کا نقصان
479	قرآن مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو احکام	583	صرف زبانی دعوے کرنا اور وقت پر ساتھ نہ دینا منافقوں کا کام ہے
	عبادت		نظریات و معمولات اہلسنت
51	رات میں عبادت کرنے کی ترغیب	203	اولیاء کرام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت
52	رات میں عبادت کرنے کے فوائد	110	آیت ”اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰی“ سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنے والوں کا رد
53	اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	236	مُردوں کے سننے کا ثبوت
53	تھوڑی عبادت کرنے والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب	237	ابوطالب کے ایمان سے متعلق اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تحقیق
	دنیا و آخرت	300	قرآن کریم
203	آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا		
110	آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والا نادان ہے		
306	دنیا کا طلبگار اور آخرت کا خواہش مند برابر نہیں		
309	دنیا کی مذمت پر مشتمل 3 احادیث		
404	اعمال		
	قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت	14	کردیئے جائیں گے
184	حاصل کرنی چاہئے	386	ظاہر و باطن تمام احوال میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب
231	اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں	456	ہمارے اعمال کا فائدہ یا نقصان ہمیں ہی ہوگا
	قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسنائے	458	نیک اعمال کی جزا ملنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
328	جانے کا واقعہ	494	بظاہر معمولی سمجھے جانے والے اعمال کا بھی حساب ہوگا
	جنت	509	آخرت میں اچھی جزا پانے کے لئے ضروری عمل
	جنت کی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام		قیامت
108	کی سنت ہے		قیامت کے دن کچھ مسلمانوں کے اعمال بے وقعت
399	حقیقی بالا خانوں کے اوصاف	14	کردیئے جائیں گے
	جنت میں شادمانی کے نعمات کن لوگوں کو سنائے		اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کا دن مسلمانوں پر
424	جائیں گے؟	17	آسان ہوگا
540	حقیقی نعمتوں سے متعلق دو احادیث		قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان
	نماز	114	کے کام آئے گی
382	نماز بے حیائیوں اور شرعی ممنوعات سے روکتی ہے	351	قیامت کے دن نیک بندوں کے ساتھ حشر
384	تلاوت قرآن اور نماز کی پابندی کے فوائد و برکات	438	نذا فرمانے اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کی صورت
426	نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت		آیت ”إِنَّ اللَّهَ عِنْدَ كَلِمَةِ السَّاعَةِ“ سے متعلق
538	نماز تہجد کے دو فضائل	521	اہم کلام
	ظہار	529	قیامت کے دن کی درازی
558	ظہار سے متعلق 3 شرعی مسائل		عذاب الہی
559	بیوی کو ماں، بہن کہنے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ	163	دنیا کا عیش و عشرت اللہ تعالیٰ کا عذاب دور نہیں کر سکتا
	لے پالک بچے کے احکام		قریبی رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے
	گود لئے ہوئے بچے کے حقیقی باپ کے طور پر اپنا نام	166	کا حکم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
53	اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین	561	استعمال کرنے کا شرعی حکم
	قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسائے جانے	562	بچہ یا بچی گود لینے سے متعلق ایک اہم شرعی مسئلہ
328	کا واقعہ		لواطت و ہم جنس پرستی
	کافر اور مومن کی روح قبض کرتے وقت حضرت عزرائیل	146	عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرنے کی وعیدیں
532	عَلَيْهِ السَّلَام کی شکل	149	لواطت اور ہم جنس پرستی کے نقصانات
570	غزوہ احزاب کا مختصر بیان	217	فطرت سے بغاوت کا نتیجہ
597	غزوہ بنو قریظہ کے مختصر احوال		غزوات
	فضائل و مناقب	570	غزوہ احزاب کا مختصر بیان
	حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	597	غزوہ بنو قریظہ کے مختصر احوال
	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان		متفرق مسائل و احکام
117	امانت داری	320	خوش ہونے اور خوش منانے سے متعلق 3 شرعی احکام
	نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام	348	کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام
131	رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی		شرعی احکام کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہیں کی
280	سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فصاحت	349	جائے گی
	رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکمت	414	حرابی کفار کے ساتھ خرید و فروخت سے متعلق ایک مسئلہ
485	بھرے ارشادات	476	گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام
	نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کی جانے والی	479	قرآن مجید کی تلاوت سننے سے متعلق دو احکام
554	نہ اسے معلوم ہونے والے مسائل		اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی
565	رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مالکیت	492	اطاعت نہیں
	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایمان	576	مدینہ منورہ کو شرب کہنے کا شرعی حکم
565	والوں کے سب سے زیادہ قریبی ہیں	598	مجتہدین میں اختلاف ہونے کے باوجود وہ گناہگار نہیں
	حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی افضلیت		واقعات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
586	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی	569	کا اظہار
588	حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ہر ایک کے لئے کامل نمونہ ہے	303	حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت
108	انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے	566	معاشرے کو امن وامان کا گہوارہ بنانے کا ذریعہ
108	حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت	586	حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت اپنے نفس کی اطاعت پر مقدم ہے
187	حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	586	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی اور اطاعت کا حکم
53	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اجمعین و بزرگان دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُنِیْن	586	صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور سیرتِ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی
73	اپنی راتیں عبادت میں گزارنے والی دو بزرگ خواتین ضروریات زندگی میں صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا اُہد	586	حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کرم نوازی و غریب پروری
56	نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مکانات کی سادگی	586	رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی
131	در بار رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان	586	تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غریب پروری
173	اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے کرامات ظاہر ہونے کا ثبوت	586	حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت
203	اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو بھی غیب کا علم عطا ہوتا ہے	500	چلنے میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت
255		502	گفتگو کرنے میں سید المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
411	سورہ روم کے مضامین	413	حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یقین
470	سورہ لقمان کے مضامین	483	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تعارف
524	سورہ سجدہ کے مضامین	483	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دو فضائل
550	سورہ احزاب کے مضامین	484	حضرت لقمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات
	پچھلی سورت کے ساتھ مناسبت		سورتوں کا تعارف
72	سورہ فرقان کے ساتھ مناسبت	70	سورہ شعراء کا تعارف
177	سورہ شعراء کے ساتھ مناسبت	176	سورہ نمل کا تعارف
249	سورہ نمل کے ساتھ مناسبت	248	سورہ قصص کا تعارف
340	سورہ قصص کے ساتھ مناسبت	339	سورہ عنکبوت کا تعارف
412	سورہ عنکبوت کے ساتھ مناسبت	411	سورہ روم کا تعارف
471	سورہ روم کے ساتھ مناسبت	470	سورہ لقمان کا تعارف
525	سورہ لقمان کے ساتھ مناسبت	523	سورہ سجدہ کا تعارف
	آیات سے معلوم ہونے والی باتیں	550	سورہ احزاب کا تعارف
	آیت ”وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا“ سے معلوم ہونے		سورتوں اور آیتوں کے فضائل
55	والی باتیں	70	سورہ شعراء کی فضیلت
	آیت ”وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ“ سے	427	سورہ روم کی آیت نمبر 17، 18، 19 کی فضیلت
390	متعلق دو باتیں	523	سورہ سجدہ کے فضائل
449	آیت ”قَاتِ ذَٰلَ الْقُرْبٰی حَقَّہُ“ سے متعلق دو باتیں		سورتوں کے مضامین
	سورہ لقمان کی آیت نمبر 4 اور 5 سے معلوم ہونے	70	سورہ شعراء کے مضامین
473	والی باتیں	176	سورہ نمل کے مضامین
	آیات سے معلوم ہونے والے امور اور مسائل و احکام	248	سورہ قصص کے مضامین
		339	سورہ عنکبوت کے مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
388	عیسائیوں اور یہودیوں سے دینی امور میں بحث کرنے کا اختیار کس کو ہے؟	261	آیت ”وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
417	موجودہ دور میں مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت		آیت ”وَنُخْرِجُ مِنْهَا حَافِيًا“ سے معلوم ہونے والے مسائل
508	علماء اور مفتیان کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت	267	آیت ”وَإِنِّي لَهَؤُذُنٌ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
	تقویٰ و پرہیزگاری	281	آیت ”وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي“ سے معلوم ہونے والے مسائل
114	قیامت کے دن پرہیزگار مسلمانوں کی دوستی مسلمان کے کام آئے گی	367	آیت ”وَلَمَّا أَن جَاءَتْ رُسُلُنَا“ سے معلوم ہونے والے احکام
119	عزت و ذلت کا معیار دین اور پرہیزگاری ہے	373	آیت ”وَقَارِئُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
	والدین	376	آیت ”وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
348	کافر والدین کے حقوق سے متعلق 2 شرعی احکام	475	آیت ”وَإِذْ قَالَ لُقْمَنُ لِبَنِيهِ“ سے معلوم ہونے والے مسائل
488	ماں کو باپ پر تین درجے فضیلت حاصل ہے	486	آیت ”يٰٓأَيُّهَا أَقِمِ الصَّلَاةَ“ سے معلوم ہونے والے امور
489	ماں کا حق باپ کے حق پر مقدم ہے	495	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کی جانے والی نذر سے معلوم ہونے والے مسائل
492	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے معاملے میں والدین کی اطاعت نہیں	554	علم و علماء
492	والدین سے متعلق اسلام کی شاندار تعلیمات	223	اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بہت بڑا ذریعہ
	اولاد	328	عالموں اور علم والوں کا حال
66	مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک		
	آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع حاصل ہوگا		
110	اولاد کی تربیت میں قابل لحاظ امور		
503	مجرم کون؟		
543	مال و دولت		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
185	علم والوں کو شکر کرنے کی ترغیب		آخرت میں مسلمانوں کو ان کے مال اور اولاد سے نفع
343	مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب	110	حاصل ہوگا
400	رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب		قارون کا مختصر تعارف، اس کے خزانوں کا حال اور اس
545	صبر کا ثمرہ اور اس کی فضیلت	319	کی روش
	حکمت	321	مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج
415	رومیوں کے غالب آنے کی مدت مبہم رکھنے کی حکمت		قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنساے جانے
426	نماز کیلئے یہ پانچ اوقات مقرر فرمائے جانے کی حکمت	328	کا واقعہ
484	حکمت کی تعریف	539	زائد مال راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت
484	حضرت لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکمت آمیز کلمات		رزقِ حلال
	رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکمت	378	مکڑی کے جالے رزق میں تنگی کا سبب ہوتے ہیں
485	بھرے ارشادات	400	رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب
	عبرت و نصیحت		مصائب و آزمائشیں
65	قرآن مجید کی آیات کے ذریعے کی جانے والی نصیحت		آزمائشیں مقبول بندوں کے درجات کی بلندی کا
	کیسے سننی چاہئے؟	23	سبب ہیں
	مسلمان بھائیوں کو بدنام کرنے والوں کے لئے عبرت		ہر مسلمان کو اس کی ایمانی قوت کے حساب سے آزمایا
89	انگیز دو احادیث	342	جاتا ہے
104	غمی خوشی کی ناجائز رسموں میں مبتلا لوگوں کو نصیحت	343	مصیبتوں پر صبر کرنے کی ترغیب
133	نصیحت قبول کرنا مسلمان کا اور نہ ماننا کافر کا کام ہے	353	مصائب و آلام میں ایمان پر ثبات قدم رہنے کی ترغیب
171	غلط شاعری کرنے والوں اور سننے، پڑھنے والوں کو نصیحت	406	مصیبت کے وقت مخلص مومن اور کافر کا حال
	عذاب یافتہ لوگوں کے انجام سے عبرت و نصیحت	453	پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہونے کا سبب
184	حاصل کرنی چاہئے		صبر و شکر و توکل
231	اجڑی بستیاں عبرت کے نشان ہیں	168	توکل کا معنی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
408	اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے کی مختلف صورتیں	305	موجودہ زمانے کے کفار کو نصیحت
	غرور و تکبر	450	نیوٹا اور تحفہ دینے والوں کے لئے نصیحت
320	تکبر میں مبتلا ہونے کا ایک سبب	466	گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت
321	مال و دولت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج		دین اسلام سے روکنے اور دُور کرنے والوں کے لئے
332	تکبر کرنے اور فساد پھیلانے سے بچیں	478	سامانِ عبرت
497	فخر اور اخیال میں فرق	487	حضرت لقمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں
499	اکڑ کر چلنے کی مذمت	508	علماء اور مفتیانِ کرام سے مسائل پوچھنے والوں کو نصیحت
	خود پسندی و بدشگونی		گناہ و توبہ
	خود پسندی کی مذمت اور اللہ تعالیٰ کی طرف فضل کو	59	بڑے بڑے تین گناہ
204	منسوب کرنے کی ترغیب	61	برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کا معنی
211	بدشگونی لینے کی مذمت	62	گناہوں سے بچی توبہ کرنے کی ترغیب
212	بدشگونی کا بہترین علاج		گناہ چھوڑنے اور دل کو باطنی امراض سے پاک رکھنے
324	خود پسندی کی حقیقت اور اس کی مذمت	233	کی ترغیب
	گانے باجے	287	لوگوں کو گمراہی اور بد عملی کی دعوت دینے والوں کا انجام
474	”هَوِ الصَّيْثُ“ کی وضاحت	304	گناہ کرنے میں لوگوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے
475	گانے بجانے کی مذمت	356	دوسروں کو گمراہ اور گناہوں میں مبتلا کرنے کا انجام
476	گانے کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام	420	بد عقیدگی اور گناہوں کا بنیادی سبب
	شعر و شاعری	466	گناہگار مسلمانوں کے لئے نصیحت
171	غلط شاعری کرنے والوں اور سننے پڑھنے والوں کو نصیحت	468	گناہ کے تین درجے
	دربار رسالت کے شاعر حضرت حسان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ		جھوٹ و حسد
173	کی شان	64	جھوٹی گواہی دینے کی مذمت پر 4 احادیث
173	اشعار فی نفسہ بُرے نہیں	327	رَشک اور حسد کا شرعی حکم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
108	حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مانگی ہوئی دعاؤں کی فضیلت	50	گفتگو کرنا
224	مجبور و لا چار کی دعا		جاہلانہ گفتگو کرنے والے سے سلوک
	مفترقات	501	ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے گفتگو کرنے اور زیادہ باتیں کرنے کی مذمت
19	بری صحبت اور دوستی سے بچنے کی ترغیب		گفتگو کرنے میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم کی سیرت
21	اچھی صحبت اور دوستی اختیار کرنے کی ترغیب	502	بات چیت کرنے کی سنتیں اور آداب
32	عقل خواہشات سے کیسے مغلوب ہو کر چھپ جاتی ہے؟	502	چلنا
56	اسراف اور تنگی کرنے سے کیا مراد ہے؟		سکون اور وقار کے ساتھ چلنے کی ترغیب
129	دوسروں کو تنگ کرنے کے سلسلے میں لوگوں کی روش	50	اکڑ کر چلنے کی مذمت
158	عربی زبان کی فضیلت	499	آہستہ چلنے کی فضیلت اور بہت تیز چلنے کی مذمت
160	حق بات قبول کرنے میں ایک رکاوٹ	500	چلنے کی سنتیں اور آداب
175	زبانی جہاد سے متعلق دو احادیث	501	دعا
240	”دَابَّةُ الْأَرْضِ“ کا تعارف		دعا مانگنے کا ایک ادب
298	دُگنا اجر پانے والے لوگ	107	جنت کی دعا مانگنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے
323	پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت سمجھیں	108	

تلاوتِ قرآن کا حکم اور قرآن مجید کے تقاضے

حضرت عبیدہ مٰلیکی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے قرآن والو! قرآن کو تکلیف نہ بناؤ (یعنی قرآن مجید سے غافل اور بے فکر نہ ہو جاؤ) اور دن رات اس کی ایسے تلاوت کرو جیسے تلاوت کا حق ہے اور اسے پھیلاؤ، اسے خوش آوازی سے پڑھو، اس کے معنی میں غور و فکر کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو اور اس کی تلاوت میں جلد بازی نہ کرو کیونکہ اس (تلاوتِ قرآن) کا بہت ثواب ہے۔

(شعب الایمان، التاسع عشر من شعب الایمان ... الخ، فصل فی

ادمان تلاوتہ، ۲/۳۵۰، الحدیث: ۲۰۰۷)



ISBN 978-969-631-566-7



0126084



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net